www.KitaboSunnat.com

سُنَن ابنِ مَاجَہ (اُردو) (مترجم)

جلد چہارم

أبواب الديات - أبواب الطبّ

أحاديث: 2615 - 3549

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ ساجد

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

دارالسلام

244,6

اســـ ن ســی

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارُالسّلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

❋ الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 ❋ الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 ❋ سویلم فون: 2860422 01

❋ مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 ❋ قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156

❋ مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 ❋ مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155

❋ جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 ❋ الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551

❋ ینبع البحر فون / فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 ❋ خمیس مشیط فون / فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ❋ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 ❋ نیویارک فون: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❋ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7240024-7232400-7111023-7110081 42 0092 فیکس: 7354072

❋ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 موبائل: 0322 8484569-0321 4212174

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

ⓒ مکتبة دارالسلام، ١٤٢٨ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

ابن ماجه، محمد بن يزيد

سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ

ص: ٦٥٢ مقاس: ١٤×٢١ سم

ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)

١-١-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٤)

١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان

ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨

رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨

ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨

١-١-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٤)

جلد چہارم

سُنن ابنِ ماجہ

(مترجم)

أبواب الديات ۔۔ أبواب الطب احادیث: 2615 ۔۔ 3549

تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ
حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ
مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ
حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ
مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ

دارالسلام
DARUSSALAM

بسم الله الرحمن الرحيم

المكتبة الرحمانية
۹۹ ـ جے ماڈل ٹاؤن ـ لاہور
نمبر......17533......

فہرست مضامین (جلد چہارم)

٢١- أَبوَابُ الدِّيَاتِ	دیتوں سے متعلق احکام ومسائل	25
١- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا	باب: مسلمان کوظلم کے طور پر قتل کرنا بڑا گناہ ہے	34
٢- بَاب: هَلْ لِقَاتِلِ مُؤْمِنٍ تَوْبَةٌ	باب: کیا مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟	36
٣- بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ	باب: مقتول کے وارث کو تین میں سے ایک چیز اختیار کرنے کا حق حاصل ہے	40
٤- بَابُ مَنْ قَتَلَ عَمْدًا، فَرَضُوا بِالدِّيَةِ	باب: قتل عمد کی صورت میں وارثوں کی خون بہا لینے پر رضامندی	42
٥- بَابٌ: دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظَةٌ	باب: قتل شبہ عمد کی دیت مغلظ (سخت) ہے	44
٦- بَابُ دِيَةِ الْخَطَإِ	باب: قتل خطا کی دیت	46
٧- بَابُ الدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ عَاقِلَةٌ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ	باب: (قاتل کی) دیت برادری پر ہے، اگر برادری نہ ہوتو بیت المال سے ادا کی جائے	48
٨- بَابُ مَنْ حَالَ بَيْنَ وَلِيِّ الْمَقْتُولِ وَبَيْنَ الْقَوَدِ أَوِ الدِّيَةِ	باب: جو شخص مقتول کے وارث کو قصاص یا دیت نہ لینے دے (اس کا گناہ)	50
٩- بَاب: مَا لَا قَوَدَ فِيهِ	باب: جس صورت میں قصاص نہیں	51
١٠- بَابُ الْجَارِحِ يُفْتَدٰى بِالْقَوَدِ	باب: زخم لگانے والا قصاص کی بجائے فدیہ (دیت) دے دے	52
١١- بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ	باب: نوزائیدہ بچے کی دیت	53
١٢- بَابُ الْمِيرَاثِ مِنَ الدِّيَةِ	باب: دیت میں سے ترکے کی تقسیم	55
١٣- بَابُ دِيَةِ الْكَافِرِ	باب: غیر مسلم کی دیت	57
١٤- بَاب: اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ	باب: قاتل کو وراثت نہیں ملتی	57
١٥- بَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَصَبَتِهَا، وَمِيرَاثُهَا لِوَلَدِهَا	باب: عورت کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے اور اس کا ترکہ اس کی اولاد کے لیے ہے	58

١٦- بَابُ الْقِصَاصِ فِي السِّنِّ	باب: دانت توڑنے کا قصاص	60
١٧- بَابُ دِيَةِ الْأَسْنَانِ	باب: دانتوں کی دیت	61
١٨- بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ	باب: انگلیوں کی دیت	62
١٩- بَابُ الْمُوضِحَةِ	باب: جس زخم سے ہڈی ظاہر ہو جائے	63
٢٠- بَابُ مَنْ عَضَّ رَجُلًا فَنَزَعَ يَدَهُ فَنَدَرَ ثَنَايَاهُ	باب: اگر ایک آدمی دوسرے کو دانت سے کاٹے اور اس کے ہاتھ کھینچنے پر کاٹنے والے کے دانت اکھڑ جائیں (تو کیا حکم ہے؟)	63
٢١- بَاب: لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ	باب: غیر مسلم کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا	65
٢٢- بَاب: لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهِ	باب: باپ کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے	66
٢٣- بَاب: هَلْ يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ؟	باب: کیا غلام کے بدلے میں آزاد کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟	67
٢٤- بَاب: يُقْتَادُ مِنَ الْقَاتِلِ كَمَا قَتَلَ	باب: قاتل جس طرح قتل کرے اس سے اسی طرح قصاص لیا جائے	68
٢٥- بَاب: لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ	باب: قصاص صرف تلوار سے قتل کر کے لیا جائے	69
٢٦- بَاب: لَا يَجْنِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ	باب: کوئی کسی کے جرم کا ذمے دار نہیں	70
٢٧- بَابُ الْجُبَارِ	باب: جن چیزوں میں دیت نہیں	72
٢٨- بَابُ الْقَسَامَةِ	باب: قسامت کا بیان	73
٢٩- بَابُ مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهِ فَهُوَ حُرٌّ	باب: اگر کوئی شخص اپنے غلام کا مثلہ کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا	76
٣٠- بَاب: أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً، أَهْلُ الْإِيمَانِ	باب: مومن قتل کرتے وقت بھی سب لوگوں سے زیادہ تقوے کا خیال رکھتے ہیں	77
٣١- بَاب: اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ	باب: سب مسلمانوں کا خون برابر ہے	78
٣٢- بَابُ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا	باب: ذمی کے قتل کا گناہ	79

٣٣- بَابُ مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلٰى دَمِهِ فَقَتَلَهُ	باب: کسی کو امان دے کر قتل کرنے والے کا بیان	80
٣٤- بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ	باب: قاتل کو معاف کرنا	82
٣٥- بَابُ الْعَفْوِ فِي الْقِصَاصِ	باب: قصاص معاف کرنا	84
٣٦- بَابُ الْحَامِلِ يَجِبُ عَلَيْهَا الْقَوَدُ	باب: اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو	85
٢٢- أَبْوَابُ الْوَصَايَا	**وصیت سے متعلق احکام ومسائل**	87
١- [بَابٌ] وَهَلْ أَوْصٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ	باب: کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟	89
٢- بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ	باب: وصیت کی ترغیب	92
٣- بَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ	باب: وصیت میں ناانصافی کرنا	94
٤- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ	باب: زندگی میں بخل اور مرتے وقت فضول خرچی کی ممانعت	95
٥- بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ	باب: تہائی ترکے کی وصیت	98
٦- بَاب: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ	باب: وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں	100
٧- بَابُ الدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ	باب: وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے	102
٨- بَابُ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُوصِ هَل يُتَصَدَّقُ عَنْهُ؟	باب: جو شخص وصیت کیے بغیر فوت ہو جائے کیا اس کی طرف سے صدقہ کیا جا سکتا ہے؟	104
٩- بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء: ٦]	باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان: ”اور جو محتاج ہو وہ جائز حد تک کھا لے۔“	105
٢٣- أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ	**وراثت سے متعلق احکام ومسائل**	107
١- بَابُ الْحَثِّ عَلَى تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ	باب: علم میراث حاصل کرنے کی ترغیب	110
٢- بَابُ فَرَائِضِ الصُّلْبِ	باب: (ترکے میں) صلبی اولاد کے حصے	110
٣- بَابُ فَرَائِضِ الْجَدِّ	باب: دادا کا حصہ	113
٤- بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ	باب: دادی کا حصہ	114
٥- بَابُ الْكَلَالَةِ	باب: کلالہ کی میراث	116
٦- بَابُ مِيرَاثِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ	باب: مشرکوں کے ترکے میں مسلمانوں کا حصہ کتنا ہے؟	118
٧- بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَاءِ	باب: ولاء کی میراث	120

٨- بَابُ مِيرَاثِ الْقَاتِلِ	باب: وراثت میں قاتل کا حصہ	123
٩- بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ	باب: ذوی الارحام کا بیان	124
١٠- بَابُ مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ	باب: ترکے میں عصبہ کا حصہ	126
١١- بَابُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهُ	باب: جس کا کوئی وارث نہ ہو	127
١٢- بَاب: تَحُوزُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ	باب: عورت کو تین افراد کا ترکہ ملتا ہے	128
١٣- بَابُ مَنْ أَنْكَرَ وَلَدَهُ	باب: اپنے بیٹے کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا	129
١٤- بَاب: فِي ادِّعَاءِ الْوَلَدِ	باب: بچے کا دعوی کرنا	130
١٥- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ	باب: ولاء کو بیچنا یا ہبہ کرنا منع ہے	132
١٦- بَابُ قِسْمَةِ الْمَوَارِيثِ	باب: ترکے کی تقسیم	133
١٧- بَابُ إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ	باب: جو بچہ پیدا ہوکر روئے وہ وارث ہوگا	134
١٨- بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ	باب: کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والا	135
٢٤- أَبْوَابُ الْجِهَادِ	**جہاد سے متعلق احکام ومسائل**	137
١- بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت	142
٢- بَابُ فَضْلِ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ	باب: اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنے کی فضیلت	144
٣- بَابُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا	باب: مجاہد کو سامان مہیا کرنا	145
٤- بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى	باب: اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	147
٥- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ	باب: جہاد نہ کرنے پر سخت وعید	148
٦- بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْجِهَادِ	باب: جو عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوسکے	149
٧- بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: اللہ کی راہ میں مورچہ بند رہنے کی فضیلت	150
٨- بَابُ فَضْلِ الْحَرَسِ وَالتَّكْبِيرِ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: جہاد میں پہرہ دینے اور تکبیر کہنے کی فضیلت	153
٩- بَابُ الْخُرُوجِ فِي النَّفِيرِ	باب: جب (جہاد کے لیے) کوچ کا اعلان کیا جائے تو (جہاد کے سفر میں) نکلنا چاہیے	154
١٠- بَابُ فَضْلِ غَزْوِ الْبَحْرِ	باب: سمندری جہاد کی فضیلت	157
١١- بَابُ ذِكْرِ الدَّيْلَمِ وَفَضْلِ قَزْوِينَ	باب: دَیلم کا ذکر اور قزوین کی فضیلت	159

١٢- بَابُ الرَّجُلِ يَغْزُو وَلَهُ أَبَوَانِ	باب: ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے جہاد کرنا	161
١٣- بَابُ النِّيَّةِ فِي الْقِتَالِ	باب: جنگ میں اخلاصِ نیت	163
١٤- بَابُ ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑے تیار رکھنا	165
١٥- بَابُ الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ [وَتَعَالٰى]	باب: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنا	168
١٦- بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی فضیلت	172
١٧- بَابُ مَا يُرْجٰى فِيهِ الشَّهَادَةُ	باب: کون کون سی موت سے شہادت کا درجہ ملنے کی امید ہے	176
١٨- بَابُ السِّلَاحِ	باب: ہتھیاروں کا بیان	178
١٩- بَابُ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللهِ	باب: اللہ کی راہ میں تیر چلانا	181
٢٠- بَابُ الرَّايَاتِ وَالْأَلْوِيَةِ	باب: جھنڈے اور پرچم	184
٢١- بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ فِي الْحَرْبِ	باب: جنگ میں ریشمی لباس پہننا	186
٢٢- بَابُ لُبْسِ الْعَمَائِمِ فِي الْحَرْبِ	باب: جنگ میں عمامہ پہننا	187
٢٣- بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْغَزْوِ	باب: جنگ کے دوران میں خرید وفروخت	187
٢٤- بَابُ تَشْيِيعِ الْغُزَاةِ وَوَدَاعِهِمْ	باب: مجاہدین کو الوداع کہنا	188
٢٥- بَابُ السَّرَايَا	باب: فوجی دستے	189
٢٦- بَابُ الْأَكْلِ فِي قُدُورِ الْمُشْرِكِينَ	باب: غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا کھانا	191
٢٧- بَابُ الِاسْتِعَانَةِ بِالْمُشْرِكِينَ	باب: (جنگ میں) مشرکوں سے مدد لینا	193
٢٨- بَابُ الْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ	باب: جنگ میں دھوکا	193
٢٩- بَابُ الْمُبَارَزَةِ وَالسَّلَبِ	باب: (جنگ کے شروع میں) انفرادی مقابلہ اور مقتول کا ذاتی سامان	194
٣٠- بَابُ الْغَارَةِ وَالْبَيَاتِ وَقَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ	باب: حملہ کرنا، شبخون مارنا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا	196
٣١- بَابُ التَّحْرِيقِ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ	باب: دشمن کے علاقے میں (درختوں اور مکانوں وغیرہ کو) آگ لگانا	199
٣٢- بَابُ فِدَاءِ الْأُسَارٰى	باب: قیدیوں کا فدیہ	200
٣٣- بَابُ مَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ ثُمَّ ظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ	باب: (مسلمانوں کی) کوئی چیز کافروں کے قبضے میں	

	جانے کے بعد دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ	201
	جائے تو کیا حکم ہے؟	202
٣٤- بَابُ الْغُلُولِ	باب: مال غنیمت میں خیانت	204
٣٥- بَابُ النَّفْلِ	باب: (غنیمت کے حصے کے علاوہ) زائد انعام	
٣٦- بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ	باب: غنیمتوں کی تقسیم کا بیان	206
٣٧- بَابُ الْعَبِيدِ وَالنِّسَاءِ يَشْهَدُونَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ	باب: جہاد میں آزاد مسلمانوں کے ساتھ غلاموں اور عورتوں کی شرکت	206
٣٨- بَابُ وَصِيَّةِ الْإِمَامِ	باب: امام (خلیفہ) کا (فوج کو روانہ کرتے وقت) نصیحت کرنا	208
٣٩- بَابُ طَاعَةِ الْإِمَامِ	باب: امام کی اطاعت	211
٤٠- بَابُ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ	باب: اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں	213
٤١- بَابُ الْبَيْعَةِ	باب: بیعت کا بیان	216
٤٢- بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ	باب: بیعت پر قائم رہنا	219
٤٣- بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ	باب: عورتوں سے بیعت لینا	222
٤٤- بَابُ السَّبَقِ وَالرِّهَانِ	باب: گھوڑ دوڑ کی انعامی رقم کا بیان	224
٤٥- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ	باب: دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے کی ممانعت کا بیان	226
٤٦- بَابُ قِسْمَةِ الْخُمُسِ	باب: خُمس کی تقسیم	226
٢٥- أَبْوَابُ الْمَنَاسِك	**حج وعمرہ کے احکام ومسائل**	229
١- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْحَجِّ	باب: حج کے لیے روانگی کا بیان	233
٢- بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ	باب: حج کی فرضیت	235
٣- بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ	باب: حج اور عمرے کی فضیلت	236
٤- بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ	باب: کجاوے پر سوار ہو کر حج کرنا	238
٥- بَابُ فَضْلِ دُعَاءِ الْحَاجِّ	باب: حاجی کی دعا کی فضیلت	240

٦- بَابُ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ	باب: حج کی ادائیگی کب واجب ہو جاتی ہے؟	242
٧- بَابُ الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ وَلِيٍّ	باب: محرم کے بغیر عورت کا حج	244
٨- بَاب: اَلْحَجُّ جِهَادُ النِّسَآءِ	باب: حج عورتوں کا جہاد ہے	245
٩- بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ	باب: فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا	246
١٠- بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ	باب: زندہ آدمی کی طرف سے حج بدل کرنا، جب اسے (خود حج کرنے کی) طاقت نہ ہو	248
١١- بَابُ حَجِّ الصَّبِيِّ	باب: بچے کا حج	251
١٢- بَابُ النُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ تُهِلُّ بِالْحَجِّ	باب: نفاس اور حیض والی عورت کا احرامِ حج	251
١٣- بَابُ مَوَاقِيتِ أَهْلِ الْآفَاقِ	باب: آفاقی لوگوں کے میقات	253
١٤- بَابُ الْإِحْرَامِ	باب: احرام کا بیان	254
١٥- بَابُ التَّلْبِيَةِ	باب: لبیک پکارنا	256
١٦- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ	باب: لبیک بلند آواز سے پکارنا چاہیے	258
١٧- بَابُ الظِّلَالِ لِلْمُحْرِمِ	باب: احرام والے کا سائے میں آنا	260
١٨- بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ	باب: احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا	260
١٩- بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ	باب: احرام والا کون سے کپڑے پہنے؟	262
٢٠- بَابُ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا أَوْ نَعْلَيْنِ	باب: اگر احرام باندھنے والے کو تہبند یا جوتے میسر نہ ہوں تو پاجامہ اور موزے پہن سکتا ہے	263
٢١- بَابُ التَّوَقِّي فِي الْإِحْرَامِ	باب: احرام میں نامناسب کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے	264
٢٢- بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ	باب: محرم اپنا سر دھو سکتا ہے	265
٢٣- بَابُ الْمُحْرِمَةِ تَسْدُلُ الثَّوْبَ عَلٰى وَجْهِهَا	باب: احرام کی حالت میں عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانا	267
٢٤- بَابُ الشَّرْطِ فِي الْحَجِّ	باب: حج میں شرط لگانا	267
٢٥- بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ	باب: حرم شریف میں داخلہ	269
٢٦- بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ	باب: مکہ مکرمہ میں داخلہ	269

٢٧- بَابُ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ	باب: حجر اسود کو بوسہ دینا	271
٢٨- بَابُ مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ	باب: چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرنا	273
٢٩- بَابُ الرَّمَلِ حَوْلَ الْبَيْتِ	باب: طواف کعبہ کے دوران میں رمل کرنا	275
٣٠- بَابُ الْاِضْطِبَاعِ	باب: دایاں کندھا ننگا رکھ کر احرام کی چادر اوڑھنا	278
٣١- بَابُ الطَّوَافِ بِالْحِجْرِ	باب: حطیم کا طواف	278
٣٢- بَابُ فَضْلِ الطَّوَافِ	باب: طواف کعبہ کی فضیلت	280
٣٣- بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الطَّوَافِ	باب: طواف کعبہ کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا	282
٣٤- بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ رَاكِبًا	باب: بیمار سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے	284
٣٥- بَابُ الْمُلْتَزَمِ	باب: ملتزم کا بیان	285
٣٦- بَابُ الْحَائِضِ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ إِلَّا الطَّوَافَ	باب: حیض والی عورت طواف کے سوا تمام اعمال حج ادا کر سکتی ہے	286
٣٧- بَابُ الْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ	باب: حج مفرد ادا کرنا	287
٣٨- بَابُ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ	باب: حج اور عمرے کو ملا کر (ایک احرام کے ساتھ) ادا کرنا	289
٣٩- بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ	باب: حج قران کرنے والے کا طواف	291
٤٠- بَابُ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ	باب: عمرے کے بعد حج تک احرام کھول دینا	293
٤١- بَابُ فَسْخِ الْحَجِّ	باب: حج کی نیت فسخ (کر کے عمرے کی نیت) کرنا	296
٤٢- بَابُ مَنْ قَالَ كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لَهُمْ خَاصَّةً	باب: کیا حج فسخ کرنے کا حکم صرف صحابہ کے لیے تھا؟	299
٤٣- بَابُ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	باب: صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان	300
٤٤- بَابُ الْعُمْرَةِ	باب: عمرے کا بیان	302
٤٥- بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ	باب: ماہ رمضان میں عمرہ کرنا	303
٤٦- بَابُ الْعُمْرَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ	باب: ماہ ذوالقعدہ میں عمرہ کرنا	305
٤٧- بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَجَبٍ	باب: ماہ رجب میں عمرہ کرنا	306
٤٨- بَابُ الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ	باب: تنعیم سے (احرام باندھ کر) عمرہ کرنا	307
٤٩- بَابُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ	باب: بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندھنا	309

٥٠- بَاب: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ	باب: نبی اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟	310
٥١- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى	باب: منیٰ کی طرف روانگی	310
٥٢- بَابُ النُّزُولِ بِمِنًى	باب: منیٰ میں ٹھہرنا	311
٥٣- بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ	باب: منیٰ سے عرفات کی طرف روانگی	312
٥٤- بَابُ الْمَنْزِلِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں ٹھہرنا	313
٥٥- بَابُ الْمَوْقِفِ بِعَرَفَاتٍ	باب: عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ	314
٥٦- بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ	باب: عرفات میں دعا مانگنا	316
٥٧- بَابُ مَنْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ	باب: جو شخص مزدلفہ کی رات فجر سے پہلے عرفات پہنچ جائے (اس کا بھی حج ہو جاتا ہے)	318
٥٨- بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ	باب: عرفات سے روانگی	320
٥٩- بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَاتٍ وَجَمْعٍ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ	باب: جس شخص کو کوئی ضرورت پیش آ جائے، وہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان رک سکتا ہے	321
٦٠- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ	باب: مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا	322
٦١- بَابُ الْوُقُوفِ بِجَمْعٍ	باب: مزدلفہ میں ٹھہرنا	322
٦٢- بَابُ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ جَمْعٍ [إِلَى مِنًى] لِرَمْيِ الْجِمَارِ	باب: جمرات کی رمی کے لیے لوگوں سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ چلے جانا	325
٦٣- بَابُ قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ	باب: جمرات کو کتنی بڑی کنکریاں ماری جائیں؟	327
٦٤- بَاب: مِنْ أَيْنَ تُرْمَى جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ	باب: بڑے جمرے پر کنکریاں کہاں کھڑے ہو کر ماری جائیں؟	329
٦٥- بَاب: إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا	باب: بڑے جمرے کو رمی کر کے اس کے پاس نہ ٹھہرنا	330
٦٦- بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا	باب: سوار ہو کر جمرات کو رمی کرنا	331
٦٧- بَابُ تَأْخِيرِ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ عُذْرٍ	باب: عذر کی وجہ سے رمی کو مؤخر کیا جا سکتا ہے	332
٦٨- بَابُ الرَّمْيِ عَنِ الصِّبْيَانِ	باب: بچوں کی طرف سے رمی کرنا	333
٦٩- بَاب: مَتَى يَقْطَعُ الْحَاجُّ التَّلْبِيَةَ	باب: حاجی لبیک پکارنا کب بند کرے؟	333
٧٠- مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ	باب: جمرۂ عقبہ پر رمی کے بعد آدمی کے لیے کیا حلال	

	ہو جاتا ہے؟	334
٧١- بَابُ الْحَلْقِ	باب: سر منڈوانا	335
٧٢- بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ	باب: سر کے بال جمانا	337
٧٣- بَابُ الذَّبْحِ	باب: قربانی کے جانور ذبح کرنا	338
٧٤- بَابُ مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ	باب: (دس ذوالحجہ کو) حج کے اعمال میں تقدیم وتاخیر	339
٧٥- بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ	باب: ایام تشریق میں جمرات کوری کرنا	340
٧٦- بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ	باب: قربانی کے دن خطبہ دینا	341
٧٧- بَابُ زِيَارَةِ الْبَيْتِ	باب: طواف زیارت کا بیان	346
٧٨- بَابُ الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ	باب: زمزم کا پانی پینا	346
٧٩- بَابُ دُخُولِ الْكَعْبَةِ	باب: کعبہ شریف میں داخل ہونا	348
٨٠- بَابُ الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِي مِنًى	باب: منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنا	349
٨١- بَابُ نُزُولِ الْمُحَصَّبِ	باب: وادیٔ محصب میں ٹھہرنا	650
٨٢- بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ	باب: طواف وداع (رخصت ہوتے وقت آخری طواف)	352
٨٣- بَابُ الْحَائِضِ تَنْفِرُ قَبْلَ أَنْ تُوَدِّعَ	باب: حیض والی عورت طواف وداع کے بغیر روانہ ہوسکتی ہے	352
٨٤- بَابُ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ	باب: رسول اللہ ﷺ کے حج کی تفصیل	354
٨٥- بَابُ الْمُحْصَرِ	باب: جس حاجی کو راستے میں رکاوٹ پیش آجائے	367
٨٦- بَابُ فِدْيَةِ الْمُحْصَرِ	باب: رکاوٹ والے کا فدیہ	368
٨٧- بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ	باب: احرام کی حالت میں سینگی لگوانا جائز ہے	370
٨٨- بَابُ مَا يَدَّهِنُ بِهِ الْمُحْرِمُ	باب: احرام والا کون سا تیل لگا سکتا ہے؟	370
٨٩- بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ	باب: احرام والا فوت ہوجائے تو؟	371
٩٠- بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ	باب: احرام کی حالت میں شکار کرنے کا جرمانہ	372
٩١- بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ	باب: احرام والا کس جانور کو قتل کرسکتا ہے؟	373
٩٢- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الصَّيْدِ	باب: احرام والے کو کون سا شکار کرنا منع ہے؟	375
٩٣- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ إِذَا لَمْ يُصَدْ لَهُ	باب: محرم شکار کا گوشت تب کھا سکتا ہے جب اس	

	کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو	376
٩٤- بَابُ تَقْلِيدِ الْبُدْنِ	باب: قربانی کے اونٹوں کو قلادے پہنانا	377
٩٥- بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ	باب: بکریوں کے گلے میں قلادہ ڈالنا	378
٩٦- بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ	باب: اونٹوں کی کوہان پر زخم کر کے ہدی کا نشان لگانا	378
٩٧- بَابُ مَنْ جَلَّلَ الْبَدَنَةَ	باب: قربانی کے اونٹ کو جھول ڈالنا	379
٩٨- بَابُ الْهَدْيِ مِنَ الْإِنَاثِ وَالذُّكُورِ	باب: قربانی کا جانور مادہ یا نر (دونوں طرح کا) جائز ہے	380
٩٩- بَابُ الْهَدْيِ يُسَاقُ مِنْ دُونِ الْمِيقَاتِ	باب: ہدی کا جانور میقات سے قریب تر مقام سے لے کر جانا	381
١٠٠- بَابُ رُكُوبِ الْبُدْنِ	باب: ہدی کے جانور پر سواری کرنا	381
١٠١- بَابُ فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ	باب: اگر قربانی کا جانور تھک جائے (اور حرم تک سفر کے قابل نہ رہے)	382
١٠٢- بَابُ [أَجْرِ] بُيُوتِ مَكَّةَ	باب: مکہ کے مکان کرائے پر دینا	384
١٠٣- بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ	باب: مکہ مکرمہ کی فضیلت	384
١٠٤- بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ	باب: مدینہ طیبہ کی فضیلت	386
١٠٥- بَابُ مَالِ الْكَعْبَةِ	باب: کعبہ کے مال کا بیان	389
١٠٦- بَابُ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ	باب: مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزے رکھنا	391
١٠٧- بَابُ الطَّوَافِ فِي مَطَرٍ	باب: بارش میں طواف کرنا	391
١٠٨- بَابُ الْحَجِّ مَاشِيًا	باب: پیدل چل کر حج کرنا	392
٢٦- أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ	**قربانی سے متعلق احکام و مسائل**	393
١- بَابُ أَضَاحِيِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ	باب: اللہ کے رسول ﷺ کی قربانی کا بیان	396
٢- بَابُ الْأَضَاحِيِّ وَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا؟	باب: قربانی واجب ہے یا نہیں؟	398
٣- بَابُ ثَوَابِ الْأُضْحِيَّةِ	باب: قربانی کا ثواب	400
٤- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَضَاحِيِّ	باب: کون سی قربانی مستحب ہے؟	401
٥- بَاب: عَنْ كَمْ تُجْزِئُ الْبَدَنَةُ وَالْبَقَرَةُ	باب: اونٹ اور گائے (کی قربانی) کتنے افراد کی طرف سے کفایت کر سکتی ہے؟	403

٦- بَابٌ: كَمْ يُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ عَنِ الْبَدَنَةِ	باب: کتنی بکریاں اونٹ کے برابر ہیں؟	405
٧- بَابُ مَا يُجْزِئُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ	باب: کس عمر کے جانور کی قربانی درست ہے؟	406
٨- بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يُضَحَّى بِهِ	باب: جس جانور کی قربانی دینا مکروہ ہے	409
٩- بَابُ مَنِ اشْتَرَى أُضْحِيَّةً صَحِيحَةً فَأَصَابَهَا عِنْدَهُ شَيْءٌ	باب: اگر قربانی کا جانور صحیح سلامت خریدنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے تو؟	411
١٠- بَابُ مَنْ ضَحَّى بِشَاةٍ عَنْ أَهْلِهِ	باب: گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرنا	412
١١- بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ فِي الْعَشْرِ مِنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ	باب: جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہوا سے (ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں اتارنے چاہئیں	413
١٢- بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الْأُضْحِيَّةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ	باب: نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان	414
١٣- بَابُ مَنْ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ	باب: اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا	416
١٤- بَابُ جُلُودِ الْأَضَاحِيِّ	باب: قربانی کی کھالیں	417
١٥- بَابُ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الضَّحَايَا	باب: قربانیوں کا گوشت کھانا	417
١٦- بَابُ ادِّخَارِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ	باب: قربانیوں کا گوشت رکھ چھوڑنا	418
١٧- بَابُ الذَّبْحِ بِالْمُصَلَّى	باب: عیدگاہ میں جانور ذبح کرنا	419
٢٧- أَبْوَابُ الذَّبَائِحِ	**ذبیحہ سے متعلق احکام ومسائل**	**421**
١- بَابُ الْعَقِيقَةِ	باب: عقیقہ کا بیان	424
٢- بَابُ الْفَرَعَةِ وَالْعَتِيرَةِ	باب: فرعہ اور عتیرہ کی قربانی	427
٣- بَابُ إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ	باب: جب ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو	429
٤- بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الذَّبْحِ	باب: ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا	431
٥- بَابُ مَا يُذَكَّى بِهِ	باب: کس چیز سے ذبح کیا جائے؟	432
٦- بَابُ السَّلْخِ	باب: کھال اتارنا	434
٧- بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ	باب: دودھ والا جانور ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان	435
٨- بَابُ ذَبِيحَةِ الْمَرْأَةِ	باب: عورت کا ذبح کیا ہوا جانور (کھانے میں کوئی حرج نہیں)	436

٩- بَابُ ذَكَاةِ النَّادِّ مِنَ الْبَهَائِمِ	باب: بھاگ نکلنے والے جانور کو ذبح کرنے کا طریقہ	436
١٠- بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ وَعَنِ الْمُثْلَةِ	باب: جانور کو باندھ کر قتل کرنے اور ان کی شکل بگاڑنے کی ممانعت کا بیان	437
١١- بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ	باب: نجاست خور جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان	439
١٢- بَابُ لُحُومِ الْخَيْلِ	باب: گھوڑوں کا گوشت	439
١٣- بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ	باب: پالتو گدھوں کا گوشت	440
١٤- بَابُ لُحُومِ الْبِغَالِ	باب: خچر کا گوشت	443
١٥- بَابٌ: ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ	باب: پیٹ کے بچے کا ذبح ہونا اس کی ماں کا	444
٢٨- أَبْوَابُ الصَّيْدِ	**شکار کے احکام و مسائل**	447
١- بَابُ قَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ	باب: شکار یا کھیتی (کی رکھوالی) کے کتے کے سوا تمام کتے قتل کرنا	448
٢- بَابُ النَّهْيِ عَنِ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ	باب: شکار، کھیتی یا مویشیوں کے کتے کے سوا کوئی کتا رکھنا منع ہے	449
٣- بَابُ صَيْدِ الْكَلْبِ	باب: کتے کا کیا ہوا شکار	451
٤- بَابُ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ [وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ]	باب: مجوس کے کتے کا کیا ہوا شکار اور بالکل سیاہ کتے کا حکم	453
٥- بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ	باب: کمان (اور تیر) سے شکار کرنا	454
٦- بَابُ الصَّيْدِ يَغِيبُ لَيْلَةً	باب: اگر شکار رات بھر لاپتہ رہے	455
٧- بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ	باب: معراض سے شکار کرنا	456
٨- بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ	باب: زندہ جانور کے جسم سے کاٹے ہوئے گوشت کا حکم	457
٩- بَابُ صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَادِ	باب: مچھلیوں اور ٹڈی دل کا شکار	457
١٠- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ قَتْلِهِ	باب: جن جانوروں کو قتل کرنا منع ہے	460
١١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ	باب: کنکری پھینکنے کی ممانعت	461
١٢- بَابُ قَتْلِ الْوَزَغِ	باب: گرگٹ (یا چھپکلی) کو مارنا	463

١٣- بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ	باب: ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے	465
١٤- بَابُ الذِّئْبِ وَالثَّعْلَبِ	باب: بھیڑیے اور لومڑی کا بیان	466
١٥- بَابُ الضَّبُعِ	باب: لگڑ بھگے کا بیان	467
١٦- بَابُ الضَّبِّ	باب: سانڈے کا بیان	468
١٧- بَابُ الْأَرْنَبِ	باب: خرگوش کا بیان	471
١٨- بَابُ الطَّافِي مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ	باب: سمندر کا شکار (مر کر پانی پر) تیر آئے تو کیا حکم ہے؟	473
١٩- بَابُ الْغُرَابِ	باب: کوے کا بیان	474
٢٠- بَابُ الْهِرَّةِ	باب: بلی کا بیان	475
٢٩- أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ	**کھانوں سے متعلق احکام ومسائل**	477
١- بَابُ إِطْعَامِ الطَّعَامِ	باب: کھانا کھلانے کا بیان	479
٢ بَاب: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ	باب: ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہو جاتا ہے	481
٣- بَابُ الْمُؤْمِنِ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ	باب: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے	482
٤- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُعَابَ الطَّعَامُ	باب: کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت کا بیان	483
٥- بَابُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الطَّعَامِ	باب: کھانا کھاتے وقت ہاتھ منہ دھونا	484
٦- بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا	باب: ٹیک لگا کر کھانا کھانے کا بیان	485
٧- بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الطَّعَامِ	باب: کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان	486
٨- بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ	باب: دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے	487
٩- بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ	باب: انگلیاں چاٹنے کا بیان	488
١٠- بَابُ تَنْقِيَةِ الصَّحْفَةِ	باب: پلیٹ صاف کرنا	490
١١- بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيكَ	باب: اپنے سامنے سے کھانا	491
١٢- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ ذُرْوَةِ الثَّرِيدِ	باب: ثرید کے اوپر (درمیان) سے کھانا منع ہے	492
١٣- بَابُ اللُّقْمَةِ إِذَا سَقَطَتْ	باب: اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے؟	493
١٤- بَابُ فَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ	باب: کھانوں پر ثرید کی فضیلت	495

١٥- بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بَعْدَ الطَّعَامِ	باب: کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے کا بیان	496
١٦- بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ	باب: کھانے سے فارغ ہو کر کیا کہنا چاہیے؟	497
١٧- بَابُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ	باب: مل کر کھانا کھانے کا بیان	498
١٨- بَابُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ	باب: کھانے کی چیز میں پھونک مارنا	500
١٩- بَابٌ: إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ	باب: جب خادم کھانا لائے تو اس کھانے میں سے اسے بھی کچھ کھانا دینا چاہیے	500
٢٠- بَابُ الْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ	باب: میز اور دستر خوان پر کھانا کھانے کا بیان	502
٢١- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتَّى يُرْفَعَ، وَأَنْ يَكُفَّ يَدَهُ حَتَّى يَفْرُغَ الْقَوْمُ	باب: کھانا اٹھائے جانے سے پہلے اٹھنا، اور لوگوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ روک لینے کی ممانعت کا بیان	503
٢٢- بَابُ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ	باب: ہاتھ میں (کھانے کی) چکنائی کی بو ہو تو (بغیر ہاتھ دھوئے) سو جانا (منع ہے)	503
٢٣- بَابُ عَرْضِ الطَّعَامِ	باب: کھانا کھانے کی پیش کش کرنا	504
٢٤- بَابُ الْأَكْلِ فِي الْمَسْجِدِ	باب: مسجد میں کھانا کھانے کا بیان	506
٢٥- بَابُ الْأَكْلِ قَائِمًا	باب: کھڑے ہو کر کھانے کا بیان	506
٢٦- بَابُ الدُّبَّاءِ	باب: کدو کا بیان	507
٢٧- بَابُ اللَّحْمِ	باب: گوشت کا بیان	509
٢٨- بَابُ أَطَايِبِ اللَّحْمِ	باب: سب سے عمدہ گوشت	510
٢٩- بَابُ الشِّوَاءِ	باب: بھنے ہوئے گوشت کا بیان	511
٣٠- بَابُ الْقَدِيدِ	باب: خشک گوشت کا بیان	512
٣١- بَابُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ	باب: کلیجی اور تلی	514
٣٢- بَابُ الْمِلْحِ	باب: نمک کا بیان	514
٣٣- بَابُ الِائْتِدَامِ بِالْخَلِّ	باب: سرکے کا سالن کے طور پر استعمال	514
٣٤- بَابُ الزَّيْتِ	باب: زیتون کا تیل	516
٣٥- بَابُ اللَّبَنِ	باب: دودھ کا بیان	516

٣٦- بَابُ الْحَلْوَاءِ	باب: میٹھی چیز کا بیان	518
٣٧- بَابُ الْقِثَّاءِ وَالرُّطَبِ يُجْمَعَانِ	باب: ککڑی اور تازہ کھجوریں ملا کر کھانا	518
٣٨- بَابُ التَّمْرِ	باب: کھجور کا بیان	520
٣٩- بَاب: إِذَا أُتِيَ بِأَوَّلِ الثَّمَرَةِ	باب: جب (فصل کا) پہلا پھل پیش کیا جائے	520
٤٠- بَابُ أَكْلِ الْبَلَحِ بِالتَّمْرِ	باب: تازہ پکی ہوئی کھجور خشک کھجور کے ساتھ کھانا	521
٤١- بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَانِ التَّمْرِ	باب: (ساتھیوں کی موجودگی میں) دو دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت کا بیان	522
٤٢- بَابُ تَفْتِيشِ التَّمْرِ	باب: (کرم خوردہ) کھجوروں کو صاف کر کے کھانا	522
٤٣- بَابُ التَّمْرِ بِالزُّبْدِ	باب: کھجور مکھن کے ساتھ کھانا	523
٤٤- بَابُ الحُوَّارٰى	باب: میدے (کی روٹی) کا بیان	524
٤٥- بَابُ الرُّقَاقِ	باب: باریک چپاتیاں (پھلکے)	525
٤٦- بَابُ الْفَالُوذَجِ	باب: فالوذج	526
٤٧- بَابُ الْخُبْزِ الْمُلَبَّقِ بِالسَّمْنِ	باب: گھی ڈال کر بنائی ہوئی روٹی (پراٹھے) کا بیان	527
٤٨- بَابُ خُبْزِ الْبُرِّ	باب: گندم کی روٹی	529
٤٩- بَابُ خُبْزِ الشَّعِيرِ	باب: جو کی روٹی	529
٥٠- بَابُ الِاقْتِصَادِ فِي الْأَكْلِ وَكَرَاهَةِ الشِّبَعِ	باب: کھانے میں اعتدال کا، اور پیٹ بھر کر کھانے کی کراہت کا بیان	531
٥١- بَاب: مِنَ الْإِسْرَافِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ	باب: ہر مرغوب نفس چیز کھانا بھی فضول خرچی ہے	533
٥٢- بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِلْقَاءِ الطَّعَامِ	باب: کھانا پھینکنے کی ممانعت کا بیان	534
٥٣- بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْجُوعِ	باب: بھوک سے (اللہ کی) پناہ مانگنا	534
٥٤- بَابُ تَرْكِ الْعَشَاءِ	باب: رات کا کھانا ترک کرنا	535
٥٥- بَابُ الضِّيَافَةِ	باب: مہمان نوازی	
٥٦- باب: إِذَا رَأَى الضَّيْفُ مُنْكَرًا رَجَعَ	باب: جب مہمان کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو (کھانا کھائے بغیر) واپس ہو جائے	535 536
٥٧- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السَّمْنِ وَاللَّحْمِ	باب: گوشت اور گھی ملا کر کھانا	538

٥٨- بَابُ مَنْ طَبَخَ فَلْيُكْثِرْ مَاءَهُ	باب: سالن پکاتے وقت زیادہ پانی ڈالیں	539
٥٩- بَابُ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ	باب: لہسن' پیاز اور گندنا کھانا	539
٦٠- بَابُ أَكْلِ الْجُبْنِ وَالسَّمْنِ	باب: پنیر اور گھی کھانا	542
٦١- بَابُ أَكْلِ الثِّمَارِ	باب: پھل کھانا	542
٦٢- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مُنْبَطِحًا	باب: لیٹ کر کھانے کی ممانعت کا بیان	543
٣٠- أبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ	**مشروبات سے متعلق احکام ومسائل**	545
١- بَاب: اَلْخَمْرُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ	باب: شراب ہر برائی کی کنجی ہے	547
٢- بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ	باب: جو شخص دنیا میں شراب پیے' وہ آخرت میں (جنت کی شراب) نہیں پی سکے گا	548
٣- بَابُ مُدْمِنِ الْخَمْرِ	باب: عادی شراب نوش	549
٤- بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ	باب: شراب پینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی	549
٥- بَابُ مَا يَكُونُ مِنْهُ الْخَمْرُ	باب: کس چیز سے بنی ہوئی (نشہ آور) چیز شراب ہوتی ہے؟	551
٦- بَاب: لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلٰى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ	باب: شراب میں دس طرح پر لعنت ہے	552
٧- بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ	باب: شراب کی تجارت کا بیان	553
٨- بَابُ الْخَمْرُ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا	باب: لوگ شراب کا کوئی اور نام رکھ لیں گے	554
٩- بَاب: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ	باب: ہر نشہ آور چیز حرام ہے	555
١٠- بَابُ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ	باب: جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے' اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے	558
١١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ	باب: دو چیزیں ملا کر بنائی ہوئی نبیذ کی ممانعت	559
١٢- بَابُ صِفَةِ النَّبِيذِ وَشُرْبِهِ	باب: نبیذ بنانے اور پینے کی کیفیت	560
١٣- بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْأَوْعِيَةِ	باب: (شراب کے) برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کا بیان	561
١٤- بَابُ مَا رُخِّصَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ	باب: (ان مذکورہ بالا) برتنوں کی اجازت	563
١٥- بَابُ نَبِيذِ الْجَرِّ	باب: مٹکے میں بنی ہوئی نبیذ	564

١٦- بَابُ تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ	باب: برتن ڈھانپ کر رکھنا چاہیے	565
١٧- [بَابُ]الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ	باب: چاندی کے برتن میں کچھ پینا (منع ہے)	566
١٨- بَابُ الشُّرْبِ بِثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ	باب: تین سانس میں پانی پینا	568
١٩- بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ	باب: مشک کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینا	568
٢٠- بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ	باب: مشک کے منہ سے پانی پینا	569
٢١- بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا	باب: کھڑے ہوکر پینا	570
٢٢- بَاب: إِذَا شَرِبَ أَعْطَى الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ	باب: پانی (یا کوئی اور چیز) پی کر اپنے دائیں طرف والے کو دے	571
٢٣- بَابُ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ	باب: (پانی وغیرہ کے) برتن میں سانس لینا	572
٢٤- بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ	باب: پینے کی چیز میں پھونک مارنا (منع ہے)	573
٢٥- بَابُ الشُّرْبِ بِالْأَكُفِّ وَالْكَرْعِ	باب: چلو سے پانی پینا اور منہ لگا کر پانی پینا	574
٢٦- بَابُ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا	باب: دوسروں کو پانی پلانے والا خود سب سے آخر میں پیے	576
٢٧- بَابُ الشُّرْبِ فِي الزُّجَاجِ	باب: شیشے کے برتن میں پانی پینا جائز ہے	576
٣١- أَبْوَابُ الطِّبِّ	**طب سے متعلق احکام ومسائل**	579
١- بَابُ مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً	باب: اللہ نے ہر بیماری کی شفا (حاصل کرنے کے لیے دوا) نازل کی ہے	583
٢- بَابُ الْمَرِيضِ يَشْتَهِي الشَّيْءَ	باب: اگر بیمار کا کسی چیز کو جی چاہے	585
٣- بَابُ الْحِمْيَةِ	باب: پرہیز کا بیان	586
٤- بَاب: لَا تُكْرِهُوا الْمَرِيضَ عَلَى الطَّعَامِ	باب: بیمار کو کھانا کھانے پر مجبور نہ کریں	587
٥- بَابُ التَّلْبِينَةِ	باب: تلبینہ کا بیان	588
٦- بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ	باب: کالا دانہ (کلونجی)	589
٧- بَابُ الْعَسَلِ	باب: شہد کا بیان	591
٨- بَابُ الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ	باب: کھمبی اور عجوہ کھجور	592

٩- بَابُ السَّنَا وَالسَّنُّوتِ باب: سنا کی اور سنوت 595
١٠- بَاب: اَلصَّلَاةُ شِفَاءٌ باب: نماز شفا ہے 596
١١- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ باب: بری دوا (زہر) سے ممانعت 597
١٢- بَابُ دَوَاءِ الْمَشْيِ باب: قبض کشا دوا کا استعمال جائز ہے 598
١٣- بَابُ دَوَاءِ الْعُذْرَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْغَمْزِ باب: گلے پڑنے کا علاج اور (انگلی سے) دبانے کی ممانعت 599
١٤- بَابُ دَوَاءِ عِرْقِ النَّسَا باب: عرق النسا کا علاج 600
١٥- بَابُ دَوَاءِ الْجِرَاحَةِ باب: زخم کا علاج 600
١٦- بَابُ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ باب: علم طب نہ جاننے کے باوجود علاج کرنے والا 602
١٧- بَابُ دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ باب: ذات الجنب کا علاج 603
١٨- بَابُ الْحُمّٰى باب: بخار کا بیان 604
١٩- بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ باب: بخار جہنم کی بھاپ سے ہے' اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو 605
٢٠- بَابُ الْحِجَامَةِ باب: سینگی لگوانے کا بیان 607
٢١- بَابُ مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ باب: سینگی جسم کے کس حصے میں لگائی جائے؟ 609
٢٢- بَاب: فِي أَيِّ الْأَيَّامِ يَحْتَجِمُ باب: کن دنوں میں سینگی لگوانی چاہیے؟ 612
٢٣- بَابُ الْكَيِّ باب: داغنے کا بیان 615
٢٤- بَابُ مَنِ اكْتَوٰى باب: خود کو داغنا 616
٢٥- بَابُ الْكُحْلِ بِالْإِثْمِدِ باب: اثمد سرمہ آنکھوں میں لگانے کا بیان 617
٢٦- بَابُ مَنِ اكْتَحَلَ وِتْرًا باب: طاق عدد میں سرمہ لگانا 619
٢٧- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَّتَدَاوٰى بِالْخَمْرِ باب: شراب سے علاج کرنے کی ممانعت کا بیان 619
٢٨- بَابُ الْاِسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ باب: قرآن کے ذریعے سے حصول شفا 620
٢٩- بَابُ الْحِنَّاءِ باب: مہندی کا بیان 621
٣٠- بَابُ أَبْوَالِ الْإِبِلِ باب: اونٹوں کے پیشاب کا بیان 621
٣١- بَابُ الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ باب: برتن میں مکھی گر جائے تو؟ 622

٣٢- بَابُ الْعَيْنِ	باب: نظر بد کا بیان	623
٣٣- بَابُ مَنِ اسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ	باب: نظر کا دم کروانا	625
٣٤- بَابُ مَا رُخِّصَ فِيهِ مِنَ الرُّقٰى	باب: جو دم جائز ہیں	627
٣٥- بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ	باب: سانپ اور بچھو کا دم	629
٣٦- بَابُ مَا عَوَّذَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا عُوِّذَ بِهِ	باب: نبی ﷺ نے جو دم کیا، اور جو دم آپ کو کیا گیا	630
٣٧- بَابُ مَا يُعَوَّذُ بِهِ مِنَ الْحُمّٰى	باب: بخار کا دم	634
٣٨- بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ	باب: دعا پڑھ کر پھونک مارنا	635
٣٩- بَابُ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ	باب: تعویذ وغیرہ ڈالنا	636
٤٠- بَابُ النُّشْرَةِ	باب: آسیب (اور جن) کے اثر کا علاج	639
٤١- بَابُ الِاسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ	باب: قرآن مجید کے ساتھ حصول شفا	640
٤٢- بَابُ قَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ	باب: دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنا	640
٤٣- بَابُ مَنْ كَانَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ	باب: اچھی فال پسند کرنا اور بدشگونی کو برا جاننا	641
٤٤- بَابُ الْجُذَامِ	باب: کوڑھ کا مرض	644
٤٥- بَابُ السِّحْرِ	باب: جادو کا بیان	645
٤٦- بَابُ الْفَزَعِ وَالْأَرَقِ وَمَا يُتَعَوَّذُ مِنْهُ	باب: پریشانی اور بے خوابی اور جن چیزوں سے اللہ کی پناہ لی جاتی ہے	648

دیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کے احکام و مسائل

✱ **دِیت کی لغوی تعریف:** الدية : وذی یدی سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں: خون بہا، یعنی مقتول کے ولی کو قاتل کی طرف سے جان کے بدلے میں دیا جانے والا مال، اس کی جمع الدیات آتی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں: [وَدَيْتُ الْقَتِيلَ، أَيْ أَعْطَيْتُ دِيَتَهٗ] ''میں نے مقتول کی دیت ادا کی۔'' دیت کو عَقْل بھی کہا جاتا ہے۔ عقل کے معنی باندھنے کے ہیں۔ عربوں کے ہاں رواج تھا کہ وہ مقتول کی دیت کے اونٹ اس کے گھر کے صحن میں باندھ دیتے تھے، اس لیے دیت کو عقل سے تعبیر کیا جانے لگا۔ (فقه السنة: ۲/۵۱۷، طبع دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

✱ **اصطلاحی تعریف:** دیت سے مراد وہ مال ہے جو کسی آزاد آدمی کو قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی صورت میں مظلوم یا اس کے ورثاء کو ادا کرنا مجرم پر واجب ہوتا ہے اور اس کی مقدار شریعت میں مقرر ہے۔ یہ اجتہادی مسئلہ نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الفقهية: ۲۱/۴۴، الطبعة الثانية: ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۲م۔)

✻ **دیت کی مشروعیت:** اللہ رب العزت نے مسلمانوں کا مال اور جان دوسروں پر محترم قرار دیا ہے' لہٰذا فریقین میں سے کسی ایک پر ظلم وزیادتی کی صورت میں تاوان' جرمانہ' ہرجانہ یا خون بہا کی صورت میں سزا مقرر کردی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ﴾ (النساء۴:۹۲) ''اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور مقتول کے رشتے داروں کو خون بہا ادا کرنا لازم ہے۔'' نبیٔ اکرم ﷺ نے دیت کی مشروعیت کی بابت یوں فرمایا ہے: [مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ' إِمَّا يُوْدٰى وَإِمَّا يُقَادُ] (صحيح البخاري' الديات' باب من قتل له قتيل فهو بخير النظرين' حديث :٦٨٨٠) ''جس کا کوئی آدمی قتل کردیا جائے تو اسے دو چیزوں کا اختیار ہے' اسے دیت دی جائے یا قصاص دلایا جائے۔''

✻ **دیت کی ادائیگی:** دیت کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں: ① اگر قاتل نے عمداً قتل کیا ہے اور مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے دیت لینے پر راضی ہوگئے ہیں تو اس صورت میں قاتل خود دیت ادا کرے گا۔ ② اگر قتل خطا' یعنی غلطی سے قتل ہوا ہے یا قتل شبہ عمد ہے تو اس صورت میں دیت قاتل کے رشتے داروں پر ہوگی۔

✻ **دیت کی مقدار اور تعیین:** اللہ تعالیٰ نے انسانی جان اور انسانی اعضاء کو بلاوجہ تلف کرنے پر شدید وعیدیں بیان فرمائی ہیں اور سخت سزائیں بھی مقرر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کی جان کس قدر قیمتی ہے، اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا جاسکتا ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (المآئدة۵:۳۲) ''جو شخص کسی کو قتل کردے' بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد کرنے والا ہو تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا۔ اور جو شخص کسی ایک جان کو (ناحق قتل ہونے سے) بچائے تو گویا اس نے تمام لوگوں کی جان بچائی۔'' لہٰذا کسی محترم اور معصوم جان کو ختم کرنے کی سزا نہایت سخت رکھی گئی ہے حتی کہ اگر غلطی سے بھی کسی کی جان ضائع کردی جائے یا اسے زخمی کردیا جائے یا اس کے کسی عضو کو نقصان پہنچایا جائے تو اس پر بھی شریعت اسلامی میں سزائیں مقرر ہیں' علاوہ ازیں کوئی حاکم وقت یا قاضی وغیرہ اپنی مرضی سے ان میں ردّ و بدل نہیں کرسکتا۔

اسلامی قانون میں انسان کے مختلف حالات، یعنی مسلمان، آزاد، غلام، مذکر اور مؤنث ہونے کے اعتبار سے الگ الگ دیتیں مقرر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

① اگر مقتول مسلمان آزاد مرد تھا تو اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ اگر اونٹ میسر نہ ہوں تو ایک ہزار مثقال سونا یا بارہ ہزار درہم چاندی یا دو سو گائیں یا دو ہزار بھیڑ بکریاں ادا کی جائیں گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں والوں پر سو اونٹ، گایوں والوں پر دو سو گائیں اور بکریوں والوں کے ذمے دو ہزار بکریاں بطور دیت ادا کرنا فرض قرار دیا۔ (سنن أبي داود، الدیات، باب الدیة کم هي، حدیث: ۴۵۴۳، ۴۵۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عدی کا ایک آدمی قتل ہو گیا تو آپ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم طے فرمائی۔ (سنن أبي داود، الدیات، باب الدیة کم هي، حدیث: ۴۵۴۶) حضرت عمرو بن حزم کے نوشتے میں ہے کہ سونے کی شکل میں ادا کرنے والوں پر دِیت ایک ہزار دینار ہے۔ (سنن النسائي، القسامة، ذکر حدیث عمرو ابن حزم في......، حدیث: ۴۸۵۷)

② آزاد اہل کتاب شخص، خواہ ذمی ہو یا امن حاصل کرنے والا یا حلیف، اس کی دیت آزاد مسلمان آدمی کی دیت کا نصف ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ ”اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی دیت مسلمانوں کی دیت سے نصف ہے۔“ (سنن أبي داود، الدیات، باب الدیة کم هي، حدیث: ۴۵۴۲، و مسند أحمد: ۲/۱۸۳، ۲۲۴)

③ مجوسی، خواہ ذمی ہو یا حلیف یا پناہ لینے والا، یا کوئی بت پرست حلیف ہو یا پناہ لینے والا، اس کی دیت آٹھ سو اسلامی درہم ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔“ (الکامل لابن عدي: ۵/۳۴۷، في ترجمة عبداللّٰہ بن صالح، والسنن الکبریٰ للبیهقي: ۸/۱۰۱)

④ اہل کتاب، مجوس اور بت پرستوں کی عورتوں کی دیت ان کے مردوں کی دیت سے نصف ہے جیسا کہ مسلمان عورتوں کی دیت مسلمان مردوں کی دیت سے نصف ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔“ (المغني والشرح الکبیر: ۹/۵۳۲)

⑤ غلام یا لونڈی کی دیت وہی ہے جو اس کی مناسب قیمت ہو، خواہ وہ کتنی ہی ہو۔ اگر یہ قیمت آزاد آدمی کی دیت سے کم ہو تو متفقہ طور پر علماء کا یہی موقف ہے لیکن اگر غلام کی قیمت آزاد کی دیت کے برابر یا زیادہ ہو جائے تو امام احمد، امام مالک، امام شافعی اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس صورت میں بھی اس کی قیمت ہی ادا کی جائے گی، خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو۔

⑥ جنین (پیٹ میں بچہ) لڑکا ہو یا لڑکی، جب وہ جنایت (جرم) کرنے والے کی جنایت کے سبب مر جائے تو اس ضمن میں ایک غلام یا لونڈی دیت ہے، یا اس کی قیمت پانچ اونٹ ادا کرنے ہوں گے، خواہ عمداً ایسا ہو یا خَطَأً کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی ایک عورت کے بارے میں فیصلہ دیا جس کے پیٹ کا بچہ قتل کر دیا گیا تھا کہ اسے ایک غلام یا لونڈی دی جائے۔ (صحيح البخاري، الديات، باب جنين المرأة وأنّ العقل......، حديث:٦٩٠٩، وصحيح مسلم، القسامة، باب دية الجنين، ووجوب الدية في......، حديث: ١٦٨١)

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے ’’قتل شبہ عمد‘‘ میں دیت کے اونٹوں میں ایک مزید کڑی شرط لگائی ہے جو قتل خطا کی دیت میں نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیت اونٹ ہی ہیں۔ تقریباً تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے اور یہی قول راجح ہے کیونکہ اونٹ کے علاوہ دیت میں دی جانے والی تمام اشیاء کی قیمت ہی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ قتل کی مختلف صورتوں میں دیت کی تفصیل درج ذیل ہے: ’’قتل خطا‘‘ کی نسبت ’’قتل عمد‘‘ اور ’’قتل شبہ عمد‘‘ میں دیت کڑی ہے کہ سو اونٹوں کو تین حصوں میں یوں تقسیم کر دیا گیا ہے کہ تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں)، تیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں) اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہیں۔ (سنن ابن ماجه، الديات، باب من قتل عمدا، فرضوا بالدية، حديث:٢٦٢٦) ’’قتل خطا‘‘ کی دیت میں تخفیف ہے کہ سو اونٹوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، یعنی تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)، تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں)، تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں) اور دس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) ہیں۔ (سنن ابن ماجه، الديات، باب دية الخطأ، حديث:٢٦٣٠) اگر قاتل مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق دیت ادا کر دے تو مقتول کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ اسے قبول کر لیں، البتہ اگر قاتل چاہے تو اونٹوں کی مروجہ قیمت بھی بطور دیت ادا کر سکتا ہے۔

✵ **اعضاء کی دیت:** بعض علماء کے نزدیک انسان کے جسم کے کل اعضاء پینتالیس ہیں، ان میں سے بعض اعضاء ایک ایک ہیں اور بعض دو دو، اور کئی دو سے بھی زیادہ ہیں۔

⊛ جسم کا جو عضو صرف ایک ہی ہے، مثلاً: ناک، زبان، آلۂ تناسل وغیرہ تو اگر کوئی اسے کاٹ دے تو اس کی دیت اتنی ہی ہے جتنی پورے انسان کی ہے۔ اور اس کی مقدار آدمی کی مختلف حیثیتوں کے اعتبار سے مختلف ہے۔ حیثیت سے مراد اس کا مرد، عورت، آزاد، غلام، لونڈی یا ذمی وغیرہ ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عضو انسانی بدن میں ایک ہی پیدا کیا ہے اس کے ضائع ہونے سے اس کا فائدہ بالکل ختم ہو جاتا ہے تو گویا وہ جان جانے کے مترادف ہے، لہٰذا اس کی دیت بھی جان کی دیت ہے۔ اس مسئلے میں علماء کا اتفاق ہے۔ حضرت عمرو بن حزم ؓ کے مکتوب میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور ناک کی مکمل دیت ہے جب اسے جڑ سے کاٹ دیا جائے اور زبان کی پوری دیت ہے...... اور آلۂ تناسل کے کاٹنے کی صورت میں مکمل دیت ہے۔ (سنن النسائي، القسامة، ذكر حديث عمرو بن حزم في......، حديث: ۴۸۵۷)

⊛ جسم کے جو اعضاء جوڑا جوڑا ہیں، مثلاً: آنکھیں، کان، ہونٹ، جبڑے، عورت کے پستان، مرد کی چھاتی، ہاتھ، ٹانگیں اور خصیے وغیرہ، اگر ایسے اعضاء دونوں ہی کاٹ دیے جائیں تو پورے انسان کی دیت ادا کرنی پڑے گی اور اگر ایک کاٹ دیا جائے تو اس میں آدھی دیت ہوگی کیونکہ ایسے دونوں اعضاء کی بقا میں انسان کی منفعت اور حسن و جمال مضمر ہے۔ (تفصیل کے لیے گزشتہ حوالہ دیکھیے) امام ابن قدامہ ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق اس مسئلے میں کسی نے مخالفت نہیں کی، نیز علامہ ابن عبدالبر ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حزم کا مکتوب اہل علم میں معروف ہے اور جو احکام اس میں درج ہیں ان میں سے چند ایک کے سوا باقی تمام پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

⊛ بعض اعضاء تین اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں، ان تینوں کو کاٹ دینے کی صورت میں پوری دیت دینی ہوگی اور اگر ایک حصہ کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت ایک تہائی ہے، مثلاً: ناک جو دو نتھنوں اور ان کی درمیانی ہڈی پر مشتمل ہے۔

⊛ انسانی وجود میں جو چار چار اعضاء ہیں، ان چاروں کو کاٹ دینے کی صورت میں پوری دیت ہے اور اگر کم ہو تو دیت بھی اسی قدر کم ہوگی، مثلاً: چاروں پلکیں جن کا مقصد ظاہری خوبصورتی بھی ہے اور آنکھوں کو گرمی اور سردی سے بچانا بھی، ان کی بھی دیت ہے۔ ایک کی دیت چوتھائی حصہ، چاروں کی مکمل دیت۔

* **ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت:** دونوں ہاتھوں کی تمام انگلیوں کی مکمل دیت ہے۔ اسی طرح پاؤں کی انگلیوں کی مکمل دیت ہے، ایک انگلی کی دس اونٹ دیت ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔“ (جامع الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الأصابع، حديث:١٣٩١) صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”یہ انگلی اور یہ انگلی، یعنی چھنگلی اور انگوٹھا برابر ہیں۔“ (صحيح البخاري، الديات، باب دية الأصابع، حديث:٦٨٩٥)، نیز ہر انگلی میں تین جوڑ ہیں، ایک جوڑ کاٹ دینے کی صورت میں انگلی کا تیسرا حصہ دیت ہے۔ انگوٹھے میں دو جوڑ ہیں اور ایک جوڑ کی دیت ایک انگلی کا نصف، یعنی پانچ اونٹ ہے۔

* **دانتوں کی دیت:** ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے کیونکہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے مکتوب میں نبی ﷺ کا فرمان موجود ہے، آپ نے فرمایا: ”ہر دانت کے بدلے میں پانچ اونٹ ہیں۔“ (سنن النسائي، القسامة، ذكر حديث عمرو بن حزم في......، حديث:٤٨٥٧) امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف ہمیں معلوم نہیں۔ (المغني والشرح الكبير: ٦١٢/٩)

* **منافع کی دیت:** منافع سے مراد وہ فوائد ہیں جو اعضائے جسمانی سے حاصل ہوتے ہیں، مثلاً: سننا، دیکھنا، سونگھنا، گفتگو کرنا اور چلنا وغیرہ۔ انھی منافع میں سے حواس اربعہ، مثلاً: دیکھنا، سونگھنا، چکھنا اور سننا ہیں، ان میں سے کوئی ایک حس ختم کر دی جائے تو اس کی کامل دیت ہے۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اہل علم کا اجماع ہے کہ سماعت کے ضائع ہو جانے پر پوری دیت ادا کی جائے گی، نیز امام ابن قدامہ نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (المغني والشرح الكبير: ٥٩٦/٢)

سیدنا عمرو بن حزم ؓ کے مکتوب میں ہے: ''سونگھنے کی قوت ضائع کر دینے کی صورت میں پوری دیت ہے۔'' (المغني والشرح الكبير: ۹/۱۰۰)

- ❁ بولنے، سمجھنے، چلنے، کھانے نکاح (جماع) کرنے اور بول و براز کنٹرول کرنے کی قوت ختم کر دینے پر بھی مکمل دیت لازم ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نہایت اہم اور انتہائی فائدہ مند ہے، نیز بدن میں مذکورہ قوتوں میں سے ہر ایک قوت ایک ہی ہوتی ہے، دو نہیں۔
- ❁ سر کے بال، ڈاڑھی کے بال، ابرو کے بال اور پلکوں کے بال: اگر ان میں سے کسی ایک مقام کو اس قدر متاثر کیا گیا کہ اس میں بال اُگنے کی استعداد اور صلاحیت باقی نہ رہی تو اس کی مکمل دیت ہے۔

اگر ایک ابرو ہو تو نصف دیت ہے۔ ایک پلک کی چوتھائی دیت ہے کیونکہ پلکیں چار ہیں۔

✸ سر اور چہرے کے زخموں کی دیت: ❁ وہ زخم جس سے جلد معمولی طور پر چھل جائے لیکن خون نہ نکلے، ایسے زخم کو اصطلاح میں حَارِصَہ کہتے ہیں۔

- ❁ وہ زخم جس سے معمولی سا خون نکل آئے، ایسے زخم کو اصطلاح میں بَازِلَہ کہتے ہیں۔
- ❁ وہ زخم جس سے جلد چھل جائے اور گوشت کٹ جائے، ایسے زخم کو اصطلاح میں بَاضِعَہ کہتے ہیں۔
- ❁ ایسا زخم جو گوشت میں گہرائی تک چلا جائے، ایسے زخم کو اصطلاح میں مُتَلَاحِمَہ کہتے ہیں۔
- ❁ اور ایسا زخم جو گوشت میں گہرائی تک چلا جائے حتی کہ ہڈی کے اوپر بنی ہوئی جھلی تک پہنچ جائے، ایسے زخم کو اصطلاح میں سِمْحَاق کہتے ہیں۔

مذکورہ پانچ قسم کے زخموں کے ضمن میں شرعی طور پر دیت کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں، حاکم وقت یا قاضی وغیرہ اپنے اجتہاد سے جرمانہ مقرر کرے گا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني والشرح الكبير: ۹/۶۶۱)

- ❁ وہ زخم جو نہ صرف ہڈی کو ظاہر کر دے بلکہ اسے توڑ دے، اس کی دیت دس اونٹ ہے۔ ایسے زخم کو اصطلاح میں مُوضِحَہ کہتے ہیں۔
- ❁ وہ زخم جو نہ صرف ہڈی کو ظاہر کر دے اور توڑ دے بلکہ ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور اس ٹوٹے ہوئے حصے کو جوڑ کر اور باندھ کر واپس پہلی حالت میں لانا پڑے، ایسے زخم کو مُنَقِّلَہ کہتے ہیں۔ اس

قسم کے زخم کی دیت پندرہ اونٹ ہے۔

- وہ زخم جو دماغ کی اس جھلی تک پہنچ جائے جس میں دماغ رکھا ہوتا ہے، ایسے زخم کو اصطلاح میں مَأْمُومَه کہتے ہیں۔ ایسے زخم کی دیت ایک تہائی دیت ہے۔
- وہ زخم جو دماغ کی جھلی کو پھاڑ دے، اس کو اصطلاح میں دَامِغَه کہتے ہیں۔ ایسے زخم کی دیت ایک تہائی دیت ہے۔
- وہ زخم جو جسم کے اندر گہرا اور کسی خلا تک پہنچ جائے، مثلاً: پیٹ، سینے، حلق اور مثانے کا خلا وغیرہ، اس میں بھی ایک تہائی دیت ہے۔ ایسے زخم کو اصطلاح میں جَائِفَه کہتے ہیں۔ (ان تمام کی تفصیل اور حوالے کے لیے دیکھیے: (سنن النسائي، القسامة، ذكر حديث عمرو بن حزم في......، حديث: ۴۸۵۷)

* **ہڈیوں کے ٹوٹ جانے کی صورت میں دیت:** ❁ پسلی کی ہڈی توڑنے کی صورت میں اگر وہ علاج کے بعد صحیح طور پر جڑ جائے تو اس کی دیت ایک اونٹ ہے، اسی طرح ہنسلی کی ہر ہڈی کی دیت ایک ایک اونٹ ہے کیونکہ سیدنا عمر ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے ہنسلی اور پسلی کی ہڈی کے معاملے میں ایک ایک اونٹ دیت کا فیصلہ فرمایا۔ (موطأ امام مالك، العقول، باب جامع عقل الأسنان، حديث: ۱۶۵۴) تاہم اگر پسلی یا ہنسلی کی ہڈی ٹیڑھی جڑے تو اس صورت میں حاکم وقت یا قاضی وغیرہ جو فیصلہ کریں، وہی نافذ العمل ہوگا۔

- کلائی کی ہڈی توڑنے کی صورت میں اگر وہ صحیح جڑ جائے تو اس کی دیت دو اونٹ ہے۔ کلائی کی ہڈی سے مراد وہ ہے جو ہاتھ سے لے کر کہنی تک ہوتی ہے۔ ایسے ہی ران، پنڈلی اور ٹخنے کی ہڈی توڑنے کی دو اونٹ دیت ہے۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے سیدنا عمر بن خطاب ؓ کو لکھا کہ ایک شخص نے کسی کے بازو کی ہڈی توڑ دی ہے تو اس کی کتنی دیت ہے؟ حضرت عمر ؓ نے جواب دیا: اس کی دیت دو اونٹ ہے۔ اور اگر بازوؤں کی دونوں ہڈیاں توڑ دی جائیں تو ان کی چار اونٹ دیت ہے۔ (مصنف ابن أبي شيبة، الديات، حديث: ۲۷۷۷۰، و منار السبيل، ص: ۲۶۵) اس مسئلے میں کسی صحابی نے ان کی مخالفت نہیں کی۔

یہ ان زخموں کی اور ہڈیوں کو توڑنے کی دیت کا بیان تھا جن کا ذکر شریعت میں وارد ہوا ہے۔ اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم آنے کی جو صورتیں اس کے علاوہ ہیں ان میں حاکم وقت یا قاضی وغیرہ کا فیصلہ ہی معتبر سمجھا جائے گا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فقه السنة‘ و الموسوعة الفقهية‘ و الملخص الفقهي‘ والمغني والشرح الكبير‘ وغیرہ)

◆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢١) أَبْوَابُ الدِّيَاتِ (التحفة ١٣)

دیتوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا (التحفة ١)

باب:۱- مسلمان کو ظلم کے طور پر قتل کرنا بڑا گناہ ہے

٢٦١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فِي الدِّمَاءِ».

۲۶۱۵- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① حقوق العباد میں جان لینے کا معاملہ سب سے شدید ہے‘ اس لیے قیامت کے دن سب سے پہلے ان معاملات کا فیصلہ ہوگا۔ ② عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ ③ کسی جرم کی سزا کے طور پر اسلامی حکومت کے حکم سے مجرم کو قتل کرنا‘ ناحق قتل میں شامل نہیں بلکہ جلاد کا یہ ڈیوٹی انجام دینا اسلامی حدود کے نفاذ کی وجہ سے ثواب کا باعث ہے۔

٢٦١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۶۱۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت

٢٦١٥ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، ح: ٦٥٣٣، ٦٨٦٤ من حديث الأعمش به ومسلم، القسامة والمحاربين، باب المجازاة بالدماء في الآخرة وأنها أول ما يقضٰى فيه بين الناس يوم القيامة ح: ١٦٧٨ عن ابن نمير به.

٢٦١٦ـ أخرجه البخاري، الديات، باب "ومن أحياها"، ح: ٦٨٦٧، ٣٣٣٥، ٧٣٢١ من حديث الأعمش به ومسلم، القسامة والمحاربين، باب بيان إثم من سن القتل، ح: ١٦٧٧ من حديث عيسى بن يونس.

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، [عَنْ] عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْماً، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا. لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس انسان کو بھی ظلم کے طور پر قتل کیا جاتا ہے اس کے خون (کے گناہ) کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) کو بھی ملتا ہے کیونکہ سب سے پہلے اس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ظلم کا کوئی طریقہ ایجاد کرنا بہت بڑے خسارے کا باعث ہے۔ ② ایک گناہ کرنے والے کو دیکھ کر یا اس کی ترغیب سے جب دوسرے لوگ وہ گناہ کرتے ہیں تو پہلے شخص پر ان کے گناہوں کی ذمے داری بھی عائد ہوتی ہے، تاہم اس سے بعد والوں کے گناہ کی شناعت اور سزا میں کمی نہیں ہوتی۔

٢٦١٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْأَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فِي الدِّمَاءِ».

۲۶۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے۔‘‘

٢٦١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ، [عَنْ] عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، لَمْ يَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۲۶۱۸- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو (عبادت میں) شریک نہیں کرتا اور کسی حرام خون میں ملوث نہیں ہوتا تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔‘‘

٢٦١٧ـ **[صحيح]** أخرجه النسائي، تحريم الدم، تعظيم الدم، ح: ٣٩٩٦ من حديث الأزرق به، وأخرجه البخاري، ح: ٦٥٣٣، ٦٨٦٤، ومسلم، ح: ١٦٧٨ من حديث الأعمش عن أبي وائل به.

٢٦١٨ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٢ عن وكيع به، وفيه: "لم يتندّ بدم حرام"، والمعنٰى واحد، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٥١، ٣٥٢، والذهبي ※ إسماعيل عنعن، انظر، ح: ١٦١٢، ولأول الحديث شاهد عند البخاري، ح: ١٢٩ وغيره، وللدماء شواهد عند البخاري، ح: ٦٨٦٣، ٦٨٦٤، والهيثمي (مجمع: ١/ ١٩، ٢١) وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① شرک کا مرتکب دائمی جہنمی ہے۔ ② قتل کے جرم کا ارتکاب جہنم میں داخلے کا باعث ہے۔ ③ جنت میں داخلے کے لیے ضروری ہے کہ ان تمام کاموں سے اجتناب کیا جائے جو جہنم کی سزا کا باعث بنتے ہیں۔

۲۶۱۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ، عَنْ أَبِي الْجَهْمِ الْجُوزْجَانِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ».

۲۶۱۹- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نظر میں کسی مومن کو ناحق قتل کرنے سے پوری دنیا کا تباہ ہو جانا بھی کم اہمیت رکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کی نظر میں مومن کا مقام بہت بلند ہے۔ ② عام طور پر قتل کا سبب کوئی دنیوی مفاد ہوتا ہے، اس چھوٹے سے مفاد کے لیے قتل کر دینا بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ اللہ کی نظر میں مومن کی جان پوری دنیا کے خزانوں سے قیمتی ہے۔

۲۶۲۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ».

۲۶۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مومن کے قتل میں آدھے لفظ کے ساتھ بھی تعاون کیا، وہ جب اللہ سے ملے گا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: اللہ کی رحمت سے مایوس۔''

(المعجم ۲) - **بَابٌ: هَلْ لِقَاتِلِ مُؤْمِنٍ تَوْبَةٌ** (التحفة ۲)

باب: ۲- کیا مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

۲۶۱۹ـ [حسن] حسنه المنذري، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" قلت: الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وتقدم، ح: ۲۵۵، ولحديثه شواهد عند النسائي: ۷/ ۸۲، ۸۳، والترمذي، ح: ۱۳۹۵ وغيرهما.

۲۶۲۰ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي: ۸/ ۲۲ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وقال: "يزيد بن زياد وقيل ابن أبي زياد الشامي، منكر الحديث"، وقال أبوحاتم: "هٰذا الحديث باطل موضوع"، وضعفه البوصيري، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي، وأبي نعيم (حلية: ۵/ ۷٤) وغيرهما.

٢٦٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: **حَدَّثَنَا** سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمَّارٍ **الدُّهْنِيِّ**، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: **سُئِلَ** ابْنُ عَبَّاسٍ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِناً مُتَعَمِّدًا ثُمَّ **تَابَ** وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدٰى؟ **قَالَ**: وَيْحَهُ وَأَنّٰى لَهُ الْهُدٰى؟ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ **يَقُولُ**: «يَجِيءُ الْقَاتِلُ، وَالْمَقْتُولُ يَوْمَ **الْقِيَامَةِ** مُتَعَلِّقٌ بِرَأْسِ صَاحِبِهِ. يَقُولُ: رَبِّ **سَلْ** هٰذَا، لِمَ قَتَلَنِي؟» وَاللّٰهِ لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّكُمْ، ثُمَّ مَا نَسَخَهَا بَعْدَ مَا **أَنْزَلَهَا**.

٢٦٢١- حضرت سالم بن ابو جعد ؒ سے روایت ہے‘ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا‘ پھر توبہ کر لی‘ ایمان لایا‘ نیک اعمال کیے اور ہدایت اختیار کی؟ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: افسوس! اسے ہدایت کہاں مل سکتی ہے؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ’’قیامت کے دن قاتل اس حال میں حاضر ہوگا کہ مقتول نے اس کا سر پکڑ رکھا ہوگا اور وہ کہے گا: یارب! اس سے پوچھ‘ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟‘‘ اللہ کی قسم! اللہ نے وہ آیت تمھارے نبی پر نازل فرمائی‘ پھر نازل فرمانے کے بعد منسوخ نہیں کی۔

فوائد و مسائل: ① سائل کے سوال میں اللہ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی﴾ (طٰہٰ ٢٠:٨٢) ’’اور بے شک میں اس شخص کو ضرور بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے‘ ایمان لائے اور نیک عمل کرے‘ پھر ہدایت پر قائم رہے۔‘‘ ② حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے جواب میں اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا﴾ (النسآء ٤:٩٣) ’’جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا‘ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔‘‘ ③ قتل کے گناہ کی معافی کئی طریقوں سے ممکن ہے: (ا) قصاص میں قتل ہو جانے سے‘ کیونکہ حد لگنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ‘ الحدود‘ حدیث: ٢٦٠٣) (ب) مقتول کے وارث کے معاف کر دینے سے‘ خواہ یہ معافی دیت لے کر ہو‘ یا اللہ کی رضا کے لیے بلا معاوضہ ہو۔ (ج) خلوص دل سے سچی توبہ کر لینے سے (جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔) ④ آیت مبارکہ

٢٦٢١۔[إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، تعظيم الدم، ح: ٤٠٠٤، ٤٨٧٠ والحميدي، ح: ٤٨٨ من **حديث سفيان به**، وتابعه يحيى بن عبدالله بن الحارث المجبر التيمي عند أحمد: ١/ ٢٤٠، ٢٩٤، ٣٦٤ وغيره، وهو **لين الحديث** (تقريب)، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٨٥٥، ومسلم، ح: ٣٠٢٣، والنسائي: ٧/ ٨٤، **والترمذي**، وغيرهم، ح: ٢٢٠٨، وقال الترمذي: حسن صحيح غريب، ح: ٣٠٢٩، وبها صح الحديث.

میں قتل کے جرم کی اصل سزا کا ذکر ہے۔ اگر قاتل کو معافی نہ ملے تو اس کو یہ سزا مل سکتی ہے۔ بعض علماء نے اس سزا کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب کہ قاتل قتل کو حلال سمجھے کیونکہ حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے اور کافر کی سزا دائمی جہنم ہے۔ یا ہمیشہ رہنے سے طویل زمانے تک جہنم میں رہنا مراد ہے۔ (دیکھیے: تفسیر احسن البیان، سورۃ النساء، آیت: ۹۳)

٢٦٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي: «إِنَّ عَبْداً قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْساً، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ. فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ. فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ فَأَتَاهُ. فَقَالَ: إِنِّي قَتَلْتُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْساً. فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: بَعْدَ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ نَفْساً قَالَ: فَانْتَضَى سَيْفَهُ فَقَتَلَهُ. فَأَكْمَلَ بِهِ الْمِائَةَ. ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ. فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ. [فَأَتَاهُ] فَقَالَ: إِنِّي قَتَلْتُ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ، فَقَالَ: وَيْحَكَ وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ أُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيثَةِ الَّتِي أَنْتَ فِيهَا، إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ، قَرْيَةِ كَذَا وَكَذَا. فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِيهَا. فَخَرَجَ يُرِيدُ

۲۶۲۲- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی انھوں نے فرمایا: کیا میں تم کو ایک حدیث نہ سناؤں ج میں نے رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے سنی اسے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا، اور میرے دل نے اسے یاد رکھا۔ (نبی ﷺ نے فرمایا:) ''ایک بند نے ننانوے انسان قتل کیے۔ آخر اسے توبہ کا خیا آ گیا، چنانچہ اس نے دنیا کے سب سے بڑے عالم بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک آدمی کا پتہ دیا گیا وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں ننانوے انسان قتل کر ہوں۔ کیا میری توبہ ممکن ہے؟ اس نے کہا: ننانو انسان (قتل کرنے) کے بعد (توبہ کا طریقہ پوچھتے ہو؟ اس نے تلوار نکال کر اسے بھی قتل کر دیا اور سو کی تعد پوری کر دی۔ اس کے بعد پھر توبہ کی خواہش پیدا ہوئی اس نے دنیا کے سب سے بڑے عالم کے بارے دریافت کیا۔ اسے ایک آدمی کا پتہ دیا گیا، چنانچہ وہ ا کے پاس گیا اور کہا: میں نے سو افراد کو قتل کیا ہے تو میری توبہ ممکن ہے؟ اس نے کہا: تیرا بھلا ہو! تیرے ا توبہ کے درمیان کون رکاوٹ بن سکتا ہے؟ تو جس گند بستی میں رہائش پذیر ہے اسے چھوڑ کر نیک لوگوں

٢٦٢٢ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب:(٥٤)، ح: ٣٤٧٠، ومسلم: التوبة، باب قبول توبة القاتل وإن كثر قتله، ح: ٢٧٦٦ من حديث قتادة به.

الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ، فَعَرَضَ لَهُ أَجَلُهُ فِي الطَّرِيقِ. فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ. قَالَ إِبْلِيسُ: أَنَا أَوْلٰى بِهِ، إِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِي سَاعَةً قَطُّ. قَالَ، فَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ: إِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا».

فلاں بستی میں چلا جا اور وہاں اپنے رب کی عبادت کر۔ وہ نیک لوگوں کی بستی میں جانے کے ارادے سے (اپنی بستی سے) نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں اسے موت آ گئی۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا۔ ابلیس نے کہا: اس کا مجھ سے گہرا تعلق ہے۔ اس نے ایک گھڑی بھی میری نافرمانی نہیں کی۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ تائب ہو کر گھر سے نکلا ہے۔"

قَالَ هَمَّامٌ: فَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: فَبَعَثَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَكاً. فَاخْتَصَمُوا إِلَيْهِ ثُمَّ رَجَعُوا. فَقَالَ: أُنْظُرُوا. أَيَّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَتْ أَقْرَبَ، فَأَلْحِقُوهُ بِأَهْلِهَا.

(حدیث کے راوی) ہمام بیان کرتے ہیں کہ مجھے حمید الطّویل نے بکر بن عبداللہ سے' انھوں نے حضرت ابو رافع ؒ سے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ بھیجا۔ ان فرشتوں (کی دونوں جماعتوں) نے اس کے سامنے معاملہ پیش کیا اور اس کی طرف رجوع کیا۔ اس نے کہا: دیکھو' یہ آدمی دونوں بستیوں میں سے کس کے زیادہ قریب تھا' اسے اسی بستی والوں میں شامل کر لو۔

قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ احْتَفَزَ بِنَفْسِهِ فَقَرُبَ مِنَ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ، وَبَاعَدَ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيثَةَ. فَأَلْحَقُوهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ.

حضرت امام حسن بصری ؒ نے فرمایا: اسے جب موت آئی تھی تو وہ (مرتے مرتے بھی) گھسٹ کر نیک لوگوں کی بستی سے قریب ہوا' اور برے لوگوں کی بستی سے دور ہوا' چنانچہ فرشتوں نے اسے نیک بستی والوں میں شمار کر لیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے ہمام کے واسطے سے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ایمان میں اللہ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے خوف اور اللہ کی رحمت کی امید دونوں پہلو شامل ہیں۔ ② اس شخص کے دل میں اللہ کا خوف موجود تھا جس کی وجہ سے اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ ③ جو شخص اللہ کا خوف محسوس کر رہا ہو تو عالم کو چاہیے کہ اسے اللہ کی رحمت کا یقین دلائے تاکہ وہ رحمت سے ناامید ہو کر توبہ سے محروم نہ ہو جائے' البتہ جو شخص رحمت کا غلط تصور رکھتے ہوئے گناہوں میں بے باک ہو گیا ہو تو اسے اللہ کے غضب اور عذاب کی طرف توجہ دلانی چاہیے' عالم کے لیے ضروری ہے کہ سائل کے حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب فتوی دے۔ ④ خالص توبہ سے کبیرہ گناہ حتی کہ قتل کا گناہ بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ⑤ اصلاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ گندے ماحول کو ترک کر کے پاکیزہ ماحول اختیار کیا جائے۔ ⑥ ابلیس نے جو بات کہی اس کا مطلب غالباً خوشی کا اظہار ہے کہ یہ مجرم ضرور جہنم میں جائے گا' اس لیے فرشتوں نے جواب میں اس کی توبہ کا ذکر کیا جس میں اس کی بخشش کی امید کا اظہار ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٣) - **بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ** (التحفة ٣)

٢٦٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ: قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ وَعُثْمَانُ [ابْنَا] أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، أَظُنُّهُ عَنِ ابْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ، وَاسْمُهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ، وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ

باب:۳-مقتول کے وارث کو تین میں سے ایک چیز اختیار کرنے کا حق حاصل ہے

۲۶۲۳- حضرت ابو شریح (خویلد بن عمرو) خزاعی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو قتل یا زخم کی مصیبت پہنچے تو اسے تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر وہ چوتھی چیز حاصل کرنا چاہے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (منع کر دو۔) وہ (قصاص کے طور پر مجرم کو) قتل کر لے' یا معاف کر دے' یا دیت وصول کر لے۔ جس نے ان میں سے کوئی کام کیا' پھر دوسرا کام بھی کر دیا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے' اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

٢٦٢٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٦ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع عند الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ١٧٤، ١٧٥ على تصحيف وقع في السند * وسفيان ابن أبي العوجاء ضعيف (تقريب وغيره)، ولبعض حديثه شاهد حسن عند أحمد: ٤/ ٣٢، وانظر الحديث الآتي.

بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ. فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ، فَخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ: أَنْ يَقْتُلَ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ. فَمَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعَادَ، فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد مسند احمد (۳۲/۴) میں حسن درجے کے ہیں' اس کے بعد انھوں نے آگے آنے والی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ صحیح ہے' اس میں دو باتوں (بدلے میں قتل کرنے یا دیت دینے) کا ذکر موجود ہے' لہٰذا مذکورہ دو باتیں صحیح روایت سے ثابت ہوئیں اور تیسری بات ''معاف کرنا'' اس کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ بنابریں مذکورہ حدیث میں جن تین چیزوں کا ذکر ہے وہ دیگر شواہد اور قرائن کی بنا پر درست ہیں۔ واللہ أعلم. ② ''قتل یا زخم کی مصیبت'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی رشتے دار قتل ہو جائے' یا خود اسے زخمی کر دیا جائے' دونوں صورتوں میں اسے قصاص لینے کا حق بھی ہے' دیت بھی لے سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ یہ مسئلہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ ③ چوتھی چیز کا مطلب غیر قانونی مطالبہ ہے' مثلاً: پہلے دیت وصول کر لے' پھر موقع پا کر قاتل کو قتل کر دے۔ یہ بہت بڑا جرم ہے' ایسا شخص خود قتل کا مجرم قرار پائے گا اور شرعی قانون کے مطابق سزا کا مستحق ہوگا۔ ایک کام کر کے دوسرا کام کرنے کا بھی یہی مطلب ہے۔

٢٦٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يَقْتُلَ وَإِمَّا أَنْ يُفْدٰى».

۲۶۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی (قریبی رشتے دار) آدمی قتل ہو جائے تو اسے دو ایک جیسی چیزوں میں سے ایک کے انتخاب کا حق حاصل ہے۔ یا (قاتل کو) قتل کر لے' یا فدیہ (دیت) لے لے۔''

فوائد ومسائل: ① قصاص اور فدیہ کو ایک جیسی چیزیں قرار دیا گیا ہے کیونکہ تیسری چیز' یعنی معاف کرنا بہت

٢٦٢٤ـ أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها ولقطتها إلا لمنشد على الدوام، ح: ١٣٥٥ من حديث الوليد بن مسلم به.

بلند اور عظیم چیز ہے۔ ② فدیہ قصاص سے افضل ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی معافی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پورا فدیہ لینے کی بجائے کچھ فدیہ وصول کر کے باقی معاف کر دیا جائے۔ ③ قصاص یا دیت لینے کا فیصلہ کرنا مقتول کے وارثوں کا حق ہے، عدالت کا نہیں۔ ④ قصاص صرف قتل عمد میں ہوتا ہے، قتل خطا یا شبہ عمد میں قصاص نہیں، صرف دیت ہے۔

(المعجم ٤) - **بَابُ مَنْ قَتَلَ عَمْدًا، فَرَضُوا بِالدِّيَةِ** (التحفة ٤)

٢٦٢٥- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ [زِيَادِ] ابْنِ [سَعْدِ بْنِ] ضُمَيْرَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَعَمِّي، وَكَانَا شَهِدَا حُنَيْنًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَا: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ. ثُمَّ جَلَسَ تَحْتَ شَجَرَةٍ. فَقَامَ إِلَيْهِ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، وَهُوَ سَيِّدُ خِنْدِفٍ، يَرُدُّ عَنْ دَمِ مُحَلِّمِ بْنِ جَثَّامَةَ. وَقَامَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ يَطْلُبُ بِدَمِ عَامِرِ بْنِ الْأَضْبَطِ. وَكَانَ أَشْجَعِيًّا. فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «تَقْبَلُونَ الدِّيَةَ؟» فَأَبَوْا. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ، يُقَالُ لَهُ مُكَيْتَلٌ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ وَاللهِ! مَا شَبَّهْتُ هٰذَا الْقَتِيلَ، فِي غُرَّةِ الْإِسْلَامِ، إِلَّا كَغَنَمٍ

باب:۴- قتل عمد کی صورت میں وارثوں کی خون بہا لینے پر رضامندی

۲۶۲۵- حضرت زیاد بن سعد بن ضمیرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے میرے والد (حضرت سعد بن ضمیرہ ؓ) اور میرے چچا نے حدیث سنائی۔ یہ دونوں حضرات غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے، ان دونوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ قبیلۂ خندف کے سردار حضرت اقرع بن حابس ؓ اٹھ کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور محلم بن جثامہ کے قتل کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ حضرت عیینہ بن حصن ؓ بھی حاضر خدمت ہو کر قبیلۂ اشجع کے فرد عامر بن اضبط کے قصاص کا مطالبہ کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”کیا تم دیت (خون بہا) لینے پر راضی ہو؟“ انھوں نے انکار کیا۔ قبیلۂ بنولیث کا ایک آدمی جسے مکیتل کہتے تھے، اس نے اٹھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں تو اسلام کے شروع زمانے کے اس مقتول کی مثال

٢٦٢٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٥٠٣ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٧٧، وحسنه الحافظ في الإصابة: ٣/ ٦٤ * زياد بن سعد بن ضميرة وثقه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

وَرَدَتْ، فَرُمِيَتْ، فَنَفَرَ آخِرُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَكُمْ خَمْسُونَ فِي سَفَرِنَا، وَخَمْسُونَ إِذَا رَجَعْنَا» فَقَبِلُوا الدِّيَةَ.

اس طرح سمجھتا ہوں جیسے بکریوں کا ریوڑ پانی پینے آیا‘ اس کو کنکر مارا گیا تو ریوڑ کا پچھلا حصہ بھاگ اٹھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمھیں ہمارے اس سفر میں پچاس اونٹ مل جائیں گے اور پچاس واپسی پر مل جائیں گے۔“ اس پر ان لوگوں نے دیت لینا منظور کر لیا۔

٢٦٢٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ عَمْداً، دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْقَتِيلِ. فَإِنْ شَاءُوا قَتَلُوا. وَإِنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ. وَذٰلِكَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خَلِفَةً. وَذٰلِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ. وَمَا صُولِحُوا عَلَيْهِ، فَهُوَ لَهُمْ. وَذٰلِكَ تَشْدِيدُ الْعَقْلِ».

٢٦٢٦- حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر قتل کیا‘ اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے گا‘ وہ چاہیں تو (قصاص کے طور پر) قتل کر دیں‘ چاہیں تو دیت لے لیں۔ اور دیت کی مقدار تین سالہ تیس اونٹنیاں‘ اور چار سالہ تیس اونٹنیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں (کل تعداد سو) ہے۔ یہ قتل عمد کی دیت ہے۔ اگر (اس سے کم) کسی مقدار پر صلح ہو جائے تو انھیں اس کا حق حاصل ہے۔ اور یہ سخت (مغلظہ) دیت ہے۔“

فوائد ومسائل: ① قتل عمد کی صورت میں قصاص اور دیت دونوں جائز ہیں۔ ② دیت کی مقدار میں مقتول کے وارثوں کی رضامندی سے کمی ہو سکتی ہے‘ اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ③ قتل کی تین صورتیں ہیں: ✿ قتل عمد: اس سے مراد وہ قتل ہے جس میں حملہ آور کا مقصد قتل کرنا ہوتا ہے‘ چنانچہ وہ تلوار یا کسی ایسے ہتھیار سے حملہ کرتا ہے جس سے مضروب عام طور پر بچ نہیں سکتا۔ اس قتل کی صورت میں دیت کی وہ مقدار مقرر ہے جو حدیث میں بیان ہوئی۔ ✿ قتل شبہ عمد: اس سے مراد یہ ہے کہ حملہ آور نے ایسی چیز سے حملہ کیا جس سے مضروب عام طور پر مرتا نہیں‘ مثلاً: لاٹھی کی ضرب‘ حملہ آور کا مقصد چوٹ لگانا یا زخمی کرنا تھا لیکن مضروب چوٹ یا زخموں کو برداشت نہ کرتے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس کی دیت بھی قتل عمد کے برابر ہے۔ ✿ قتل خطا: اس سے مراد یہ ہے کہ قاتل کا

٢٦٢٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ولي العمد يأخذ الدية، ح: ٤٥٠٦ من حديث محمد بن راشد به، وحسنه الترمذي، ح: ١٣٨٧.

ارادہ اس شخص کو قتل کرنے یا نقصان پہنچانے کا نہ تھا۔ اتفاقاً اس سے بلا ارادہ قتل ہو گیا' مثلاً: کسی ہرن وغیرہ پر فائر کیا یا تیر چلایا مگر نشانہ چوک گیا' یا اچانک کوئی انسان سامنے آ گیا اور فائر یا تیر اسے جا لگا اور وہ مر گیا۔ اس کی دیت بھی سو اونٹ ہی ہے لیکن ان کی عمر کم مقرر کی گئی ہے۔ اور حاملہ ہونے کی شرط بھی نہیں۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۶۳۰)

(المعجم ٥) - **بَابٌ**: دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظَةٌ (التحفة ٥)

باب: ۵- قتل شبہ عمد کی دیت مغلظہ (سخت) ہے

٢٦٢٧- **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ**: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ. سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [عَمْرٍو] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَتِيلُ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ، قَتِيلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا. مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ. أَرْبَعُونَ مِنْهَا خَلِفَةٌ، فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۲۶۲۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''غلطی سے ہو جانے والا جو قتل' ارادتاً کیے جانے والے قتل کے مشابہ ہو' یعنی کوڑے یا ڈنڈے (کی ضرب) سے قتل ہو جائے (اس کی دیت) سو اونٹ ہیں۔ ان میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۶۲۷-(م) امام ابن ماجہ ؒ نے اپنے دوسرے استاد محمد بن یحییٰ کی سند سے یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے اور قاسم اور عبداللہ بن عمرو کے درمیان عقبہ بن اوس کا واسطہ بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① شبہ عمد کو قتل خطا اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں قتل کا ارادہ نہیں ہوتا' صرف مارنے پیٹنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ ② ''جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔'' اس سے مراد حاملہ اونٹنیاں ہی ہیں۔ تاکید کے طور پر بات دہرائی گئی ہے۔

٢٦٢٧ـ [**صحيح**] أخرجه النسائي، القسامة، باب كم دية شبه العمد . . . الخ، ح: ٧٩٠٥ عن ابن بشار به.

٢٦٢٧(م) ـ [**صحيح**] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٧ من حديث سليمان به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٥٢٦، وابن الجارود، ح: ٧٧٣، وابن القطان الفاسي (التلخيص الحبير: ٤/ ١٥).

۲۶۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، سَمِعَهُ مِنَ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَهُوَ عَلَى دَرَجِ الكَعْبَةِ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. فَقَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ، قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا: فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ. مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلِفَةً، فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا. أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَدَمٍ، تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ. إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِدَانَةِ الْبَيْتِ وَسِقَايَةِ الْحَاجِّ. أَلَا إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُهُمَا لِأَهْلِهِمَا كَمَا كَانَا».

۲۶۲۸-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد وثنا بیان کی' پھر فرمایا: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے بندے کی مدد کی' اور اسی اکیلے نے (دشمنوں کی) تمام جماعتوں کو شکست دی۔ سنو! قتل خطا کی صورت میں' یعنی کوڑے اور لاٹھی سے مرنے والے کی دیت (خون بہا) سو اونٹ ہیں۔ ان میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔ سنو! دور جاہلیت میں جو بھی چیزیں قابل فخر سمجھی جاتی تھیں اور جاہلیت میں واقع ہونے والے خون' (وہ سب) میرے ان دو قدموں کے نیچے ہیں' سوائے کعبہ شریف کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے کے منصب کے۔ میں انھیں ان کے ذمہ داروں کے لیے اسی طرح قائم رکھتا ہوں جس طرح وہ پہلے سے چلے آرہے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں' ان میں سے سابقہ حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔ اور وہ صحیح ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني: ۷/ ۲۵۷) ② اللہ کے وعدے سے مراد فتح مکہ اور عرب میں اسلام کے غلبے کا وعدہ ہے جو نبئ اکرم ﷺ کی زندگی میں پورا ہوا۔ ③ جماعتوں سے مراد عرب کے غیر مسلموں کے مختلف قبائل اور ان کے جتھے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتح نصیب فرمائی۔ ④ اس حدیث میں قتل خطا سے مراد شبہ عمد ہے جیسا کہ کوڑے اور لاٹھی کے ذکر سے وضاحت فرما دی گئی ہے۔ ⑤ اسلام سے پہلے مکہ کے مختلف قبائل کو مختلف مذہبی عہدے حاصل تھے جو غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے منسوخ کر دیے گئے' البتہ خانہ کعبہ کی خدمت اور کلید برداری کا منصب اور حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب قائم رکھا گیا کیونکہ ان

۲۶۲۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٩ من حديث ابن جدعان به، وهو ضعيف، ومن حديث ابن عيينة به تعليقًا، ح: ٤٥٤٩، وله شواهد، منها الحديث السابق.

میں اسلام کے منافی عقائد و اعمال کا اثر نہیں۔ ⑥ زمانۂ جاہلیت میں خانہ کعبہ کی خدمت کا منصب قبیلۂ بنو عبدالدار کے پاس تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر اس قبیلے کی شاخ بنوشیبہ کے لوگ اس منصب پر فائز تھے۔ خانہ کعبہ کی چابی بنوشیبہ کے ایک فرد حضرت عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ حاجیوں کو پانی پلانا اور زمزم کا انتظام بنوہاشم کے ہاتھ میں تھا۔ اور فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے ذمہ دار تھے۔ یہ دونوں منصب آج تک انھیں دو حضرات کی اولاد میں ہیں۔

(المعجم ٦) - **بَابُ دِيَةِ الْخَطَإِ** (التحفة ٦)

باب:٦- قتل خطا کی دیت

٢٦٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفاً.

٢٦٢٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دیت کی مقدار بارہ ہزار (درہم) مقرر فرمائی۔

٢٦٣٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيُّ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ خَطَأً، فَدِيَتُهُ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلَاثُونَ ابْنَةَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً، وَعَشَرَةٌ بَنِي لَبُونٍ». وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَوِّمُهَا عَلَى أَهْلِ الْقُرَى أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ، أَوْ

٢٦٣٠- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غلطی سے قتل ہو جائے اس کی دیت تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)، تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں)، تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں) اور دس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ شہر والوں کے لیے اس کا اندازہ چار سو دینار یا اس کی ہم قیمت چاندی مقرر فرماتے تھے۔ نقد رقم کا یہ تعین اونٹوں (کے مہنگے یا سستے ہونے) کے زمانے کے مطابق ہوتا تھا۔ جب اونٹ

٢٦٢٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية، كم هي من الدراهم، ح: ١٣٨٨ عن ابن بشار به، وقال النسائي: محمد بن مسلم ليس بالقوي في الحديث، وهٰذا خطأ والصواب عن عكرمة مرسل، قلت: بل هو صدوق حسن الحديث، من رجال مسلم وغيره، أخرجه أبوداود، ح: ٤٥٤٦ من طريقه به.

٢٦٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب الدية كم هي؟، ح: ٤٥٤١ من حديث يزيد به.

عَدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ. وَيُقَوِّمُهَا عَلَى أَزْمَانِ الْإِبِلِ، إِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِي ثَمَنِهَا. وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا. عَلَى نَحْوِ الزَّمَانِ مَا كَانَ. فَبَلَغَ قِيمَتُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ. أَوْ عَدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ. وَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الْبَقَرِ، عَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ، مِائَتَيْ بَقَرَةٍ. وَمَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الشَّاءِ، عَلَى أَهْلِ الشَّاءِ، أَلْفَيْ شَاةٍ.

مہنگے ہوتے تو نبی ﷺ ان کی قیمت (دیت کی نقد رقم) میں اضافہ فرما دیتے۔ اور جب سستے ہو جاتے تو ان کی قیمت (کی مقررہ مقدار) میں کمی کر دیتے، اس وقت جیسی بھی کیفیت ہوتی (اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔)، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان کی قیمت چار سو اور آٹھ سو دینار کے درمیان رہی، یا اس کے برابر چاندی، یعنی آٹھ ہزار درہم۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جس شخص کی دیت گایوں والے کے ذمے گایوں میں (واجب الادا) ہو تو دو سو گائیں (ادا کی جائیں) اور جس شخص کی دیت بکریوں والوں کے ذمے بکریوں میں (واجب الادا) ہو تو (اس کی دیت کے طور پر) دو ہزار بکریاں ادا کی جائیں۔

فوائد و مسائل: ① دیت کی اصل مقدار اونٹوں سے متعین ہوتی ہے۔ ② اگر اونٹ ادا کرنا ممکن نہ ہوں تو گائے بکری کی صورت میں بھی دیت ادا ہو سکتی ہے۔ ③ دیت کی ادائیگی نقد رقم کی صورت میں بھی ممکن ہے، اس صورت میں حکومت کو یا جج کو چاہیے کہ سو اونٹوں کی قیمت کا اندازہ کر کے اتنی دیت کا فیصلہ دے۔ ④ اونٹوں کی قیمت میں کمی بیشی سے نقد رقم کی مقدار میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

٢٦٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا الصَّبَّاحُ بْنُ مُحَارِبٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرُونَ حِقَّةً

۲۶۳۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قتل خطا کی دیت بیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں)، بیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں)، بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)، بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں) اور بیس مذکر ابن مخاض (ایک سالہ اونٹ) ہیں۔“

٢٦٣١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب الدية كم هي؟، ح: ٤٥٤٥ من حديث حجاج به، وانظر، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧.

وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ [ذُكُورٌ]».

٢٦٣٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفاً. قَالَ: وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَمَا نَقَمُوٓا إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [التوبة: ٧٤]. قَالَ: بِأَخْذِهِمُ الدِّيَةَ.

٢٦٣٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دیت کی مقدار بارہ ہزار (درہم) مقرر فرمائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ”یہ صرف اس بات سے ناراض ہو رہے ہیں کہ انھیں اللہ نے اپنے فضل سے اور اس کے رسول نے دولت مند کر دیا۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی انھوں نے دیت وصول کی (اور اس طرح دولت مند ہو گئے۔ اس کے بعد بجائے شکر گزاری کا راستہ اختیار کرنے کے مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا راستہ اختیار کیا۔)

(المعجم ٧) - بَابُ الدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَاقِلَةٌ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ (التحفة ٧)

باب: ٧- (قاتل کی) دیت برادری پر ہے، اگر برادری نہ ہو تو بیت المال سے ادا کی جائے

٢٦٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ، عَنِ

٢٦٣٣- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ دیت کی ذمے داری عاقلہ (قاتل کی برادری) پر ہے۔

٢٦٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم الرازي في التفسير: ٦/ ١٨٤٥، توبة: ٩٤ من حديث محمد بن سنان الباهلي به، وانظر، ح: ٢٦٢٩، وهٰذا طرف منه.

٢٦٣٣ـ أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب دية الجنين، ووجوب الدية في قتل الخطأ وشبه العمد علٰى عاقلة الجاني، ح: ١٦٨٢ من حديث منصور به.

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ.

فوائد ومسائل: ① عاقلہ سے مراد وہ رشتے دار ہیں جو باپ کی طرف سے ہوتے ہیں، یعنی ددھیالی رشتے دار۔ ② عاقلہ میں پہلے بھائی اور بھتیجے وغیرہ آتے ہیں، پھر چچازاد بھائیوں کی اولاد، یعنی ایک دادے کے پوتے، پھر دادے کے بھائیوں کی اولاد وغیرہ۔ ③ دیت کو عاقلہ کے ذمے کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وہ مل جل کر دیت ادا کر سکتے ہیں، کسی ایک یا چند افراد پر ناقابل برداشت بوجھ نہیں پڑتا۔ ④ دیت کو برادری سے وصول کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ لڑائی جھگڑے میں یہ لوگ عموماً ساتھ دیتے ہیں۔ اور کوئی شخص اگر قتل کرتا ہے تو اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری مدد کرنے کے لیے میری برادری موجود ہے۔ جب ان پر دیت کی ذمے داری آئے گی تو وہ مجرم کو جرم کے ارتکاب سے روکنے کی کوشش کریں گے، اس کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے۔

٢٦٣٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ الشَّامِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۶۳۴- حضرت مقدام (بن معدیکرب) شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا کوئی وارث نہیں، اس کا میں وارث ہوں۔ میں اس کی دیت دوں گا اور اس کی وراثت لوں گا۔ اور جس کا کوئی وارث نہیں، ماموں اس کا وارث ہے۔ وہ اس کی دیت دے گا اور اس کی وراثت لے گا۔“

فوائد ومسائل: ① وارثوں میں سب سے پہلے ان کو حصہ دیا جاتا ہے جن کے حصے قرآن مجید اور احادیث میں مقرر کر دیے گئے ہیں۔ انھیں اصحاب الفروض کہتے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں، یا ان کو دے کر باقی بچنے والا مال ”عصبہ“ کو ملتا ہے، یعنی میت کے وہ رشتے دار جن کا تعلق میت سے عورت کے واسطے سے نہ ہو، مثلاً: بھائی، بھتیجا، چچا اور تایا وغیرہ۔ اگر عصبہ موجود نہ ہوں تو پھر ”اُولُو الْاَرْحَام“ وارث ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا میت سے تعلق عورت کے واسطے سے ہوتا ہے، مثلاً: ماموں (ماں کا بھائی)، بھانجا (بہن کا بیٹا)، نانا (ماں کا

٢٦٣٤- **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في ميراث ذوي الأرحام، ح: ٢٨٩٩ من حديث بديل به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٥، وابن حبان (موارد)، ح: ١٢٢٥، والحاكم: ٤/ ٣٤٤ على شرط الشيخين، وتعقبه الذهبي، وصححه ابن القطان، وحسنه أبوزرعة الدمشقي، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ١٢٢٦، وإسناده حسن.

والد) اور خالہ (ماں کی بہن) وغیرہ۔ ② عصبہ کی عدم موجودگی میں اولو الأرحام جس طرح ترکے کے حق دار ہوتے ہیں اسی طرح مالی ذمے داریوں کی ادائیگی بھی ان پر لازم ہوتی ہے، چنانچہ یہ رشتے دار اس صورت میں دیت کی ادائیگی کے بھی ذمے دار ہوتے ہیں۔ وراثت سے متعلق تفصیلی احکام ومسائل کے لیے دیکھیے: ''اسلامی قانون وراثت'' از مولانا ابونعمان بشیر احمد ﷾، طبع دار السلام، لاہور۔ ③ لاوارث میت کی جائیداد بیت المال کے لیے ہوتی ہے۔ نبی ﷺ اسلامی حکومت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے اس مال کا انتظام فرماتے تھے۔ خلیفۃ المسلمین بیت المال کے ذریعے سے یہ ذمے داری پوری کرتا ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ مَنْ حَالَ بَيْنَ وَلِيِّ الْمَقْتُولِ وَبَيْنَ الْقَوَدِ أَوِ الدِّيَةِ (التحفة ۸)

۲٦۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ عَصَبِيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصاً، فَعَلَيْهِ عَقْلُ الْخَطَإِ. وَمَنْ قَتَلَ عَمْداً فَهُوَ قَوَدٌ. وَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ».

باب: ۸- جو شخص مقتول کے وارث کو قصاص یا دیت نہ لینے دے (اس کا گناہ)

۲۶۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اندھا دھند لڑائی میں یا عصبیت کی بنا پر پتھر، کوڑا یا ڈنڈا مار کر قتل کر دیا، اسے قتل خطا کی دیت ادا کرنی پڑے گی۔ اور جس نے جان بوجھ کر قتل کیا، اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور جو کوئی قصاص لینے میں رکاوٹ بنے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① اندھا دھند لڑائی کا مطلب ہے کہ دو پارٹیاں آپس میں لڑ پڑیں، اس میں کسی کو پتھر وغیرہ لگا جس سے وہ مر گیا۔ اس میں یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ فلاں شخص کس کی ضرب سے مرا ہے، لہٰذا کسی کو متعین کر کے قصاص تو نہیں لیا جا سکتا لیکن اس کا خون بے کار بھی نہیں کیا جا سکتا، اس لیے دیت ضروری ہے۔ ② قصاص اللہ کا قانون ہے۔ اللہ کے قانون کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بننا کفریہ حرکت ہے، لہٰذا لعنت کا باعث ہے۔ ایسے شخص کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

۲٦۳۵ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب من قتل بحجر أو سوط، ح: ٤٧٩٤ عن محمد بن معمر به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٥٤٠ من حديث سليمان به.

(المعجم ۹) - **بَابُ مَا لَا قَوَدَ فِيهِ** (التحفة ۹)

باب:۹-جس صورت میں قصاص نہیں

۲۶۳۶- حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ] عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ دَهْثَمِ بْنِ قُرَّانَ: حَدَّثَنِي نِمْرَانُ بْنُ جَارِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ضَرَبَ رَجُلًا عَلَى سَاعِدِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا مِنْ غَيْرِ مَفْصِلٍ. فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَ لَهُ بِالدِّيَةِ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْقِصَاصَ. فَقَالَ: «خُذِ الدِّيَةَ. بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا». وَلَمْ يَقْضِ لَهُ بِالْقِصَاصِ.

۲۶۳۶- حضرت نمران بن جاریہ ؒ اپنے والد (حضرت جاریہ بن ظفر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کی کلائی پر تلوار مار کر جوڑ کے علاوہ دوسری جگہ سے بازو کاٹ دیا۔ اس نے نبی ﷺ سے شکایت کی۔ نبی ﷺ نے اسے دیت دلوانے کا حکم دے دیا۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں تو قصاص لینا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیت لے لے اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے قصاص کا فیصلہ نہ دیا۔

۲۶۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ ابْنِ صُهْبَانَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَوَدَ فِي الْمَأْمُومَةِ وَلَا الْجَائِفَةِ وَلَا الْمُنَقِّلَةِ».

۲۶۳۷- حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دماغ کی جھلی تک پہنچ جانے والے زخم کا قصاص نہیں‘ نہ جسم کے اندرونی خلا (مثلاً پیٹ) تک پہنچ جانے والے زخم میں اور نہ ہڈی کو اپنی جگہ سے ہٹا دینے والی چوٹ میں قصاص ہے۔“

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني‘ رقم:۲۱۹۰) بنابریں اس قسم کے زخم‘ جن کا برابر برابر بدلہ نہ لیا جا سکے‘ ان کا قصاص نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے مجرم کو اس سے کم یا زیادہ نقصان پہنچے جتنا اس نے پہنچایا ہے‘ اس

۲۶۳۶ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني: ۲/ ۲٦٠ من طريق أبي بكر بن عياش به، وتابعه أسد بن عمرو البجلي عنده، وانظر، ح: ۲۳٤۳ لحال دهثم.

۲۶۳۷ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۸/ ٦٥ من طريق أبي يعلى عن أبي كريب به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، رشدين بن سعد ضعفه ابن معين، وأبوحاتم الرازي، وأبوزرعة، والنسائي، وابن حبان، والجوزجاني، وابن يونس، وابن سعد، وأبوداود، والدارقطني وغيرهم"، وله شاهد ضعيف في المطالب العالية، وروى البيهقي بإسناد حسن عن طلحة رفعه: ليس في المأمومة قود.

لیے ایسے معاملات میں مالی جرمانے (دیت) کا فیصلہ کیا جاتا ہے جس کا تعین زخم کی نوعیت اور شدت کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الْجَارِحِ يُفْتَدَى بِالْقَوَدِ (التحفة ١٠)

٢٦٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقاً. فَلَاجَّهُ رَجُلٌ فِي صَدَقَتِهِ، فَضَرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ. فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: الْقَوَدَ. يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا» فَلَمْ يَرْضَوْا. فَقَالَ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا». فَرَضُوا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّينَ أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوَدَ. فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا. أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: لَا. فَهَمَّ بِهِمُ الْمُهَاجِرُونَ. فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكُفُّوا. فَكَفُّوا. ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ. فَقَالَ: «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ

باب:۱۰- زخم لگانے والا قصاص کی بجائے فدیہ (دیت) دے دے

۲۶۳۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوجہم بن حذیفہ ؓ کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ ایک آدمی زکاۃ کے بارے میں ان سے لڑ پڑا۔ ابوجہم ؓ نے اسے مارا تو اسے (سر یا چہرے پر) زخم آ گیا۔ ان لوگوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! قصاص دلوایئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں اتنی اتنی رقم (دیت کے طور پر) ملے گی۔'' وہ نہ مانے۔ آپ نے (رقم میں اضافہ کر کے) فرمایا: ''تمھیں اتنی اتنی رقم ملے گی۔'' تو وہ مان گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں لوگوں میں خطبہ دے کر (عام اعلان کر کے) تمھاری رضامندی کی اطلاع دے دوں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''بنولیث قبیلے کے یہ حضرات میرے پاس قصاص لینے کے لیے آئے تھے۔ میں نے انھیں اتنی اتنی رقم (دیت) کی پیشکش کی ہے۔ کیا تم لوگ راضی ہو؟ انھوں نے کہا: جی نہیں۔ مہاجرین نے ان لوگوں کو سرزنش کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے انھیں

٢٦٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب العامل يصاب على يديه خطأ، ح: ٤٥٣٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٨٠٣٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٤٥، ولم أجد تصريح سماع الزهري، وتقدم، ح: ٧٠٧، وباقي السند صحيح.

بِرِضَاكُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ.

رک جانے کا حکم دیا' چنانچہ وہ رک گئے۔ نبی ﷺ نے انھیں (دوبارہ) طلب فرما کر (دیت کی مقدار میں) اضافہ فرما دیا' اور فرمایا: ''کیا تم راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں لوگوں میں خطبہ دے کر تمھاری رضامندی کی اطلاع دے رہا ہوں۔'' انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ تب نبی ﷺ نے خطبہ دیا' پھر (سب لوگوں کے سامنے ان سے) فرمایا: ''کیا تم راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: تَفَرَّدَ بِهٰذَا مَعْمَرٌ. لَا أَعْلَمُ رَوَاهُ غَيْرُهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے کہا: میں نے محمد بن یحیٰی سے سنا' وہ فرما رہے تھے: اس روایت کو صرف معمر نے بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی سے یہ روایت مجھے معلوم نہیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۳/۱۱۱، ۱۱۲، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۲۶۳۸، وصحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم: ۲۱۵۰) ② زخم کا بھی قصاص ہوتا ہے۔ ③ قصاص کے عوض نقد جرمانہ (دیت) درست ہے۔ ④ دیت صرف اس وقت درست ہے جب مدعی راضی ہو جائے۔ ⑤ جس معاملے میں یہ خطرہ محسوس ہو کہ عوام امیر (حاکم) پر اعتراض کریں گے تو اس میں امیر کو ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے کہ اعتراضات کا دروازہ بند ہو جائے۔

(المعجم ١١) - بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ

(التحفة ١١)

باب: ۱۱- نوزائیدہ بچے کی دیت

٢٦٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۳۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٦٣٩- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الجنين، ح: ١٤١٠ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: حسن صحيح.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، [عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَقَالَ الَّذِي قَضٰى عَلَيْهِ: أَنَعْقِلُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ. وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ. وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا لَيَقُولُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ. فِيهِ غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جنین (پیٹ کے بچے) کے قتل کی صورت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا' اس نے کہا: کیا ہم اس کی دیت دیں جس نے پیا' نہ کھایا' چیخا' نہ چلایا' ایسا تو کالعدم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو شاعروں والی باتیں کرتا ہے۔ اس کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جنین سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو' پیدا نہ ہوا ہو۔ ② بعض اوقات حاملہ عورت کے پیٹ پر چوٹ لگ جائے تو اس سے بچے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اور وہ پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو کر مردہ پیدا ہوتا ہے' اس لیے یہ بھی قتل شمار ہوتا ہے۔ ③ ایسے بچے کا حکم عام مقتول کا نہیں' اس کی دیت بھی سو اونٹ نہیں بلکہ صرف ایک غلام یا لونڈی ہے' البتہ اگر اس کی ماں بھی اس چوٹ سے فوت ہو جائے تو اس عورت کی پوری دیت ہوگی۔ ④ شرعی حکم کے مقابلے میں قبائلی رسم و رواج کی کوئی حیثیت نہیں۔ ⑤ شاعروں والی باتوں سے یہی مراد ہے کہ جس طرح عام شاعر جھوٹ موٹ اور غیر سنجیدہ باتیں کرتے ہیں' ان کی عملی دنیا میں کوئی قیمت نہیں ہوتی' اسی طرح یہ باتیں بھی بے کار ہیں' ان کی وجہ سے قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔

٢٦٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ. - يَعْنِي سِقْطَهَا. - فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِيهِ بِغُرَّةٍ، عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَقَالَ

۲۶۴۰- حضرت مسور بن مخرمہ (بن نوفل) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب ؓ نے عورت کا حمل ساقط ہو جانے کے بارے میں لوگوں (صحابۂ کرام ؓ) سے مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میری موجودگی میں اس قسم کے مقدمے میں ایک غلام یا ایک لونڈی ادا کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

٢٦٤٠_ أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ وشبه العمد . . . الخ، ح: ١٦٨٣ عن ابن أبي شيبة به.

عُمَرُ: ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ. فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ.

کوئی آدمی حاضر کرو جو تمھارے ساتھ گواہی دے، چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے بھی ان کے ساتھ گواہی دی۔

فائدہ: حضرت عمر ؓ نے حضرت مغیرہ ؓ کی روایت پر شک نہیں کیا بلکہ مزید اطمینان کے لیے دوسرا گواہ طلب فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسئلہ ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا پورا اطمینان ضروری ہے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ عام لوگ جب دیکھیں گے کہ حضرت عمر ؓ کبار صحابہ ؓ پر بھی حدیث کے بارے میں سختی کرتے ہیں تو وہ بلا تحقیق حدیثیں روایت کرنے سے اجتناب کریں گے۔ والله أعلم۔

٢٦٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ نَشَدَ النَّاسَ قَضَاءَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ذٰلِكَ. -يَعْنِي فِي الْجَنِينِ-. فَقَامَ حَمَلُ ابْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ: كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ لِي. فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا، وَقَتَلَتْ جَنِينَهَا. فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ، عَبْدٍ. وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا.

۲۶۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے (لوگوں سے) اس معاملے میں نبی ﷺ کا فیصلہ دریافت فرمایا، یعنی پیٹ کے بچے کے قتل کے معاملے میں۔ حضرت حمل بن مالک بن نابغہ ؓ نے اٹھ کر کہا: میری دو بیویاں تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی ماری، (اس طرح) اسے بھی قتل کر دیا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام دلوائی اور حکم دیا کہ اس عورت کو (قصاص کے طور پر) قتل کر دیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① اصل قانون رسول اللہ ﷺ کا قول وعمل ہی ہے۔ ② اگر کسی مسئلے میں دلیل معلوم نہ ہو تو قرآن یا حدیث سے دلیل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ③ حاملہ عورت کا قتل دو انسانوں کا قتل ہے، یعنی ماں اور بچے کا قتل۔ عورت کا حکم تو عام قتل ہی کا ہوگا، یعنی قصاص یا پوری دیت، مگر پیٹ کے بچے کی دیت صرف ایک غلام یا ایک لونڈی ہوگی۔

(المعجم ١٢) - بَابُ الْمِيرَاثِ مِنَ الدِّيَةِ

باب: ۱۲- دیت میں سے ترکے کی تقسیم

(التحفة ١٢)

٢٦٤١_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٢ من حديث أبي عاصم به.

٢٦٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: اَلدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ، وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا. حَتَّى كَتَبَ إِلَيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَرَّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا.

۲۶۴۲- حضرت سعید بن میبّب ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ فرمایا کرتے تھے: دیت عاقلہ کو ملے گی۔ اور عورت کو اپنے خاوند کی دیت (خون بہا) سے ترکے والا حصہ نہیں ملے گا حتی کہ حضرت ضحاک بن سفیان ؓ نے انھیں خط لکھ کر بتایا کہ نبی ﷺ نے حضرت اشیم ضبابی ؓ کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت سے ترکہ دلوایا تھا (تب حضرت عمر ؓ نے رجوع فرمالیا۔)

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر ؓ کی یہ رائے غالبًا اس بنا پر تھی کہ دیت قاتل کے عصبہ ادا کرتے ہیں' لہٰذا وہ مقتول کے عصبہ رشتے داروں کو ملنی چاہیے اور بیوی عصبہ میں شامل نہیں۔ ② صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دیت کی رقم بھی دوسرے ترکے کے حکم میں ہے' لہٰذا جن جن وارثوں کو عام ترکہ ملتا ہے' انھیں اسی حساب سے دیت کی رقم بھی بطور ترکہ ملے گی۔ ③ صحابۂ کرام ؓ سے بھی اجتہادی غلطی ممکن ہے' اس لیے بعد کے علماء وائمہ سے بالاولیٰ غلطی صادر ہوسکتی ہے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ حدیث معلوم ہو جانے پر اجتہادی رائے سے رجوع کرلیا کرتے تھے۔ علماء کو یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

٢٦٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ اللِّحْيَانِيِّ بِمِيرَاثِهِ مِنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا امْرَأَتُهُ الْأُخْرَى.

۲۶۴۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حمل بن مالک ہذلی ؓ کو ان کی اس بیوی کے ترکے سے حصہ دلوایا جسے ان کی دوسری بیوی نے قتل کر دیا تھا۔

٢٦٤٢ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في المرأة ترث من دية زوجها، ح: ٢٩٢٧ من حديث سفيان به، وصححه الترمذي، ح: ١٤١٥، وابن الجارود، ح: ٩٦٦، وله شواهد عند الطبراني: ٥/ ٢٧٦، ح: ٥٣١٥ وغيره.

٢٦٤٣ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ٣٢٦، ٣٢٧، أطراف المسند: ٢/ ٦٤٠ من حديث الفضيل به، وإسحاق لم يدرك عبادة رضي الله عنه كما قال البخاري وغيره.

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے کہا ہے جبکہ حمل بن مالک بن نابغہ ؓ کا تفصیلی واقعہ پیچھے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث (۲۶۴۱) میں گزر چکا ہے جسے محققین نے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ شیخ البانی ؒ اس کی بابت یوں لکھتے ہیں "صحيح بما قبله" بنابریں دیت بھی مقتول عورت کا ترکہ ہے' اس لیے اس میں سے بھی خاوند کو حصہ ملتا ہے جب کہ دیت دینا قاتل عورت کے عصبہ کے ذمے ہے' اور خاوند عصبہ میں شامل نہیں بلکہ اصحاب الفروض میں سے ہے جس کا حصہ مقرر ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابُ دِيَةِ الْكَافِرِ**

(التحفة ١٣)

باب:۱۳- غیر مسلم کی دیت

٢٦٤٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ، وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى.

۲۶۴۴- **حضرت عمرو بن شعیب** ؒ نے اپنے والد سے' اور انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ اہل کتاب کا خون بہا مسلمانوں کے خون بہا سے نصف ہے۔ اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔

فائدہ: یہودی اور عیسائی دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ**

(التحفة ١٤)

باب:۱۴- قاتل کو وراثت نہیں ملتی

٢٦٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

۲۶۴۵- **حضرت ابوہریرہ** ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل وارث نہیں ہوتا۔''

٢٦٤٤ـ [إسناده حسن] * عبدالرحمٰن بن الحارث بن عبدالله بن عياش المخزومي صدوق، وتابعه أسامة بن زيد (الترمذي، ح: ١٤١٣، وقال: حسن).

٢٦٤٥ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في إبطال ميراث القاتل، ح: ٢١٠٩ من حديث الليث به، وانظر، ح: ٣٤٥ لعلته، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٤٥٦٤ وغيره.

عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ».

٢٦٤٦- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ وَعَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ، قَتَلَ ابْنَهُ، فَأَخَذَ مِنْهُ عُمَرُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ. ثَلَاثِينَ حِقَّةً، وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً، وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً. فَقَالَ: أَيْنَ أَخُو الْمَقْتُولِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ لِقَاتِلٍ مِيرَاثٌ».

۲۶۴۶- حضرت عمرو بن شعیب ؒ سے روایت ہے کہ بنو مدلج قبیلے کے ایک آدمی ابو قتادہ نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر ؓ نے اس سے سو اونٹنیاں وصول کر لیں۔ تیس حقے (تین سالہ اونٹنیاں) تیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں) اور چالیس حاملہ اونٹنیاں۔ پھر فرمایا: مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ''قاتل کے لیے کوئی میراث نہیں۔''

فائدہ: قاتل کو وراثت کے حصے سے محروم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ بہت دفعہ قتل کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ قاتل مقتول کی وراثت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس قانون کی وجہ سے قاتل یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ قتل کی صورت میں ترکہ تو ملے گا نہیں' اس کے علاوہ سزائے موت کا خطرہ موجود ہے۔ اگر سزائے موت نہ بھی ملی تو دیت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اس طرح مزید دولت ملنے کے بجائے پہلی دولت بھی ہاتھ سے جائے گی۔ یہ سوچ کر وہ قتل سے پرہیز کرے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَصَبَتِهَا، وَمِيرَاثِهَا لِوَلَدِهَا (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- عورت کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے اور اس کا ترکہ اس کی اولاد کے لیے ہے

٢٦٤٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۲۶۴۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ

٢٦٤٦ـ [حسن] أخرجه مالك في الموطأ(يحيٰى): ٢/ ٨٦٧ عن يحيى بن سعيد به، والسند منقطع، وله شاهد حسن عند أبي داود وغيره، وحسنه البوصيري.

٢٦٤٧ـ [إسناده حسن] انظر، ح: ٢٦٢٦.

رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَعْقِلَ الْمَرْأَةَ عَصَبَتُهَا، مَنْ كَانُوا. وَلَا يَرِثُوا مِنْهَا شَيْئًا. إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا. وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا. فَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهَا».

فیصلہ صادر فرمایا کہ عورت کی دیت اس کے عصبہ رشتے دار ادا کریں گے، وہ جو بھی ہوں۔ اور انھیں دیت میں سے ترکے کے طور پر کچھ نہیں ملے گا مگر وہی جو اس کے (اصحاب الفروض) وارثوں سے بچ جائے۔ اور اگر عورت قتل ہو جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے درمیان (ترکے کے طور پر) تقسیم ہوگی۔ وہی عورت کے قاتل کو قتل کر سکتے ہیں۔

٢٦٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدِّيَةَ عَلٰى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ. فَقَالَتْ عَاقِلَةُ الْمَقْتُولَةِ: يَارَسُولَ اللهِ! مِيرَاثُهَا لَنَا. قَالَ: «لَا. مِيرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا».

۲۶۴۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دیت، قتل کرنے والی عورت کے عصبہ رشتہ داروں کے ذمے ڈالی۔ مقتول عورت کے عصبہ رشتہ داروں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا ترکہ ہمیں ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اس کا ترکہ اس کے خاوند اور اس کے بچوں کے لیے ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم:۲۶۴۹' وصحيح سنن أبي داود للألباني' التحقيق الثاني' رقم:۲۵۹۹'۲۶۰۰) بنابریں جس طرح مرد کے ذمے واجب ہونے والی دیت اس کی برادری ادا کرتی ہے' اسی طرح عورت کے ذمے واجب ہونے والی دیت بھی عورت کی برادری (عاقلہ) ادا کرے گی۔ (عاقلہ کی وضاحت کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۶۳۳) ② دیت کے اصولوں کا وراثت کے اصولوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وراثت کی تقسیم کے اپنے اصول اور ضوابط ہیں' وہ ان کے مطابق تقسیم ہوگی۔ ③ عصبہ رشتے داروں کو وراثت میں وہ مال ملتا ہے جو اصحاب الفروض کے حصے ادا کرنے کے بعد بچ جائے۔ اصحاب الفروض اور ان کے حصوں کی تفصیل کے لیے علم میراث کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ ④ خاوند اصحاب الفروض میں سے ہے۔ بیٹے قریب ترین عصبہ ہیں' اس لیے خاوند کو اس کا مقرر حصہ دے کر باقی ترکہ بیٹوں میں تقسیم ہوگا۔ اگر مقتول

٢٦٤٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٥ من حديث عبدالواحد به، وانظر، ح: ١١ لحال مجالد.

عورت کے بیٹے موجود نہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ خاوند کا حصہ نکال کر مقتول کے ان عصبہ رشتے داروں کو دلوا دیتے جنھوں نے مسئلہ پوچھا تھا۔ ⑤ مقتول کے وارث ہی یہ حق رکھتے ہیں کہ قاتل سے قصاص یا دیت لینے کا فیصلہ کریں یا معاف کر دیں۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الْقِصَاصِ فِي السِّنِّ

(التحفة ١٦)

٢٦٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَبُومُوسَى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ، عَمَّةُ أَنَسٍ، ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ. فَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا. فَعَرَضُوا عَلَيْهِمُ الْأَرْشَ فَأَبَوْا. فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَارَسُولَ اللهِ! تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَنَسُ! كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ». قَالَ: فَرَضِيَ الْقَوْمُ، فَعَفَوْا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

باب:١٦- دانت توڑنے کا قصاص

٢٦٤٩- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضرت انس ؓ کی پھوپھی حضرت رُبَیِّع بنت نضر ؓ نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ انھوں (حضرت ربیع کے گھر والوں) نے معاف کر دینے کی درخواست کی' لیکن انھوں نے (فریق ثانی نے معاف کرنے سے) انکار کر دیا۔ انھوں نے دیت ادا کرنے کی پیشکش کی تو انھوں نے (دیت قبول کرنے سے بھی) انکار کر دیا۔ وہ لوگ (فریقین) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ حضرت انس بن نضر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا (میری بہن) ربیع ؓ کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''انس! اللہ کا قانون تو قصاص ہی ہے۔'' (راوی نے کہا:) پھر وہ لوگ راضی ہو گئے اور انھوں نے معاف کر دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا کوئی بندہ ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ پر (اعتماد کرتے ہوئے) قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔''

٢٦٤٩ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح في الدية، ح: ٢٧٠٣، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١، ٦٨٩٤ من طرق عن حميد به، وصرح بالسماع عنده، وتابعه ثابت عند مسلم، ح: ١٦٧٥.

فوائد ومسائل: ① دانت توڑنے پر بھی قصاص کا قانون نافذ ہوتا ہے، یعنی مجرم کا دانت توڑ دیا جائے یا دیت لے لی جائے یا معاف کر دیا جائے۔ ② ایک دانت توڑنے کی دیت پانچ اونٹ ہے۔ ③ حضرت انس بن نضر ؓ نے فرمایا کہ ربیع ؓ کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر ناراضی کا اظہار نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کا اظہار تھا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دل پھیر دے گا اور وہ دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے یا معاف کر دیں گے۔ ④ کسی معزز شخصیت کے لیے قانون تبدیل نہیں ہوتا۔ ⑤ اس واقعے میں حضرت انس بن نضر ؓ اور ان کی ہمشیرہ کی عظمت اور رفعتِ مقام کا اظہار ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ دِيَةِ الْأَسْنَانِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- دانتوں کی دیت

٢٦٥٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَسْنَانُ سَوَاءٌ. اَلثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ».

٢٦٥٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب دانت برابر ہیں۔ سامنے کا دانت اور ڈاڑھ برابر ہیں۔“

٢٦٥١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَضَىٰ فِي السِّنِّ خَمْساً مِنَ الْإِبِلِ.

٢٦٥١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دانت کے بارے میں پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اس کا جرمانہ پانچ اونٹ ہے۔ ② جتنے دانت توڑے جائیں، اتنا ہی جرمانہ بڑھتا چلا جائے گا، یعنی ایک دانت کے بدلے میں پانچ اونٹ ہوں گے، خواہ ان کا مجموعہ

٢٦ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٥٩ عن العباس العنبري به.

٢٦ـ **[إسناده صحيح]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

پورے انسان کی دیت (سو اونٹ) سے بھی زیادہ ہو جائے۔ ③ دانتوں کے مقام یا فائدے کے فرق کی بنا پر ان کی دیت میں فرق نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ** (التحفة ١٨)

باب: ١٨- انگلیوں کی دیت

٢٦٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ [أَبِي] عَدِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ» يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

٢٦٥٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ اور یہ برابر ہیں۔'' یعنی خنصر (چھوٹی انگلی)' بنصر (چھوٹی کے ساتھ والی انگلی) اور انگوٹھا (سب برابر ہیں۔)

٢٦٥٣- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ كُلُّهُنَّ. فِيهِنَّ عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ».

٢٦٥٣- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں سب (آپس میں) برابر ہیں۔ ان کی دیت دس دس اونٹ ہے۔''

٢٦٥٤- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى

٢٦٥٤- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

٢٦٥٢ـ أخرجه البخاري، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٦٨٩٥ عن ابن بشار به مختصرًا.

٢٦٥٣ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٨٩، ٩٢ من حديث سعيد عن مطر الوراق به مطولاً، وتابعه حسين المعلم (أبوداود، ح: ٤٥٦٢، وإسناده حسن)، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، منها ما أخرجه الترمذي، ح: ١٣٩١، وابن الجارود، ح: ٧٨٠ من حديث ابن عباس به نحو المعنٰى، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وطريق ابن ماجه حسنه البوصيري.

٢٦٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٥٦ من حديث سعيد به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٩٢، وللحديث طرق أخرٰى عند أبي داود وغيره، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٧.

السَّمَرْقَنْدِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ مَسْرُوقِ ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں برابر ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کسی کی ایک انگلی کاٹ دے تو اس کا جرمانہ دس اونٹ ہیں۔ ② ایک سے زیادہ انگلیاں کٹ جانے کی صورت میں ہر انگلی کا جرمانہ دس دس اونٹ ہوگا۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الْمُوضِحَةِ (التحفة ١٩)

باب: ۱۹- جس زخم سے ہڈی ظاہر ہو جائے

٢٦٥٥- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ».

۲۶۵۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن زخموں سے ہڈی ظاہر ہو جائے ان میں پانچ پانچ اونٹ دیت ہے۔''

فائدہ: علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''موضحہ وہ زخم ہے جس سے ہڈی کی سفیدی ظاہر ہو جائے۔ جس موضحہ کا جرمانہ پانچ اونٹ ہے وہ ایسا موضحہ ہے جو سر اور چہرے میں ہو۔ کسی اور عضو پر اگر موضحہ زخم لگے تو اس پر مناسب نقد جرمانہ ہے۔'' (النہایہ- مادہ: وضح)

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَنْ عَضَّ رَجُلًا فَنَزَعَ يَدَهُ فَنَدَرَ ثَنَايَاهُ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- اگر ایک آدمی دوسرے کو دانت سے کاٹے اور اس کے ہاتھ کھینچنے پر کاٹنے والے کے دانت اکھڑ جائیں (تو کیا حکم ہے؟)

٢٦٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۵۶- حضرت یعلیٰ بن امیہ اور حضرت سلمہ بن

٢٦٥٥_[حسن] انظر، ح: ٢٦٥٣، وهٰذا طرف منه.

٢٦٥٦_[إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، ذكر الاختلاف على عطاء في هٰذا الحديث، ح: ٤٧٦٩ من ◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّيْهِ يَعْلَى وَسَلَمَةَ ابْنَيْ أُمَيَّةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا. فَاقْتَتَلَ هُوَ وَرَجُلٌ آخَرُ وَنَحْنُ بِالطَّرِيقِ. قَالَ: فَعَضَّ الرَّجُلُ يَدَ صَاحِبِهِ. فَجَذَبَ صَاحِبُهُ يَدَهُ مِنْ فِيهِ. فَطَرَحَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَىٰ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْتَمِسُ عَقْلَ ثَنِيَّتِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ فَيَعَضُّهُ كَعِضَاضِ الْفَحْلِ. ثُمَّ يَأْتِي يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ لَا عَقْلَ لَهَا» قَالَ: فَأَبْطَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

امیہ سے روایت ہے' ان دونوں نے فرمایا: غزوۂ تبوک میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک دوست تھا۔ راستے میں اس کی ایک آدمی سے لڑائی ہوگئی۔ آدمی نے اپنے ساتھی کے ہاتھ پر دانت سے کاٹ لیا' ساتھی نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ اپنے دانت کی دیت لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اپنے بھائی کا ہاتھ اس طرح چباتا ہے جس طرح اونٹ (کسی کا ہاتھ) چبا جاتا ہے' پھر دیت مانگنے آ جاتا ہے۔ اس دانت کی کوئی دیت نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کے دانت کو ہدر (دیت کا حق نہ رکھنے والا) قرار دے دیا۔

٢٦٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَىٰ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ رَجُلًا عَلَىٰ ذِرَاعِهِ. فَنَزَعَ يَدَهُ، فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتُهُ. فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَأَبْطَلَهَا وَقَالَ: «يَقْضَمُ أَحَدُكُمْ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ».

٢٦٥٧- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے بازو پر دانت سے کاٹ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ کر گر گیا۔ یہ مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے دانت کو دیت کا حق نہ رکھنے والا قرار دے دیا۔ اور فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسے کاٹتا ہے جیسے اونٹ کاٹ کھاتا ہے۔''

◄◄ حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/٢٢٢، ٢٢٣ وغيره، وله شواهد عند البخاري وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٦٥٧- أخرجه البخاري، الديات، باب إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٢، ومسلم، القسامة والمحاربين، باب الصائل علىٰ نفس الإنسان وعضوه إذا دفعه المصول عليه . . . الخ، ح: ١٦٧٣ من حديث قتادة به، وصرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① جس پر حملہ کیا جائے وہ اپنے دفاع کا حق رکھتا ہے۔ ② اس کوشش میں اگر حملہ آور کو نقصان پہنچ جائے تو اسے دوسرے سے جرمانہ نہیں دلایا جائے گا۔

(المعجم ٢١) - بَاب: لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- غیر مسلم کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا

٢٦٥٨- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا عِنْدَ النَّاسِ. إِلَّا أَنْ يَرْزُقَ اللهُ رَجُلًا فَهْماً فِي الْقُرْآنِ. أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ. فِيهَا الدِّيَاتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۲۶۵۸- حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے کہا: کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی ایسا علم ہے جو (دوسرے) لوگوں کے پاس نہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں' قسم ہے اللہ کی! ہمارے پاس تو وہی کچھ ہے جو لوگوں کے پاس ہے' سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو قرآن کی سمجھ عطا فرما دے' یا جو اس نوشتے میں ہے۔ اس تحریر میں رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے دیت کے مسائل تھے' اور یہ (لکھا ہوا تھا) کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت علی ؓ کے زمانے میں بعض لوگوں نے خود ان کے بارے میں غلط باتیں مشہور کر دی تھیں۔ حضرت علی ؓ نے ہر ممکن حد تک ان غلط عقائد کی تردید فرمائی۔ ② حضرت علی ؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ''علم باطن'' عطا فرمایا تھا جو شریعت کے ظاہری علم سے مختلف ہے۔ موجودہ تصوف کے سلسلے بھی اسی تصور پر قائم ہیں۔ یہ غلط عقیدہ ہے۔ تزکیۂ نفس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ یہ کوئی خفیہ علم نہیں۔ ③ حضرت علی ؓ کی طرف ''علم جفر'' بھی منسوب ہے۔ جس کے ذریعے سے لوگ اپنے خیال میں ماضی اور مستقبل کی غیب کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ سب بے بنیاد ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کو علم الغیب جاننے والا تسلیم کرنا قرآن کی بہت سی آیات کا انکار ہے۔ ④ قرآن مجید میں غور و تدبر کر کے علمی نکات دریافت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ یہ علم حاصل کرنا اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی کو سنوارنا اصل مطلوب ہے۔ ⑤ صحابۂ کرام ؓ حدیث نبوی

٢٦٥٨- أخرجه البخاري، العلم، باب كتابة العلم، ح: ١١١، ٣٠٤٧، ٦٩٠٣ من حديث مطرف به.

تحریر کرتے اور اسے محفوظ رکھتے تھے کیونکہ وہ اسے شریعت کا لازمی حصہ سمجھتے تھے۔ اور اس پر عمل کرتے تھے۔
⑥ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دے تو قصاص کے طور پر اسے قتل نہیں کیا جائے گا' البتہ دیت دلائی جا سکتی ہے۔

٢٦٥٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ».

۲۶۵۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔''

٢٦٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».

۲۶۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور نہ عہد والے (ذمی) کو اس کے عہد میں قتل کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلم کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کا فرض ہے۔ ② ذمی کو اس وقت تک قتل کرنا جائز نہیں جب تک وہ کوئی ایسا جرم نہ کرے جس سے اس کا معاہدہ ختم ہو جائے' مثلاً: قرآن مجید کی بے حرمتی یا نبئ اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وغیرہ۔

(المعجم ٢٢) - بَاب: لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- باپ کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے

٢٦٦١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٦٥٩ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٥ من حديث عبدالرحمٰن بن عياش به مطولاً، وإسناده حسن، وللحديث طرق عن عمرو بن شعيب عند أبي داود، ح: ٤٥٠٦، وأحمد: ٢/ ١٧٨، ١٨٠، ١٩٢ وغيرهما، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٦٠ـ **[صحيح]** وضعفه البوصيري من أجل حنش، انظر، ح: ٢٤٤٦، وللحديث طرق عند أبي داود، ح: ٤٥٠٦، ٤٥٣٠، وابن حبان(موارد)، ح: ١٦٩٩ وغيرهما.

٢٦٦١ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي به، انظر، ح: ٢٥٩٩ من هٰذا الكتاب، وللحديث شواهد ضعيفة، وانظر الحديث الآتي.

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُقْتَلُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹے کے بدلے میں باپ کو قتل نہ کیا جائے۔“

٢٦٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ».

۲۶۶۲- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”باپ کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے حسن اور صحیح قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱/ ۱۶‘ ۲۲‘ ۴۹‘ والإرواء: ۷/ ۲۷۱‘ رقم: ۲۲۱۴‘ وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد‘ رقم: ۲۶۶۲) بنابریں ماں باپ کے ہاتھ سے اگر اولاد قتل ہو جائے تو ماں یا باپ کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا‘ البتہ دوسری مناسب سزا ضروری ہے جیسے کہ حدیث ۲۶۴۶ میں دیت لینے کا ذکر ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: هَلْ يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ؟ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- کیا غلام کے بدلے میں آزاد کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا؟

٢٦٦٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۲۶۶۳- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت

٢٦٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل ابنه يقاد منه أم لا؟، ح: ١٤٠٠ من حديث أبي خالد الأحمر به * والحجاج بن أرطاة تقدم حاله، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وعنعن، وتابعه محمد ابن عجلان به عند البيهقي: ٨/ ٣٨ وغيره، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨٨ وغيره، وابن عجلان، عنعن، وتقدم، ح: ١٩٦٧، وللحديث طرق أخرى، وقال عبدالحق الإشبيلي: "هذه الأحاديث كلها معلولة، لا يصح منها شيء" (تلخيص: ٤/ ١٧).

٢٦٦٣ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل عبده أو مثل به أيقاد منه؟، ح: ٤٥١٧ من طريق سعيد به، وتابعه شعبة وغيره (أبوداود، ح: ٤٥١٥، وحسنه الترمذي: ١٤١٤، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٣٦٧، ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ. وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ».

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غلام کو قتل کیا، ہم اسے قتل کر دیں گے، اور جس نے غلام کے ناک کان کاٹے، ہم بھی اس کے ناک کان کاٹ دیں گے۔''

٢٦٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَا: قَتَلَ رَجُلٌ عَبْدَهُ عَمْدًا مُتَعَمِّدًا. فَجَلَدَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِائَةً. وَنَفَاهُ سَنَةً. وَمَحَا سَهْمَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

۲۶۶۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ **اور حضرت عبداللہ بن عمرو** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے جان بوجھ کر اپنے غلام کو عمداً قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سو کوڑے لگوائے، اسے ایک سال کے لیے جلاوطن کر دیا اور مسلمانوں (کے مال غنیمت) میں سے اس کا حصہ ختم کر دیا۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: يُقْتَادُ مِنَ الْقَاتِلِ كَمَا قَتَلَ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- قاتل جس طرح قتل کرے اس سے اسی طرح قصاص لیا جائے

٢٦٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ امْرَأَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقَتَلَهَا. فَرَضَخَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۲۶۶۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک عورت کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل کر اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس (قاتل) کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔

◀◀ ووافقه الذهبي) ※ حسن عن سمرة حسن، تقدم، ح: ٢١٨٣.

٢٦٦٤ـ [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف إسحاق بن أبي فروة، وتقدم، ح: ٣٤٥، وتدليس إسماعيل بن عياش، ح: ٧٥".

٢٦٦٥ـ أخرجه البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الإشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٦٨٨٤، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره . . . الخ، ح: ١٦٧٢ من حديث همام به.

٢٦٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا. فَقَالَ لَهَا: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لَا. ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّانِيَةَ. فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لَا. ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ. فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ نَعَمْ. فَقَتَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

٢٦٦٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیوروں کے لیے قتل کر دیا۔ (ابھی فوت نہیں ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دی گئی۔) رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کیا تجھے فلاں آدمی نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں‘ پھر دوبارہ (کسی اور کا نام لے کر) پوچھا تو اس نے اشارہ کیا کہ نہیں۔ تیسری بار (اس یہودی کا نام لے کر) پوچھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (مجرم) کو دو پتھروں کے درمیان (سر کچل کر) قتل کروا دیا۔

فوائد ومسائل: ① پتھروں کے درمیان قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سر پتھر پر رکھ کر اوپر سے دوسرا پتھر مارا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئی اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئی۔ ② گواہی کے معاملے میں واضح اشارہ کلام کے حکم میں ہے۔ نماز میں اس قسم کا اشارہ کلام کے حکم میں نہیں۔ (صحیح البخاري‘ الكسوف‘ باب صلاة النساء مع الرجال في الكسوف‘ حديث:١٠٥٣) ③ سزائے موت اسی طرح دی جائے جس طرح قاتل نے قتل کیا ہو۔

(المعجم ٢٥) - **بَابٌ: لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ** (التحفة ٢٥)

باب:٢٥-قصاص صرف تلوار سے قتل کر کے لیا جائے

٢٦٦٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَازِبٍ، عَنِ النُّعْمَانِ

٢٦٦٧- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قصاص صرف تلوار سے ہوتا ہے۔“

٢٦٦ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب الإشارة في الطلاق والأمور، ح:٥٢٩٥ تعليقًا، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩، ـلم، القسامة والمحاربين، الباب السابق، ح:١٦٧٢ من حديث شعبة به.

٢٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ١٨٤ من حديث أبي عاصم به * جابر ـي، تقدم، ح:٣٥٦، وأبوعازب مستور (تقريب)، وانظر الحديث الآتي.

ابْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ».

٢٦٦٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ: حَدَّثَنَا الْحُرُّ بْنُ مَالِكٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ».

۲۶۶۸- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص صرف تلوار سے ہوتا ہے۔''

(المعجم ٢٦) - بَاب: لَا يَجْنِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- کوئی کسی کے جرم کا ذمے دار نہیں

٢٦٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ: «أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ. لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ، وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ».

۲۶۶۹- حضرت عمرو بن احوص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سنو! کوئی جرم کرنے والا اپنے سوا کسی پر جرم نہیں کرتا۔ نہ باپ کے جرم کی ذمے داری اس کے بیٹے پر ہے' نہ بیٹے کے جرم کی ذمے داری اس کے باپ پر ہے۔''

٢٦٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۶۷۰- حضرت طارق محاربی ؓ سے روایت

٢٦٦٨ـ [إسناده ضعيف] * الحسن عنعن، وتقدم، ح:٧١، وفيه علة أخرى، وأخرج الدارقطني: ٣/ ١٠٥ بإسناد حسن عن مبارك عن الحسن مرسلاً، وقال: قال يونس: قلت للحسن عمن أخذت هذا؟ قال: سمعت النعمان بن بشير يذكر ذلك"، يعني أنه موقوف عليه، والله أعلم.

٢٦٦٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٨، ٤٩٩ من حديث شبيب به، وأصله في سنن أبي داود، ح: ٣٣٣٤ وغيره.

٢٦٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٤٣، ٤٤ من حديث ابن نمير به مطولاً، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٨٣، والحاكم: ٢/ ٦١١، ٦١٢، والذهبي، والبوصيري.

فائدة: رواه الفضل بن موسى عن يزيد بن زياد بن أبي الجعد عن أبي صخر جامع بن شداد عن طارق بن عبدالله المحاربي به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ، حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، يَقُولُ: «أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ. أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ».

ہے' انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا: ''سنو! کسی ماں کے جرم کی ذمے داری اس کے بیٹے پر نہیں۔ سنو! کسی ماں کے جرم کی ذمے داری اس کے بیٹے پر نہیں۔''

٢٦٧١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ أَبِي الْحُرِّ، عَنِ الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِي ابْنِي. فَقَالَ: «لَا تَجْنِي عَلَيْهِ، وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ».

۲۶۷۱- حضرت خشخاش عنبری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور میرے ساتھ میرا بیٹا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے جرم کی پرسش اس سے نہیں ہوگی اور اس کے جرم کی پرسش تجھ سے نہیں ہوگی۔''

٢٦٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى أُخْرٰى».

۲۶۷۲- حضرت اسامہ بن شریک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی جان کے جرم کی ذمے داری دوسری جان پر نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مجرم کے جرم کی سزا اس کے باپ' بیٹے' بھائی یا دوست وغیرہ کو نہیں دی جا سکتی۔ ② مفرور مجرم کو پکڑنے کے لیے اس کے اقارب پر سختی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ ③ مشکوک شخص سے اقرار کرانے کے لیے مناسب حد تک سختی کی جا سکتی ہے۔ ④ مشکوک یا مجرم شخص سے اس کے شریک جرم ساتھیوں کے

٢٦٧١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٤، ٣٤٥ عن هشيم أنا يونس بن عبيد به، وقال: قال هشيم مرة يونس قال: "أخبرني مخبر عن حصين بن أبي الحر" (وانظر المسند: ٥/ ٨١)، فالسند ضعيف لجهالة المخبر، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طريق آخر عند البيهقي: ٨/ ٢٧.

٢٦٧٢ـ [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات، وأبو العوام اسمه عمران بن داود، وإن ضعفه النسائي فقد وثقه الجمهور".

بارے میں معلوم کرنے کے لیے مناسب حد تک سختی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ ایسے قرائن موجود ہوں جن سے اس کا مشکوک ومجرم ہونا ظاہر ہوتا ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْجُبَارِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- جن چیزوں میں دیت نہیں

٢٦٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ. وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ. وَالْبِئْرُ جُبَارٌ».

۲۶۷۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چوپائے کا پہنچایا ہوا زخم ہدر (رائیگاں) ہے۔ اور کان (میں گر کر آنے والا زخم) ہدر ہے اور کنواں ہدر ہے۔''

٢٦٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ».

۲۶۷۴- حضرت عمرو بن عوف مزنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جانور کا پہنچایا ہوا زخم ہدر (رائیگاں) ہے' اور کان ہدر ہے۔''

٢٦٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ خَالِدٍ النُّمَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارٌ، وَالْبِئْرَ جُبَارٌ، وَالْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ.

۲۶۷۵- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کان ہدر (رائیگاں) ہے' کنواں ہدر ہے' اور چوپائے کا پہنچایا ہوا زخم ہدر ہے۔

وَالْعَجْمَاءُ الْبَهِيمَةُ مِنَ الْأَنْعَامِ وَغَيْرِهَا.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: عجماء سے مراد

٢٦٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٠٩.

٢٦٧٤ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٧/ ١٤ ح، : ٦ من حديث كثير به * كثير ضعيف جدًا، متهم، تقدم ح: ١٦٥، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٧٥ـ [صحيح] وقال البوصيري: "منقطع"، وانظر، ح: ٢٦٤٣، لعلته، وح: ٢٦٧٣ شاهد له.

وَالْجُبَارُ هُوَ الْهَدَرُ الَّذِي لَا يُغَرَّمُ.

مویشی وغیرہ جانور ہیں۔ اور جبار، یعنی ہدر، وہ ہوتا ہے جس کا کوئی تاوان (یا دیت وغیرہ) نہ ہو۔

٢٦٧٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النَّارُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ».

٢٦٧٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگ ہدر (رائیگاں) ہے اور کنواں ہدر ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ہدر کے معنی رائیگاں ہونا، بیکار، لغو، بے فائدہ اور بے مقصد ہو جانا، اسی طرح رائیگاں کرنا، بے کار اور بے مقصد بنانا ہیں، یعنی یہ لازم اور متعدی دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ مویشی کے ہدر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا جانور چھوٹ کر بھاگ جائے اور اسی اثنا میں کسی کو زخمی کر دے یا ہلاک کر دے تو جانور کے مالک پر اس کی ذمے داری نہیں ہوگی۔ اس سے قصاص یا دیت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ ② معدنی چیزیں نکالنے کے لیے جو کان کھودی جاتی ہے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مزدور کان میں کام کر رہا ہے کہ اوپر سے پتھر گرا یا پیچھے سے پتھر گر کر راستہ بند ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مزدور فوت ہو گیا۔ اس صورت میں کان کا مالک قاتل شمار نہیں ہوگا۔ اس پر قتل خطا والی دیت بھی لازم نہیں ہوگی۔ ③ کنویں کے ہدر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کنویں سے پانی نکالنے کی کوشش میں کنویں میں گر پڑے یا کوئی اور ایسا حادثہ پیش آ جائے تو کنویں کا مالک ذمے دار نہیں ہوگا۔ ④ آگ ہدر ہونے کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے اپنی کسی ضرورت سے آگ جلائی، ہوا سے اس کی چنگاریاں اڑ کر کسی کی چیز پر پڑ گئیں جن کو روکنا آگ جلانے والے کے بس میں نہ تھا۔ اس صورت میں آگ سے پہنچنے والے نقصان کی ذمے داری آگ جلانے والے پر نہیں ہوگی، اور اس سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْقَسَامَةِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- قسامت کا بیان

٢٦٧٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي أَبُو لَيْلَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ

٢٦٧٧- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ اپنے قبیلے کے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل ؓ اور حضرت محیصہ ؓ تنگ دستی کی وجہ سے

٢٦٧٦- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب في النار تعدى، ح: ٤٥٩٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الصحيفة الصحيحة للإمام همام بن منبه رحمه الله، تقدم، ح: ١٣٨، وأصله متفق عليه.

٢٦٧٧- أخرجه البخاري، الأحكام، باب كتاب الحاكم إلى عماله والقاضي إلى أمنائه، ح: ٧١٩٢ من حديث مالك به، ومسلم، القسامة والمحاربين . . . ، باب القسامة، ح: ١٦٦٩/٦ من حديث بشر بن عمر به.

ابْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ رِجَالٍ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ. فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَأُلْقِيَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ بِخَيْبَرَ. فَأَتٰى يَهُودَ، فَقَالَ: أَنْتُمْ، وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ. قَالُوا: وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ. ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ، وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ. فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ يَتَكَلَّمُ، وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ: «كَبِّرْ، كَبِّرْ» يُرِيدُ السِّنَّ. فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ. ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ» فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ. فَكَتَبُوا: إِنَّا، وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟» قَالُوا: لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ. فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ. فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِائَةَ نَاقَةٍ. حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ.

(روزی کی تلاش میں) خیبر گئے۔ (وہاں) کسی نے آ کر محیصہ ؓ کو بتایا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے خیبر کے ایک کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ محیصہ ؓ نے یہودیوں کے پاس جا کر انھیں کہا: قسم ہے اللہ کی! تمھی نے اسے قتل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: قسم ہے اللہ کی! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ (خیبر سے) اپنے قبیلے والوں کے پاس گئے اور انھیں صورت حال بتائی' پھر محیصہ (ؓ) اپنے بڑے بھائی حویصہ (ؓ) اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل ؓ کے ساتھ (نبی ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے۔ محیصہ ؓ نے بات شروع کرنی چاہی کیونکہ (حادثے کے وقت) خیبر میں وہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے محیصہ (ؓ) سے فرمایا: ''بڑے کا لحاظ کرو۔'' یعنی جو عمر میں بڑا ہے (اسے بات کرنے دو۔) چنانچہ حویصہ ؓ نے بات کی' پھر ان کے بعد محیصہ ؓ نے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا وہ تمھارے مقتول کی دیت دیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے میں اہل خیبر کے نام لکھا۔ انھوں نے (جواب میں) لکھا' قسم ہے اللہ کی! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ' محیصہ اور عبدالرحمٰن ؓ سے فرمایا: ''کیا تم قسمیں کھاتے ہو اور اپنے آدمی (مقتول) کا خون بہا (دیت) لینے کے مستحق بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی تمھارے لیے قسمیں کھائیں گے (قسمیں کھا کر خود کو بے گناہ ثابت کر دیں گے۔'') انھوں نے کہا: وہ مسلمان

نہیں (ان کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا معمولی بات ہے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی دیت دے دی۔ اور ان کے پاس سو اونٹنیاں بھیج دیں۔ اور وہ ان کے گھر پہنچا دی گئیں۔

قَالَ سَهْلٌ: فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

فوائد و مسائل: ① جب کوئی شخص قتل ہو جائے اور اس کے قاتلوں کا پتہ نہ چلے تو مدعی قبیلے کے پچاس آدمی مشکوک افراد کے بارے میں قسم کھائیں کہ یہ ہمارے قاتل ہیں۔ اگر وہ قسم کھا لیں تو مدعا علیہم سے دیت دلوائی جائے گی۔ اگر یہ لوگ قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہم میں سے پچاس آدمی یہ قسم کھائیں گے کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا' نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کریں تو ان پر ضروری ہوگا کہ قاتل کو پیش کریں اور اگر وہ قسم کھا لیں تو وہ بری ہو جائیں گے اور ان سے دیت وصول نہیں کی جائے گی۔ اس صورت میں دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ ② قسم کھانے والوں میں کوئی بچہ' عورت' غلام یا مجنون شامل نہیں ہونا چاہیے۔ اگر پچاس افراد کی تعداد مکمل نہ ہو سکے تو جتنے افراد موجود ہیں وہی پچاس قسموں کی تعداد پوری کریں۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فؤاد عبدالباقی) ③ اہم معاملات میں بزرگوں کو بات کرنی چاہیے' نیز بزرگوں کی موجودگی میں نوجوانوں کو بات کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔

۲٦٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ حُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ، ابْنَيْ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللهِ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ، ابْنَيْ سَهْلٍ. خَرَجُوا يَمْتَارُونَ بِخَيْبَرَ. فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ، فَقُتِلَ. فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «تُقْسِمُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ؟» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ

۲۶۷۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ (رضی اللہ عنہما) اور سہل کے بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہما) غلہ لینے خیبر گئے۔ (وہاں) عبداللہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم قسمیں کھا کر (دیت کے) مستحق بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں جب کہ ہم نے دیکھا

۲٦٧٨ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۹/ ۳۷۸ عن أبي خالد به، وضعفه البوصيري لعنعنة الحجاج بن أرطاة، ح: ۲٦٦٢، والحديث السابق شاهد له.

نُقْسِمُ وَلَمْ نَشْهَدْ؟ قَالَ: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذًا تَقْتُلَنَا. قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”پھر یہودی (قسمیں کھا کر) تم سے بری ہو جائیں گے۔“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! تب تو وہ ہمیں قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ (وہ جسے چاہیں گے قتل کر کے پچاس جھوٹی قسمیں کھا لیا کریں گے۔) تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس (بیت المال) سے اس کی دیت ادا فرما دی۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهِ فَهُوَ حُرٌّ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- اگر کوئی شخص اپنے غلام کا مثلہ کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا

٢٦٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَخْصَى غُلَامًا لَهُ. فَأَعْتَقَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْمُثْلَةِ.

۲۶۷۹- حضرت سلمہ بن روح بن زنباع اپنے دادا (حضرت زنباع بن روح جذامی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے اپنے غلام کو خصی کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے مثلے کی وجہ سے اس غلام کو آزاد کر دیا۔

٢٦٨٠- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّى السَّمَرْقَنْدِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ الصَّيْرَفِيُّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صَارِخاً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا لَكَ؟» قَالَ: سَيِّدِي رَآنِي أُقَبِّلُ جَارِيَةً

۲۶۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی چیختا چلاتا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟“ اس نے کہا: میرے آقا نے مجھے اس کی ایک لونڈی کا بوسہ لیتے دیکھ لیا تو اس نے میرے مردانہ اعضاء کاٹ ڈالے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کو

٢٦٧٩ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ٥/ ٢٦٩، ح: ٥٣٠٢ من حديث عبدالسلام بن حرب به، وضعفه البوصيري من أجل إسحاق بن أبي فروة، ح: ٣٤٥، والحديث الآتي شاهد له.

٢٦٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل عبده أو مثل به، ح: ٤٥١٩ من حديث أبي حمزة به، وأخرجه أحمد، والطبراني، ح: ٥٣٠١ من طريق معمر، وابن جريج عن عمرو بن شعيب به.

لَهُ، فَجَبَّ مَذَاكِيرِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيَّ بِالرَّجُلِ» فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اذْهَبْ. فَأَنْتَ حُرٌّ» قَالَ: عَلَى مَنْ نُصْرَتِي يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ يَقُولُ: أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَرَقَّنِي مَوْلَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَوْ مُسْلِمٍ».

میرے پاس لاؤ۔" اسے تلاش کیا گیا لیکن وہ پکڑا نہ جا سکا تو رسول اللہ ﷺ نے (غلام سے) فرمایا: "جا' تو آزاد ہے۔" اس نے کہا: اللہ کے رسول! میری مدد کون کرے گا؟ راوی نے کہا: اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر میرے آقا نے مجھے دوبارہ غلام بنا لیا تو مجھے کون چھڑائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مومن" یا فرمایا: "ہر مسلمان (تیری مدد کرے گا)۔"

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی شخص اپنے غلام کے اعضاء کاٹ دے تو آقا سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ② غلام سے اگر ایسی زیادتی کی جائے جس کی سزا قصاص ہے تو غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔ ③ اعضاء سے مراد ناک' کان یا ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔

(المعجم ۳۰) - بَاب: أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً، أَهْلُ الْإِيمَانِ (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- مومن قتل کرتے وقت بھی سب لوگوں سے زیادہ تقوے کا خیال رکھتے ہیں

۲۶۸۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلَ الْإِيمَانِ».

۲۶۸۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قتل کرنے کے انداز میں بھی سب لوگوں سے زیادہ گناہ سے بچنے والے مومن ہی ہوتے ہیں۔"

۲۶۸۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هُنَيِّ بْنِ نُوَيْرَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۲۶۸۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن ہی قتل کرنے کے انداز میں بھی سب لوگوں سے زیادہ گناہ سے بچنے والے ہوتے ہیں۔"

۲۶۸۱ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۹۳ من حديث هشيم أنبأ مغيرة به، وانظر الحديث الآتي لعلته.

۲۶۸۲ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في النهي عن المثلة، ح: ۲۶۶٦ من حديث مغيرة به، وانظر، ح: ۲۰۷٤ لتدليس إبراهيم النخعي * وهنيّ بن نويرة مستور (تقريب)، وفيه علة أخرىٰ.

ﷺ: «إِنَّ أَعَفَّ النَّاسِ قِتْلَةً، أَهْلُ الْإِيمَانِ».

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتیں اکثر محققین کے نزدیک ضعیف ہیں' تاہم صحیح مسلم میں اسی مفہوم کی روایت موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے' اور ذبح ہونے والے جانور کو راحت پہنچائے (ممکن حد تک کم سے کم تکلیف پہنچائے۔'') (صحيح مسلم' الصيد والذبائح' باب الأمر بإحسان الذبح والقتل' وتحديد الشفرة' حديث:۱۹۵۵' و سنن ابن ماجه' حديث:۳۱۷۰)

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ** (التحفة ٣١)

باب:۳۱-سب مسلمانوں کا خون برابر ہے

٢٦٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ. وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ. يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيَرُدُّ عَلَى أَقْصَاهُمْ».

۲۶۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے خون باہم ہم مرتبہ ہیں۔ وہ دوسروں (غیر مسلم دشمنوں) کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ ان کا ادنیٰ بھی معاہدے کی ذمے داری اٹھا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو وہ (مجاہد) بھی غنیمت ادا کرے گا جو سب سے دور (اور دشمن سے بالکل قریب) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① خون برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قصاص اور دیت کے معاملات میں کسی ادنیٰ اور اعلیٰ کا فرق نہیں' نہ قبائل کے لحاظ سے' نہ غریب امیر ہونے کے لحاظ سے۔ سب کے حقوق برابر ہیں۔ اسی طرح بچہ اور بڑا بھی ایک ہی حکم میں ہے۔ ② مسلمانوں کو دشمن کے خلاف بالکل متحد ہونا چاہیے ورنہ پوری قوم کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ③ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ اور کسی مسلمان کو دشمن سے میل جول نہیں رکھنا چاہیے۔ ④ اگر کسی غیر مسلم کو ایک ادنیٰ مسلمان بھی امان دے دے تو سب مسلمانوں کے لیے اس کی پابندی ضروری ہے۔ ⑤ کوئی مجاہد غنیمت کا مال خود ہی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ غنیمت کم ہو یا زیادہ امیر لشکر کے پاس جمع کرائے' پھر اپنے حصے کے مطابق وصول کرے۔ یہ نہ سوچے کہ امیر دور ہے' اور اگر وہاں یہ تھوڑی سی چیز پہنچاؤں گا تو ہوسکتا ہے یہ میرے حصے ہی میں آ جائے' لہٰذا میں اسے امیر کے پاس جمع نہیں کراتا' اپنے پاس ہی رکھ لیتا ہوں۔ ایسے نہ کرے بلکہ اصول کی پابندی کرے۔

٢٦٨٣_[صحيح] وضعفه البوصيري لضعف حنش، وللحديث طرق عند أبي داود وغيره، انظر، ح: ٢٦٦٠.

٢٦٨٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، أَبُوضَمْرَةَ، عَنْ عَبْدِالسَّلَامِ بْنِ أَبِي الْجَنُوبِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُسْلِمُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ. وَتَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ».

۲۶۸۴- حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**مسلمان دوسروں کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ اور ان کے خون باہم برابر ہیں۔**''

٢٦٨٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ. تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ. وَيُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ، وَيَرُدُّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَقْصَاهُمْ».

۲۶۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**مسلمانوں کا ہاتھ غیروں کے خلاف (ایک ہی) ہوتا ہے۔ ان کے خون اور مال (مرتبے اور قابل حفاظت ہونے کے لحاظ سے) برابر ہیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف (کسی غیر مسلم کو) سب سے کم درجے کا مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے' اور مسلمانوں کو وہ (مجاہد) بھی (غنیمت) ادا کرے گا جو سب سے دور ہے۔**''

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا

(التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- ذمی کے قتل کا گناہ

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ

۲۶۸۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**جو شخص کسی ذمی کو قتل کرے اسے جنت کی خوشبو نہیں آئے گی' حالانکہ اس کی**

٢٦٨٤- [صحيح] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٩٦٨ من طريق إبراهيم بن سعيد به، وفي المطبوع تصحيف فليصحح وضعفه البوصيري من أجل عبدالسلام بن أبي الجنوب، وقد ضعفه ابن المديني، وأبوزرعة وغيرهما، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٨٥- [إسناده حسن] انظر، ح: ٢٦٤٤.

٢٦٨٦- أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب إثم من قتل معاهدًا بغير جرم، ح: ٣١٦٦، ٦٩١٤ من حديث الحسن بن عمرو به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا، لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَاماً».

خوشبو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔‘‘

٢٦٨٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا، لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا يَرَاحُ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَاماً».

٢٦٨٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کسی ذمی کو قتل کیا‘ جس کی (حفاظت کی) ذمے داری اللہ اور اس کے رسول نے اٹھائی ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا‘ حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مسلمان ملک کے غیر مسلم باشندے ’’ذِمی‘‘ کہلاتے ہیں کیونکہ اسلامی حکومت ان کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتی ہے۔ ② یہ حقوق انھیں اللہ کے حکم سے اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں دیے جاتے ہیں‘ اس لیے گویا ان کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اٹھایا ہے‘ لہٰذا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمے داری کی ادائیگی میں خلل ڈالے۔ ③ جنت کی خوشبو نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ جنت سے ہزاروں میل دور ہوگا۔ آخرت میں صرف جنت اور جہنم ہی کے مقامات ہیں‘ اس لیے اس میں یہ وعید ہے کہ وہ شخص جہنم میں جائے گا۔

(المعجم ٣٣) - **بَابُ مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ** (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣- کسی کو امان دے کر قتل کرنے والے کا بیان

٢٦٨٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ

٢٦٨٨- حضرت رفاعہ بن شداد قتبانی ؒ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: اگر میں نے حضرت عمرو بن

٢٦٨٧ـ **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء فيمن يقتل نفسًا معاهداً، ح:١٤٠٣ عن ابن بشار به، وقال: "حسن صحيح" * ومعدي ضعيف، وابن عجلان عنعن، تقدم، ح:١٩٦٧، والحديث السابق شاهد له.

٢٦٨٨ـ **[صحيح]** أخرجه النسائي في الكبرٰى:٥/ ٢٢٥، ح:٨٧٣٩ من حديث أبي عوانة به، وصححه البوصيري، قلت: عبدالملك بن عمير: (٢١١٨ب) صرح بالسماع عند النسائي (الكبرٰى، ح:٨٧٤١) إلا أنه قال: "حدثني عامر بن شداد" والصواب: "رفاعة بن شداد"، وتابعه إسماعيل السدي عن رفاعة به عند ابن حبان، ح:١٦٨٢ وغيره، وللحديث طرق أخرٰى.

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِيِّ قَالَ: لَوْلَا كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ، لَمَشَيْتُ فِيمَا بَيْنَ رَأْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِهِ. سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ، فَقَتَلَهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

حمق خزاعی ؓ سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو مختار ثقفی کے سر اور دھڑ کے درمیان چلتا (اس کا سر دھڑ سے الگ کر دیتا۔) میں نے حضرت عمرو ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص سے کوئی اپنا خون محفوظ سمجھتا ہو اور وہ اسے قتل کر ڈالے تو قیامت کے دن وہ (قاتل) عہد شکنی کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا۔“

فوائد و مسائل: ① کسی کو امان دے کر قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② عہد شکنی اتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن ایسے مجرم کے جسم پر جھنڈا نصب ہوگا جس سے ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ فلاں شخص عہد شکن ہے۔ اس طرح اس کی سخت بدنامی ہوگی۔ ③ مختار بن عبید ثقفی نے حضرت حسین ؓ کی شہادت کے بعد ان کے انتقام کا نعرہ بلند کیا اور اس طرح عوام کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ حضرت حسین ؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اسے عوام کی محبت اور ہمدردی حاصل ہوگئی ہے تو نبوت کا دعوی کر دیا اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ حضرت مصعب بن زبیر ؓ نے اسے قتل کر کے اس فتنے کا خاتمہ کیا۔

٢٦٨٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو لَيْلَى عَنْ أَبِي عُكَّاشَةَ، عَنْ رِفَاعَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي قَصْرِهِ. فَقَالَ: قَامَ جِبْرَئِيلُ مِنْ عِنْدِي السَّاعَةَ. فَمَا مَنَعَنِي مِنْ ضَرْبِ عُنُقِهِ إِلَّا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا أَمِنَكَ الرَّجُلُ عَلَى دَمِهِ، فَلَا تَقْتُلْهُ» فَذَاكَ الَّذِي مَنَعَنِي مِنْهُ.

٢٦٨٩- حضرت رفاعہ ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں مختار ثقفی کے پاس اس کے محل میں گیا۔ اس نے کہا: جبرئیل (علیہ السلام) ابھی ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں۔ میں صرف اس لیے اسے قتل نہ کر سکا کہ میں نے حضرت سلیمان بن صرد ؓ سے نبی ﷺ کی یہ حدیث سنی تھی کہ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص تجھ سے اپنے خون کے بارے میں مطمئن ہو (اسے یقین ہو کہ اس کے ہاتھ سے میری جان محفوظ ہے) تو اسے قتل نہ کر۔“ اسی (فرمان) نے مجھے اس (کو قتل کرنے) سے روک دیا۔

٢٦٨٩۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ٣٢٣، وأحمد: ٦/ ٣٩٣، وابن عدي: ٤/ ١٤٨٩ من حديث أبي ليلى عبدالله بن ميسرة الحارثي الواسطي به، وضعفه البوصيري ☆ عبدالله بن ميسرة ضعيف (تقريب)، وأبوعكاشة الهمداني مجهول ـ وقع في المسند أبوعائشة وهو تصحيف، راجع أطراف المسند: ٢/ ٥٠٨ وهامشه، والحديث السابق يغني عنه.

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- قاتل کو معاف کرنا

٢٦٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَتَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ. فَقَالَ الْقَاتِلُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْوَلِيِّ: «أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ، دَخَلْتَ النَّارَ» قَالَ: فَخَلّٰى سَبِيلَهُ. قَالَ: وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ. فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ. فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.

۲۶۹۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ایک شخص نے قتل کر دیا۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے اسے مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا۔ قاتل نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی! میرا اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: ''سنو! اگر وہ سچا ہوا' پھر بھی تم نے اسے قتل کر دیا تو تم جہنم میں جاؤ گے۔'' اس نے اسے آزاد کر دیا۔ راوی نے بیان کیا: اس کے بازو چمڑے کی رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ (اس کے چھوڑ دینے پر) وہ رسی کھینچتا ہوا نکلا' (اس لیے) اسے ذُو نِسْعَہ (تسمے والا) کہا جانے لگا۔

٢٦٩١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ، عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ النَّحَّاسُ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ

۲۶۹۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک شخص اپنے ولی (قریبی رشتے دار) کے قاتل کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''معاف کر دو۔'' اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خون بہا لے لو۔''

٢٦٩٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٨ من حديث أبي معاوية به، وصححه الترمذي، ح: ١٤٠٧ * الأعمش عنعن، تقدم، ح: ١٧٨، وتقوية بعض العلماء لروايته عن أبي صالح ليس بجيد كما حققته في نيل المقصود، ح: ٥١٧، ولكن لحديثه شاهد صحيح عند مسلم، ح: ١٦٨٠، وأبي داود، ح: ٤٥٠١ وغيرهما.

٢٦٩١ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٨/١٧، والقسامة، ذكر اختلاف الناقلين لخبر علقمة بن وائل، ح: ٤٧٣٤ عن عيسى بن يونس به.

مَالِكٍ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ بِقَاتِلِ وَلِيِّهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اُعْفُ» فَأَبَى. فَقَالَ: «خُذْ أَرْشًا» فَأَبَى. قَالَ: «فَاذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ». قَالَ: فَلَحِقَ بِهِ. فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ قَالَ: «اُقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ» [قَالَ:] فَخَلَّى سَبِيلَهُ.

اس نے انکار کر دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ‘ اسے قتل کر دو‘ تم بھی اس جیسے ہو۔“ ایک آدمی اس کے پیچھے جا کر اسے ملا اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اسے قتل کر دو‘ تم بھی اس جیسے ہو۔“ اس نے (فوراً) اسے چھوڑ دیا۔

قَالَ: فَرُؤِيَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ ذَاهِبًا إِلَى أَهْلِهِ. قَالَ: كَأَنَّهُ قَدْ كَانَ أَوْثَقَهُ.

راوی کہتے ہیں: دیکھا گیا کہ وہ شخص تسمہ (چمڑے کی رسی) کھینچتا ہوا گھر جا رہا تھا۔ (راوی کے اس لفظ سے) معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کے وارث نے اسے باندھا ہوا تھا۔

قَالَ أَبُو عُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ: فَلَيْسَ لِأَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَقُولَ: «اُقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ».

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم ؒ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد کسی کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں: ”اسے قتل کر دے‘ تو بھی اس جیسا ہے۔“

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: هٰذَا حَدِيثُ الرَّمْلِيِّينَ، لَيْسَ إِلَّا عِنْدَهُمْ.

امام ابن ماجہ نے فرمایا: یہ حدیث رملہ والوں کی ہے۔ صرف انھوں نے روایت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقتول کے وارث کو حق حاصل ہے کہ قاتل سے قصاص لے یا معاف کر دے۔ ② قتل خطا کی صورت میں قصاص لینا درست نہیں‘ دیت لی جا سکتی ہے یا معاف کیا جا سکتا ہے۔ ③ قتل خطا کی صورت میں قصاص لینا خود قتل کرنے کے برابر گناہ ہے۔ ④ مقتول کے وارث نے پہلے یہ لفظ نہیں سنا تھا: تو بھی اسی کی طرح ہے‘ اس لیے وہ قصاص کی نیت سے لے کر چلا۔ جب ارشاد نبوی معلوم ہوا تو فوراً چھوڑ دیا۔ ⑤ نِسعة سے مراد چمڑے کا پتلا اور لمبا ٹکڑا ہے جو رسی کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اردو میں اسے تسمہ بھی کہتے ہیں۔ ⑥ حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم ؒ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کا عذر تسلیم کر لیا تھا‘ اس لیے قصاص کے طور پر قتل کرنے سے منع فرمایا۔ ہم ظاہر پر عمل کے مکلّف ہیں۔ اگر ایسے قرائن ودلائل موجود نہ ہوں جن سے اس کا قتل خطا ثابت ہو تو محض مجرم کے کہنے سے قتل خطا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ⑦ ”رملہ والوں کی حدیث“ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کی جو سندیں ہیں ان سب میں رملہ سے تعلق رکھنے والے راوی

موجود ہیں۔ یہ حدیث کی صحت پر شک کا اظہار نہیں بلکہ اس قسم کے نکتے علمائے حدیث کی باریک بینی پر دلالت کرتے ہیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْعَفْوِ فِي الْقِصَاصِ

(التحفة ٣٥)

باب: ۳۵- قصاص معاف کرنا

٢٦٩٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ فِيهِ الْقِصَاصُ، إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

۲۶۹۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب بھی کوئی ایسا مقدمہ پیش کیا گیا جس میں قصاص ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نے معاف کرنے کا حکم دیا۔

فوائد و مسائل: ① قصاص لینا جائز ہے لیکن معاف کر دینا افضل ہے۔ ② حاکم فریقین کو معافی یا صلح کا مشورہ دے سکتا ہے لیکن متعلقہ فریق کے لیے ضروری نہیں کہ اس مشورے کو تسلیم کرے۔

٢٦٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ، فَيَتَصَدَّقُ بِهِ، إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيئَةً».

سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي.

۲۶۹۳- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس کو جسم میں کوئی تکلیف پہنچے پھر وہ اس (تکلیف پہنچانے والے) کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے۔“

حضرت ابو درداء ؓ نے فرمایا: یہ بات میرے کانوں نے سنی اور میرے دل نے اسے یاد رکھا۔

٢٦٩٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٧ من حديث عبدالله ابن بكر به.

٢٦٩٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في العفو، ح: ١٣٩٣ من حديث يونس به ۞ سعيد ابن يحمد أبوالسفر الكوفي ثقة لكنه أرسل عن أبي الدرداء كما في التهذيب وغيره، فالسند منقطع.

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الْحَامِلِ يَجِبُ عَلَيْهَا الْقَوَدُ** (التحفة ٣٦)

٢٦٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ، وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، وَشَدَّادُ ابْنُ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمَرْأَةُ، إِذَا قَتَلَتْ عَمْدًا، لَا تُقْتَلُ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا، إِنْ كَانَتْ حَامِلًا، وَحَتَّى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا. وَإِنْ زَنَتْ، لَمْ تُرْجَمْ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا، وَحَتَّى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا».

باب: ۳۶- اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو

۲۶۹۴- حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر عورت قتل عمد کا ارتکاب کرے اور وہ حاملہ ہو تو اسے (قصاص میں) قتل نہیں کیا جائے گا حتی کہ اس کے پیٹ کا بچہ پیدا ہو جائے اور حتی کہ وہ کسی کو اپنے بچے کی پرورش کی ذمے داری سونپ دے۔ اور اگر وہ زنا کرے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا حتی کہ اس کے پیٹ کا بچہ پیدا ہو جائے اور حتی کہ وہ کسی کو اپنے بچے کی پرورش کی ذمہ داری سونپ دے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت اکثر محققین کے نزدیک ضعیف ہے، تاہم اس کی بابت صحیح مسلم کی روایت میں مروی ہے کہ حضرت غامدیہ ؓ سے جب زنا کا جرم سرزد ہو گیا اور انھوں نے حاضر ہو کر اقرار کر لیا اور کہا کہ میں امید سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ولادت تک حد کو مؤخر فرمایا۔ ولادت کے بعد جب ایک انصاری صحابی نے بچے کی پرورش کی ذمے داری قبول کی تب غامدیہ ؓ کو رجم کیا گیا۔ (صحیح مسلم، الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنٰی، حدیث: ۱۶۹۵)

◆

٢٦٩٤_ **[إسناده ضعيف]** * ابن أنعم، ح: ٥٤ وابن لهيعة، ح: ٣٣٠، وتقدم حالهما، وفيه علة أخرى، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ٦٩٥، وأبي داود، ح: ٤٤٤٢ وغيرهما، وهو يغني عنه.

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وصیت کی لغوی واصطلاحی تعریف‘ مشروعیت اور اس کی اقسام

✱ **لغوی معنی:** وصیت اَلْإِیْصَاء (وصیت کرنے) کے معنی ہیں ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہیں: [اَلْعَهْدُ إِلَى الْغَيْرِ فِي الْقِيَامِ بِفِعْلِ أَمْرٍ حَالَ حَيَاتِهِ أَوْ بَعْدَ وَفَاتِهِ] (الفقه الإسلامي و أدلته:۸/۸) ”وصیت سے مراد کسی شخص سے یہ عہد لینا ہے کہ وہ فلاں کام موصی (وصیت کرنے والے) کی زندگی یا موت کے بعد کرے گا۔“ جبکہ اس کا اطلاق کسی دوسرے شخص کے لیے مال مقرر کرنے پر بھی ہوتا ہے۔

✱ **اصطلاحی تعریف:** [تَمْلِيكٌ مُضَافٌ إِلَى مَا بَعْدَ الْمَوْتِ بِطَرِيقِ التَّبَرُّعِ‘ سَوَاءٌ أَكَانَ الْمُمَلَّكُ عَيْنًا أَوْ مَنْفَعَةً] (حوالۂ مذکور) ”قریب المرگ شخص کا اپنی موت کے بعد کسی چیز کا تبرعاً کسی کو مالک بنا دینا وصیت کہلاتا ہے‘ خواہ وہ چیز کوئی مادی شے ہو یا کوئی فائدہ ہو۔“

✱ **وصیت کی مشروعیت:** وصیت کرنا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾ (البقرة۲:۱۸۰) ”تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی

مال چھوڑ کر مرنے لگے تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے، پرہیزگاروں پر یہ حق ہے۔" رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت سعد ؓ کو وصیت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ [اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ] "ایک تہائی کی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔" (سنن ابن ماجه، حديث:۲۷۰۸)، نیز آپ نے فرمایا: [مَاحَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُّوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّاوَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ] (صحيح البخاري، الوصايا، باب الوصايا، حديث:۲۷۳۸، وصحيح مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، حديث:۱۶۲۷) "کسی مسلمان کے لیے دو راتیں گزارنا بھی جائز نہیں کہ اگر اس کے پاس قابل وصیت مال ہو اور وہ اس میں وصیت کرنا چاہتا ہو، مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی رکھی ہو۔"

٭ **مشروعیت وصیت کی حکمت:** اللہ تعالیٰ نے غرباء اور مساکین اقرباء کے لیے مالدار رشتے داروں کے اموال میں حق رکھا ہے تاکہ مالدار شخص کو دنیا میں نیک دعائیں اور نیک نامی حاصل ہو جبکہ آخرت میں اجر عظیم اس کا مقدر بنے لیکن یہ اس شرط پر ہے کہ وصیت کرنے والا اصل ورثاء کو نقصان نہ پہنچائے۔

٭ **وصیت کی اقسام بلحاظ حکم:** ① **واجب:** ایسی وصیت واجب ہے جو حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں ہو، مثلاً: قرض کی ادائیگی، امانتوں کی سپردگی، کفارات کی ادائیگی اور روزوں وغیرہ کا فدیہ۔ ② **مستحب:** غیر ورثاء رشتے داروں کے لیے وصیت کرنا مستحب ہے۔ ③ **مباح:** غیر وارث امیر رشتے داروں کے حق میں وصیت کرنا مباح ہے۔ ④ **مکروہ تحریمی:** گناہوں میں ملوث افراد اور اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے حق میں وصیت کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

◆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٢) أَبْوَابُ الْوَصَايَا (التحفة ١٤)

وصیت سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - [بَاب] وَهَلْ أَوْصٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ١)

٢٦٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَ أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا، وَلَا أَوْصٰى بِشَيْءٍ.

باب:١-کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟

٢٦٩٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (ترکے میں) نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم' نہ کوئی بکری نہ اونٹ اور نہ آپ نے کسی چیز کے بارے میں وصیت کی۔"

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں یہ فرمایا تھا: "میرے وارث' دینار اور درہم تقسیم نہیں کریں گے۔ میری بیویوں کے خرچ اور عامل کے اخراجات کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے۔" (صحیح البخاري' الوصایا' باب نفقة القیم للوقف' حدیث:٢٧٧٦) ② بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو کچھ خاص وصیتیں کی تھیں' یا ان کے حق میں خلافت کی وصیت کی تھی' یہ تصور بالکل غلط ہے جیسا کہ خود حضرت علی ؓ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ (دیکھیے' حدیث:٢٦٥٨و٢٦٩٨)

٢٦٩٥ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٥ عن محمد بن عبدالله بن نمير به.

٢٦٩٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَوْصَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: لَا. قُلْتُ: فَكَيْفَ أَمَرَ الْمُسْلِمِينَ بِالْوَصِيَّةِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ: قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيلَ: أَبُو بَكْرٍ كَانَ يَتَأَمَّرُ عَلَى وَصِيِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَدَّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدًا، فَخَزَمَ أَنْفَهُ بِخِزَامٍ.

٢٦٩٦- حضرت طلحہ بن مصرف ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے کہا: کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کسی چیز کے بارے میں وصیت فرمائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو وصیت کا حکم کیسے دیا؟ انھوں نے فرمایا: آپ نے اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کی وصیت کی تھی۔

حضرت ہزیل بن شرحبیل ؒ نے کہا: کیا حضرت ابوبکر ؓ رسول اللہ ﷺ کے وصی کو (جو حضرت علی کو قرار دیا جاتا ہے) نظرانداز کر کے امیر بن سکتے تھے؟ حضرت ابوبکر ؓ تو یہ چاہتے تھے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی کسی کے حق میں وصیت مل جاتی، خواہ وہ ان کی ناک میں نکیل ہی ڈال لیتا۔

فوائد ومسائل: ① سائل کا سوال خلافت کی وصیت کے بارے میں تھا۔ حضرت ابن ابی اوفی ؓ نے واضح کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ ② سائل کا دوسرا سوال ایک اشکال کا اظہار ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عام مسلمانوں کو وصیت کا حکم دیا ہے تو خود بھی وصیت کی ہوگی، خصوصاً خلافت جیسے اہم معاملے میں ضرور فرمایا ہوگا کہ میرے بعد فلاں خلیفہ ہوگا تو جواب میں فرمایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پورے قرآن پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ جس میں یہ حکم بھی ہے: ﴿وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النسآء٤:٥٩) ”تم (مسلمانوں) میں سے جو صاحب امر ہوں ان کا حکم مانو۔“ ③ حضرت ابوبکر ؓ کی سیرت مبارکہ کا سب سے اہم پہلو اتباع رسول اللہ ﷺ ہے، اس لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت علی ؓ کو خلیفہ متعین فرمائیں اور حضرت ابوبکر ؓ خود یہ منصب سنبھال لیں، بلکہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے مقرر کیے ہوئے خلیفے کی اطاعت میں آخری حد تک جانے کو تیار ہو جاتے۔

٢٦٩٦ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٤٠، ٤٤٦٠ من حديث مالك بن مِغول به، ومسلم، الوصية، الباب السابق، ح: ١٦٣٤ من حديث وكيع به، وقول هزيل صحيح، وأخرجه أحمد: ٤/ ٤٨١، ٤٨٢ عن وكيع به.

۲۶۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ: اَلصَّلَاةَ. وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.

۲۶۹۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا اور رسول اللہ ﷺ کا سانس اٹک رہا تھا' اس وقت آپ نے سب سے زیادہ یہ وصیت کی: ''نماز اور تمھارے مملوک۔''

۲۶۹۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أُمِّ مُوسٰى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ: اَلصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.

۲۶۹۸- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز اور تمھارے مملوک۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد کے محققین نے ان پر تفصیلی بحث کی ہے' اس تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث کی رائے ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم:۲۱۷۸' وفقه السيرة:۵۰۱' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲/۲۴'۲۵'۱۹/۲۰۹'۲۱۰'۲۱۱) ② اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی نماز کی تاکید فرمائی۔ ③ غلاموں کا طبقہ معاشرے کا ایک مظلوم طبقہ تھا جسے اسلام نے اتنی عزت دی کہ غلام بڑے بڑے عہدوں تک پہنچے۔ خاندانِ غلاماں کی بادشاہت برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ④ یہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت تھی۔ نبی ﷺ کی زبان مبارک کے آخری الفاظ یہ تھے: [اَللّٰهُمَّ

۲۶۹۷ــ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۱۷ من حديث سليمان التيمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۲۰، وحسنه البوصيري، وأخرجه أبويعلى: ۵/ ۳٤۷، ح: ۲۹۹۰ عن أحمد بن المقدام به، وتابعه هريم بن عبدالأعلى أبوحمزة الأسدي عنده (ص: ۳۰۹، ح: ۲۹۳۳) عن المعتمر به ✽ قتادة عنعن، وتقدم، ح: ۱۷۵، ولحديثه شواهد، كلها ضعيفة، انظر، ح: ۱٦۲۵، والحديث الآتي وغيرهما، الله أعلم.

۲۶۹۸ــ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في حق المملوك، ح: ٥۱٥٦ من حديث محمد بن فضيل به ✽ مغيرة عنعن، وتقدم، ح: ۱۳۰۲، وأم موسٰى مجهولة الحال، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

17533

الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰی] ''اے اللہ! بلند مرتبہ ساتھیوں سے ملا دے۔'' (صحیح البخاري' المغازي' باب آخر ماتکلم به النبي ﷺ' حدیث: ۴۴۶۳) ⑤ جس طرح ہم خاندانی معاملات کے بارے میں وصیت کرتے ہیں اسی طرح دین کے احکام پر عمل کرنے کی بھی وصیت کرنی چاہیے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی یہ وصیت دین اور دنیا دونوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اسلام میں دونوں کو برابر اہمیت حاصل ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ

(التحفة ٢)

باب:۲- وصیت کی ترغیب

٢٦٩٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَبِيتَ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

۲۶۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا یہ حق نہیں کہ اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اس کے بارے میں لکھی ہوئی اس کے پاس موجود نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① وصیت ایسی چیز ہے کہ اس کا فائدہ اور ثواب مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے' جب وصیت پر عمل کیا جاتا ہے۔ ② انسان کو اپنی موت کے وقت کا علم نہیں' ممکن ہے بندے کو اس حال میں موت آ جائے کہ اسے وصیت کرنے کا موقع نہ ملے' اس لیے بہتر ہے کہ وصیت ہر وقت تیار رکھی جائے۔ ③ پہلے سے وصیت لکھ رکھنے کا یہ بھی فائدہ ہے کہ انسان اس میں حسب خواہش تبدیلی کر سکتا ہے۔ ④ قرض اور امانت وغیرہ کی تفصیل ہمیشہ لکھ کر رکھنی چاہیے۔

٢٧٠٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَحْرُومُ مَنْ حُرِمَ وَصِيَّتَهُ».

۲۷۰۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محروم وہ ہے جو اپنی وصیت کرنے سے محروم رہا۔''

٢٦٩٩ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، ح:١٦٢٧ من حديث ابن نمير به، أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح:٢٧٣٨ من حديث مالك به.

٢٧٠٠ـ[إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف الرقاشي، تقدم، ح: ١٠٨٠، والراوي عنه".

فائدہ: مذکورہ روایت اکثر محققین کے نزدیک ضعیف ہے' تاہم حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص وصیت کیے بغیر فوت ہوگیا' وہ ان فوائد سے محروم رہ گیا جو اسے وصیت سے حاصل ہو سکتے تھے' مثلاً: صدقہ کرنے کی وصیت کرتا تو اسے بعد میں اس کا ثواب ملتا' قرض کی ادائیگی کی وصیت کرتا تو وارث اس کا قرض ادا کر دیتے اور وہ بریٔ الذمہ ہو جاتا۔ فوت ہونے کے بعد اس کوتاہی کی تلافی ناممکن ہے' اس لیے ایسا شخص بہت سی خیر سے محروم رہ گیا۔

٢٧٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ مَاتَ عَلَى وَصِيَّةٍ، مَاتَ عَلَى سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ. وَمَاتَ عَلَى تُقًى وَشَهَادَةٍ. وَمَاتَ مَغْفُورًا لَهُ».

۲۷۰۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وصیت کر کے فوت ہوا' وہ سیدھی راہ پر اور سنت طریقے پر (عمل کرتا ہوا) فوت ہوا۔ وہ تقویٰ اور شہادت کی موت مرا۔ اور اس حال میں مرا کہ اس کی بخشش ہو چکی تھی۔''

٢٧٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ [عَنِ] ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ، وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي بِهِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

۲۷۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو' اسے یہ حق نہیں کہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔''

٢٧٠١ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وأخرجه ابن عدي: ٥/ ١٦٨٥ عن بقية حدثني يزيد بن عوف حدثني عمر بن صبح عن أبي الزبير عن جابر به * يزيد مجهول(تقريب)، عمر بن صبح متروك، كذبه ابن راهويه(أيضًا)، ولعله لوضوح أمره أسقطه محمد بن المصفى، وكان يدلس كما في التقريب وغيره، وبقية تقدم، ح:٥٥١، ٧١٢.

٢٧٠٢ـ أخرجه البخاري من حديث مالك عن نافع به، انظر، ح: ٢٦٩٩، وأخرجه النسائي: ٦/ ٢٣٩، ح: ٣٦٤٧ بإسناد صحيح عن ابن المبارك عن ابن عون عن نافع عن ابن عمر قوله، يعني أنه موقوف، قلت: وقع في الأصل: "روح بن عوف عن نافع"، وفي النسخ الهندية، "روح بن عون عن نافع"، والصواب: "روح عن ابن عون عن نافع"، والله أعلم * وروح هو ابن عبادة، وهٰذا السند لم يذكره الإمام المزي رحمه الله في تحفة الأشراف: ٦/ ١١٢.

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ

(التحفة ٣)

٢٧٠٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ [فَرَّ] مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ، قَطَعَ اللهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٢٧٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً. فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ. فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً. فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ، فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ».

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

باب:۳- وصیت میں ناانصافی کرنا

۲۷۰۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وارث کو ترکہ دینے سے بھاگے گا (ایسی وصیت کرے گا جس سے جائز وارث کو حصہ نہ ملے یا اس کے اصل حصے سے کم ملے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کی جنت کی میراث سے محروم فرما دے گا۔''

۲۷۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ستر سال تک نیک لوگوں والے کام کرتا رہتا ہے' پھر جب (مرتے وقت) وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ناانصافی کرتا ہے' اس طرح اس کا انجام برے کام پر ہوتا ہے' چنانچہ وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ اور ایک آدمی ستر سال تک برے لوگوں والے کام کرتا رہتا ہے' پھر (مرتے وقت) وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے تو اس طرح اس کا انجام نیک کام پر ہوتا ہے' چنانچہ وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

٢٧٠٣- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف زيد العمي وابنه عبدالرحيم".

٢٧٠٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في كراهية الإضرار في الوصية، ح:٢٨٦٧ من حديث أشعث به، وحسنه الترمذي، ح:٢١١٧ قلت: شهر تقدم حاله، ح:١٤٩٦، ولم يثبت الجرح المفسر فيه، وقضية السرقة لم تصح، وقال الذهبي في ديوان الضعفاء (ص:١٤٥) "شهر بن حوشب مختلف فيه وحديثه حسن ..."، وقال العسقلاني في الفتح: ٣/ ٦٥ "وشهر حسن الحديث وإن كان فيه بعض الضعف".

[النساء: ١٣، ١٤].

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ''یہ حدیں اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں' جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (مقررہ) حدوں سے آگے نکلے' اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

٢٧٠٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي حَلْبَسٍ، عَنْ خَلِيدِ بْنِ أَبِي خَلِيدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَأَوْصَى، وَكَانَتْ وَصِيَّتُهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا تَرَكَ مِنْ زَكَاتِهِ فِي حَيَاتِهِ».

٢٧٠٥- حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد (حضرت قرہ بن ایاس بن ہلال مزنی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے وصیت کی اور اس کی وصیت اللہ کی کتاب کے مطابق تھی' اس کا یہ عمل اس کی زندگی میں ترک شدہ زکاۃ کا کفارہ بن جائے گا۔''

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِمْسَاكِ فِي الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ٤)

باب: ۴- زندگی میں بخل اور مرتے وقت فضول خرچی کی ممانعت

٢٧٠٥- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١٤٨، ١٤٩ من حديث بقية به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، بقية (٥٥١، ١١٢١) مدلس وشيخه أبوحلبس مجهول" * خليد وتلميذه مجهولان كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطبراني: ١٩/ ٣٣ وغيره.

٢٧٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ وَابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! نَبِّئْنِي. مَا حَقُّ النَّاسِ مِنِّي بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ. وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّ. [قَالَ:] أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبُوكَ» قَالَ: نَبِّئْنِي يَا رَسُولَ اللهِ عَنْ مَالِي كَيْفَ أَتَصَدَّقُ فِيهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ. وَاللهِ لَتُنَبَّأَنَّ. [أَنْ] تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ. تَأْمُلُ الْعَيْشَ وَتَخَافُ الْفَقْرَ. وَلاَ تُمْهِلْ. حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هٰهُنَا، قُلْتَ: مَالِي لِفُلاَنٍ، وَمَالِي لِفُلاَنٍ. وَهُوَ لَهُمْ، وَإِنْ كَرِهْتَ».

۲۷۰۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے بتایئے کہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! قسم ہے تیرے باپ (کے رب) کی! تجھے ضرور بتاؤں گا۔ تیری ماں (تیرے حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔'') اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تیری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے مال کے بارے میں بتایئے کہ میں اس میں سے کس طرح صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! قسم ہے اللہ کی! تجھے ضرور بتاؤں گا۔ (وہ اس طرح ہے کہ) تو اس وقت صدقہ کرے جب تو تندرست ہو اور مال سے محبت رکھتا ہو تجھے زندہ رہنے کی امید ہو اور فقر کا اندیشہ ہو۔ (یہ صدقہ کا صحیح وقت ہے) اور مؤخر نہ کرنا حتی کہ جب تیری جان یہاں (حلق تک) پہنچ جائے پھر تو کہے: میرا مال فلاں کو دے دینا' میرا مال فلاں کو بھی دے دینا۔ وہ تو انھی کا ہو چکا' اگرچہ تجھے یہ (حقیقت) ناگوار محسوس ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔ ② جواب دینے سے پہلے تمہید کے طور پر کوئی بات کہنے سے سائل جواب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے' جیسے آپ کا یہ فرمانا: ''میں تجھے ضرور بتاؤں گا۔'' ③ قسم صرف اللہ کی ذات کی کھانا جائز ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ تمھیں باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے' پس جو شخص قسم کھائے' وہ اللہ کی قسم کھائے' یا خاموش

٢٧٠٦ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، ح: ٥٩٧١ من حديث عمارة به، ومسلم، البر والصلة والأدب، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ٢٥٤٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

رہے۔'' (صحیح البخاري' الأدب' باب من لم یرإکفار من قال ذٰلك متأولا أوجاهلا' حدیث: ۶۱۰۸) اس لیے اس حدیث میں ''باپ کی قسم'' سے مراد ''باپ کے رب کی قسم ہے۔ عربی زبان میں قرینے کی موجودگی میں الفاظ حذف کر دینا عام ہے۔'' جیسے ﴿وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ﴾ ''بستی سے پوچھیے۔'' (یوسف ۱۲:۸۲) یعنی [وَاسْأَلْ أَهْلَ الْقَرْیَةِ] ''بستی کے باشندوں سے پوچھیے۔'' ④ حسن سلوک میں ماں کا حق زیادہ ہے کیونکہ وہ باپ کی نسبت زیادہ نرم دل اور زیادہ حساس ہوتی ہے' تاہم اگر ماں کسی ایسے کام کا حکم دے جو شرعاً ممنوع یا مکروہ ہو اور باپ اس غلط کام سے منع کرے تو باپ کا حکم ماننا ضروری ہے اور یہ ماں سے حسن سلوک کے منافی نہیں۔ ⑤ صحت کی حالت میں صدقہ زیادہ افضل ہے کیونکہ اس وقت دل میں مال کی محبت زیادہ شدید ہوتی ہے اور اسے خرچ کرنا اس لیے بھی مشکل محسوس ہوتا ہے کہ مستقبل میں حالات خراب ہونے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے جبکہ موت کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ اب میں اسے استعمال تو نہیں کر سکوں گا' لہٰذا صدقہ کر کے فائدہ حاصل کر لوں۔ اس وقت دل میں مال کی محبت نہیں رہتی۔ ⑥ زندگی کے آخری ایام میں صدقہ کرنا یا وصیت کرنا شرعاً درست ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عام حالات میں بھی صدقے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۲۷۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ: بَزَقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي كَفِّهِ. ثُمَّ وَضَعَ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ: «يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَّى تُعْجِزُنِي، ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ. فَإِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ [إِلٰى] هٰذِهِ - وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ - قُلْتَ: أَتَصَدَّقُ. وَأَنّٰى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟».

۲۷۰۷- حضرت بسر بن جحاش قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر لعاب مبارک ڈالا' پھر اپنی سبابہ انگلی (اس کی طرف اشارے کے طور پر) رکھی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے' حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا فرمایا' پھر جب تیری جان یہاں پہنچ جاتی ہے' یہ کہتے ہوئے نبی ﷺ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا' تب تو کہتا ہے: میں صدقہ کرتا ہوں۔ اب صدقے کا وقت کہاں ہے؟''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے' وہ ہر لحاظ سے بندے پر قدرت رکھتا ہے جب کہ بندہ ہر لحاظ سے اس کا محتاج ہے۔ ② یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے انسان کو ایک ناقابل ذکر حقیر چیز سے پیدا کر کے اسے اشرف المخلوقات بنا دیا۔ ③ بعض مقامات پر صراحت کی بجائے کنائے کے الفاظ بولنا بہتر ہوتا ہے۔

۲۷۰۷- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٠ وغيره من طرق عن حريز به، وتابعه ثور بن يزيد الرحبي عند الطبراني: ٢/ ٣٢، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٠٢، ٤/ ٣٢٣، والذهبي، والبوصيري.

(المعجم ٥) - **بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ**

(التحفة ٥)

باب:۵- تہائی ترکے کی وصیت

٢٧٠٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ، وَ سَهْلٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ حَتَّى أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ. فَعَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا. وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي. أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: «الثُّلُثُ. وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ. أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ».

۲۷۰۸- حضرت عامر بن سعد ؒ نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) سے روایت کیا' انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال میں بیمار ہوگیا حتی کہ موت کے کنارے پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا مال بہت زیادہ ہے اور میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھا؟ فرمایا: ''نہیں'' میں نے کہا: تہائی؟ فرمایا: ''تہائی (جائز ہے) اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ تیرا اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑنا انھیں مفلس چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

فوائد ومسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کے حقوق میں شامل ہے اور یہ بہت بڑا نیک عمل ہے۔ ② جب انسان محسوس کرے کہ اس کا آخری وقت قریب ہے تو اس وقت اسے ترکے کے ایک تہائی حصے سے زیادہ صدقے کی وصیت نہیں کرنی چاہیے۔ ③ اگر کوئی شخص تہائی حصے سے زیادہ کی وصیت کر کے فوت ہو جائے تو اس کی وصیت پر صرف تہائی ترکے تک عمل کیا جائے گا۔ (دیکھیے حدیث: ۲۳۴۵) ④ بہتر یہ ہے کہ تہائی مال سے کم وصیت کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تہائی کی اجازت دینے کے باوجود اسے ''زیادہ'' فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۷۱۱)

٢٧٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۰۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٢٧٠٨ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ٦٧٣٣، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان به.

٢٧٠٩ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٩ من حديث طلحة بن عمرو به، وضعفه البوصيري من أجل طلحة، وتقدم، ح: ٨٥٧، وتابعه عقبة بن عبدالله الأصم عن عطاء به، عند أبي نعيم في الحلية: ٣/٣٢٢ * وعقبة◀◀

وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ، عِنْدَ وَفَاتِكُمْ، بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ، زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ صدقہ کیا ہے کہ وفات کے وقت تمھیں تہائی مال (میں وصیت کا حق) دے دیا ہے تاکہ تمھارے نیک اعمال میں اضافہ ہو جائے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض محققین نے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۷۵/۴۵، ۴۷۶، والإرواء، رقم: ۱۶۴۱) بنابریں اسلامی شریعت کے احکام دنیا اور آخرت میں فائدے کا باعث ہیں۔ ② اچھے کام کی وصیت کرنے سے مرنے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب اس کی وفات کے بعد اس کی وصیت پر عمل کیا جاتا ہے تو مرنے والے کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ ③ اگر پسماندگان اچھے کام کی وصیت پر عمل نہ کریں تب بھی فوت ہونے والے کو اچھی وصیت کا ثواب ضرور ملے گا۔

٢٧١٠- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا مُبَارَكُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: «يَا ابْنَ آدَمَ اثْنَتَانِ لَمْ تَكُنْ لَكَ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا: جَعَلْتُ لَكَ نَصِيباً مِنْ مَالِكَ حِينَ أَخَذْتُ بِكَظَمِكَ، لِأُطَهِّرَكَ بِهِ وَأُزَكِّيَكَ. وَصَلَاةُ عِبَادِي عَلَيْكَ، بَعْدَ انْقِضَاءِ أَجَلِكَ».

۲۷۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اے آدم کے بیٹے! دو چیزیں (میں نے تجھے دی ہیں)، ان میں سے ایک بھی تیرے ہاتھ میں نہیں تھی۔ میں نے تیرے مال میں اس وقت تیرا حصہ مقرر کر دیا جب میں تیری سانس بند کرتا ہوں۔ (یہ اس لیے) تاکہ تجھے پاک صاف کر دوں اور (دوسری چیز) تیری زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد میرے بندوں کا تجھ پر نماز جنازہ ادا کرنا۔“

٢٧١١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

◄◄ ضعيف (تقريب)، وللحديث طرق كلها ضعيفة.

٢٧١٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١٤٨ من حديث عبيدالله بن موسى به * مبارك بن حسان ضعفه البيهقي (شعب الإيمان: ٧/ ٥٧)، والجمهور، وهي علة الخبر.

٢٧١١- أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصية بالثلث، ح: ٢٧٤٣ من حديث هشام، ومسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٩ من حديث وكيع به.

وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ. لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ».

(المعجم ٦) - **بَابٌ: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ**

(التحفة ٦)

٢٧١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهُمْ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ. وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا. وَإِنَّ لُغَامَهَا لَيَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ. فَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ. اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ. وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ» أَوْ قَالَ: عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ.

ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ تیسرے حصے کو کم کر کے چوتھے حصے کی وصیت کیا کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''تیسرا حصہ ایک بڑی مقدار ہے۔'' یا فرمایا: ''تیسرا حصہ زیادہ ہے۔''

باب:۶- وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں

۲۷۱۲- حضرت عمرو بن خارجہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا جب کہ آپ اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار تھے۔ اور آپ کی سواری خوب جگالی کر رہی تھی۔ اور اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان (پشت پر) گر رہا تھا۔ (اس موقع پر) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو ترکے کا حصہ تقسیم کر کے دے دیا ہے' لہٰذا وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔ بچہ بستر والے کا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہیں۔ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے یا اپنے آزاد کرنے والوں کے سوا کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کرے تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا نہ فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔'' یا فرمایا: ''نہ نفل قبول ہوگا نہ فرض۔''

فوائد ومسائل: ① ترکے میں جن رشتے داروں کا حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے انھیں ان کا مقررہ حصہ ضرور ملنا چاہیے۔ ② جن رشتے داروں کا وراثت میں حصہ نہیں ان کے حق میں مناسب وصیت کرنا بہتر

٢٧١٢_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء لا وصية لوارث، ح: ٢١٢١ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح" وأخرجه النسائي: ٦/ ٢٤٧، ح: ٣٦٧٢ من طريق شعبة عن قتادة به.

ہے۔ ③ بعض لوگ یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ لے کر شریعت کے نظام میراث پر اعتراض کرتے ہیں، مثلاً: ایک شخص فوت ہوتا ہے، اس کا ایک بیٹا زندہ ہے، دوسرا بیٹا فوت ہو چکا ہے لیکن اس فوت شدہ بیٹے کا ایک بیٹا جو اب فوت ہونے والے کا پوتا ہے، وہ موجود ہے۔ اصولِ میراث کے مطابق یہ پوتا محروم ہے کیونکہ قریبی عصبہ کی موجودگی میں دور کا عصبہ رشتے دار محروم ہوتا ہے۔ اس قسم کی استثنائی اور نادر صورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون میں تبدیلی کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔ شرعی طور پر اس کا حل موجود ہے اور وہ یہ کہ فوت ہونے والا اپنے غیر وارث پوتے کے حق میں کچھ وصیت کر جائے۔ اگر وصیت نہ ہو تو وارثوں کے لیے مستحب اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے کہ وارث محروم الإرث پوتوں وغیرہ کو وراثت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دیں۔ قرآن کریم کی آیت: ﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ﴾ (النسآء ۴:۸) ”وراثت کی تقسیم کے وقت رشتے دار، یتیم اور مساکین آ حاضر ہوں تو تم مالِ وراثت میں سے انھیں کچھ دے دو۔“ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اس حکم قرآنی کو محض اخلاقی ہدایت سمجھ کر اپنے نہایت قریبی رشتے داروں (بھتیجوں وغیرہ) کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کا قانون وراثت تنقید واعتراض کا نشانہ بنتا ہے، حالانکہ اس میں تو ایسی کوئی چیز نہیں جس پر انگشت نمائی کی جا سکے۔ اگر چچے، تائے اپنے بھتیجوں وغیرہ کے ساتھ شفقت، ہمدردی اور صلہ رحمی کا معاملہ کریں جیسا کہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے تو ایک اسلامی معاشرے میں پوتوں وغیرہ کی وراثت یا عدمِ وراثت کا مسئلہ زیر بحث ہی نہ آئے کیونکہ صلہ رحمی کے اعتبار سے ان کی محرومیٔ وراثت کا ازالہ خوش اسلوبی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کے اعتراضات ان غیر مسلموں کی طرف سے بھی پیش کیے جاتے ہیں جن کے ہاں وراثت کا کوئی اصول وضابطہ سرے سے موجود ہی نہیں، سوائے اس کے کہ مرنے والے کا بڑا بیٹا یا بیٹی تمام ترکے کی مالک بن جاتی ہے، خواہ یہ کروڑوں کی جائیداد ہو۔ میت کی باقی اولاد بالکل محروم ہوتی ہے، حالانکہ اولاد ہونے کے لحاظ سے وہ اس کے برابر حق دار ہیں۔ انصاف سے اس قدر بعید رواج پر عمل کرنے والوں کی طرف سے اسلام کے انتہائی عادلانہ نظام وراثت کی ایک شق تلاش کر کے اس پر غلط سلط اعتراض کرنا اور اس طرح پوری شریعت کو ناقابل عمل قرار دینے کی کوشش کرنا معقول طرز عمل نہیں۔ افسوس ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان بھی غیر مسلموں سے متاثر ہو کر انھی کی زبان بولنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنا ایمان خطرے میں ڈال لیتے ہیں۔

④ وارث کے حق میں وصیت سے منع کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر وہ وصیت قرآن وسنت کے مطابق ہو تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان وارثوں کو شرعاً وہی حصہ ملے گا، خواہ وصیت کی جائے یا نہ کی جائے، اور اگر اس کی وصیت قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اس طرح وہ کالعدم ہے۔

⑤ بچہ بستر والے کا ہونے کی وضاحت حدیث: ۲۰۰۴ میں گزر چکی ہے۔ ⑥ نسبی تعلق ایک ناقابل تبدیل تعلق ہے، اسی وجہ سے اسلام کی نظر میں متبنّٰی (منہ بولے بیٹے) کو اصل باپ کی بجائے اپنی طرف منسوب کرنا اور ظہار

(بیوی کو ماں بہن قرار دینا) غیر قانونی بلکہ گناہ ہے۔ ⑦ ولاء (آزادی) کا تعلق بھی ناقابل تبدیل ہے، جس نے کسی کو آزاد کیا ہے، اسی کا آزاد کردہ (مولیٰ) کہنا چاہیے۔ آزاد کرنے والے کے احسان کو فراموش کرکے کسی اور کو مولیٰ قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

٢٧١٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ. سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ، عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ. فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

۲۷۱۳- حضرت ابو امامہ (صدی بن عجلان) باہلی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو اپنے خطبۂ مبارک میں یہ فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لٰہذا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔''

٢٧١٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنِّي لَتَحْتَ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسِيلُ عَلَيَّ لُعَابُهَا. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ. أَلَا لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

۲۷۱۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے (منہ کے) نیچے کھڑا تھا جبکہ مجھ پر اس کا لعاب گر رہا تھا۔ (اس وقت) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لٰہذا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔''

(المعجم ٧) - بَابُ الدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ

(التحفة ٧)

باب: ۷- وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے

٢٧١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۱۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے

٢٧١٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في الوصية للوارث، ح: ٢٨٧٠، ٣٥٦٥ من حديث إسماعيل به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٢٠.

٢٧١٤ـ [صحيح] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٦٩ من حديث ابن جابر به * وسعيد بن أبي سعيد الساحلي (كما في السنن الكبرٰى للبيهقي: ٦/ ٢٦٥، والدارقطني، وصرح به ابن عبدالهادي كما في هامش تحفة الأشراف: ١/ ٢٢٥)، وهو مجهول كما في التقريب، ولحديثه شواهد صحيحة، والحديث صححه البوصيري وغيره.

٢٧١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الإخوة من الأب والأم، ح: ٢٠٩٤◀◀

وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. وَأَنْتُمْ تَقْرَؤُنَهَا: ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍۗ﴾ [النساء: ۱۱] وَإِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ لَيَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ.

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم دیا اور تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ﴾ ’’اس وصیت کے بعد جو وہ وصیت کرے یا قرض کے بعد۔‘‘ (النسآء۴:۱۱) اور سگے بھائی ایک ماں کے بیٹے وارث ہوں گے سوتیلے بھائی نہیں۔

فوائد ومسائل: ① قرض کی اہمیت وصیت کے مقابلے میں اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ قرض زندگی میں بھی واجب الادا ہوتا ہے اور موت کے بعد بھی جبکہ وصیت موت کے بعد ہی قابل عمل ہوتی ہے۔ قرض جتنا بھی ہو ادا کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ وصیت اگر تہائی ترکے سے زیادہ ہو تو تہائی تک قابل عمل ہوتی ہے، زائد نہیں۔ ② میت کے مال میں سے سب سے پہلے کفن دفن پر خرچ کیا جاتا ہے، پھر قرض ادا کیا جاتا ہے، پھر جو کچھ بچے اس کے تہائی مال یا اس سے کم کی جو وصیت ہو، وہ پوری کی جاتی ہے۔ اس کے بعد باقی ترکہ وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ③ آیت میں وصیت کا ذکر قرض سے پہلے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے وصیت پوری کی جائے پھر قرض ادا کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دونوں چیزیں واجب ہیں، ان میں سے جو چیز پائی جائے وہ ادا کی جائے۔ اگر دونوں (وصیت اور قرض) موجود ہوں تو ترکے میں سے دونوں کی ادائیگی کرنے کے بعد باقی ترکہ تقسیم کیا جائے۔ علاوہ ازیں وصیت کا ذکر پہلے کرنے میں یہ نکتہ بھی ہوسکتا ہے کہ وصیت پر عمل کرنے کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی جب کہ قرض تو لوگ زبردستی بھی وصول کر لیتے ہیں۔ وصیت کو پہلے بیان کر کے واضح کر دیا کہ اس پر عمل کرنے میں بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، گو اس پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہی کیا جائے گا۔ ④ میت کے سگے بہن بھائی اس کے سوتیلے بہن بھائیوں پر مقدم ہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید اس کی بابت لکھا ہے کہ اسی مفہوم کی ایک حدیث حسن درجے کی پہلے گزر چکی ہے، وہ اس کی شاہد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک مذکورہ روایت کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔ علاوہ ازیں بعض محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء:٦/١٠٧-١٠٩، رقم:١٦٦٧)

◀◀ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه سفيان بن عيينة(الترمذي، ح: ٢٠٩٥، ٢١٢٢ وغيره) * الحارث الأعور تقدم حاله، ح: ٩٥، وفيه علة أخرٰى، ولمعنى الحديث شاهد حسن، تقدم، ح: ٢٤٣٣.

(المعجم ٨) - بَابُ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُوصِ هَلْ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ؟ (التحفة ٨)

باب:۸- جو شخص وصیت کیے بغیر فوت ہو جائے کیا اس کی طرف سے صدقہ کیا جا سکتا ہے؟

٢٧١٦- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا. وَلَمْ يُوصِ. فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

۲۷۱۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے لیکن وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

٢٧١٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا. وَلَمْ تُوصِ. وَإِنِّي أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ. فَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا، وَلِيَ أَجْرٌ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ».

۲۷۱۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور انھوں نے وصیت نہیں کی۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر انھیں بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انھیں ثواب ملے گا، اور کیا مجھے بھی ثواب ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

فوائد ومسائل: ① انسان کو مرنے کے بعد جس طرح ان اعمال کا ثواب پہنچتا رہتا ہے جو اس نے زندگی میں کیے تھے اور ان کے نیک اثرات بعد میں جاری رہے، اسی طرح اس صدقے وغیرہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے جو والدین کی وفات کے بعد اولاد ان کی طرف سے کرے۔ ② فوت شدہ والدین کی طرف سے صدقے کے لیے یہ شرط نہیں کہ انھوں نے وصیت کی ہو۔ ③ آج کل ایصال ثواب کے نام سے جو محفلیں برپا کی جاتی ہیں اور کھانے کھلائے جاتے ہیں ان کی حیثیت محض ایک رسم کی ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ خاموشی سے کسی مستحق کی

٢٧١٦ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت، ح: ١٦٣٠ من حديث العلاء به.

٢٧١٧ـ أخرجه مسلم، الوصية، الباب السابق، ح: ١٠٠٤ بعد، ح: ١٦٣٠، والزكاة، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه، ح: ١٠٠٤ من حديث أبي أسامة به.

مناسب امداد کر دی جائے۔ ④ قرض اور دوسرے مالی حقوق کی ادائیگی میں جس طرح زندگی میں نیابت ممکن ہے اسی طرح وفات کے بعد بھی کسی کا قرض دوسرا آدمی ادا کر دے تو فوت شدہ شخص بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابُ قَوْلِهِ** ﴿وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِٱلْمَعْرُوفِ﴾ [النساء: ٦] (التحفة ٩)

باب:۹-اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان: ’’اور جو محتاج ہو وہ جائز حد تک کھالے۔‘‘

٢٧١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَا أَجِدُ شَيْئًا. وَلَيْسَ لِي مَالٌ. وَلِي يَتِيمٌ لَهُ مَالٌ. قَالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ. غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ مَالًا». قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: «وَلَا تَقِي مَالَكَ بِمَالِهِ».

۲۷۱۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے پاس کچھ نہیں (گزارہ نہیں ہوتا) نہ میرے پاس کوئی مال ہے البتہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے اس کا مال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اپنے یتیم کے مال میں سے کھا لیا کر لیکن فضول خرچی نہ کرنا اور (اس کے مال سے) مال نہ کمانا۔‘‘ اور غالباً یہ بھی فرمایا: ’’اس کے مال کے ذریعے سے اپنا مال نہ بچانا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یتیم کا مال کھانا بڑا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ (۴:۱۰) ’’جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب (جہنم کی) آگ میں جلیں گے۔‘‘ ② اگر یتیم کا سرپرست مفلس ہو تو وہ یتیم کے مال سے اپنے انتہائی ضروری اخراجات پورے کر سکتا ہے لیکن تعیشات اور آسائشات پر اس کا مال خرچ نہیں کر سکتا۔ ③ مفلس آدمی کے لیے بھی بہتر یہی ہے کہ محنت مزدوری سے اپنے اخراجات پورے کرے اور یتیم کا مال محفوظ رکھے۔ ④ یتیم کے مال کے ذریعے سے اپنا مال بچانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے قرض مانگا تو یتیم کا مال دے دیا اپنا محفوظ رکھا۔ یا ذاتی ضروریات پر اس کا مال خرچ کیا اور اپنا بچا لیا۔ ⑤ یتیم کے مال سے تجارت کر کے یتیم کو اس کا حصہ دینا (مضاربت) درست ہے لیکن یہ درست نہیں کہ اس کے مال سے تجارت کر کے سارا نفع خود رکھ لے یا اس کے مال کو اس طرح خرچ کرے جس طرح اپنا مال بے روک ٹوک خرچ کرتا ہے۔

٢٧١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء فيما لولي اليتيم أن ينال من مال اليتيم، ح: ٢٨٧٢ من حديث حسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، وابن الجارود، ح: ٩٥٢، وقال الحافظ في الفتح: ٨/ ٢٤١ "إسناده قوي".

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الفرائض (وراثت) کی لغوی و اصطلاحی تعریف‘ مشروعیت‘ اسباب و موانع اور شرائط

✷ **لغوی معنی:** [فَرَائِضُ]: فَرِیضَۃٌ کی جمع ہے۔ یہ فَرَضَ سے اسم مصدر ہے۔ امام جوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فرض سے مراد اللہ تعالیٰ کی واجب کردہ اشیاء ہیں۔

✷ **اصطلاحی تعریف:** [عِلْمٌ یُعْرَفُ بِهٖ مَنْ یَّرِثُ وَمَنْ لَا یَرِثُ وَ مِقْدَارُ مَا لِکُلِّ وَارِثٍ] ”فرائض سے مراد وہ علم ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کون وارث ہے‘ کون وارث نہیں اور ہر وارث کا کیا حق ہے۔“

✷ **وراثت کی مشروعیت:** اسلام سے قبل دنیا میں یہ دستور تھا کہ طاقتور وارث بنتا اور کمزور کو اپنے اقرباء کی وراثت سے کچھ نہ دیا جاتا‘ عورتوں کو یکسر محروم رکھا جاتا کیونکہ مردوں کا خیال تھا کہ وہ جائیداد کے اکیلے وارث ہوں گے‘ اس لیے کہ وہی میدان جنگ میں شریک ہوتے اور اپنے قبیلے کا دفاع کرتے ہیں۔ ان تمام غلط تأویلات اور مظالم کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وراثت کے حق داروں اور ان کے حصوں کا تعین فرما دیا تاکہ ہر شخص کو اس کا حق‘ بغیر ظلم کے مل سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النسآء ۴:۷) ’’جو مال ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ مریں' تھوڑا ہو یا زیادہ' اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی' یہ (اللہ کے) مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔‘‘

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: [أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا' فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ] (صحيح البخاري' الفرائض' باب ميراث الوَلَدمن أبيه و أمه' حديث:۶۷۳۲' وصحيح مسلم' الفرائض' باب ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر' حديث:۱۶۱۵) ’’مقررہ حصے ان کے مستحقوں کو دو اور جو باقی بچے وہ (میت کے) قریب ترین مرد (رشتے دار) کا حصہ ہے۔‘‘ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ] (سنن أبي داود' البيوع' باب في تضمين العارية' حديث:۳۵۶۵) ’’یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے' بنابریں اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔‘‘

✷ **وراثت کے اسباب وموانع اور شرائط: اسباب:** وراثت کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:
① **نسبی قرابت:** میت کے وہ ورثاء جو خونی رشتے کی وجہ سے وارث بنتے ہیں' ان کا تعلق فروع (اولاد یا اولاد کی اولاد) سے ہو یا اصول (والدین یا والدین کے والدین) سے یا اطراف (بھائی' چچا یا ان کی اولاد) سے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (النسآء ۴:۳۳) ’’اور ہر مال میں جو والدین اور قریبی رشتے دار چھوڑ جائیں ہم نے حق دار مقرر کیے ہیں۔‘‘

② **نکاح:** مسنون نکاح کی وجہ سے میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں' خواہ رخصتی وخلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾ (النسآء ۴:۱۲) ’’اور تمھاری بیویوں کے ترکے میں سے تمھارے لیے نصف ہے۔‘‘ ③ **ولاء:** کوئی شخص غلام یا لونڈی کو آزاد کرے اور آزاد شدہ فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ] (صحيح البخاري' الزكاة' باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ' حديث:۱۴۹۳، وصحيح مسلم' العتق' باب بيان أن الولاء

لمن أعتق' حدیث: ۱۵۰۴)

✱ **موانع:** ① **کفر:** مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا' خواہ کتنی ہی قریبی رشتے داری ہو۔ ② **قتل:** جس قتل کی وجہ سے قصاص یا دیت لازم آئے اس قتل کی بنا پر قاتل وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل کسی چیز کا وارث نہیں بن سکتا۔'' (سنن أبي داود' الدیات' باب دیات الأعضاء' حدیث: ۴۵۶۴) ③ **غلامی:** غلام نہ خود وارث بنتا ہے' نہ اس کا کوئی وارث بنتا ہے کیونکہ اس کی تمام کمائی مالک کی ہوتی ہے' البتہ وہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہو تو وہ اپنے آزاد شدہ حصے کے مطابق وارث ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب مکاتب غلام' حد یا میراث کو پہنچے تو وہ آزاد شدہ حصے کے مطابق وارث بنایا جائے گا۔'' (سنن أبي داود' الدیات' باب في دیة المکاتب' حدیث: ۴۵۸۲) ④ **ولدزنا:** زنا سے پیدا ہونے والا بچہ اپنے زانی باپ کا اور باپ اس بچے کا وارث نہیں ہوگا' البتہ وہ اپنی ماں کا اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی۔ ⑤ **لعان:** لعان کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں رہتے۔ ⑥ مردہ بچہ پیدا ہو تو وہ بھی وارث نہیں ہوتا۔

شرائط: ① وراثت کے موانع موجود نہ ہوں۔ ② وارث اپنے مورِث کی وفات کے وقت زندہ ہو۔ ③ مورِث کی موت کا یقین ہو۔ (احکام وراثت سے متعلق تفصیل کیلئے دیکھیے: ''اسلامی قانون وراثت'' طبع دارالسلام)

◆

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٣) أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ (التحفة ١٥)

وراثت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلٰى تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ (التحفة ١)

باب: ١- علم میراث حاصل کرنے کی ترغیب

٢٧١٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْعَطَّافِ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ. وَهُوَ يُنْسٰى. وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي».

٢٧١٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! تم لوگ میراث کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلوا دیا جاتا ہے۔ میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا۔''

فائدہ: علم کے اٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سیکھنے سکھانے کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کے جاننے والے ختم ہو جائیں گے اور امت میں سے یہ علم اٹھ جائے گا۔

(المعجم ٢) - بَابُ فَرَائِضِ الصُّلْبِ (التحفة ٢)

باب: ٢- (ترکے میں) صلبی اولاد کے حصے

٢٧٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ

٢٧٢٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

٢٧١٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٩ من حديث حفص بن عمر به، وقال: "تفرد به حفص بن عمر، وليس بالقوي"، والحديث ضعفه الذهبي، والبوصيري من أجل حفص المذكور.

٢٧٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الصلب، ح: ٢٨٩١ من حديث ابن عقيل به، وصححه الترمذي، ح: ٢٠٩٢، والحاكم: ٤/ ٣٣٣، ٣٣٤، والذهبي * ابن عقيل ضعيف وتقدم، ح: ٣٩٠.

الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْ سَعْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدٍ. قُتِلَ، مَعَكَ، يَوْمَ أُحُدٍ. وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ جَمِيعَ مَا تَرَكَ أَبُوهُمَا. وَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُنْكَحُ إِلَّا عَلَى مَالِهَا. فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ. فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَخَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ. فَقَالَ: «أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ ثُلُثَيْ مَالِهِ. وَأَعْطِ امْرَأَتَهُ الثُّمُنَ. وَخُذْ أَنْتَ مَا بَقِيَ».

ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت سعد بن ربیع ؓ کی بیوہ حضرت سعد ؓ کی دو بیٹیوں کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سعد ؓ کی بیٹیاں ہیں۔ وہ غزوۂ احد میں آپ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ ان کے چچا نے ان کے باپ کا چھوڑا ہوا سارا ترکہ لے لیا ہے اور مال کے بغیر عورت کا نکاح بھی نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ربیع ؓ کے بھائی کو بلایا اور فرمایا: ''سعد کی دونوں بیٹیوں کو اس کے مال میں سے دو تہائی دے دو۔ اور اس کی بیوی کو آٹھواں حصہ دو۔ اور جو باقی بچے وہ تم لے لو۔''

فائدہ: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت اس سند سے ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲۳/۱۰۸، ۱۰۹، وصحيح سنن أبي داود للألباني، رقم: ۲۵۷۳، ۲۵۷۴) ② شریعت نے بعض وارثوں کے لیے ترکے میں ایک خاص حصہ مقرر کیا ہے' ایسے وارثوں کو اصحاب الفروض کہتے ہیں۔ اصحاب الفروض کو حصے دینے کے بعد جو ترکہ بچے وہ جن رشتہ داروں کو ملتا ہے انھیں عصبہ کہتے ہیں۔ ③ اگر کسی کی ایک ہی بیٹی ہو تو اسے کل ترکے کا نصف حصہ ملے گا۔ اگر ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو انھیں کل مال کے تین حصے کر کے ان میں سے دو حصے دیے جائیں گے۔ (دیکھیے: سورۃ النساء، آیت: ۱۱) ④ اگر میت کے وارث بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی تو ان کی تعداد کے مطابق ہر بیٹے کو دو حصے اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ (حوالۂ مذکورہ بالا) ⑤ اگر مرنے والے کی اولاد نہ ہو تو اس کی بیوی کو کل ترکے کا چوتھا حصہ دیا جائے گا اور اگر میت کی اولاد ہو جیسے کہ حدیث میں مذکورہ واقعے میں ہے تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو یہی چوتھا یا آٹھواں حصہ ان سب میں تقسیم کیا جائے گا۔ ⑥ میت کا بھائی عصبہ ہے' اس لیے اصحاب الفروض (بیوی اور بیٹیوں) کو دے کر جو کچھ باقی بچا' وہ اسے دیا گیا۔ ⑦ حدیث میں مذکورہ واقعے میں کل مال کے چوبیس حصے کیے گئے جن میں سے تین حصے (کل مال کا آٹھواں حصہ) بیوہ کو ملے اور سولہ

حصے (کل مال کی دو تہائی) دونوں بیٹیوں کو (ہر بیٹی کو آٹھ حصے) ملے باقی پانچ حصے بچے وہ بھائی کو مل گئے۔

۲۷۲۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنِ الْهُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ الْبَاهِلِيِّ. فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةٍ، وَابْنَةِ ابْنٍ، وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ. فَقَالَا: لِلِابْنَةِ النِّصْفُ. وَمَا بَقِيَ، فَلِلْأُخْتِ. وَائْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ، فَسَيُتَابِعُنَا. فَأَتَى الرَّجُلُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَأَلَهُ، وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ. وَلٰكِنِّي سَأَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ. لِلِابْنَةِ النِّصْفُ. وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ. تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ. وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

۲۷۲۱- حضرت ہزیل بن شرحبیل ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ایک آدمی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ اور حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیٹی' پوتی اور سگی بہن (کی وراثت) کا مسئلہ دریافت کیا۔ ان دونوں نے فرمایا: بیٹی کے لیے نصف ہے اور جو باقی بچے وہ بہن کا ہے۔ اور (سائل سے) کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس جاؤ' وہ بھی ہماری تائید کریں گے۔ اس آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا اور ان دونوں حضرات کی بات بھی بتائی تو حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: (اگر میں بھی یہی فتوی دوں) تب تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ نہیں ہوں گا' لیکن میں وہ فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ بیٹی کے لیے نصف ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ جس سے (دونوں کا) کل حصہ دو تہائی ہو جائے اور جو باقی بچے وہ بہن کا ہے۔

فائدہ: ① صحابۂ کرام ؓ میں اجتہادی مسائل میں اختلافِ رائے ہو جاتا تھا لیکن وہ اس کی بنیاد پر باہمی مخالفت اور دشمنی کا رویہ نہیں اپناتے تھے۔ ② اجتہادی رائے کے مقابلے میں قرآن وحدیث کی نص قابل عمل ہے۔ اجتہاد کی اہمیت صرف اسی وقت تک ہے جب عالم کو پیش آمدہ مسئلے میں قرآن وحدیث کی نص معلوم نہ ہو۔ ③ دونوں صحابۂ کرام ؓ کی رائے کی بنیاد غالباً اس اصول پر تھی کہ قریب کی موجودگی میں دور کا وارث محروم ہوتا ہے' اس لیے انھوں نے بیٹی کی موجودگی میں پوتی کو محروم قرار دیا۔ اور بیٹی سے بچا ہوا حصہ بہن کو دلوایا۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے اپنی رائے کی بنیاد ارشاد نبوی پر رکھی اور وہ اصول بیان فرمایا جو دوسرے صحابۂ کرام ؓ کو معلوم نہ تھا۔ ⑤ اگر وارث صرف دو بیٹیاں ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہے۔ بیٹیوں کی

۲۷۲۱۔ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ٦٧٣٦ من حديث أبي قيس به، وح: ٦٧٤٢ من حديث سفيان الثوري به مختصرًا.

عدم موجودگی میں پوتیوں کا یہی حصہ ہے۔ جس طرح ایک بیٹی کا حصہ نصف ہے، اسی طرح بیٹی کی عدم موجودگی میں ایک پوتی کا حصہ نصف ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں ایک بیٹی اور ایک پوتی کی صورت میں بیٹی کا حصہ نصف ہے، اور بیٹی اور پوتی کا مجموعی حصہ دو تہائی ہے، لہٰذا دو تہائی میں سے نصف بیٹی کو دے کر باقی چھٹا حصہ پوتی کو ملتا ہے۔ ⑥ اس صورت میں بیٹی اور پوتی کو برابر حصہ نہیں ملتا کیونکہ ان کا درجہ، یعنی میت سے تعلق برابر نہیں۔ ⑦ بیٹی، بیٹیوں یا پوتی، پوتیوں کی موجودگی میں بہن عصبہ ہے۔ ⑧ تقلید سراسر گمراہی ہے، خواہ وہ کسی بڑے سے بڑے امام یا صحابی ہی کی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ٣) - بَابُ فَرَائِضِ الْجَدِّ (التحفة ٣)

باب:۳- دادا کا حصہ

٢٧٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ [عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ]، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِفَرِيضَةٍ فِيهَا جَدٌّ. فَأَعْطَاهُ ثُلُثاً، أَوْ سُدُساً.

۲۷۲۲- حضرت معقل بن یسار مزنی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں وراثت کا ایک مسئلہ پیش کیا گیا جس میں دادا بھی تھا۔ تو میں نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ نے اسے تیسرا حصہ یا چھٹا حصہ دیا۔

٢٧٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جَدٍّ، كَانَ فِينَا، بِالسُّدُسِ.

۲۷۲۳- حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے خاندان میں ایک دادے کو (اس کے پوتے کے ترکے میں سے) چھٹا حصہ دینے کا فیصلہ دیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور پہلی روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ اس سے سنن ابی داود کی روایت (۲۸۹۴، ۲۸۹۵) کفایت کرتی ہے جبکہ دیگر محققین نے

٢٧٢٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٧٢، ح: ٦٣٣٣ من حديث يونس به مطولاً * أبوإسحاق عنعن، وتقدم، ح: ٤٦، وانظر الحديث الآتي، وحديث أبي داود(٢٨٩٤، ٢٨٩٥) يغني عنه.

٢٧٢٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٧٢، ح: ٦٣٣٤ من حديث هشيم به، وتابعه خالد عند أبي داود، ح: ٢٨٩٧ وغيره * الحسن تقدم، ح: ٧١.

دونوں روایتوں کو صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی بات ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۳/۴۲۳، ۴۲۴، وصحيح سنن أبي داود للألباني، رقم:۲۵۷۶) ② میت کے والد کی عدم موجودگی میں والد کا چھٹا حصہ میت کے دادے کو ملتا ہے، لیکن اگر والد موجود ہو تو پھر یہ چھٹا حصہ والد کو ملے گا اور دادے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني لابن قدامه:۹/۶۵-۸۱)

(المعجم ٤) - **بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ**

(التحفة ٤)

باب:۴- دادی کا حصہ

٢٧٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَهُ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ، عَنِ ابْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا. فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ. وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا. فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ. فَسَأَلَ النَّاسَ. فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. أَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ

۲۷۲۴- حضرت قبیصہ بن ذؤیب بن حلحلہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک نانی وراثت (میں سے حصہ دلوائے جانے) کا مطالبہ لے کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسے فرمایا: اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں تو تیرا کوئی حصہ مذکور نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی تیرا کوئی حصہ میرے علم میں نہیں، اس لیے (فی الحال) واپس چلی جا حتی کہ میں لوگوں (صحابۂ کرام ؓ) سے دریافت کرلوں۔ (اس کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میری موجودگی میں نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: کیا تمھارے ساتھ کوئی اور بھی (گواہ) ہے؟ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے کھڑے ہوکر

٢٧٢٤ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في الجدة، ح: ٢٨٩٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٥١٣، وصححه الترمذي، ح: ٢١٠١، وابن الجارود، ح: ٩٥٩، وابن حبان، ح: ١٢٢٤، والحاكم: ٤/ ٣٣٨ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأعله الذهبي، والعسقلاني وغيرهما بأن قبيصة لم يسمع من الصديق رضي الله عنه فالسند منقطع، وللحديث شواهد.

غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ. فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ. فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ.

وہی بات کہی جو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہی تھی، چنانچہ حضرت ابوبکر ؓ نے فیصلہ اس خاتون کے حق میں صادر فرما دیا۔

ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى، مِنْ قِبَلِ الْأَبِ، إِلٰى عُمَرَ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا. فَقَالَ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ. وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ. وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا. وَلٰكِنْ هُوَ ذَاكِ السُّدُسُ. فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ، فَهُوَ بَيْنَكُمَا. وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ، فَهُوَ لَهَا.

اس کے بعد ایک دادی، باپ سے تعلق رکھنے والی، حضرت عمر ؓ کے پاس اپنی میراث (کے حصے) کا مطالبہ لے کر آئی تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ مذکور نہیں۔ اور جو فیصلہ حضرت ابوبکر ؓ کے زمانۂ مبارک میں کیا گیا تھا وہ تیرے لیے نہیں تھا۔ اور میں مقررہ حصوں میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتا، البتہ وہی چھٹا حصہ ہے۔ اگر تم (دادی اور نانی) دونوں اس میں شریک ہو جاؤ تو وہ تمھارے درمیان (نصف نصف) ہوگا، ورنہ تم دونوں میں سے جو ہوگی، وہ (حصہ) اس کا ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① جدہ کا لفظ نانی اور دادی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اس واقعے میں دوسری خاتون کا ذکر ”باپ کی طرف سے جدہ“ کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی خاتون نانی تھیں، دوسری دادی۔ ② نانی ہو یا دادی اس کا حصہ کل ترکے کا چھٹا حصہ ہے بشرطیکہ میت کی ماں موجود نہ ہو، اور باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہو جاتی ہے، البتہ نانی وارث بنتی ہے۔ اگر یہ دونوں موجود ہوں تو یہی چھٹا حصہ ان دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۲۷۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا [سَلْمُ] بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَرَّثَ جَدَّةً سُدُساً.

۲۷۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جدہ (نانی یا دادی) کو وراثت میں چھٹا حصہ دیا۔

۲۷۲۵ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٣٤ من حديث شريك (القاضي) به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف ليث بن أبي سليم، وتدليسه"، وفيه علة أخرى، وأخرج أبوداود، ح: ٢٨٩٥ بإسناد حسن عن بريدة رضي الله عنه: "أن النبي ﷺ جعل للجدة السدس، إذا لم تكن دونها أم"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٠ ☼ أبوالمنيب العنكي حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٦٣٦.

(المعجم ٥) - **بَابُ الْكَلَالَةِ** (التحفة ٥)

٢٧٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ خَطِيبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. أَوْ خَطَبَهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: إِنِّي، وَاللهِ! مَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا هُوَ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَمْرِ الْكَلَالَةِ. وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ، مَا أَغْلَظَ لِي فِيهَا. حَتَّى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي جَنْبِي، أَوْ فِي صَدْرِي. ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ».

باب:۵- کلالہ کی میراث

۲۷۲۶- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعے کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے' یا راوی نے کہا: انھوں نے جمعے کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: قسم ہے اللہ کی! میں اپنے بعد کلالہ کے مسئلے سے زیادہ پریشان کن مسئلہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ مسئلہ) دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی معاملے میں مجھے ایسا سخت جواب نہیں دیا جیسا اس مسئلے میں ناگواری کا اظہار فرمایا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پہلو یا سینے میں انگلی مار کر فرمایا: ''اے عمر! تجھے موسم گرما میں نازل ہونے والی آیت کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں نازل ہوئی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کے ماں باپ بھی نہ ہوں اور اولاد بھی نہ ہو۔ اس کی وراثت اس کے بھائی بہنوں میں تقسیم ہوگی۔ ② موسم گرما میں نازل ہونے والی آیت سے مراد سورۂ نساء کی آیت ۱۷۶ ہے۔ اس میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مرنے والے کلالہ مرد کی ایک حقیقی (ماں اور باپ دونوں میں شریک) بہن ہو' یا ایک علاتی (باپ شریک) بہن ہو تو اسے اپنے بھائی کا نصف ترکہ ملے گا' البتہ مرنے والی کلالہ عورت کا ایک بھائی ہو تو اسے پورے کا پورا ترکہ مل جائے گا۔ ③ اسی آیت میں ہے کہ اگر کلالہ کی دو حقیقی یا علاتی بہنیں ہوں تو انھیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے گا۔ ④ اگر کلالہ میت کے وارث حقیقی یا علاتی بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ترکہ ان میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا ملے گا۔ ⑤ اخیافی (ماں شریک) بھائی یا بہن کا حکم یہ ہے کہ اگر میت کا ایک ہی اخیافی بھائی یا بہن ہو تو اسے ترکے کا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ اور اگر دو بھائی یا دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں ہوں تو ترکے کا ایک تہائی حصہ ان سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ اس صورت میں بھائی کا حصہ بہن سے دگنا نہیں ہوگا۔ (سورۃ النساء آیت:۱۲)

٢٧٢٦_ [**صحيح**] تقدم، ح: ١٠١٤ ببعضه، وهو في صحيح مسلم بطوله.

٢٧٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: ثَلَاثٌ، [لَأَنْ [يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيَّنَهُنَّ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا: اَلْكَلَالَةُ وَالرِّبَا وَالْخِلَافَةُ.

٢٧٢٧- حضرت مرہ بن شراحیل ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا: تین مسائل ایسے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی (مزید) وضاحت فرما دی ہوتی تو (یہ وضاحت) مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ کلالہ، سود اور خلافت۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ محققین نے کہا ہے' تاہم بخاری و مسلم میں حضرت عمر بن خطاب ؓ سے کلالہ اور سود کا ذکر ملتا ہے' خلافت کا نہیں' لہٰذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ دو باتوں کی توثیق و تائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ہو جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت ''خلافت'' کے ذکر کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے مذکورہ حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② کلالہ کے بھائی بہن تین طرح کے ہو سکتے ہیں: (ا) حقیقی (ب) علاتی (ج) اخیافی۔ پہلے دو طرح کے بھائی بہنوں کا حکم سورۂ نساء کی آیت ۱۷۶ میں بیان کر دیا گیا ہے اور تیسری قسم کے بہن بھائیوں کا حکم سورۂ نساء کی آیت ۱۲ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

٢٧٢٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ. وَهُمَا مَاشِيَانِ. وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ. فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ

٢٧٢٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر ؓ کے ہمراہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ مجھ پر غشی طاری تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا کچھ پانی مجھ پر ڈالا۔ (اس سے میں ہوش میں آ گیا۔) میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کیا کروں؟ اپنے مال کے بارے

٢٧٢٧ـ [إسناده ضعيف] صرح البوصيري بأنه منقطع، ونقل عن أبي حاتم الرازي: مرة عن عمر مرسل، وأخرج البخاري، ح: ٥٥٨٨، ومسلم، ح: ٣٠٣٢ وغيرهما عن عمر رضي الله عنه قال: "وثلاث وددت أن رسول الله ﷺ لم يفارقنا حتى يعهد إلينا عهدًا: الجد والكلالة، وأبواب من أبواب الربا" ولم يذكر الخلافة.

٢٧٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٣٦.

أَصْنَعُ؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فِي آخِرِ النِّسَاءِ: ﴿وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً﴾ الْآيَةَ [النساء: ١٢]. ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَٰلَةِ﴾ [النساء: ١٧٦] الْآيَةَ.

میں کیا فیصلہ کروں؟ تب میراث کی وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے: ﴿وَ اِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَۃً﴾ ’’اور جس کی میراث لی جاتی ہے اگر وہ مرد (یا عورت) کلالہ ہو......‘‘ اور (وہ آیت اتری) ﴿یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ﴾ ’’آپ سے فتوی پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے: اللہ تعالیٰ تمھیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے......‘‘

فوائد ومسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسنون اور مسلمان کے حقوق میں شامل ہے۔ ② پیدل چل کر جانا کسی بزرگ کی شان کے خلاف نہیں۔ ③ دوسری آیت میں کلالہ کے حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ پہلی آیت میں کلالہ کے اخیافی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۲۶ کے فوائد)

(المعجم ٦) - بَابُ مِيرَاثِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ (التحفة ٦)

باب: ۶- مشرکوں کے ترکے میں مسلمانوں کا حصہ کتنا ہے؟

٢٧٢٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

۲۷۲۹- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔‘‘

فائدہ: کافر سے ہر غیر مسلم مراد ہے' خواہ وہ اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) ہو' یا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا ہو' مثلاً: ہندو' سکھ' بدھ' دہریہ' قادیانی اور بہائی وغیرہ۔

٢٧٢٩ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم، ... الخ، ح: ٦٧٦٤، من حديث الزهري به، ومسلم، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، ح: ١٦١٤ من حديث سفيان به.

٢٧٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ؟».

۲۷۳۰- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں تشریف رکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان یا گھر چھوڑا ہے؟“

وَكَانَ [عَقِيلٌ] وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ، هُوَ وَطَالِبٌ. وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا. لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ. وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ.

ابو طالب کی وراثت عقیل اور طالب کو ملی تھی اور حضرت جعفر اور علی ؓ کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملا تھا کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے۔

فَكَانَ عُمَرُ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، يَقُولُ: لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ.

حضرت عمر ؓ اسی وجہ سے کہا کرتے تھے: مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

وَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

اور حضرت اسامہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔“

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔ (صحیح البخاري، الجھاد، باب: إذا أسلم قومٌ في دارالحرب، ولھم مال وأرضون فھي لھم، حدیث: ۳۰۵۸) ② جب ابو طالب کی وفات ہوئی اس وقت عقیل ؓ مسلمان نہیں تھے اس لیے عقیل ؓ کو بھی وراثت میں سے حصہ ملا۔ حضرت علی اور حضرت جعفر طیار ؓ مسلمان تھے اس لیے انھوں نے اپنے والد ابو طالب کی وراثت سے حصہ نہ لیا۔ حضرت عقیل ؓ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ③ امام بخاری ؒ نے اس واقعے سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ دارالحرب میں رہنے

٢٧٣٠ـ أخرجه البخاري، الحج، باب توريث دور مكة وبيعها وشرائها . . . الخ، ح: ١٥٨٨ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح: ١٣٥١ عن أحمد بن عمرو بن السرح، أبي طاهر به، وانظر الحديث السابق لشطره الأخير.

والا اگر مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے گھر اور زمین وغیرہ کا بدستور مالک رہے گا۔ (صحيح البخاري، الجهاد، بابٌ إذا أسلم قوم في دارالحرب......، حديث : ٣٠٥٨) ④ حافظ ابن حجر ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عقیل ؓ نے یہ مکان فروخت کر دیا تھا۔ (فتح الباري:٣/٥٧١)

٢٧٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ الْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَّاحِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ».

٢٧٣١- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو مختلف ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔“

فوائد ومسائل: ① دو مختلف ملتوں (قوموں) سے مراد، ملت اسلام اور ملت کفر ہے۔ ② ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کا وارث ہوتا ہے، خواہ ان کا مذہب ایک دوسرے سے مختلف ہو۔

(المعجم ٧) - بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَاءِ (التحفة ٧)

باب:٧- ولاء کی میراث

٢٧٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : تَزَوَّجَ رِبَابُ بْنُ حُذَيْفَةَ [بْنِ سَعِيدِ] ابْنِ سَهْمٍ، أُمَّ وَائِلٍ، بِنْتَ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيَّةَ. فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةً. فَتُوُفِّيَتْ أُمُّهُمْ. فَوَرِثَهَا بَنُوهَا، رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا. فَخَرَجَ بِهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى الشَّامِ. فَمَاتُوا فِي طَاعُونِ عَمْوَاسَ. فَوَرِثَهُمْ عَمْرٌو، وَكَانَ

٢٧٣٢- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ حضرت رباب بن حذیفہ بن سعید بن سہم نے حضرت ام وائل بنت معمر جمحیہ سے شادی کی۔ ان سے ان کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے، پھر ان کی والدہ (ام وائل) کی وفات ہوگئی تو ام وائل کے بیٹوں کو وراثت میں کچھ زمین اور غلاموں کی ولاء ملی۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ ان (بیٹوں) کو لے کر شام گئے، (وہاں) عمواس کے طاعون میں وہ (سب بیٹے) فوت ہوگئے، چنانچہ حضرت عمرو ؓ ان کے عصبہ ہونے

٢٧٣١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب: هل يرث المسلم الكافر، ح: ٢٩١١ من طريق آخر عن عمرو ابن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٧، والحافظ ابن الملقن وغيرهما، وللحديث طرق أخرٰى عند الترمذي، ح: ٢١٠٨ وغيره.

٢٧٣٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في الولاء، ح: ٢٩١٧ من حديث حسين به.

عَصَبَتَهُمْ. فَلَمَّا رَجَعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، جَاءَ بَنُو مَعْمَرٍ، يُخَاصِمُونَهُ فِي وَلَاءِ أُخْتِهِمْ، إِلٰى عُمَرَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ وَالْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ، مَنْ كَانَ» قَالَ: فَقَضٰى لَنَا بِهِ. وَكَتَبَ لَنَا بِهِ كِتَاباً، فِيهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَآخَرَ. حَتّٰى إِذَا اسْتُخْلِفَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ، تُوُفِّيَ مَوْلًى لَهَا. وَتَرَكَ أَلْفَيْ دِينَارٍ. فَبَلَغَنِي أَنَّ ذٰلِكَ الْقَضَاءَ قَدْ غُيِّرَ. فَخَاصَمُوا إِلٰى هِشَامِ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ. فَرَفَعَنَا إِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ. فَأَتَيْنَاهُ بِكِتَابِ عُمَرَ. فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرٰى أَنَّ هٰذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ. وَمَا كُنْتُ أَرٰى أَنَّ أَمْرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَلَغَ هٰذَا. أَنْ يَشُكُّوا فِي هٰذَا الْقَضَاءِ.

فَقَضٰى لَنَا فِيهِ. فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ بَعْدُ.

کی وجہ سے ان کے وارث ہوئے۔ جب حضرت عمرو بن عاص ؓ شام سے واپس آئے تو معمر کے بیٹوں نے حضرت عمر ؓ کی عدالت میں اپنی بہن (ام وائل) کی ولاء کے حصول کے لیے دعوی کر دیا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان اسی ارشاد کے مطابق فیصلہ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ’’بیٹا یا باپ جو ولاء حاصل کرے‘ وہ اس کے عصبہ کو ملے گی‘ خواہ کوئی ہو۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے) فرمایا: حضرت عمر ؓ نے یہ فیصلہ ہمارے حق میں دے دیا۔ اور اس مضمون کی ایک تحریر لکھ کر ہمیں دی جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف‘ حضرت زید بن ثابت اور ایک آدمی (ؓ) کی گواہی ثبت تھی۔ اس کے بعد خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں اس خاتون کا ایک آزاد کردہ غلام فوت ہو گیا‘ اس نے دو ہزار دینار ترکہ چھوڑا۔ مجھے خبر ملی کہ اس فیصلے میں (جو حضرت عمر ؓ نے کیا تھا) تبدیلی کر دی گئی ہے (فیصلہ مذکورہ بالا قانون کے مطابق نہیں کیا گیا۔) یہ معاملہ ہشام بن اسماعیل کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ہمیں (خلیفہ) عبدالملک کے پاس بھیج دیا (تاکہ وہی اس مقدمے کا فیصلہ کریں۔) چنانچہ ہم نے حضرت عمر ؓ کی تحریر انھیں دکھائی۔ عبدالملک نے کہا: میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ایسا فیصلہ ہے جس میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ مدینے والوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ اس میں شک کریں۔

پھر عبدالملک نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کر دیا اور ہم اب تک اس (میراث) پر قابض ہیں۔

فوائد ومسائل: ① وراثت کی تقسیم میں پہلے اصحاب الفروض کو ان کے مقررہ حصے دیے جاتے ہیں۔ جو کچھ ان سے بچے وہ میت کے عصبہ رشتے داروں کو دیا جاتا ہے۔ اگر آزاد کردہ غلام کے عصبہ رشتے دار نہ ہوں تو آزاد کرنے والا عصبہ کی جگہ وارث ہوگا۔ اگر غلام کے اصحاب الفروض اور عصبہ رشتہ دار نہ ہوں تو سارا ترکہ آزاد کرنے والے کو ملے گا۔ ② حضرت ام وائل کی ولاء ان کے بیٹوں کو ملی۔ بیٹوں کی وفات کے بعد ولاء اسی خاندان میں، یعنی ان بچوں کے ددھیال اور ام وائل کے سسرال میں رہی۔ ام وائل کے میکے اور بچوں کے ننھیال والے جو اس ترکے کے دعویدار تھے، ان کا دعوی قبول نہیں کیا گیا۔ ③ عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام وارث نہیں ہوتے۔

۲۷۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ. فَمَاتَ. وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا حَمِيماً. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ».

۲۷۳۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا آزاد کردہ ایک غلام کھجور کے درخت سے گر کر فوت ہوگیا۔ اس نے کچھ مال چھوڑا تھا لیکن اس کی کوئی اولاد یا رشتے دار نہیں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی میراث اس کی بستی کے کسی آدمی کو دے دو۔“

فوائد ومسائل: ① اس شخص کی وراثت کے حق دار اصل میں رسول اللہ ﷺ خود تھے لیکن آپ نے مال لینا پسند نہ فرمایا اور بطور صدقہ اس کی بستی کے کسی مستحق کو دے دینے کا حکم دے دیا۔ ② جس کا کوئی وارث نہ ہو، اس کا مال بیت المال میں جمع کر دیا جاتا ہے جو تمام مسلمانوں کے فائدے کے کاموں میں استعمال ہو جاتا ہے۔ ③ بیت المال کا انتظام نہ ہونے کی صورت میں لاوارث کا ترکہ اس کی بستی والوں کو دیا جاسکتا ہے۔

۲۷۳٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۲۷۳۴- حضرت حمزہ ؓ کی بیٹی (حضرت امامہ یا

۲۷۳۳ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في ميراث ذوي الأرحام، ح: ۲۹۰۲ من حديث وكيع به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۱۰۵.

۲۷۳٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ۸٦، ح: ٦۳۹۸ من حديث حسين بن علي الجعفي به * ابن أبي ليلٰى تقدم، ح: ۸٥٤، وخالفه شعبة عن الحكم عن عبدالله بن شداد به مرسلاً، أخرجه أبوداود في المراسيل، ح: ۳٦٤، وتابعه غير واحد عن الحكم به، فالحديث منقطع كما قال البيهقي: ٦/ ۲٤۱، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي وغيره.

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ بِنْتِ حَمْزَةَ، قَالَ مُحَمَّدٌ، يَعْنِي ابْنَ أَبِي لَيْلٰى، وَهِيَ أُخْتُ ابْنِ شَدَّادٍ، لِأُمِّهِ قَالَتْ: مَاتَ مَوْلَايَ وَتَرَكَ ابْنَةً. فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَالَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنَتِهِ. فَجَعَلَ لِيَ النِّصْفَ، وَلَهَا النِّصْفَ.

امۃ اللہ ؓ) جو حضرت عبداللہ بن شداد ؓ کی ماں شریک بہن ہیں' ان سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرا آزاد کردہ غلام ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا مال میرے اور اس کی بیٹی کے درمیان تقسیم کر دیا' یعنی آدھا مجھے دیا اور آدھا اس کو۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء للألباني' رقم:١٥٩٦) بنابریں اگر فوت ہونے والے کی ایک بیٹی ہو تو اس بیٹی کو ترکے میں سے نصف ملتا ہے' چنانچہ مذکورہ بالا واقعے میں متوفی کی بیٹی کو نصف ترکہ دیا گیا۔ باقی عصبہ کا حق تھا' وہ آزاد کرنے والی صحابیہ (ؓ) کو ملا کیونکہ متوفی کا اور کوئی عصبہ نہیں تھا۔

(المعجم ٨) - بَابُ مِيرَاثِ الْقَاتِلِ (التحفة ٨)

باب:٨-وراثت میں قاتل کا حصہ

٢٧٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ».

٢٧٣٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل وارث نہیں ہوتا۔''

فوائد ومسائل: ① قتل وراثت سے محرومی کا باعث ہے' یعنی اگر قاتل مقتول سے ایسا رشتہ رکھتا ہو جس کی بنا پر وہ وراثت میں حصے کا مستحق ہے تو قتل کی وجہ سے وہ اپنے اس حق سے محروم ہو جائے گا۔ ② یہ حکم ہر قاتل کے لیے ہے' خواہ اصحاب الفروض میں سے ہو یا عصبہ میں سے ہو' مثلاً: اگر ایک شخص کے دو بیٹے ہوں' ان میں سے ایک اپنے باپ کو قتل کر دے تو مقتول کے ترکے میں سے اصحاب الفروض کا حصہ نکال کر باقی مال مقتول کے اس

٢٧٣٥ـ [حسن] تقدم، ح: ٢٦٤٥.

بیٹے کو ملے گا جو قتل کے جرم میں شریک نہیں۔ دوسرا بیٹا جو قاتل ہے اسے کچھ نہیں ملے گا۔ ③ قتل کا محرک بہت دفعہ یہ جذبہ بھی ہوتا ہے کہ قاتل مقتول کی وراثت جلد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ قانون کی وجہ سے یہ محرک ختم ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ قانون انسانوں کی جانوں کا محافظ ہے۔

٢٧٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَقَالَ: «اَلْمَرْأَةُ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا وَمَالِهِ. وَهُوَ يَرِثُ مِنْ دِيَتِهَا وَمَالِهَا. مَا لَمْ يَقْتُلْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ. فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ عَمْدًا، لَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ وَمَالِهِ شَيْئًا. وَإِنْ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ خَطَأً، وَرِثَ مِنْ مَالِهِ، وَلَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ».

۲۷۳۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے اور (خطبے میں) فرمایا: ”عورت اپنے خاوند کی دیت اور اس کے مال میں سے وراثت (کا حصہ) حاصل کرتی ہے اور خاوند اس کی دیت اور مال میں سے وراثت حاصل کرتا ہے بشرطیکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو جان بوجھ کر قتل نہ کیا ہو۔ اگر ان میں سے ایک نے دوسرے کو عمداً قتل کیا تو وہ نہ اس کی دیت سے وراثت پائے گا' نہ اس کے مال سے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو غلطی سے قتل کیا ہو (قتل خطا کا ارتکاب کیا ہو) تو اس کے مال میں سے وراثت پائے گا اور اس کی دیت میں سے وراثت نہیں پائے گا۔“

(المعجم ٩) - بَابُ ذَوِي الْأَرْحَامِ

(التحفة ٩)

باب:۹- ذوی الارحام کا بیان

٢٧٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ

۲۷۳۷- حضرت ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف

٢٧٣٦ـ [حسن] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٧٢ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "محمد بن سعيد الطائفي ثقة"، ووافقه البيهقي: ٦/ ٢٢١ يعنيان أنه غير المصلوب، وجاء في رواية محمد بن يحيى: عمر بن سعيد، ومن طريقه صححه ابن الجارود، ح: ٩٦٧، وله طريق آخر عند الدارقطني: ٤/ ٧٥، ٧٦، لكنه لا يستشهد به لشدة ضعفه * ابن سعيد هو غير المصلوب، جهله صاحب التقريب، ووثقه الدارقطني، وابن الجارود، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، والله أعلم، والسند ضعفه البوصيري على ظن أنه المصلوب.

٢٧٣٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الخال، ح: ٢١٠٣ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٤، وابن حبان(موارد)، ح: ١٢٢٧ قلت: الثوري ◀◀

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الزُّرَقِيِّ، عَنْ حَكِيمِ ابْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا رَمٰى رَجُلاً بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ. وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا خَالٌ. فَكَتَبَ فِي ذٰلِكَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلٰى عُمَرَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ».

ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ مقتول کا ایک ماموں کے سوا کوئی وارث نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت عمر ؓ کو خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت فرمایا تو حضرت عمر ؓ نے (جواب میں) خط لکھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو‘ اللہ اور اس کا رسول اس کا مولیٰ ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو‘ ماموں اس کا وارث ہے۔“

فوائد ومسائل: ①مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کرنے والے کو بھی۔ اس تعلق کی بنا پر وراثت کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے۔ (دیکھیے حدیث:۲۷۳۲) اگر کسی آزاد ہونے والے کی وفات کے بعد اس کے آزاد کرنے والوں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو ترکہ بیت المال میں جمع ہو جائے گا‘ جس طرح کسی بھی لاوارث شخص کا ترکہ بیت المال کے لیے ہوتا ہے۔ ② جس کے وارثوں میں کوئی اصحاب الفروض یا عصبہ موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ ذوی الارحام میں تقسیم ہوگا۔ ③وارثوں کی تین قسمیں ہیں: (ا) اصحاب الفروض: وہ ورثاء جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر کر دیا گیا ہے۔ یہ کل بارہ افراد ہیں‘ چار مردوں میں سے اور آٹھ عورتوں میں سے جو کہ درج ذیل ہیں: ① خاوند ② باپ ③ دادا ④ مادری بھائی ⑤ بیوی ⑥ ماں ⑦ دادی ونانی ⑧ بیٹی ⑨ پوتی پڑپوتی ⑩ حقیقی بہن ⑪ پدری بہن ⑫ مادری بہن۔ (ب) عصبہ: میت کے وہ قریبی رشتے دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں‘ نیز ان کا تعلق میت سے کسی عورت کے واسطے سے نہیں ہوتا‘ مثلاً: چچا (باپ کا بھائی)‘ بھتیجا (بھائی کا بیٹا)‘ چچا زاد بھائی (باپ کے بھائی کا بیٹا) ان مثالوں میں میت سے تعلق مردوں ہی کے ذریعے سے قائم ہوا ہے۔ (ج) ذوی الارحام: میت کے وہ قریبی رشتے دار جو اصحاب الفروض یا عصبات میں سے نہ ہوں اور ان کا تعلق عورت کے واسطے سے ہو‘ مثلاً: ماموں (ماں کا بھائی)‘ بھانجا (بہن کا بیٹا)‘ نانا (ماں کا باپ)‘ نواسا (بیٹی کا بیٹا۔) ان مثالوں میں وارث اور میت کا تعلق ایک عورت

◀◀ عنعن، ولحديثه شاهد حسن عند ابن حبان، ح:١٢٢٦، وللحديث شواهد أخرٰى عند أبي داود، ح:٢٨٩٩، ٢٩٠٠، والحاكم: ٤/ ٣٤٤ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

(ماں، بہن یا بیٹی وغیرہ) کے ذریعے قائم ہو رہا ہے۔ عصبہ کی عدم موجودگی میں یہ وارث ہوتے ہیں۔

٢٧٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، [قَالَا:] حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي بُدَيْلُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ، رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا، فَلِوَرَثَتِهِ. وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا، فَإِلَيْنَا وَرُبَّمَا قَالَ: فَإِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ. وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ. يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۷۳۸- رسول اللہ ﷺ کے ایک شامی صحابی حضرت مقدام ابو کریمہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مال چھوڑ (کر فوت ہو) جائے تو وہ مال اس کے وارث کا ہے۔ اور جو کوئی بوجھ (قرض یا نابالغ بچے) چھوڑ جائے تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ یا فرمایا: اس کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہیں، اس کا میں وارث ہوں۔ اس کے ذمے دیت بھی میں ہی دوں گا اور اس کی وراثت بھی میں لوں گا۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو، ماموں اس کا وارث ہے۔ اس کے ذمے دیت بھی وہی دے گا اور اس کی وراثت بھی وہی لے گا۔“

فوائد ومسائل: ① نادار اور محتاج مسلمانوں اور یتیم بچوں کی کفالت اسلامی حکومت کی ذمے داری ہے۔ ② قتل خطا میں دیت دینا قاتل کے عصبہ (برادری) کی ذمے داری ہوتی ہے لیکن اگر کسی کے عصبہ رشتے دار موجود نہ ہوں تو یہ ذمے داری ریاست کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ ③ عصبہ کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں۔ اور دیت کی ادائیگی کے ذمے دار بھی۔ مزید حدیث ۲۶۳۴ کے فوائد بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ

(التحفة ١٠)

باب: ۱۰- ترکے میں عصبہ کا حصہ

٢٧٣٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ الْبَكْرَاوِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ

۲۷۳۹- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا

٢٧٣٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٣٤.

٢٧٣٩_ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٧١٥.

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ، دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ. يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ، لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ. دُونَ إِخْوَتِهِ لِأَبِيهِ.

کہ ایک ماں کے بیٹے، یعنی سگے بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، سوتیلے بھائی نہیں۔ آدمی اپنے اس بھائی کا وارث ہے جو اس کے باپ اور اس کی ماں کا بیٹا ہے، اس کا وارث نہیں جو اس کے باپ کا بیٹا ہے (ماں کا نہیں۔)

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۷۱۵ کے فوائد۔

٢٧٤٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ، عَلٰى كِتَابِ اللهِ. فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ، فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ».

۲۷۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اصحاب الفروض میں اللہ کی کتاب کے مطابق مال تقسیم کرو۔ مقررہ حصے دینے کے بعد جو بچ جائے وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اصحاب الفروض سے مراد وہ وارث ہیں جن کے حصے قرآن مجید اور حدیث شریف میں مقرر کر دیے گئے ہیں۔ یہ بارہ افراد ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں۔ ان کی تفصیل حدیث: ۲۷۳۷ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ ② مندرجہ بالا افراد میں سے بعض افراد ایک حالت میں اصحاب الفروض میں شامل ہوتے ہیں اور ایک حالت میں عصبہ بن جاتے ہیں، مثلاً: ایک بیٹی یا ایک سے زیادہ بیٹیاں اس وقت اصحاب الفروض میں شامل ہیں جب میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو، اگر بیٹا موجود ہو تو بیٹی یا بیٹیاں عصبہ بن جاتی ہیں۔

(المعجم ١١) - بَابُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهُ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- جس کا کوئی وارث نہ ہو

٢٧٤١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى:

۲۷۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٧٤٠ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ٦٧٣٢، ٦٧٣٥، ٦٧٤٦ من حديث عبدالله بن طاوس به، ومسلم، الفرائض، باب: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولٰى رجل ذكر، ح: ١٦١٥ من طريق عبدالرزاق به.

٢٧٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في ميراث ذوي الأرحام، ح: ٢٩٠٥ من حديث عمرو بن دينار به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٠٦ قلت: عوسجة وثقه أبوزرعة، وابن حبان وغيرهما، وتعديله راجح، والله أعلم.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَلَمْ يَدَعْ لَهُ وَارِثاً، إِلَّا عَبْدًا، هُوَ أَعْتَقَهُ. فَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِيرَاثَهُ إِلَيْهِ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص فوت ہوا اور اس نے کوئی وارث نہ چھوڑا' صرف ایک غلام تھا جسے اس نے آزاد کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے اس کا ترکہ اس (آزاد کردہ غلام) کو دے دیا۔

(المعجم ١٢) - بَابُ تَحُوزُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ (التحفة ١٢)

باب: ۱۲- عورت کو تین افراد کا ترکہ ملتا ہے

٢٧٤٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّصْرِيِّ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ. عَتِيقِهَا، وَلَقِيطِهَا، وَوَلَدِهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ».

۲۷۴۲- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت تین ترکے حاصل کرتی ہے۔ اپنے آزاد کردہ غلام کا' اس لاوارث بچے کا جسے اس نے پالا ہو' اور اپنے اس بچے کا جس پر اس نے لعان کیا ہو۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: مَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ هِشَامٍ.

محمد بن یزید نے کہا: اس روایت کو ہشام کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لَقِیط (گرے پڑے بچے) کے بارے میں اختلاف ہے کہ عورت لاوارث بچے کی وارث ہوگی یا نہیں' تاہم اپنے آزاد کردہ غلام اور لعان کردہ بچے کی وہ خود ہی وارث ہوتی ہے۔ آزاد کردہ غلام کی وراثت سے متعلق دیکھیے' حدیث: ۲۷۳۴۔ ② لعان کردہ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جسے منکوحہ عورت نے جنم دیا ہو لیکن اس کا خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور قاضی کے سامنے گواہوں اور قسموں کے بعد ایک دوسرے پر لعان کریں۔ اس صورت میں بچے کا تعلق اپنی ماں سے ہوتا ہے' باپ (عورت کے خاوند) سے اس کا تعلق تسلیم نہیں کیا جاتا' اس لیے عورت اپنے اس بچے کی وارث ہوتی ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۲۰۶۹)

٢٧٤٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب ميراث ابن الملاعنة، ح: ٢٩٠٦ من طريق محمد بن حرب به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١١٥، حديث عمر بن رؤبة عن عبدالواحد ضعيف كما حققته في نيل المقصود.

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ أَنْكَرَ وَلَدَهُ

(التحفة ١٣)

٢٧٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَلْحَقَتْ بِقَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ. وَلَنْ يُدْخِلَهَا جَنَّتَهُ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَنْكَرَ وَلَدَهُ، وَقَدْ عَرَفَهُ، اِحْتَجَبَ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ».

٢٧٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كُفْرٌ بِامْرِئٍ [ادِّعَاءُ] نَسَبٍ لَا يَعْرِفُهُ، أَوْ جَحْدُهُ، وَإِنْ دَقَّ».

باب:۱۳- اپنے بیٹے کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا

۲۷۴۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب لعان کی آیت نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت کسی قوم میں اس (بچے) کو شامل کرے جو (درحقیقت) ان میں سے نہیں، اس عورت کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اسے اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بیٹے کو پہچان کر اسے (اپنا بیٹا) تسلیم کرنے سے انکار کر دے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے پردے میں رہے گا (اسے اپنے دیدار سے محروم رکھے گا) اور اسے سب لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا۔“

۲۷۴۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”انسان کا یہ کام بھی کفر ہے کہ وہ اس نسب کا دعوی کرے یا انکار کرے جس کے بارے میں اسے یقینی علم نہیں اگرچہ (یہ انکار یا دعوی) صراحت سے نہ ہو۔“

فوائد ومسائل: ① نسب کے ثبوت یا عدم ثبوت پر بہت سے معاملات کا دارومدار ہے اس لیے اس میں

٢٧٤٣ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، يحيى بن حرب مجهول" * وموسى بن عبيدة تقدم، ح: ٢٥١، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٢٢٦٣ وغيره، وصححه الدارقطني، والحاكم، والذهبي.

٢٧٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ١٠٨ من طريق أنس بن عياض عن يحيى بن سعيد الأنصاري به، وقال: "لم يروه عن يحيى بن سعيد إلا أنس بن عياض"، وصححه البوصيري، قلت: يحيى غير مدلس كما حققه الحافظ في النكت على ابن الصلاح: ٢/ ٦٣٧، ٦٣٨، وله، ولحديثه شواهد.

بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ② کفر کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمان کی شان کے لائق نہیں' ایسے کام تو کافر کیا کرتے ہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ فِي ادِّعَاءِ الْوَلَدِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- بچے کا دعویٰ کرنا

٢٧٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَاهَرَ أَمَةً أَوْ حُرَّةً، فَوَلَدُهُ وَلَدُ زِنًا. لَايَرِثُ وَلَا يُورَثُ».

۲۷۴۵- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی لونڈی سے یا کسی آزاد عورت سے زنا کیا تو اس کا (زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا) بیٹا' ناجائز اولاد ہے۔ وہ (اس زانی کا) وارث نہیں ہوگا' اور نہ اس کی وراثت (زانی کو) ملے گی۔''

فوائد ومسائل: ① ترکہ وغیرہ کے مسائل میں شرعی طور پر اسی نسب کا اعتبار ہے جس کی بنیاد نکاح کے شرعی تعلق پر ہو۔ زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ اگرچہ حقیقت میں زانی کا بیٹا ہے لیکن اس کا یہ رشتہ قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا' اس لیے وہ اپنے ناجائز باپ کا وارث نہیں ہوتا' نہ اس کے مرنے کی صورت میں یہ شخص اس کا وارث بن سکتا ہے۔ ② ماں کا رشتہ ثابت ہونے میں تعلق کے جائز یا ناجائز ہونے سے فرق نہیں پڑتا' اس لیے ناجائز بچہ اور اس کی ماں کے درمیان وراثت کا تعلق قائم ہوتا ہے۔ اسی طرح ننھیالی رشتے داروں سے بھی اس کا وراثت کا تعلق قائم رہتا ہے۔

٢٧٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ الدِّمَشْقِيُّ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۲۷۴۶- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بچے کا نسب اس کے باپ کے مرنے کے بعد' یعنی جس کا وہ بچہ کہلاتا تھا' اس سے ملانے

٢٧٤٥ـ [حسن] تقدم حال المثنّى، ح: ٢٤٠١، وتابعه ابن لهيعة عند الترمذي، ح: ٢١١٣، وهو أيضًا ضعيف مدلس (انظر، ح: ٣٣٠ وغيره)، وللحديث شاهد عند ابن حبان في صحيحه (موارد)، ح: ١٦٩٩، وانظر الحديث الآتي.

٢٧٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في ادعاء ولد الزنا، ح: ٢٢٦٥ من حديث محمد بن راشد به، وحسنه البوصيري.

عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ أَبِيهِ، الَّذِي يُدْعٰى لَهُ، ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ مِنْ بَعْدِهِ، فَقَضٰى أَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا، فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ. وَلَيْسَ لَهُ فِيمَا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ. وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَلَهُ نَصِيبُهُ. وَلَا يَلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ أَنْكَرَهُ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَا يَمْلِكُهَا. أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَلْحَقُ وَلَا يُورَثُ. وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ، فَهُوَ وَلَدُ زِناً. لِأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا. حُرَّةً أَوْ أَمَةً».

کا دعویٰ کیا جائے' یعنی اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے وارث اس بچے کا دعوی کریں (کہ وہ فوت ہونے والے کا بیٹا ہے' اس لیے ہم اس کے سرپرست ہوں گے' اور وہ ہم میں شمار ہوگا) اس کا فیصلہ یہ ہے کہ جو بچہ اس لونڈی سے ہو جس سے ملاپ کے موقع پر وہ اس شخص (بچے کے باپ) کی ملکیت تھی تو وہ اس سے ملایا جائے گا جس نے (اپنے خاندان میں) ملانے کا دعوی کیا ہے۔ اور اسے اس ترکے میں سے کچھ نہیں ملے گا جو اس (کو ملانے) سے پہلے تقسیم ہو چکا۔ اور جو میراث ابھی تقسیم نہیں ہوئی تھی اس میں سے اسے حصہ ملے گا۔ اگر اس کے اس باپ نے اسے بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا جس کا یہ بیٹا کہلاتا ہے تو اسے اس کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔ اگر یہ بچہ اس لونڈی سے پیدا ہوا ہے جو مرنے والے کی ملکیت نہ تھی' یا اس آزاد عورت سے پیدا ہوا ہے جس سے مرنے والے نے زنا کیا تھا تو اسے اس (مرنے والے) سے نہیں ملایا جائے گا' نہ اسے وراثت دی جائے گی' اگرچہ وہ جس کا بیٹا مشہور ہے' اس نے اس کا دعوی کیا ہو (کہ یہ مجھ سے ہے) کیونکہ یہ ناجائز اولاد ہے۔ یہ اپنی ماں کے خاندان سے شمار ہوگا' وہ جو کوئی بھی ہوں' خواہ اس کی ماں آزاد ہو یا لونڈی۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ: يَعْنِي بِذٰلِكَ مَا قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ.

محمد بن راشد ؒ نے فرمایا: اس سے مراد وہ تقسیم ہے جو اسلام سے پہلے جاہلیت میں ہو چکی۔

فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں زنا عام تھا۔ لونڈیوں سے زنا کوئی عیب شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ آزاد عورت سے زنا معیوب تو سمجھا جاتا تھا' تاہم اس قسم کے تعلقات بھی عام تھے۔ ② لونڈی سے جس طرح آقا اولاد

حاصل کرتا تھا' آقا کے مرنے کے بعد اس کا کوئی قریبی رشتے دار (بھائی وغیرہ) اس سے اولاد حاصل کرتا تھا' اسی طرح کوئی اجنبی بھی اس سے ناجائز تعلق قائم کر لیتا تھا' اور پھر اس کی اولاد کے بارے میں دعوی کر دیتا کہ یہ میری اولاد ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہونے والوں میں اس قسم کے جھگڑے سامنے آئے' مثلاً: ایک شخص نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ناجائز تعلقات قائم کیے اور اس کے نتیجے میں اولاد پیدا ہوئی۔ اسلام لانے کے بعد اس کی وراثت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ ③ اس قسم کے واقعات میں پیدا ہونے والے بچے کے دو دعویدار پیدا ہو جاتے تھے۔ ایک عورت کا قانونی شوہر یا اس لونڈی کا اصل مالک' دوسرا وہ مرد جس نے اس آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کیا ہوتا۔ دونوں اس کے باپ ہونے کے مدعی ہوتے تھے۔ یا ان دونوں کے بیٹے اس بچے کے بھائی ہونے کا دعوی رکھتے تھے۔ جاہلیت میں اس کا فیصلہ قیافہ وغیرہ سے کیا جاتا تھا۔ ④ نبی اکرم ﷺ نے یہ قانون بیان فرمایا: (ا) اگر یہ بچہ جائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے' یعنی لونڈی کا بچہ اس کے مالک سے ہے' یا آزاد عورت کا بچہ اس کے خاوند سے ہے تو وہ اپنے باپ کا وارث ہے کیونکہ اس کا نسب شرعاً معتبر ہے۔ (ب) یہ بچہ جس شخص کا کہلاتا ہے (عورت کا خاوند یا لونڈی کا مالک)' اگر اس نے زندگی میں یہ کہہ دیا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں تو اسے اس کا بیٹا نہیں مانا جائے گا' اور اسے وراثت میں سے حصہ نہیں ملے گا۔ (ج) اگر یہ بچہ ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے' یعنی مرنے والے نے کسی آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کیا تھا' اب اگر یہ شخص زندگی میں اعتراف بھی کر چکا ہو کہ یہ لڑکا مجھ سے پیدا ہوا ہے' اس لیے میرا بیٹا ہے' تب بھی اسے اس کا بیٹا تسلیم نہیں کیا جائے گا' نہ اسے وراثت میں حصہ ملے گا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- ولاء کو بیچنا یا ہبہ کرنا منع ہے

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَ سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۲۷۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

٢٧٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

۲۷۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٢٧٤٧ـ أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح:٢٥٣٥، الفرائض، باب إثم من تبرأ من مواليه، ح:٦٧٥٦، ومسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح:١٥٠٦ من حديث شعبة، وسفيان الثوري (وغيرهما) به.

٢٧٤٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الولاء وهبته، ح:١٢٣٦ من حديث يحيى

ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① آزاد کرنے والے کا آزاد ہونے والے سے جو تعلق ہوتا ہے۔ اسے ''ولاء'' کہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اسے بعض خاص حقوق حاصل ہوتے ہیں' مثلاً: آزاد ہونے والے کا کوئی وارث نہ ہوتو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔ اور آزاد ہونے والا آزاد کرنے والے کے قبیلے کا فرد شمار ہوتا ہے۔ ② ولاء کا تعلق ناقابل انتقال ہے۔ اسے نہ بیچا خریدا جاسکتا ہے' نہ بلا معاوضہ کسی کو دیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ قِسْمَةِ الْمَوَارِيثِ

(التحفة ١٦)

باب: ١٦- ترکے کی تقسیم

٢٧٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ. وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ، فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ».

۲۷۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میراث جاہلیت میں تقسیم ہوچکی' وہ جاہلیت کی تقسیم کے مطابق قائم رہے گی۔ اور جس کی تقسیم سے پہلے اسلام آگیا (فوت ہونے والا اور اس کے وارث مسلمان ہوگئے) تو وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① جو کام اسلام قبول کرنے سے پہلے خلاف اسلام کیے گئے ہوں' اسلام لانے سے وہ معاف ہوجاتے ہیں' البتہ اگر ان کی اصلاح ممکن ہوتو اصلاح ضروری ہے' مثلاً: اگر کسی کے نکاح میں دو عورتیں تھیں جو آپس میں بہنیں تھیں' اسلام قبول کرنے سے پہلے ان سے جو اولاد ہوئی' وہ جائز اولاد شمار ہوگی لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں سے ایک کو طلاق دینا ضروری ہوگا۔ ② زنا جاہلیت میں بھی معیوب اور

◄◄ ابن سليم به معلقًا، وقال: "هو وَهمٌ، وَهِم فيه يحيى بن سليم"، ورجح أنه من رواية عبدالله بن دينار عن ابن عمر به، وقال: "هٰذا أصح".

٢٧٤٩ـ [حسن] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٤٦٨ من حديث محمد بن رمح به، وضعفه البوصيري من أجل ابن لهيعة، ح: ٣٣٠، وللحديث شاهد حسن، ح: ٢٤٨٥.

برا کام سمجھا جاتا تھا اور جائز اور ناجائز اولاد میں فرق کیا جاتا تھا' اس لیے اسلام قبول کرنے سے پہلے ناجائز تعلق کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد کو جائز اولاد کا مقام نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ باب ۱۴ میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

(المعجم ١٧) - **بَاب: إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ** (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- جو بچہ پیدا ہو کر روئے وہ وارث ہوگا

٢٧٥٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ، وَوَرِثَ».

۲۷۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچہ آواز نکالے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور وہ وارث ہوگا۔''

٢٧٥١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ وَ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَرِثُ الصَّبِيُّ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ صَارِخاً».

۲۷۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ وارث نہیں ہوگا حتی کہ آواز کے ساتھ چیخے۔''

قَالَ: وَاسْتِهْلَالُهُ، أَنْ يَبْكِيَ وَيَصِيحَ أَوْ يَعْطِسَ.

راوی نے کہا: آواز نکالنے کا مطلب ہے کہ وہ روئے یا چیخے یا چھینک مارے۔

٢٧٥٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٣/ ٩٩٣ من طريق الربيع * والربيع بن بدر، تقدم، ح: ٢٦٩ وتابعه سفيان الثوري (المدلس وعنعن في جميع الطرق)، ابن حبان، ح: ١٢٢٣، وصححه الحاكم، والذهبي على شرط الشيخين: ٤/ ٣٤٨، ٣٤٩، وتابعهما إسماعيل بن مسلم المكي، وتقدم، ح: ٣٠١ عند الترمذي، ح: ١٠٣٢ وغيره، وأبوالزبير عنعن، تقدم، ح: ٣٩٥، فالخبر لم يصح بهذه الشواهد، وانظر الحديث الآتي.

٢٧٥١ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٥/ ٣٠٣، ح: ٤٥٩٦ من طريق العباس بن الوليد به، وتابعه إبراهيم بن عتيق، أبوإسحاق العبسي عند السهمي في تاريخ جرجان (ص: ٤٧١ ت: ٩٣٨) * وإبراهيم صدوق كما في الجرح والتعديل: ٢/ ١٢٢.

فوائد ومسائل: ① مردہ پیدا ہونے والا بچہ اپنے سے پہلے فوت ہونے والے کا وارث نہیں ہوتا۔ ② آواز نکالنا زندہ پیدا ہونے کی علامت ہے۔ عام طور پر بچہ پیدا ہونے کے بعد روتا ہے' اس لیے رونے کا ذکر کیا گیا' ورنہ کوئی بھی ایسی علامت جس سے بچے کے زندہ ہونے کا یقین ہو جائے' کافی ہے۔ ③ مذکورہ صورت میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بچے کو زندہ فرض کر کے میت کا ترکہ تقسیم کیا جائے اور بچے کا حصہ معلوم کیا جائے' پھر بچے کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اس کا حصہ اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ** (التحفة ١٨)

٢٧٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ تَمِيماً الدَّارِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيِ الرَّجُلِ؟ قَالَ: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ».

باب:۱۸-کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والا

۲۷۵۲- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اہل کتاب کے اس شخص کے بارے میں کیا قانون ہے جو ایک آدمی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اس کا اس سے تعلق سب لوگوں سے زیادہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ بھی ولاء کی ایک صورت ہے کہ ایک غیر مسلم کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے۔ اس نومسلم کے دوسرے رشتے دار غیر مسلم ہونے کی وجہ سے اس کے وارث نہیں ہو سکتے' اس لیے یہی اس کا وارث ہوگا۔ ② اگر نومسلم کے دوسرے مسلمان وارث موجود ہوں تو وہی اس کا ترکہ لیں گے' البتہ اگر وہ اصحاب الفروض ہوں اور اس کا کوئی عصبہ رشتے دار مسلمان نہ ہو تو مسلمان کرنے والا اس نومسلم کا عصبہ ہو کر وارث ہوگا۔ واللّٰہ أعلم.

◆

٢٧٥٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الفرائض، باب في الرجل يسلم علٰى يدي الرجل، ح :٢٩١٨ من حديث عبدالعزيز به، **وصححه** الحاكم: ٢/ ٢١٩، و تعقبه الذهبي، وعلقه البخاري في صحيحه بصيغة التمريض (فتح: ١٢/ ٤٥)، **وضعفه** الشافعي، وأحمد، والبخاري، والترمذي وغيرهم، وقال أبوزرعة الدمشقي: "هٰذا حديث حسن متصل، لم أر أحدًا من أهل العلم يرفعه"، وللتفصيل راجع نيل المقصود، ولم أر لمضعفيه حجةً.

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جہاد کی لغوی و اصطلاحی تعریف، فرضیت اور اہمیت و فضیلت

✷ **لغوی معنی:** جہاد [اَلْجَھْد] سے مشتق ہے جس کا مطلب کسی مقصد کے حصول کے لیے بھرپور کوشش کرنا ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے: [جَھَدَ الرَّجُلُ فِي كَذَا] ''اس شخص نے اس مسئلے میں انتہائی کوشش صرف کی ہے۔'' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ (الحج ۲۲:۷۸)
''اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسا جہاد کا حق ہے۔''

✷ **اصطلاحی تعریف:** علمائے کرام نے جہاد کی تعریف یوں کی ہے: [بَذْلُ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ فِي قِتَالِ الْكُفَّارِ وَمُدَافَعَتِهِمْ بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَاللِّسَانِ] (الفقه الإسلامي و أدلته: ۶/۴۱۴) ''(اللہ تعالیٰ کی راہ میں) کافروں سے جنگ اور دفاع کے لیے جان و مال اور زبان سے بھرپور کوشش کرنا جہاد ہے۔'' لہٰذا دین اسلام کے غلبے، اس کے تحفظ اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے بھرپور سعی اور کوشش کرنا جہاد ہے۔

✻ **جہاد کی فرضیت:** علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ جہاد مندرجہ ذیل تین احوال میں فرض عین ہوتا ہے، یعنی ہر اس مسلمان پر واجب ہو جاتا ہے جسے کوئی شرعی عذر نہ ہو۔ ① جب امام جنگ کا اعلان کر دے یا کسی خاص گروہ کو حکم دے دے تو پھر اس گروہ پر جہاد کے لیے نکلنا فرض ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَالَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (التوبة ٩:٣٨، ٣٩) ”اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمھیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ چنانچہ (جان رکھو کہ) دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت (کے مقابلے) میں بہت حقیر ہے۔ اگر تم (جہاد کے لیے) نہیں نکلو گے تو اللہ تمھیں دردناک عذاب دے گا اور تمھاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا۔ اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“

اگر جہاد فرض عین نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس طرح سخت گرفت نہ فرماتا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا] (صحيح مسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة...... الخ، حديث: ١٨٦٤) ”فتح مکہ کے بعد ہجرت کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن جہاد اور (جہاد کی) نیت (قیامت تک کے لیے) باقی ہے۔ اور جب تمھیں (جہاد کے لیے) نکلنے کا حکم دیا جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو۔“ ② جب کافر کسی مسلمان ملک پر حملہ آور ہوں اور اس پر قابض ہو جائیں تو مسلمانوں کی مدد کے لیے جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ ③ دشمن سے صف آرا ہونے کے بعد میدان جنگ سے فرار حرام ہے۔ اس وقت موجود لوگوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔

✻ **جہاد کی فضیلت واہمیت:** اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی سربلندی، اس کی حفاظت اور اس کی ترویج وترقی کے لیے جہاد فرض کیا ہے۔ انسانوں کو مخلوق کی عبودیت سے نکال کر مخلوق کے پروردگار کی عبودیت میں لانا جہاد کا اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ اس عظیم کام کو سرانجام دینے والوں کو اجر عظیم، بلندیٔ درجات،

مغفرت کے حصول، دنیا میں شاندار شان وشوکت اور بلند مقام ومرتبے کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں کفار اور مشرکین ذلیل ورسوا ہوتے ہیں جبکہ اہل ایمان کے دلوں کو اطمینان اور روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے۔ اس عمل میں شریک اعلیٰ بختوں کو ان کی سرفروشی اور جانبازی کی جزا اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کی صورت میں ملتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○﴾ (الصف٦١: ١٠-١٢)

’’اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت سے آگاہ کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے، یہی تمھارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانو۔ (اس طرح) وہ (اللہ) تمھارے گناہ معاف فرمائے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی اور پاکیزہ محلات میں (جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘

جہاد میں شرکت کرنے والوں کا سونا جاگنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا غرض ایک ایک حرکت عبادت شمار ہوتی ہے، اور ان کے جانوروں کا کھانا پینا، لید اور پیشاب بھی قیامت کے روز نیکیوں کی ترازو میں رکھے جائیں گے جبکہ جہاد سے جی چرانا، بغیر شرعی عذر کے پیچھے رہنا اور کفار ومشرکین کے خلاف قتال کرنے سے بھاگنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے، نیز یہ نفاق کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کو سخت وعید اور دردناک عذاب کا مژدہ سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○﴾ (التوبة٩:٨١) ’’جو لوگ پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ رسول اللہ کے پیچھے، اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں

سے جہاد کرنا انھیں برا لگا' اور انھوں نے لوگوں سے کہا: اس شدید گرمی میں (جنگ کے لیے) نہ نکلو۔ (اے نبی! ان سے) کہہ دیجیے جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے' کاش انھیں اس کا شعور ہوتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے امت کی ذلت و رسوائی اور ان کی کفار کے ہاتھوں ہزیمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تم سودی لین دین کرنے لگو گے' بیلوں کی دُمیں تھام لو گے (جانوروں سے محبت کرنے لگو گے)' کھیتی باڑی میں مگن رہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اسے دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین (جہاد) کی طرف واپس نہ پلٹو گے۔'' (سنن أبي داود' البيوع' باب في النهي عن العينة' حديث: ٣٤٦٢)

✵ **جہاد کی اقسام:** جہاد کی مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں: ① جہاد بالمال۔ ② جہاد بالنفس۔ ③ جہاد باللسان۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴾ (التوبہ۹:۴۱) ''تم نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو' یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نکیل سمیت اپنی اونٹنی لایا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں یہ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز تمھیں اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ساری کی ساری نکیل والی ہوں گی۔'' (صحيح مسلم' الإمارة' باب فضل الصدقة في سبيل الله......' حديث: ١٨٩٢) آپ نے جہاد بالنفس کی ترغیب دی اور امت کو اس کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مسلمانوں کو اس بات سے دکھ نہ پہنچتا کہ میں انھیں چھوڑ کر جہاد کے لیے نکل جاؤں (تو میں ضرور ایسا کرتا) اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں کہ ہر آدمی کو اپنے ساتھ لے جاسکوں۔ اگر میں ایسا کرسکتا تو میں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والی کسی بھی فوجی مہم سے پیچھے نہ رہتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں۔'' (سنن ابن ماجه' الجهاد' باب فضل الجهاد في سبيل الله، حديث: ٢٧٥٣)

جہاد باللسان کی عملی مثال حضرت حسان بن ثابت نے قائم کی جب انھوں نے کفار و مشرکین کی ہجو کی تو نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ”اے حسان بن ثابت! مشرکوں کی ہجو کرو اور جبرائیل تمھارے ساتھ ہیں۔“ (صحيح البخاري، المغازي، باب مرجع النبي ﷺ من الأحزاب......، حديث: ۴۱۲۳، ۴۱۲۴)

لہٰذا آج کے دور میں کفار کے پراپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دینا بھی جہاد کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔

✷ **جہاد کے مقاصد:** جہاد فی سبیل اللہ کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

- پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی اور اس کی نشر و اشاعت۔
- لوگوں کو مخلوق کی عبودیت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں داخل کرنا۔
- اسلامی ممالک کا تحفظ اور ان کی سالمیت کی حفاظت۔
- دنیا سے ظلم و ستم، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ۔
- مسلمانوں کی یکجہتی اور وحدت کی حفاظت۔
- اسلامی عقائد کی ترویج میں مانع اشیاء کا قلع قمع، نیز غیر مسلموں کو اسلامی قوانین کے تابع بنانا۔

◆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٤) أَبْوَابُ الْجِهَادِ (التحفة ١٦)

جہاد سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١)

٢٧٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ [الْفُضَيْلِ] عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعَدَّ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي، وَإِيمَانٌ بِي، وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي. فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَبَدًا. وَلٰكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ. وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً فَيَتَّبِعُونِي. وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ فَيَتَخَلَّفُونَ بَعْدِي.

باب:۱- اللہ کی راہ میں جہاد کی فضیلت

۲۷۵۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہے اللہ نے اس کے لیے (یہ اجر وثواب) تیار کیا ہے (کہ وہ فرماتا ہے:) یہ شخص صرف میری راہ میں جہاد کے لیے' مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور میرے رسولوں کو سچا مان کر نکلا ہے' اس لیے میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ یا اسے (شہادت سے سرفراز کر کے) جنت میں داخل کر دوں گا' یا اسے حاصل ہونے والے ثواب یا غنیمت کے ساتھ' اسے اس کے گھر میں واپس پہنچا دوں گا جس سے وہ نکلا تھا۔'' پھر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری وجہ سے مسلمانوں کو مشقت (اور تکلیف) ہوگی' میں کبھی اللہ کی راہ میں نکلنے والے کسی جہادی دستے سے پیچھے نہ رہتا' لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں ہوتی

٢٧٥٣ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الجهاد من الإيمان، ح:٣٦، ومسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله، ح:١٨٧٦ من حديث عمارة به مطولاً ومختصرًا.

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ».

کہ انھیں سواریاں مہیا کر سکوں۔ اور ان کے پاس اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ (اپنے خرچ پر) میرے ساتھ (جہاد کے لیے) چلے جائیں' اور نہ مجھ سے پیچھے رہنے پر ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں (اس لیے میں بھی بعض اوقات جہاد کے لیے جانے والے لشکر کے ساتھ نہیں جاتا۔) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے تو یہ چیز محبوب ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جنگ کر کے شہید ہو جاؤں' پھر جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں' پھر جنگ کروں اور شہید ہو جاؤں۔''

فوائد و مسائل: ① جس طرح ہر نیک عمل کی قبولیت کے لیے خلوص نیت شرط ہے' اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی قبولیت کے لیے بھی خلوصِ نیت شرط ہے۔ ② جہاد تمام رسولوں پر ایمان کا ثبوت ہے کیونکہ اس کا حکم تمام شریعتوں میں موجود رہا ہے' البتہ بعض انبیاء نے اس کی شروط پوری نہ ہونے کی وجہ سے جہاد بالسیف نہیں کیا۔ ③ خلوص کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ہر صورت میں ملتا ہے' خواہ مجاہد غنیمت حاصل کر کے خیریت سے گھر پہنچ جائے یا کافروں سے لڑتا ہوا شہید ہو کر جنت میں پہنچ جائے۔ ④ بعض حالات میں جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں پیچھے رہنے والے گناہ گار نہیں ہوتے۔ اگر کوئی حکمت پیش نظر ہو تو افضل کام چھوڑ کر دوسرا جائز کام کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ کسی جماعت کے سربراہ یا قوم کے قائد کو متبعین کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے بشرطیکہ ناجائز کام کا ارتکاب نہ ہو۔ ⑥ بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے اللہ کی قسم کھانا جائز ہے۔ ⑦ قسم میں اللہ کے نام کی بجائے اس کی کسی صفت کا ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ ⑧ ناممکن کام کی تمنا جائز ہے جب کہ وہ نیکی سے تعلق رکھتا ہو۔ ⑨ شہادت کا مقام اتنا عظیم ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہیدوں سے افضل ہونے کے باوجود یہ تمنا رکھتے تھے کہ انھیں شہادت کا مقام بھی حاصل ہو۔

٢٧٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ

۲۷۵۴- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اللہ کی طرف سے یہ ضمانت حاصل ہے کہ وہ

٢٧٥٤_ [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة ـ شيخ المصنّف ـ في المصنّف: ٥/ ٣١٩ عن عبيدالله به، وانظر، ح: ٣٧ لحال عطية، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٨٧٨، والترمذي، ح: ١٦٢٠ وغيرهما.

عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ مَضْمُونٌ عَلَى اللهِ. إِمَّا أَنْ يَكْفِتَهُ إِلَى مَغْفِرَتِهِ وَرَحْمَتِهِ، وَإِمَّا أَنْ يَرْجِعَهُ بِأَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ. وَمَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ، الَّذِي لَا يَفْتُرُ، حَتّٰى يَرْجِعَ».

اسے یا تو (شہادت کی موت دے کر) اپنی بخشش اور رحمت کے دامن میں لے لے گا' یا پھر ثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس (گھر) لے آئے گا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا' واپسی تک اس روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کی طرح (ثواب حاصل کرتا) ہے جو (نفلی روزوں اور نفلی نمازوں سے) تھکتا نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مسلسل روزے رکھنا یا مسلسل نماز میں مشغول رہنا ایک ناممکن عمل ہے کیونکہ انسان اپنی جسمانی ضروریات پوری کرنے کے لیے نماز سے باہر آنے اور روزہ افطار کرنے پر مجبور ہے لیکن مجاہد جب عملی طور پر جنگ میں مشغول نہ ہو' پھر بھی اسے ثواب ملتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے جہاد زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ② مال غنیمت مجاہد کے لیے ایک انعام ہے کیونکہ وہ اسے بھی نیکی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے' اس طرح مزید ثواب حاصل کرتا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ فَضْلِ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٢)

باب: ۲- اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنے کی فضیلت

٢٧٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۲۷۵۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں (گزرنے والی) ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "اللہ کی راہ میں" اگرچہ اس سے خلوص سے کی جانے والی ہر نیکی مراد لی جاسکتی ہے' تاہم قرآن وحدیث میں یہ لفظ زیادہ تر جہاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② [دنیا و مافیها] سے مراد دنیا میں

٢٧٥٥_ **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في فضل الغدو والرواح في سبيل الله، ح: ١٦٤٩ من حديث أبي خالد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ٥/ ٢٨٥ * ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ١٩٦٧، ولحديثه شواهد عند البخاري، ح: ٢٧٩٣، ومسلم، ح: ١٨٨٢ وغيرهما.

موجود تمام دولت اور تمام خزانے ہیں' یعنی جس طرح ایک دنیا کے طالب کے لیے یہ سب کچھ انتہائی محبوب اور قیمتی ہے' اللہ کی نظر میں جہاد اس سے بھی بڑھ کر محبوب اور قیمتی ہے۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مومن کی نظر میں جہاد دنیا کے تمام خزانوں سے قیمتی ہے' یعنی دنیا کی دولت ختم ہونے والی ہے جب کہ جہاد کا ثواب جنت کی نعمتیں ہیں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ دنیا بھر کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے کا جتنا ثواب ہوسکتا ہے' جہاد میں گزرا ہوا تھوڑا سا وقت اس سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ جو مطلب بھی مراد لیا جائے' حدیث کا اصل مقصود' جہاد کی فضیلت اور بے حساب ثواب کا اثبات ہے۔

٢٧٥٦- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «غَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۲۷۵۶- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔''

٢٧٥٧- **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ [الْجَهْضَمِيُّ] وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۲۷۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام یقیناً دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔''

(المعجم ٣) - **بَابُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا**

(التحفة ٣)

باب:۳- مجاہد کو سامان مہیا کرنا

٢٧٥٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم في الجنة، ح: ٢٧٩٤، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨١ وغيرها من طرق عن أبي حازم به ✿ زكريا، تقدم، ح: ٢٤٨١، وتابعه سفيان الثوري، وعبدالعزيز بن أبي حازم وغيرهما.

٢٧٥٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الغدوة والروحة في سبيل الله وقاب قوس أحدكم في الجنة، ح: ٢٧٩٢، ٢٧٩٦ من حديث حميد به، وصرح بالسماع عنده، وتابعه ثابت البناني عند مسلم، الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح: ١٨٨٠.

٢٧٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَسْتَقِلَّ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَرْجِعَ».

۲۷۵۸- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کو اتنا سامان دیا کہ اسے (جہاد کے سلسلے میں) کسی چیز کی (مزید) ضرورت نہ رہی' اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اس مجاہد کو شہادت یا واپسی تک ملے گا۔''

٢٧٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِياً فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ. مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ الْغَازِي شَيْئاً».

۲۷۵۹- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والے کو سامان مہیا کیا' اسے بھی اس (مجاہد) کے برابر ثواب ملے گا جب کہ مجاہد کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① نیکی کے کسی کام میں تعاون کرنا اس نیکی میں شریک ہونے کے برابر ہے۔ ② جہاد میں مالی تعاون بھی جہاد ہے۔ ③ جس نیکی میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں' ان سب کو پورا ثواب ملتا ہے۔ کسی کے حصے کا ثواب کم کر کے دوسرے کو نہیں دیا جاتا۔ ④ نیکی کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے' اور اس پر ثواب ملنا اللہ تعالیٰ کا مزید احسان ہے۔

٢٧٥٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠ عن يونس وغيره به، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ٥/ ٣٥١، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٦٥٤، والحاكم: ٢/ ٨٩، والذهبي، قلت: الوليد بن أبي الوليد ثقة، وثقه أبوزرعة، والعجلي، وابن شاهين، وابن حبان، والذهبي في الكاشف وغيرهم، وعثمان صرح بالسماع من جده لأمه. عمر رضي الله عنه عند الطبري في تهذيب الآثار، ونفاه ابن المديني وغيره، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

٢٧٥٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن جهز غازيًا، ح: ١٦٣٠ من طريق عبدالملك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٩، وابن خزيمة، ح: ٢٠٦٤، وأعله ابن المديني بالانقطاع بين عطاء وزيد بن خالد رضي الله عنه، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٤٣، ومسلم، ح: ١٨٩٥ وغيرهما من حديث بسر بن سعيد عن زيد بن خالد به نحو المعنٰى.

(المعجم ٤) - بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ٤)

٢٧٦٠- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ، دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهِ. وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ».

باب:۴- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

۲۷۶۰- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا خرچ کیا ہوا سب سے افضل دینار وہ ہے جو وہ اہل وعیال (بیوی بچوں) پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو وہ اللہ کی راہ (جہاد) میں گھوڑے پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو آدمی اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران میں) اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اپنی ذات کی نسبت دوسروں پر خرچ کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ ② بیوی بچوں کے ضروری اخراجات پورے کرنا فرض ہے۔ مناسب حد سے زیادہ خرچ کرنا فضول خرچی میں شامل ہے جو اچھی عادت نہیں۔ ناجائز مصارف میں خرچ کرنا یا بیوی بچوں کو ایسے اخراجات کے لیے دینا گناہ ہے۔ ③ جہاد میں استعمال ہونے والی اشیاء کے حصول کے لیے اور انھیں درست حالت میں رکھنے کے لیے جو کچھ خرچ کیا جائے وہ بھی سب سے افضل اخراجات میں شامل ہے۔ ④ جہاد کے دوران میں ایک دوسرے کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس موقع پر اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا بھی جہادی عمل ہے اور بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

٢٧٦١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الْخَلِيلِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ،

۲۷۶۱- حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابودرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے

٢٧٦٠_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك وإثم من ضيعهم أو حبس نفقتهم، ح: ٩٩٤ من حديث حماد بن زيد به.

٢٧٦١_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٥١٥، ح: ٢٧٣٠ عن أبيه عن هارون بن عبدالله به مختصرًا من حديث عمران بن حصين رضي الله عنه، وقال ابن كثير: "هٰذا حديث غريب": ١/ ٣٢٥ سورة البقرة: ٢٦١، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، الخليل بن عبدالله لا يعرف"، وفيه علة أخرٰى.

وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَقَامَ فِي بَيْتِهِ، فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَنْفَقَ فِي وَجْهِ ذٰلِكَ، فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ» ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاللَّهُ يُضَٰعِفُ لِمَن يَشَآءُ﴾ [البقرة: ٢٦١].

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ بھیجتا ہے اور خود گھر میں مقیم رہتا ہے‘ اسے ایک درہم کے بدلے میں سات سو درہم کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص خود اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور اس سلسلے میں کچھ خرچ کرتا ہے‘ اسے ایک درہم کے بدلے میں سات لاکھ درہم کا ثواب ملتا ہے۔‘‘ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ’’اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے ثواب دگنا کر دیتا ہے۔‘‘

(المعجم ٥) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ (التحفة ٥)

باب: ۵- جہاد نہ کرنے پر سخت وعید

٢٧٦٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِياً أَوْ يَخْلُفْ غَازِياً فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۷۶۲- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے نہ جہاد کیا‘ نہ کسی مجاہد کو سامان مہیا کیا‘ اور نہ کسی مجاہد کی غیر حاضری میں اس کے گھر والوں کی اچھی طرح خبر گیری کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے ہی کسی آفت میں مبتلا کر دے گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ذاتی طور پر جنگ میں حصہ لینے کے علاوہ مجاہد کی مالی امداد یا مجاہد کے اہل خانہ کی خدمت اور خبر گیری بھی جہاد میں شرکت کے برابر ہے۔ ② اگر کوئی شخص جنگ میں شریک نہیں ہو سکتا تو اسے دوسرے دو کاموں میں ضرور شریک ہونا چاہیے‘ ورنہ وہ ترک جہاد کا مجرم سمجھا جائے گا۔ ③ بعض گناہوں کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔

٢٧٦٢_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، ح: ٢٥٠٣ من حديث الوليد به، وصرح بالسماع المسلسل عند ابن عساكر في "الأربعين في الحث على الجهاد" (ص: ٨٤، ٨٥، ح: ٢٠) وغيره، وتابعه صدقة بن خالد عند الطبراني في مسند الشاميين، ح: ٨٨٣.

٢٧٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ، هُوَ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ رَافِعٍ عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَقِيَ اللهَ وَلَيْسَ لَهُ أَثَرٌ فِي سَبِيلِهِ، لَقِيَ اللهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ».

۲۷۶۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کا اللہ کی راہ (جہاد) میں کوئی حصہ نہیں تو وہ اللہ سے عیب دار ہو کر ملتا ہے۔‘‘

(المعجم ٦) - بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْجِهَادِ (التحفة ٦)

باب: ٦- جو عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے

٢٧٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ، قَالَ: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَقَوْماً، مَا سِرْتُمْ مِنْ مَسِيرٍ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِياً، إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ فِيهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: «وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ. حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ».

۲۷۶۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا: ’’مدینہ میں کچھ افراد ہیں کہ تم نے جو بھی سفر کیا اور جو بھی وادی طے کی وہ اس میں تمھارے ساتھ تھے۔‘‘ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ مدینہ میں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’(ہاں) وہ مدینہ میں ہیں۔ انھیں کسی عذر نے روک لیا تھا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مدینے میں ہونے کے باوجود سفر میں مجاہدین کے ساتھ ہونے کا مطلب سفر کی مشقتوں کے ثواب میں شرکت ہے۔ یہ ثواب انھیں خلوصِ نیت کی وجہ سے ملا۔ ② کسی واقعی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والا اگر خلوصِ دل سے شرکت کی تمنا رکھتا ہو تو وہ ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ③ عذر والے صحابہ ؓ کا جہاد میں شریک ہونا ذاتی طور پر نہ تھا کیونکہ ایک انسان ایک وقت میں دو مقامات پر موجود نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ کرامت کسی کو حاصل ہو سکتی تو ان مخلص صحابۂ کرام ؓ کو حاصل ہوتی لیکن رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرما

٢٧٦٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ح: ١٦٦٦ من طريق الوليد بن مسلم به، وقال: "غريب" . . . وانظر، ح: ١٣٣٧ لحال إسماعيل بن رافع.

٢٧٦٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح: ٢٨٣٨، ٢٨٣٩، ٤٤٢٣ من طرق عن حميد به، وصرح بالسماع.

دی کہ وہ حضرات عملی طور پر مدینے ہی میں تھے، جہاد میں اور جہاد کے سفر میں ذاتی طور پر حاضر نہیں تھے، ورنہ عذر کے رکاوٹ بننے کا کوئی مفہوم نہیں رہتا۔ اگلی حدیث میں وضاحت ہے کہ یہ شرکت ثواب میں تھی۔

٢٧٦٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ رِجَالًا، مَا قَطَعْتُمْ وَادِياً، وَلَا سَلَكْتُمْ طَرِيقاً، إِلَّا شَرِكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ. حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ».

۲۷۶۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ میں کچھ افراد ہیں، تم نے جو وادی طے کی اور جس راستے پر چلے (ان سب میں) وہ تمھارے ساتھ ثواب میں شریک رہے (کیونکہ) انھیں عذر نے (جہاد میں جانے سے) روک دیا تھا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَةَ: أَوْ كَمَا قَالَ: كَتَبْتُهُ لَفْظاً.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ ؒ نے کہا: یا جس طرح شیخ (احمد بن سنان) نے کہا: میں نے اس حدیث کو ویسے ہی لفظ بلفظ لکھا ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٧)

باب: ۷- اللہ کی راہ میں مورچہ بند رہنے کی فضیلت

٢٧٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: خَطَبَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ النَّاسَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ حَدِيثاً مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. لَمْ [يَمْنَعْنِي] أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِهِ إِلَّا الضَّنُّ بِكُمْ

۲۷۶۶- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت عثمان بن عفان ؓ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی جو تم سے صرف اس لیے بیان نہیں کی تھی کہ میں تمھیں اپنے ساتھ رکھنے کی شدید خواہش رکھتا تھا۔ اب (یہ حدیث سن کر) ہر شخص کو اختیار ہے، چاہے اپنی ذات کے لیے

٢٧٦٥ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض أو عذر آخر، ح: ١٩١١ من حديث الأعمش به.

٢٧٦٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عبدالرحمن بن زيد، ح: ٢٣٨، ولم ينفرد به، أخرجه الحاكم: ٢/ ٨١ وغيره من طرق عن كهمس عن مصعب بن ثابت به نحو المعنى، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * مصعب، تقدم حاله، ح: ١٧٤٧، وهو لم يدرك جده عبدالله بن الزبير، فالسند مع ضعفه منقطع، وحسنه الحافظ ابن حجر كما في فيض القدير للمناوي: ٣/ ٥٠١، وحديث النسائي(٣١٧١) يغني عنه.

وَبِصَحَابَتِكُمْ. فَلْيَخْتَرْ مُخْتَارٌ لِنَفْسِهِ أَوْ لِيَدَعْ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَابَطَ لَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ، كَانَتْ كَأَلْفِ لَيْلَةٍ، صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

(اس عظیم عمل کا) انتخاب کرے یا نہ کرے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات محاذ پر رہتا ہے تو اسے ایک ہزار رات کے قیام وصیام کا ثواب ملتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ سنن نسائی کی روایت (۳۱۷۱) اس سے کفایت کرتی ہے' نیز اسی مفہوم کی ایک روایت مسند احمد میں بھی مروی ہے جسے الموسوعة الحديثية کے محققین نے تفصیلی گفتگو کے بعد حسن قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: [حَرْسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا' وَيُصَامُ نَهَارُهَا] محققین کی تفصیلی بحث سے تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب إلی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود حدیث میں مذکورہ فضیلت صحیح ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱/ ۴۸۸' ۴۸۹) ② حضرت عثمان ؓ نے ابتدا میں یہ حدیث بیان کرنے سے اس لیے تأمل کیا تھا کہ یہ حدیث سن کر کبار صحابۂ کرام ؓ بھی جہاد کے لیے چلے جائیں گے جب کہ امیر المومنین کو اہم معاملات میں مشورے کے لیے ان کی مدینہ منورہ میں موجودگی کی ضرورت تھی۔ ③ بعد میں حضرت عثمان ؓ نے یہ حدیث اس لیے بیان فرما دی کہ جو شخص نیکی کا ایک عمل کر کے بلند درجات حاصل کرنا چاہتا ہے' اسے اس (جہاد جیسی عظیم) نیکی سے روکنا مناسب نہیں۔ ④ روزہ دن کے وقت ہوتا ہے' اس لیے حدیث کا یہ مطلب ہے کہ محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کی حالت میں ایک رات گزارنے کا ثواب ایک ہزار دن کے روزوں اور ایک ہزار راتوں کے قیام کے ثواب کے برابر ہے۔

٢٧٦٧- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ اللهِ أَجْرٰى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ،

۲۷۶۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں محاذ جنگ پر جہاد کے لیے تیار ہونے کی حالت میں فوت ہوا تو وہ جو نیک عمل کرتا تھا' اللہ اس کے لیے اس عمل کا ثواب جاری فرما دیتا ہے۔ اور اس کا رزق جاری فرما دیتا ہے۔ اسے آزمانے والوں (منکر نکیر) کا خوف نہیں ہوتا۔ اور

٢٧٦٧ـ [صحيح] أخرجه أبوعوانة في مستخرجه علٰى صحيح مسلم: ٥/ ٩١ عن يونس به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح ورجاله ثقات" * معبد بن عبدالله وثقه ابن حبان، والبوصيري وغيرهما، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح: ١٩١٣ وغيره، وبها صح الحديث.

وَأَجْرٰى عَلَيْهِ رِزْقًا، وَأَمِنَ مِنَ الْفُتَّانِ، وَبَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِناً مِنَ الْفَزَعِ».

اللہ اسے قیامت کے دن خوف سے محفوظ اٹھائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① تیاری کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرحد پر جنگ کے لیے بالکل تیار ہوتا ہے کہ جونہی جنگ شروع ہو، وہ فوراً اس میں شریک ہو جائے۔ ② خلوص نیت کی وجہ سے نیک عمل کا ثواب مل جاتا ہے اگرچہ اس عمل کو انجام دینے کا موقع نہ ملا ہو۔ ③ ثواب جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندگی میں جو نیک اعمال کرتا تھا موت کے بعد بھی مسلسل ان اعمال کے برابر ثواب ملتا رہتا ہے۔ ④ رزق سے مراد جنت کا رزق ہے۔ ⑤ [فُتَّان] ”آزمانے والوں“ سے مراد قبر میں حساب کتاب لینے والے فرشتے ہیں۔ ایسے شخص سے قبر میں حساب نہیں لیا جاتا‘ یا وہ سوالوں کا صحیح جواب دے کر کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس لفظ کو [فَتَّان] بھی پڑھا گیا ہے‘ اس صورت میں اس سے دجال یا شیطان یا عذاب کا فرشتہ مراد ہے۔ محاذ پر وفات پانے والا ان سے محفوظ رہے گا۔

٢٧٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ [صُبْحٍ] عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَرِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، مِنْ وَرَاءِ عَوْرَةِ الْمُسْلِمِينَ، مُحْتَسِباً، مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ، أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ عِبَادَةِ مِائَةِ سَنَةٍ، صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا. وَرِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، مِنْ وَرَاءِ عَوْرَةِ الْمُسْلِمِينَ، مُحْتَسِباً، مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ وَأَعْظَمُ أَجْرًا أُرَاهُ قَالَ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ، صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا. فَإِنْ رَدَّهُ اللهُ إِلَى أَهْلِهِ

٢٧٦٨- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے سوا کسی اور مہینے میں مسلمانوں کی سرحد پر خطرے کی جگہ ایک دن ثواب کی نیت سے اللہ کی راہ میں ٹھہرنا سو سال کی عبادت‘ یعنی اتنے عرصے کے روزوں اور تہجد سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اور رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کی سرحد پر خطرے کی جگہ اللہ کی راہ میں ایک دن ثواب کی نیت سے ٹھہرنا ایک ہزار سال کی عبادت‘ یعنی اتنے عرصے کے روزوں اور تہجد سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس (نیک عمل کے فاعل) کو صحیح سلامت اس کے گھر لے آیا تو ہزار سال تک اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے اور نیکیاں لکھی جائیں گی‘ اور اسے قیامت تک سرحد کی رکھوالی کا ثواب ملتا رہے گا۔“

٢٧٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا موضوع] وضعفه البوصيري لضعف محمد بن يعلى تقدم، ح: ١٢٤٢، وشيخه عمر ابن صبح، ح: ٢٧٠١، وفيه علة أخرى، وقال المنذري: "وآثار الوضع ظاهرة عليه"، وقال ابن كثير: "أخلق بهذا الحديث أن يكون موضوعًا".

سَالِماً، لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ أَلْفَ سَنَةٍ. وَتُكْتَبُ لَهُ الْحَسَنَاتُ، وَيُجْرٰى لَهُ أَجْرُ الرِّبَاطِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

(المعجم ٨) - بَابُ فَضْلِ الْحَرَسِ وَالتَّكْبِيرِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ٨)

باب:٨- جہاد میں پہرہ دینے اور تکبیر کہنے کی فضیلت

٢٧٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ حَارِسَ الْحَرَسِ».

۲۷۶۹- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ محافظوں (مسلمانوں کا دفاع کرنے والے مجاہدین) کا پہرہ دینے والے پر رحمت فرمائے۔''

٢٧٧٠- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَبِي طُوَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِ رَجُلٍ وَقِيَامِهِ، فِي

۲۷۷۰- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا گھر میں ایک ہزار سال تک روزے رکھنے اور قیام کرنے سے افضل ہے جب کہ ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہو اور ہر دن ہزار سال کے برابر ہو۔''

٢٧٦٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٠٣ من طريق عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وقال: "عمر بن عبدالعزيز لم يلق عقبة بن عامر"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، صالح بن محمد ضعفه ابن معين، وأبوزرعة، وأبوحاتم، والبخاري، وأبوداود، والنسائي، وابن عدي وغيرهم"، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٨٦ من طريق محمد بن صالح بن قيس الأزرق عن صالح بن محمد بن زائدة عن عمر بن عبدالعزيز عن أبيه عن عقبة به، وصححه، ووافقه الذهبي، وعلته ظاهرة مع ضعف الأزرق.

٢٧٧٠ـ [إسناده موضوع] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢/ ١٠٣ من طريق محمد بن شعيب به، وذكر كلامًا، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، سعيد بن خالد، قال البخاري: فيه نظر، وقال أبوعبدالله الحاكم: روى عن أنس أحاديث موضوعةً، وقال أبونعيم: روى عن أنس مناكير، وقال أبوحاتم: أحاديثه عن أنس لا تعرف".

أَهْلِهِ، أَلْفَ سَنَةٍ: السَّنَةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ يَوْماً. وَالْيَوْمُ كَأَلْفِ سَنَةٍ».

٢٧٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ».

۲۷۷۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی اور ہر بلند جگہ تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ کو پیش نظر رکھنے کی ہر جگہ ضرورت ہوتی ہے لیکن جہاد میں اس کا خیال رکھنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ خلوص نیت' اطاعتِ امیر' جہاد کی مشکلات پر صبر اور مالِ غنیمت میں خیانت سے اجتناب وغیرہ جیسے مشکل معاملات پر آسانی سے عمل ہو سکے۔ ② عام سفر میں بھی بلند جگہ پر اللہ اکبر اور نیچے اترتے ہوئے سبحان اللہ کہنا مسنون ہے۔ (صحيح البخاري' الجهاد' باب التكبير إذا علا شرفًا' حديث: ۲۹۹۴)

(المعجم ٩) - بَابُ الْخُرُوجِ فِي النَّفِيرِ (التحفة ٩)

باب: ۹- جب (جہاد کے لیے) کوچ کا اعلان کیا جائے تو (جہاد کے سفر میں) نکلنا چاہیے

٢٧٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذُكِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ. وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ. وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ. وَلَقَدْ

۲۷۷۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہوا تو انس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین' سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینے والوں کو (دشمن کے حملے کا) خطرہ محسوس ہوا'

٢٧٧١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه[وصيته ﷺ المسافر . . . الخ]، ح: ٣٤٤٥ من حديث أسامة به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٣٧٨، ٢٣٧٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٤٥، ٤٤٦، ٢/ ٩٨، ووافقه الذهبي، وقال البغوي في شرح السنة: ٥/ ١٤٣: "هٰذا حديث حسن"، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ١٠/ ٣٥٩، ١٢/ ٥١٧.

٢٧٧٢ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الشجاعة في الحرب والجبن، ح: ٢٨٢٠، ٢٨٦٦، ٢٩٠٨، ومسلم، الفضائل، باب شجاعته ﷺ، ح: ٢٣٠٧ من حديث حماد به.

فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً. فَانْطَلَقُوا قِبَلَ الصَّوْتِ. فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ. وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ، عُرْيٍ. مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ. فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ. وَهُوَ يَقُولُ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! لَنْ تُرَاعُوا» يَرُدُّهُمْ. ثُمَّ قَالَ، لِلْفَرَسِ: «وَجَدْنَاهُ بَحْرًا» أَوْ «إِنَّهُ لَبَحْرٌ».

قَالَ حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ: كَانَ فَرَساً لِأَبِي طَلْحَةَ يُبَطَّأُ. فَمَا سُبِقَ، بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

چنانچہ وہ لوگ آواز کی طرف گئے تو (راستے میں) انھیں رسول اللہ ﷺ ملے۔ آپ ان سے پہلے آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ (اور حالات کا جائزہ لے کر واپس تشریف لا رہے تھے۔) آپ حضرت ابوطلحہ ؓ کے ایک گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے جس پر کاٹھی نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے گلے میں تلوار (لٹک رہی) تھی اور آپ فرما رہے تھے: ”لوگو! مت گھبراؤ۔“ آپ انھیں واپس جانے کو کہہ رہے تھے، پھر گھوڑے کے بارے میں فرمایا: ”ہم نے اسے سمندر (کی طرح سبک رفتار) پایا۔“ یا فرمایا: ”یہ تو سمندر ہے۔“

(حدیث کے راوی) حماد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت ؒ نے یا (حضرت انس ؓ کے) کسی اور شاگرد نے فرمایا: یہ حضرت ابوطلحہ ؓ کا ایک گھوڑا تھا جو بہت سست رفتار تھا۔ اس دن کے بعد کبھی کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں گزر سکا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں میں سب سے ممتاز تھے۔ ② مسلمانوں کے لیے کوئی خطرہ محسوس ہو تو ہر مسلمان کو اس کے مقابلے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیار ہونا چاہیے۔ ③ گھوڑے پر زین وغیرہ ڈالے بغیر سوار ہونا جائز ہے۔ ④ مسلمانوں کا لیڈر اعلیٰ خوبیوں کا حامل ہونا چاہیے جو عوام کے لیے ایک نمونہ بن سکے۔ ⑤ کسی کی خوبی کے اعتراف میں بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس سے ساتھیوں اور ماتحتوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، البتہ بے موقع تعریف، جس سے فخر وتکبر کے جذبات پیدا ہونے کا خطرہ ہو، اور خوشامد ممنوع ہے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ سے کثیر مواقع پر حاصل ہونے والی برکت، رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔

٢٧٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

۲۷۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٧٧٣- [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٠/ ٤١٣، ح: ١٠٨٤٤ من حديث الوليد بن مسلم به، تقدم، ح: ٢٥٥، ولم يصرح بالسماع المسلسل * والأعمش عنعن تقدم، ح: ١٧٨، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ٢٧٨٣ وغيره، ومسلم، ح: ١٣٥٣ وغيرهما من حديث طاوس عن ابن عباس به نحوه.

ابْنِ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ بُسْرِ ابْنِ أَبِي أَرْطَاةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنِي شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھیں (جہاد کے لیے) نکلنے کو کہا جائے تو نکلا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① جب کافروں سے جہاد کا موقع آئے تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاد میں عملی طور پر شریک ہونا چاہیے۔ ② ایک باقاعدہ اسلامی حکومت میں امیر کے حکم سے جہاد کیا جاتا ہے لیکن اگر ایسی صورت حال نہ ہو اور کسی علاقے کے مسلمان کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہے ہوں تو مسلمانوں کو خود منظم طور پر جہاد کرنا چاہیے۔ اس صورت میں امیر جہاد جس محاذ پر بھیجے' جانا چاہیے۔

٢٧٧٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدُخَانُ جَهَنَّمَ، فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ».

۲۷۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے اندر اللہ کی راہ میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں (دونوں) جمع نہیں ہو سکتے۔''

فوائد ومسائل: ① سفر میں گرد وغبار سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس مشقت سے ڈر کر جہاد سے کنارہ کشی جائز نہیں۔ ② جہاد کے لیے خلوص کے ساتھ سفر کرنے والا جہنم کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

٢٧٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ: حَدَّثَنَا

۲۷۷۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ایک بار اللہ کی راہ

٢٧٧٤_ [صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الغبار في سبيل الله، ح: ١٦٣٣ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن، وقال: 'حسن صحيح'، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٩٨، وللحديث طرق كثيرة.

٢٧٧٥_ [إسناده حسن] وأورده الضياء المقدسي في المختارة، وحسنه البوصيري، والسيوطي في الجامع الصغير * وشبيب حسن الحديث على الراجح، والتستري روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، والضياء وغيرهما، وقال الذهبي في الكاشف: ثقة.

أَبُوعَاصِمٍ، عَنْ شَبِيبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ، مِسْكاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

میں نکلا' اسے جتنا گرد وغبار پہنچے گا' قیامت کے دن اسے اتنی کستوری ملے گی۔''

فوائد ومسائل: ① راہِ جہاد کی مشکلات قیامت کے دن عزت افزائی کا باعث ہوں گی۔ ② گرد وغبار کے مطابق کستوری قیامت کے دن مجاہد کو دوسروں سے ممتاز کرے گی جس سے میدان حشر کے سب لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ شخص مجاہد ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ فَضْلِ غَزْوِ الْبَحْرِ

(التحفة ١٠)

باب: ۱۰- سمندری جہاد کی فضیلت

٢٧٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ حَبَّانَ، هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ أَنَّهَا قَالَتْ: نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي. ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ، كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ» قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: فَدَعَا لَهَا. ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ. فَفَعَلَ مِثْلَهَا. ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا. فَأَجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا الْأَوَّلِ. قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ».

۲۷۷۶- حضرت انس بن مالک ؓ نے اپنی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان ؓ سے روایت کی انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس (میرے گھر میں) سو گئے' پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ افراد مجھے دکھائے گئے' جو سمندر کی پشت پر اس طرح سوار تھے (اور کشتیوں میں اس شان سے بیٹھے تھے) جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں۔'' ام حرام ؓ نے عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیے کہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ دوبارہ سو گئے' پھر ایسے ہی ہوا۔ ام حرام ؓ نے وہی بات عرض کی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے والا جواب دیا۔ انھوں نے (دوبارہ) کہا: اللہ سے

٢٧٧٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ح: ٢٧٩٩ من حديث الليث بن سعد به، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح: ١٩١٢ عن محمد بن رمح به.

دعا کیجیے کہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ تو آپ نے فرمایا: ”تو پہلے گروہ میں سے ہے۔“

قَالَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا، عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، غَازِيَةً، أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزَاتِهِمْ قَافِلِينَ، فَنَزَلُوا الشَّامَ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَ، فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

حضرت انس ؓ نے بیان فرمایا: جب مسلمانوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کی معیت میں پہلا سمندری سفر کیا تو ام حرام ؓ بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت ؓ کے ہمراہ جہاد کے لیے روانہ ہوئیں۔ جب وہ لوگ جنگ سے واپس آئے تو (سفر کے دوران میں) شام میں (ایک مقام پر) ٹھہرے۔ (روانگی کے وقت) سوار ہونے کے لیے سواری کا جانور آپ کے قریب لایا گیا تو اس (جانور) نے انھیں گرا دیا اور وہ فوت ہو گئیں۔

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری فوج حضرت معاویہ ؓ نے تیار کی۔ یہ حضرت عثمان ؓ کی خلافت کا دور تھا۔ جس لشکر میں حضرت ام حرام ؓ شریک ہوئیں، یہ پہلی بحری مہم تھی جو ۲۸ھ میں پیش آئی۔ (فتح الباري، الجهاد، باب غزوة المرأة في البحر: ۶/۹۴) ② کسی فضیلت کے حصول کے لیے دعا کرنا یا کروانا درست ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کا پورا ہونا آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ④ عورت جہاد میں اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ شریک ہو سکتی ہے۔ ⑤ حادثاتی موت بھی شہادت ہے۔ ⑥ بحری جنگ میں شریک ہونے والوں کی تعریف سے ان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فضائیہ بھی ایک لحاظ سے بحری فوج کے مشابہ ہے بلکہ بعض لحاظ سے اس سے برتر ہے، اس لیے یہ فضیلت بحریہ کے ساتھ ساتھ فضائیہ کے لیے بھی ہے، تاہم بری فوج کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

٢٧٧٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ [بْنِ] يَحْيَى، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ

۲۷۷۷- حضرت ابو درداء ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر میں ایک جنگ کرنا خشکی میں دس جنگیں لڑنے کے برابر ہے۔ اور جس شخص کا (سمندری سفر کی وجہ سے) سمندر میں سر چکراتا ہے،

٢٧٧٧_ **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف معاوية بن يحيى، تقدم، ح: ٨٤٢، وشيخه ليث بن أبي سليم، ح: ٢٠٨"، وانظر، ح: ٥٥١ لحال بقية.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ مِثْلُ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ. وَالَّذِي يَسْدَرُ فِي الْبَحْرِ، كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ، فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ».

وہ اللہ پاک کی راہ میں اپنے خون سے آلودہ ہو کر تڑپنے والے کی طرح ہے۔"

٢٧٧٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ الشَّامِيُّ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «شَهِيدُ الْبَحْرِ مِثْلُ شَهِيدَيِ الْبَرِّ. وَالْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ فِي الْبَرِّ. وَمَا بَيْنَ [الْمَوْجَتَيْنِ] كَقَاطِعِ الدُّنْيَا فِي طَاعَةِ اللهِ. وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ مَلَكَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْأَرْوَاحِ. إِلَّا شَهِيدَ الْبَحْرِ، فَإِنَّهُ يَتَوَلّٰى قَبْضَ أَرْوَاحِهِمْ. وَيَغْفِرُ لِشَهِيدِ الْبَرِّ الذُّنُوبَ كُلَّهَا، إِلَّا الدَّيْنَ. وَلِشَهِيدِ الْبَحْرِ، الذُّنُوبَ وَالدَّيْنَ».

۲۷۷۸- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: "سمندر کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے۔ اور سمندر (کے سفر) میں جس کا سر چکراتا ہے، وہ خشکی میں اپنے خون سے آلودہ ہو کر تڑپنے والے کی طرح ہے۔ اور دو موجوں کے درمیان (کا فاصلہ طے کرنے والا) ایسے ہے جیسے اللہ کی راہ میں ساری دنیا کا فاصلہ طے کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کے فرشتے کو روحیں قبض کرنے پر مقرر کیا ہے سوائے سمندر کے شہید کے، ان کی روحیں اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے۔ وہ خشکی کے شہید کے سارے گناہ بخش دیتا ہے سوائے قرض کے، اور سمندر کے شہید کے گناہ بھی بخش دیتا ہے اور قرض بھی۔"

(المعجم ١١) - بَابُ ذِكْرِ الدَّيْلَمِ وَفَضْلِ قَزْوِينَ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- دَیْلَم کا ذکر اور قَزْوِین کی فضیلت

٢٧٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۲۷۷۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر دنیا کا صرف ایک دن

٢٧٧٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٨/ ٢٠١، ح: ٧٧١٦ من طريق قيس بن محمد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عفير بن معدان المؤذن ضعفه أحمد، وابن معين، ودحيم، وأبوحاتم، والبخاري، والنسائي وغيرهم"، وفيه علة أخرىٰ.

٢٧٧٩ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١١٥٨ لحال قيس بن الربيع.

عَبْدِ الْمَلِكِ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ كُلُّهُمْ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ، لَطَوَّلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلِكُ [جَبَلَ] الدَّيْلَمِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ».

بھی باقی رہ جائے‘ تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتی کہ میرے گھر والوں (اہل بیت) میں سے ایک آدمی (مہدی) بادشاہ بنے گا۔ وہ دیلم کے پہاڑ اور قسطنطنیہ کے شہر پر قبضہ کرے گا۔“

فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یہ پیش گوئی ضرور پوری ہوگی۔ اگر تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ کل قیامت آنے والی ہے اور آج آخری دن ہے اور اس وقت تک یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی ہو‘ تب بھی یہ ضرور پوری ہو کر رہے گی‘ تاہم یہ روایت ضعیف ہے۔

٢٧٨٠- **حَدَّثَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الْمُحَبَّرِ: أَنْبَأَنَا الرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الْآفَاقُ، وَسَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا قَزْوِينُ. مَنْ رَابَطَ فِيهَا أَرْبَعِينَ يَوْماً أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، كَانَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ عَمُودٌ مِنْ ذَهَبٍ. عَلَيْهِ زَبَرْجَدَةٌ خَضْرَاءُ. عَلَيْهَا قُبَّةٌ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ. لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مِصْرَاعٍ مِنْ ذَهَبٍ عَلٰى كُلِّ مِصْرَاعٍ

۲۷۸۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے لیے علاقے فتح ہوں گے۔ تم ایک شہر فتح کرو گے جس کا نام قزوین ہوگا۔ جو شخص اس کو فتح کرنے کے لیے چالیس دن یا چالیس رات محاذ پر موجود رہا‘ اسے جنت میں سونے کا ایک ستون ملے گا‘ اس پر ایک سبز زمرد ہوگا جس پر سرخ یاقوت کا ایک خیمہ ہوگا۔ اس کے ستر ہزار دروازے ہوں گے جو سونے کے ہوں گے۔ ہر دروازے پر خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے اس (جنتی) کی ایک بیوی موجود ہوگی۔“

٢٧٨٠ـ **[إسناده موضوع]** وهو في الموضوعات لابن الجوزي: ٢/ ٥٥ من طريق ابن ماجه، وقال ابن الجوزي: "هٰذا حديث موضوع بلا شك فيه" * يزيد، ح: ١٠٨٠، والربيع، ح: ٧٠ تقدم حالهما، وداود بن المحبر متروك (تقريب)، كذبه الدارقطني، وأحمد بن حنبل، وابن حبان وغيرهم، وتوثيق ابن معين لا يزيده إلا وهنًا، انظر هامش الفوائد المجموعة للشوكاني، ص(٣٠) بقلم الإمام المعلمي رحمه الله.

زَوْجَةٌ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ».

(المعجم ١٢) - بَابُ الرَّجُلِ يَغْزُو وَلَهُ أَبَوَانِ (التحفة ١٢)

٢٧٨١- حَدَّثَنَا أَبُو يُوسُفَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ، وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ: «وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «ارْجِعْ فَبَرَّهَا» ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ. أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ، وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ: «وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَبَرَّهَا» ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ. أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. قَالَ: «وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «وَيْحَكَ

باب:۱۲- ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے جہاد کرنا

۲۷۸۱- حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں' اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر (جنت) کا حصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو' کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''واپس جا کر اس کی خدمت کر۔'' پھر میں نے دوسری طرف سے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں' اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر (جنت) کا حصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو' کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''واپس جا کر اس کی خدمت کر۔'' پھر میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں' اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر (جنت) کا حصول ہے۔ آپ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو' کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ

٢٧٨١- [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٣/ ٥٩، ح: ١٣٧٢ من طريق ابن إسحاق به، وفيه محمد بن طلحة عن أبيه . . . الخ، وتابعه ابن جريج.

اِلْزَمْ رِجْلَهَا. فَثَمَّ الْجَنَّةُ».

کے رسول! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا بھلا ہو! اس کے قدموں میں پڑا رہ‘ جنت وہیں ہے۔“

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(م) ہارون بن عبداللہ حمال کے واسطے سے مروی روایت میں ہے کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر (مندرجہ بالا بات) عرض کی تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنُ مَاجَة: هٰذَا جَاهِمَةُ ابْنُ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ، الَّذِي عَاتَبَ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جاہمہ رضی اللہ عنہ انھی عباس بن مرداس سلمی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں جنھوں نے غزوۂ حنین کے موقع پر نبی ﷺ سے شکوہ کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے‘ اس لیے بعض لوگ پیچھے رہ سکتے ہیں۔ ② جب والدین کی خدمت کرنے والا کوئی اور بیٹا نہ ہو تو جہاد کی نسبت والدین کی خدمت زیادہ اہم ہے۔ ③ جس طرح جہاد سے جنت ملتی ہے اسی طرح والدین کی خدمت سے بھی جنت ملتی ہے۔ ④ ماں کی خدمت‘ باپ کی خدمت سے زیادہ اہم ہے‘ تاہم باپ کی ناراضی سے بھی بچنا ضروری ہے۔

٢٧٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو

٢٧٨٢- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی ر

٢٧٨١ـ م ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ٦/ ١١، الجهاد، الرخصة في التخلف لمن له والدة، ح: ١٠٦ من حديث حجاج عن ابن جريج به، ومن طريقه، صححه الحاكم: ٢/ ١٠٤، ٤/ ١٥١، والذهبي، وقواه المنذري.

٢٧٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل يغزو وأبواه كارهان، ح: ٢٥٢٨ من طريق عطا به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، رواه شعبة، والثوري، وحماد بن زيد وغيرهم عن عطاء به، وله طرق أخرى.

قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ. وَلَقَدْ أَتَيْتُ، وَإِنَّ وَالِدَيَّ يَبْكِيَانِ. قَالَ: «فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا، فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

اور آخرت کے گھر کے حصول کی غرض سے آپ کی معیت میں جہاد کی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔ جب میں آیا تو میرے ماں باپ رو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واپس جا کر انھیں اسی طرح ہنساؤ (خوش کرو) جس طرح انھیں رلایا (اور غمگین کیا) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① والدین کو پریشان اور غمگین کرنے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ ② والدین کو پریشان کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس سے وہ خوش ہو جائیں۔

(المعجم ١٣) - بَابُ النِّيَّةِ فِي الْقِتَالِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- جنگ میں اخلاصِ نیت

٢٧٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ».

٢٧٨٣- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری کے اظہار کے لیے جنگ کرتا ہے' ایک آدمی اپنے قبیلے کی حمایت میں لڑتا ہے' ایک آدمی دکھلاوے کے لیے لڑتا ہے۔ (کیا انھیں بھی فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے شمار کیا جا سکتا ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس مقصد کے لیے جنگ کرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ (اسلام) بلند ہو' وہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہر نیکی کے کام میں اخلاص ضروری ہے' ورنہ وہ عمل قابل قبول نہیں ہوگا۔ ② بظاہر بہت بڑی نیکی بھی خلوص کے بغیر بے کار ہے۔ ③ جہاد کے دوران میں مومن کی نیت صرف اللہ کی رضا کا حصول اور اس کے دین کی خدمت ہونی چاہیے' اس کے ساتھ اگر مالِ غنیمت مل جائے یا مسلمانوں کی نظروں میں اس کا مقام بلند ہو جائے تو یہ اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ پہلے سے ان چیزوں کی نیت ہو تو ثواب نہیں ملے گا۔

٢٧٨٣ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قوله تعالى: ﴿ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين﴾، ح: ٧٤٥٨ من حديث الأعمش به، ومسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ١٩٠٤ عن محمد بن عبدالله بن نمير به، وللحديث طرق أخرى عندهما.

٢٧٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي عُقْبَةَ، وَكَانَ مَوْلًى لِأَهْلِ فَارِسَ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقُلْتُ: خُذْهَا مِنِّي، وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ. فَبَلَغَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا قُلْتَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيُّ».

۲۷۸۴- حضرت ابو عقبہ (رشید فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ کسی فارسی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے موقع پر میں نبی ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) حاضر تھا۔ میں نے ایک مشرک مرد پر ضرب لگائی اور کہا: یہ لو میں فارسی جوان ہوں۔ یہ بات نبی ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے تو فرمایا: ''تو نے یہ کیوں نہ کہا: یہ لو میں انصاری جوان ہوں۔''

٢٧٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيُصِيبُوا غَنِيمَةً، إِلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ. فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً، تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

۲۷۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کرتی ہے اور ان افراد کو غنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اپنا دو تہائی ثواب جلدی (دنیا ہی میں) وصول کر لیتے ہیں۔ اگر انھیں غنیمت نہ ملے تو (آخرت میں) پورے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جہاد میں زیادہ مشکلات برداشت کرنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ② غنیمت نہ ملنے پر پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ انجام کے لحاظ سے یہ بہتر ہے۔ ③ مال غنیمت کو صرف ذاتی ضروریات

٢٧٨٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في العصبية، ح: ٥١٢٣ من طريق حسين به * جرير صرح بالسماع عند الدولابي في الكنى: ١/ ٤٥، ابن إسحاق عنعن تقدم، ح: ١٢٠٩، وعبدالرحمٰن بن أبي عقبة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

٢٧٨٥_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ١٩٠٦ من حديث عبدالله بن يزيد به.

پوری کرنے کے بجائے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے تاکہ پورا ثواب مل جائے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑے تیار رکھنا

٢٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَيْرُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۷۸۶- حضرت عروہ بارقی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے۔''

٢٧٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۷۸۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر ہے۔''

فائدہ: یعنی مجاہدین کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہمیشہ کے لیے خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔ گھوڑوں کی اس خیر وبرکت کی وضاحت دوسری روایت میں ''ثواب اور غنیمت'' سے کی گئی ہے۔ (صحيح البخاري' الجهاد' باب الجهاد ماض مع البر والفاجر' حديث:۲۸۵۲) یعنی گھوڑوں پر جہاد کر کے ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور غنیمت بھی ملتی ہے اور یہ فائدہ قیامت تک حاصل ہوتا رہے گا۔ آج کل کلاشنکوف اور ٹینک کے دور میں بھی میدان جہاد میں گھوڑے بہت کام آتے ہیں' بالخصوص پہاڑوں اور جنگلات کے علاقوں میں۔

٢٧٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۲۷۸۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر ہے۔'' یا فرمایا: ''گھوڑوں کی

٢٧٨٦ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٣٠٥ من حديث عامر الشعبي عن عروة البارقي به.

٢٧٨٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الخيل وأن الخير معقود بنواصيها، ح: ١٨٧١ عن محمد بن رمح به.

٢٧٨٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ٩٨٧/ ٢٦ عن ابن أبي الشوارب به.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ - أَوْ قَالَ: اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ قَالَ سُهَيْلٌ: أَنَا أَشُكُّ، الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ.

پیشانیوں سے قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے۔‘‘ (پھر فرمایا:) ’’گھوڑے تین طرح کے ہیں: وہ کسی کے لیے ثواب کا باعث ہوتے ہیں' کسی کے لیے (عزت قائم رکھنے والا) پردہ ہوتے ہیں اور کسی کے لیے (گناہ کا) بوجھ ہوتے ہیں۔

فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَيُعِدُّهَا لَهُ. فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئاً فِي بُطُونِهَا إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرٌ. وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ، مَا أَكَلَتْ شَيْئاً إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا أَجْرٌ. وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهْرٍ جَارٍ [كَانَ] لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ. حَتّٰى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوِ اسْتَنَّتْ شَرَفاً أَوْ شَرَفَيْنِ، كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ.

یہ ثواب کا باعث اس شخص کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں انھیں (جہاد کے لیے) رکھتا اور تیار کرتا ہے۔ یہ گھوڑے اپنے پیٹوں میں جو کچھ ڈالتے ہیں (اس کے عوض) مالک کے لیے ثواب لکھا جاتا ہے۔ اگر وہ انھیں کسی چراگاہ میں چرائے تو یہ جو کچھ کھائیں گے' اس کے بدلے میں اس (مالک) کے لیے ثواب لکھا جائے گا۔ اگر وہ انھیں بہتی نہر (یا دریا) سے پانی پلائے گا تو وہ جو قطرہ اپنے پیٹوں میں ڈالیں گے' اس کے بدلے میں اس (مالک) کو ثواب ملے گا...... راوی نے گھوڑوں کے پیشاب اور لید پر ثواب ملنے کا بھی ذکر کیا ہے...... اگر وہ (رسی اور لگام سے آزاد ہو کر اپنی مرضی سے) ایک دو چکر لگائیں تو ان کے ہر قدم کے بدلے میں (مالک کے لیے) ثواب لکھا جائے گا۔

وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّماً وَتَجَمُّلاً وَلَا يَنْسٰى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا، فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا.

اور یہ پردے کا باعث اس شخص کے لیے ہیں جو انھیں عزت اور زینت کے لیے پالتا ہے' اور تنگی ترشی ہو یا آسانی' وہ ان کی پیٹھوں اور پیٹوں کا حق فراموش نہیں کرتا۔

وَأَمَّا الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ، فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخاً وَرِيَاءً لِلنَّاسِ، فَذٰلِكَ

اور یہ گناہ کا باعث اس شخص کے لیے ہیں جو انھیں فخر' غرور' تکبر اور لوگوں کو دکھانے کے لیے رکھتا ہے۔ تو

الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ».

یہ اس پر (گناہ کا) بوجھ ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① جہاد کے مقصد کے لیے تیار کی جانے والی چیز کی دیکھ بھال ثواب کا باعث ہے۔ ② جہاد کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں میں استعمال ہونے والا پٹرول اوران کی مرمت پر ہونے والا خرچ سب نیکیوں میں درج ہوتا ہے۔ ③ گھوڑوں کی لید اور پیشاب پر قیاس کر کے کہا جا سکتا ہے کہ جہاد کے لیے استعمال ہونے والی گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں بھی نیکیوں کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ ④ اپنی جائز ضروریات کے لیے ذاتی گاڑی رکھنا جائز ہے لیکن اس کا حق یہ بھی ہے کہ کسی غریب ضرورت مند کو بلا معاوضہ اس کی منزل پر پہنچایا جائے اور ہمسایوں اور رشتے داروں کی چھوٹی موٹی ضروریات پوری کی جائیں۔ ⑤ کوئی بھی ضرورت کی چیز جو معاشرے میں دولت مندی کی علامت سمجھی جاتی ہو، محض فخر کے اظہار کے لیے اسے حاصل کرنا اور جا و بے جا اس کا اظہار کرنا بڑا گناہ ہے۔

٢٧٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَدْهَمُ، الْأَقْرَحُ، الْمُحَجَّلُ، الْأَرْثَمُ، طَلْقُ الْيَدِ الْيُمْنَى. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَدْهَمَ، فَكُمَيْتٌ. عَلَى هٰذِهِ الشِّيَةِ».

٢٧٨٩- حضرت ابوقتادہ (حارث بن ربعی) انصاری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین گھوڑا وہ ہے جو سیاہ ہو، پیشانی پر تھوڑا سا سفید نشان ہو، چاروں پاؤں میں سفیدی ہو، ناک اور اوپر والا ہونٹ سفید ہو، اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ اگر سیاہ (مشکی) رنگ نہ ہو تو انھی صفات کا حامل کمیت گھوڑا عمدہ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① گھوڑے اپنے اپنے رنگ کے لحاظ سے بھی اعلیٰ یا ادنیٰ شمار کیے جاتے ہیں۔ بعض رنگ عمدہ سمجھے جاتے ہیں جن میں سے کئی اقسام اس حدیث میں ذکر کی گئی ہیں: (ا) سیاہ گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو۔ (ب) سیاہ گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں۔ (ج) سیاہ گھوڑا جس کا ہونٹ اور ناک سفید ہو۔ (د) سیاہ گھوڑا جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ (ہ) کمیت (سیاہی مائل سرخ) گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو (و) کمیت گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں (ز) کمیت گھوڑا جس کا ہونٹ اور ناک سفید ہو۔ (ر) کمیت گھوڑا جس کے تین پاؤں سفید ہوں، اگلا دایاں پاؤں سفید نہ ہو۔ ② مجاہد کو جہاد میں استعمال ہونے والے جانوروں

٢٧٨٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء ما يستحب من الخيل، ح: ١٦٩٧ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٣، والحاكم: ٢/ ٩٢، والذهبي، وله طرق أخرى.

کے بارے میں معلومات ہونی چاہئیں کہ کون سا جانور بہتر ہے اور کس قسم کا جانور مفید نہیں۔ اسی طرح گاڑیوں اور اسلحے کی مختلف اقسام اور ان کی خوبیوں اور خامیوں سے واقفیت ہونی چاہیے تاکہ اچھی چیز حاصل کی جائے جس سے جہاد کے کام میں آسانی ہو اور زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے' اور نکمی چیز حاصل نہ کی جائے۔

٢٧٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّخَعِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ.

۲۷۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو وہ گھوڑا پسند نہ تھا جس کے تین پاؤں سفید ہوں اور ایک سفید نہ ہو۔

فائدہ: گزشتہ حدیث میں ہے کہ اگر دایاں اگلا پاؤں سفید نہ ہو' باقی تین سفید ہوں تو وہ اچھا ہے۔ تو اس حدیث سے ایسا گھوڑا مراد ہوگا جس کا کوئی اور ایک پاؤں سفید نہ ہو اور باقی تین سفید ہوں۔ والله أعلم.

٢٧٩١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رَوْحٍ الدَّارِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الْقَاضِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ ارْتَبَطَ فَرَساً فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ عَالَجَ عَلَفَهُ بِيَدِهِ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ».

۲۷۹۱- حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) گھوڑا باندھ رکھا' پھر اپنے ہاتھ سے اس کا چارہ تیار کیا تو اسے ہر دانے کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔''

فائدہ: گھوڑا باندھنے کا مطلب' گھوڑا پالنا اور جہاد کے لیے تیار رکھنا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللهِ سُبْحَانَهُ [وَتَعَالٰى] (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنا

٢٧٩٠ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ١٨٧٥ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

٢٧٩١ـ [حسن] أخرجه الدولابي في الكنٰى: ١/ ٣٠ عن عيسى بن محمد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، محمد وأبوه عقبة وجده مجهولون والجد لم يسم" * وأحمد بن يزيد مستور (تقريب)، وله شواهد عند أحمد: ٦/ ٤٥٨، والبخاري، ح: ٢٨٥٣ وغيرهما.

٢٧٩٢- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا مَالِكُ ابْنُ يُخَامِرَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، فُوَاقَ نَاقَةٍ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

٢٧٩٢- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”جو مسلمان مرد اللہ کی راہ میں اتنی دیر لڑائی کرے جتنا اونٹنی کا دودھ دو بار دوہنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، اس کے لیے جنت واجب ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اونٹنی کا دودھ ایک بار دوہنے کے بعد تھوڑا سا وقفہ دیا جاتا ہے، پھر باقی دودھ دوہا جاتا ہے، اس معمولی سے درمیانی وقفے کو فُواق کہا جاتا ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے جہاد کرنے سے جنت حاصل ہو جاتی ہے، چاہے بالکل تھوڑی سی دیر جہاد میں شرکت کی ہو۔ ③ جنت میں داخلے کے لیے اسلام شرط ہے۔

٢٧٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا دَيْلَمُ بْنُ غَزْوَانَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَضَرْتُ حَرْباً. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ:

يَا نَفْسِ
أَلَا أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّهْ
أَحْلِفُ بِاللهِ لَتَنْزِلِنَّهْ
طَائِعَةً أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ.

٢٧٩٣- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں ایک جنگ میں شریک ہوا۔ (اس جنگ میں) حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے یہ رجز کہی: ”اے میری جان! تو جنت کو کیوں ناپسند کرتی ہے؟ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تجھے ضرور اس (کے حصول کے لیے میدان جنگ) میں خوشی سے اترنا ہوگا، ورنہ تجھے اس پر مجبور کیا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ غزوۂ موتہ کا ہے جس میں مسلمانوں کے تین سپہ سالار شہید ہوئے، یعنی حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ۔ آخر حضرت خالد بن ولید ؓ نے فوج کی

٢٧٩٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء فيمن سأل الشهادة، ح: ١٦٥٤، ١٦٥٧ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح"، أخرجه أبوداود، ح: ٢٥٤١ من طريق آخر عن مالك بن يخامر به.

٢٧٩٣- [إسناده حسن] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٣/ ٥٢٩ عن عفان بن مسلم به، وهو في المصنف لابن أبي شيبة: ٨/ ٥٢٦، وحسنه البوصيري.

قیادت سنبھالی اور بڑی حکمت سے مسلمانوں کی چھوٹی سی فوج کو دشمن کی تینتیس گنا فوج کے نرغے سے نکال لائے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد کو ’’سیف اللہ‘‘ کا لقب دیا۔ ② جنگ کے دوران میں بہادری کا اظہار کرنے والے اور جوش دلانے والے شعر پڑھنا جائز ہے۔ ③ جان کے جنت کو ناپسند کرنے کا مطلب موت سے گھبراہٹ ہے جو انسان میں فطری چیز ہے لیکن میدان جہاد میں موت جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح جو شخص موت سے گھبراتا ہے وہ گویا جنت میں داخل ہونے میں دیر کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کا مطلب یہ تھا کہ موت سے نہ ڈرو کیونکہ اس موت کے ذریعے سے جنت ملے گی۔ ④ اشعار کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابن رواحہ ؓ موت سے ڈرتے تھے بلکہ ان اشعار کے ذریعے سے دوسرے مجاہدین میں جوش و جذبہ پیدا کرنا مقصود تھا۔ ⑤ جن اشعار میں خلافِ شریعت امور نہ ہوں' ایسے شعر کہنا' سننا' یاد کرنا اور دوسروں کو سنانا سب جائز ہے۔

٢٧٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

۲۷۹۴- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’جس کا خون بہا دیا گیا اور اس کا گھوڑا بھی قتل ہو گیا (اس کا جہاد بہترین ہے۔‘‘)

فائدہ: جان اور مال دونوں کی قربانی' صرف جان کی قربانی سے افضل ہے۔

٢٧٩٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۲۷۹۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے' اور یہ بات اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے' وہ قیامت کے دن اس انداز سے

٢٧٩٤- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل محمد بن ذكوان الجهضمي لأنه ضعيف كما في التقريب وغيره، وله شواهد كثيرة، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ١٤٤٩ وغيره، وإسناده حسن، وقواه الحافظ المنذري، والعسقلاني.

٢٧٩٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٠ عن صفوان به، وصححه البوصيري * ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ١٦٦٧، وأخرجه مسلم، ح: ١٨٧٦ وغيره من حديث أبي صالح به، وله طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

[قَالَ :] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مَجْرُوحٍ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَجُرْحُهُ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ جُرِحَ. اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ».

حاضر ہوگا کہ اس کا زخم ایسا ہی (تازہ) ہوگا جیسے زخمی ہونے کے دن تھا۔ اس کا رنگ خون کا ہوگا اور مہک کستوری کی ہوگی۔"

فوائد ومسائل: ① جہاد میں زخمی ہونا بھی بہت بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ② قیامت کے دن جس طرح شہید کی عزت افزائی ہوگی' اسی طرح جہاد میں زخمی ہونے والے کی بھی عزت افزائی ہوگی۔ ③ یہ عزت افزائی صرف اس شخص کی ہوگی جس نے خلوص دل کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لیے جہاد کیا ہوگا۔ ④ نیت کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمیں ظاہری حالات کے مطابق مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اگر اس کی نیت درست نہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے سزا دے دے گا۔ شہید یا زخمی کے زخم کا تازہ ہونا' اس کا نیک عمل لوگوں پر ظاہر کرنے کے لیے ہوگا اور خون کا خوشبودار ہونا اللہ کی خوشنودی کا مظہر ہوگا' اور اس کی قربانی قبول ہونے کی علامت ہوگا۔ واللہ أعلم.

٢٧٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ: «اَللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ. اَللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ».

٢٧٩٦- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دشمنوں کی) جماعتوں کے خلاف دعا فرمائی۔ اور فرمایا: [اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ] "اے اللہ! اے کتاب نازل کرنے والے! اے جلد حساب لینے والے! جماعتوں کو شکست دے دے۔ اے اللہ! انھیں شکست دے اور انھیں لڑکھڑا دے۔"

فوائد ومسائل: ① جماعتوں سے مراد مختلف قبائل کے وہ جنگجو دستے ہیں جو غزوۂ احزاب کے موقع پر متحد ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوئے تھے لیکن خندق کی وجہ سے شہر میں داخل نہیں ہو سکے تھے۔ ② ہر مشکل کے موقع

٢٧٩٦- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح:٢٩٣٣، ٦٣٩٢، ٧٤٨٩، ومسلم، الجهاد، باب استحباب الدعاء بالنصر عند لقاء العدو، ح:١٧٤٢/ ٢١، ٢٢ من حديث ابن أبي خالد به.

پر اللہ ہی سے دعا کرنا' نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اور توحید کا تقاضا ہے۔ ④ دعا میں موقع محل کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر کرنا مسنون ہے۔

٢٧٩٧- **حَدَّثَنَا** حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَىٰ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ مِنْ قَلْبِهِ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ».

۲۷۹۷- حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجات تک پہنچا دیتا ہے' خواہ وہ اپنے بستر ہی پر فوت ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اخلاص کی برکت بہت عظیم ہے۔ ② شہادت کی تمنا رکھنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی فضیلت

٢٧٩٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ذُكِرَ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَجِفُّ الْأَرْضُ مِنْ دَمِ الشَّهِيدِ حَتَّىٰ تَبْتَدِرَهُ زَوْجَتَاهُ. كَأَنَّهُمَا ظِئْرَانِ أَضَلَّتَا فَصِيلَهُمَا فِي بَرَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ. وَفِي يَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ

۲۷۹۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: نبی ﷺ کے سامنے شہیدوں کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''زمین سے شہید کا خون خشک بھی نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (حوریں) اتنی تیزی سے اس کے پاس آتی ہیں جیسے دودھ پلانے والی دو دائیاں جو بے آب وگیاہ زمین میں اپنے بچے گم کر بیٹھی ہوں (تو وہ ان کی تلاش میں بے قرار ہو کر بھاگتی پھرتی ہیں۔) دونوں حوروں کے ہاتھ میں ایک

٢٧٩٧_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ١٩٠٩ عن حرملة به.

٢٧٩٨_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٧ عن ابن أبي عدي به، وتابعه إسماعيل عنده: ٢/ ٤٢٧، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ٥/ ٢٩٠ * هلال بن أبي زينب مجهول (تقريب)، وضعفه البوصيري.

[مِنْهُمَا] حُلَّةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

ایک جوڑا ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے۔“

٢٧٩٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي بَحِيرُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ، وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيمَانِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَاناً مِنْ أَقَارِبِهِ».

۲۷۹۹- حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے پاس شہید کے لیے چھ انعامات ہیں: خون کے پہلے قطرات کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، اسے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے، وہ (قیامت کے دن) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا، اسے ایمان کا لباس فاخرہ پہنایا جائے گا، خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کر دی جائے گی اور اس کے ستر رشتے داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“

فوائد و مسائل: ① یہ انعامات اس شہید کے لیے ہیں جو صرف اللہ کی رضا کے لیے خلوص قلب کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوتا ہے۔ ② جنت میں گھر دکھایا جانا اس کے لیے خوش خبری ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے، جان نکلنے کے دوران میں ہی اسے جنت کی بشارت مل جاتی ہے۔ ③ گناہ گاروں کے لیے قبر کا عذاب بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ شہید اس سے محفوظ رہتا ہے۔ ④ قیامت کے دن گناہ گار اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پریشان ہوں گے۔ شہید کے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے، اس لیے وہ پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ ⑤ ایک ہی طرح کے دو کپڑوں کو حُلّہ (جوڑا) کہتے ہیں۔ ایمان کے حُلّہ سے مراد ایسا لباس ہے جو اس کے ایمان کی علامت ہو گا۔ ⑥ حوروں سے مراد وہ جنتی عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لیے اپنی قدرت کاملہ سے جنت میں پیدا کی ہیں۔ ہر شہید کو کم از کم دو حوریں ملیں گی۔ ⑦ قیامت کے دن شفاعت، اللہ کی طرف سے اجازت ملنے پر ہی کی جا سکے گی۔ یہ گناہ گاروں کے لیے مغفرت کا باعث ہو گی اور شفاعت کرنے والے کے لیے ایک عظیم اعزاز۔ ⑧ کسی مومن کا درجہ جتنا زیادہ بلند ہو گا، اسے اتنے ہی زیادہ افراد کے حق میں شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ واللہ أعلم.

٢٧٩٩_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب في ثواب الشهيد، ح:١٦٦٣ من حديث بحير به، وقال: "حسن صحيح غريب".

٢٨٠٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحِزَامِيُّ الْأَنْصَارِيُّ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ. سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا جَابِرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَبِيكَ؟» قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: «مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ. وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا. فَقَالَ: يَا عَبْدِي! تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ! تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً. قَالَ: إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ، قَالَ: يَا رَبِّ! فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي». فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًا﴾ [آل عمران: ١٦٩] الْآيَةَ كُلَّهَا.

٢٨٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن جب (جابر ؓ کے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام ؓ قتل (شہید) کر دیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جابر! کیا میں تجھ کو بتاؤں کہ اللہ عزوجل نے تیرے والد سے کیا فرمایا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پس پردہ رہ کر کلام فرماتا ہے لیکن تیرے والد سے آمنے سامنے کلام فرمایا۔ اللہ نے ان سے فرمایا: ”میرے بندے! کوئی خواہش کر میں تجھے دوں گا۔“ انھوں نے (حضرت عبداللہ بن حرام ؓ نے) عرض کیا: اے میرے مالک! مجھے زندہ کر دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ نے فرمایا: ”میرا یہ فیصلہ پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ ”فوت ہونے والے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے۔“ عبداللہ ؓ نے کہا: یارب! میرے پسماندگان کو میرا پیغام پہنچا دے۔ تو اللہ عزوجل نے یہ ساری آیت نازل فرمائی: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا......﴾ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل (شہید) کر دیے جائیں انھیں مردہ نہ سمجھو۔“

فوائد ومسائل: ① فوت ہونے والے کے پسماندگان کو تسلی وتشفی دینی چاہیے اور ایسی باتیں کہنی چاہئیں جن سے ان کا غم ہلکا ہو۔ ② وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نیک بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ③ جنت میں اللہ کا دیدار ممکن ہے اور جنتیوں کو اپنے اپنے درجات کے مطابق کم یا زیادہ وقفے سے یہ نعمت حاصل ہوگی۔ ④ فوت ہو جانے والے لوگ یا شہید دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے' لہٰذا اس قسم کی حکایتوں میں کوئی صداقت نہیں کہ فلاں

٢٨٠٠ـ [حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الجهاد، ح:١٩٦ عن إبراهيم بن المنذر به، وحسنه الترمذي، ح:٣٠١٠، والمنذري، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح:٩/ ٨٣، ح:٦٩٨٣، والحاكم:٣/ ٢٠٣، ٢٠٤، وانظر، ح:١٩٠.

صحابی یا شہید یا ولی نے اپنی وفات کے بعد فلاں صاحب سے ملاقات کی اور فلاں معاملے میں اس کی رہنمائی کی۔ ⑤ اس واقعے میں حضرت عبداللہ بن حرام ؓ کے جنتی اور بلند درجات کا حامل ہونے کی بشارت ہے۔

٢٨٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، فِي قَوْلِهِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا بَلْ أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ [آل عمران: ١٦٩] قَالَ: أَمَا إِنَّا سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «أَرْوَاحُهُمْ كَطَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شَاءَتْ. ثُمَّ تَأْوِي إِلٰى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ. إِذِ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً. فَيَقُولُ: سَلُونِي مَا شِئْتُمْ. قَالُوا: رَبَّنَا وَمَاذَا نَسْأَلُكَ، وَنَحْنُ نَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شِئْنَا؟ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ مِنْ أَنْ يَسْأَلُوا، قَالُوا: نَسْأَلُكَ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا إِلَى الدُّنْيَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ. فَلَمَّا رَأٰى أَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ إِلَّا ذٰلِكَ، تُرِكُوا».

٢٨٠١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، انھوں نے اس آیت مبارکہ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ﴾ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل (شہید) کر دیے جائیں انھیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔“ انھوں نے فرمایا: ہم نے اس آیت مبارکہ کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی طرح جنت میں جہاں چاہتی ہیں چرتی چگتی پھرتی ہیں، پھر عرش سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔ اسی حال میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: مجھ سے جو چاہو مانگ لو۔ انھوں نے کہا: یا رب! ہم تجھ سے کیا مانگیں؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہتے ہیں کھاتے پیتے گھومتے ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ انھیں اس وقت تک نہیں چھوڑا جائے گا جب تک کچھ سوال نہ کریں تو انھوں نے کہا: (اے اللہ!) ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں ڈال کر ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ پھر تیری راہ میں شہید ہو جائیں۔ جب اللہ نے دیکھا کہ ان کا اور کوئی مطالبہ نہیں تو انھیں چھوڑ دیا گیا۔“

فوائد ومسائل: ① شہیدوں کو قیامت سے پہلے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ ② برزخی زندگی میں

٢٨٠١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان أن أرواح الشهداء في الجنة . . . الخ، ح: ١٨٨٧ من حديث أبي معاوية به.

شہیدوں کو دوسرا جسم ملتا ہے جو سبز پرندوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ③ قیامت کے بعد وہ دوسرے جنتیوں کی طرح انسانی جسم کے ساتھ جنت کی نعمتوں سے مستفید ہوں گے۔ ④ شہیدوں کی روحیں دوبارہ دنیا میں نہیں آتیں اور نہ انھیں دوبارہ دنیوی زندگی ہی ملتی ہے۔ ⑤ عرش الٰہی جنت سے اوپر ہے۔

٢٨٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَ بِشْرُ بْنُ آدَمَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مَسَّ الْقَرْصَةِ».

۲۸۰۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے حسن قرار دیا ہے اور الموسوعة الحديثية کے محققین نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٣٣/٣، ٣٣٥ والصحيحة للألباني، رقم:٩٦٠) بہرحال یہ بھی شہید پر اللہ کا انعام ہے کہ اس پر جان نکلنے کا عمل آسان کر دیا جاتا ہے اور اس کے لیے یہ تکلیف ناقابل برداشت نہیں ہوتی۔

(المعجم ١٧) - بَابُ مَا يُرْجٰى فِيهِ الشَّهَادَةُ (التحفة ١٧)

باب:۱۷- کون کون سی موت سے شہادت کا درجہ ملنے کی امید ہے

٢٨٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ

۲۸۰۳- حضرت جابر بن عتیک ؓ سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے

٢٨٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل المرابط، ح: ١٦٦٨ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب صحيح" * ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ١٩٦٧، ولحديثه شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط: ١/ ١٩٨، ح: ٢٨٢.

٢٨٠٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في فضل من مات بالطاعون، ح: ٣١١١ من حديث عبدالله ابن عبدالله به مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٦، والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، والذهبي، وقال النووي: "وهو صحيح باتفاق، وإن لم يخرجه الشيخان".

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ. فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ أَهْلِهِ: إِنْ كُنَّا لَنَرْجُو أَنْ تَكُونَ وَفَاتُهُ قَتْلَ شَهَادَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ. اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهَادَةٌ. وَالْمَطْعُونُ شَهَادَةٌ. وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهَادَةٌ - يَعْنِي الْحَامِلَ - وَالْغَرِقُ وَالْحَرِقُ وَالْمَجْنُوبُ - يَعْنِي ذَاتَ الْجَنْبِ - شَهَادَةٌ».

تشریف لے گئے۔ گھر والوں میں سے کسی نے کہا: ہمیں تو امید تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں قتل ہو کر شہادت کی موت پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اگر صرف میدان جنگ میں مرنا ہی شہادت ہے) تب تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے۔ طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے۔ اور جو عورت حمل کی حالت میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔ ڈوب کر مرنے والا، جل کر مرنے والا اور ذات الجنب کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے۔“

٢٨٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا تَقُولُونَ فِي الشَّهِيدِ فِيكُمْ؟» قَالُوا: اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ. قَالَ: «إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ. مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ. وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ. وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ. وَالْمَطْعُونُ شَهِيدٌ».

۲۸۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ شہید کے بارے میں کیا کہتے ہو (کہ شہید کون ہوتا ہے؟)“ حاضرین نے کہا: اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا (شہادت ہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تب تو میری امت کے شہید تھوڑے ہی ہوں گے۔ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں فوت ہو گیا، وہ بھی شہید ہے۔ اور پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔“

قَالَ سُهَيْلٌ: وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَزَادَ فِيهِ: «وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ».

ایک روایت میں ہے: ”اور ڈوب کر مر جانے والا شہید ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے جان دینا اصل شہادت ہے۔ شہید کے عظیم ترین درجات انھی افراد کے لیے ہیں۔ ② جہاد کے سفر کے دوران میں، یا جہاد کے دوران میں کسی بھی وجہ سے فوت

٢٨٠٤_ أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان الشهداء، ح: ١٩١٥ من حديث سهيل به، وهو في جزءه، ح: ١٧.

ہو جانا بھی شہادت کے برابر ہے' تاہم اس شہید کے احکام عام میت کے ہیں۔ اسے غسل اور کفن دے کر دفن کیا جائے گا۔ ③ طاعون سے یا پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا بھی شہادت کا درجہ پاتا ہے۔ کسی ناقابل علاج مرض سے فوت ہو جانے والا بھی اسی ضمن میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ④ ڈوب کر مر جانے والا اور جل کر مر جانے والا بھی شہید ہے۔ دوسری حادثاتی اموات کو بھی اسی حکم میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو جانے والی عورت کی موت بھی شہادت کی موت ہے۔ ⑥ جہاد کے دوران میں دشمن کے ہتھیار سے مرنے والے کے علاوہ باقی سب شہادتیں کم درجے کی ہیں۔ ان کے احکام ان شہیدوں کے سے نہیں' لہٰذا انھیں غسل اور کفن کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔

(المعجم ١٨) - بَابُ السِّلَاحِ (التحفة ١٨)

باب: ١٨- ہتھیاروں کا بیان

٢٨٠٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

٢٨٠٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔

فوائد ومسائل: ① جنگ میں ہتھیاروں کا استعمال یا دشمن کے ہتھیاروں سے بچاؤ کی اشیاء کا استعمال توکل کے منافی نہیں۔ ② مکہ مکرمہ حرم ہے جہاں جنگ اور قتال منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے دن جہاد کے لیے خاص طور پر اجازت دی تھی۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو پابندی دوبارہ نافذ ہو گئی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں رائج ہتھیار اور دفاعی اشیاء مثلاً: خود اور زرہ استعمال کیں۔ ہمیں جدید اشیاء استعمال کرنی چاہئیں بلکہ خود ایجاد یا تیار کرنی چاہئیں' اس لیے جدید ترین ٹینک' آبدوزیں' بکتر بند گاڑیاں اور جنگی لباس' مثلاً: ہیلمٹ' اندھیرے میں دیکھنے کے لیے چشمے وغیرہ کا حصول' تیاری اور استعمال شریعت کا تقاضا ہے۔

٢٨٠٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

٢٨٠٦- حضرت سائب بن یزید ؓ سے روایت

٢٨٠٥- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام، ح:١٨٤٦، ٣٠٤٤، ٤٢٨٦، ٥٨٠٨، ومسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:١٣٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٤٢٣.

٢٨٠٦- [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٥٨٣، والترمذي في الشمائل(ب١٤، ح: ١٠٤) من حديث سفيان به، وله لون آخر عند أبي داود، ح: ٢٥٩٠، والحديث صححه البوصيري علٰى شرط البخاري، وله شاهد عند ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ، أَخَذَ دِرْعَيْنِ، كَأَنَّهُ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا.

ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے غزوۂ احد کے دن دو زرہیں اوپر نیچے پہنیں۔

٢٨٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَبِي أُمَامَةَ. فَرَأٰى فِي سُيُوفِنَا شَيْئاً مِنْ حِلْيَةِ فِضَّةٍ. فَغَضِبَ وَقَالَ: لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ، مَا كَانَ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ. وَلٰكِنِ الْآنُكُ وَالْحَدِيدُ وَالْعَلَابِيُّ.

۲۸۰۷- حضرت سلیمان بن حبیب ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت ابوامامہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے ہماری تلواروں کو کچھ چاندی سے مزین دیکھا تو ناراض ہوئے اور فرمایا: لوگوں (صحابۂ کرام ؓ) کو بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں' ان کی تلواریں تو سونے چاندی سے مزین نہیں تھیں لیکن (ان پر) سیسہ' لوہا اور علابی (لگا ہوتا تھا۔)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: اَلْعَلَابِيُّ الْعَصَبُ.

ابوالحسن قطان نے فرمایا: علابی پٹھے کو کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① جنگ میں ہتھیاروں کا استعمال یا [illegible] کے ہتھیاروں سے بچاؤ کی اشیاء کا استعمال توکل کے منافی نہیں۔ ② مکہ مکرمہ حرم ہے جہاں جنگ اور قتال منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے دن جہاد کے لیے خاص طور پر اجازت دی تھی۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو پابندی دوبارہ نافذ ہوگئی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں رائج ہتھیار اور دفاعی اشیاء مثلاً: خود اور زرہ استعمال کیں۔ ہمیں جدید اشیاء استعمال کرنی چاہئیں بلکہ خود ایجاد یا تیار کرنی چاہئیں' اس لیے جدید ترین ٹینک' آبدوزیں' بکتر بند گاڑیاں اور جنگی لباس' مثلاً: ہیلمٹ' اندھیرے میں دیکھنے کے لیے چشمے وغیرہ کا حصول' تیاری اور استعمال شریعت کا تقاضا ہے۔

٢٨٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

۲۸۰۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

◀ الترمذي.

٢٨٠٧- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ماجاء في حلية السيوف، ح: ٢٩٠٩ من حديث الأوزاعي به.

٢٨٠٨- **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، السير، باب في النفل، ح: ١٥٦١(ب) من حديث ابن أبي الزناد به، وقال: "حسن غريب".

الصَّلْتِ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفِقَارِ، يَوْمَ بَدْرٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ”ذوالفقار“ جنگ بدر کے موقع پر غنیمت میں سے لی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ”اللہ اور اس کے رسول کا“ قرار دیا ہے۔ (سورۂ انفال آیت: ۴۱) اسلامی حکومت میں یہ حصہ بیت المال میں داخل ہو کر مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی اخراجات غنیمت کے پانچویں حصے (خمس) سے پورے کیا کرتے تھے، اس لیے جہاد کی ضرورت کے لیے تلوار بھی خمس میں سے لے لی۔ ③ اس تلوار کو ”ذوالفقار“ اس لیے کہتے تھے کہ اس پر کچھ گہرے نشانات تھے جس طرح کمر کی ہڈی کے مہرے ہوتے ہیں۔ دیکھیے: (النهاية لإبن أثير ماده فقر)

٢٨٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، إِذَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، حَمَلَ مَعَهُ رُمْحاً. فَإِذَا رَجَعَ طَرَحَ رُمْحَهُ حَتَّى يُحْمَلَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: لَأَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ. فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ. ضَالَّةٌ».

۲۸۰۹- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ جب نبی ﷺ کی معیت میں جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ نیزہ بھی اٹھا کر لے جاتے۔ جب واپس ہوتے تو نیزہ وہیں پھینک دیتے، اس خیال سے کہ کوئی اٹھا کر لے آئے گا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا۔ نبی ﷺ نے (حضرت مغیرہ ؓ سے) فرمایا: ”ایسا نہ کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو واقعتاً گمشدہ چیز بھی کوئی نہیں اٹھائے گا۔“

٢٨١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ،

۲۸۱۰- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی۔ آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی تو فرمایا:

٢٨٠٩- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ١/١٤٨ من حديث سفيان الثوري به * سفيان تقدم، ح: ١٦٢، وأبوإسحاق تقدم، ح: ٤٦ وقد عنعنا، وفيه علة أخرٰى، ذكرها البوصيري.

٢٨١٠- **[إسناده ضعيف جدًا]** وضعفه البوصيري من أجل عبدالله بن بسر الحبراني (لأنه ضعيف كما في التقريب وغيره)، وأشعث بن سعيد السمّان متروك، راجع التقريب وغيره.

عَنْ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَتْ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ. فَرَأَى [رَجُلًا] بِيَدِهِ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟ أَلْقِهَا. وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ وَأَشْبَاهِهَا، وَرِمَاحِ الْقَنَا. فَإِنَّهُمَا يَزِيدُ اللهُ لَكُمْ بِهِمَا فِي الدِّينِ. وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ».

”یہ کیا ہے؟ اسے پھینک دو۔ تم اس طرح کی (عربی) کمانیں اور نیزے استعمال کیا کرو' اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین میں تمھاری مدد فرمائے گا' اور تمھیں ملکوں میں اقتدار عطا فرمائے گا۔“

(المعجم ١٩) - بَابُ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللهِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- اللہ کی راہ میں تیر چلانا

٢٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [زَيْدٍ] الْأَزْرَقِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ، الثَّلَاثَةَ، الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ، يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ. وَالرَّامِيَ بِهِ. وَالْمُمِدَّ بِهِ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ارْمُوا وَارْكَبُوا. وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا. وَكُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ، إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ. فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ».

٢٨١١- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ ایک اسے بنانے والا جب کہ وہ اسے بنانے میں نیکی کا ثواب حاصل ہونے کی امید رکھتا ہو' اور (دوسرا) اسے چلانے والا' اور (تیسرا) اسے (تیر انداز کو) پکڑانے والا۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیر چلاؤ اور سواری کرو۔ اور تمھارا تیر اندازی کرنا مجھے تمھاری شہسواری سے زیادہ پسند ہے۔ مسلمان تفریح کے طور پر جو کام بھی کرتا ہے وہ باطل (بے کار) ہے' سوائے کمان سے تیر چلانے اور گھوڑوں کو تربیت دینے کے اور بیوی سے دل لگی کرنے کے' اس لیے کہ یہ (تینوں کام) حق ہیں۔“

٢٨١١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الرمي في سبيل الله، ح: ١٦٣٧ب من حديث يزيد به، وقال: "حسن صحيح" *يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ١٤٤، وسمع أيضًا من رجل عن أبي سلام به، فالطريقان محفوظان، عبدالله (ويقال: خالد) بن زيد الأزرق وثقه ابن حبان، والحاكم: ٢/ ٩٥، والذهبي، والهيثمي: ٤/ ٣٢٩ وغيرهم، وانظر نيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود، ح: ٢٥١٣، وللحديث شواهد.

فوائد ومسائل: ① مسلمان کو تفریح کے طور پر ایسے کام کرنے چاہئیں جن سے دین یا دنیا کا کوئی فائدہ حاصل ہو سکے۔ ’’تفریح برائے تفریح‘‘ کا نظریہ غلط ہے۔ ② تیر اندازی کی مشق سے ذاتی دفاع کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے اور دین کے لیے جنگ کرنے کا بھی‘ اس لیے یہ جائز تفریح ہے۔ ③ جدید دور میں جو اسلحہ کفار کے خلاف جنگ میں استعمال ہو سکتا ہے اس کی تربیت حاصل کرنا ’’تیر اندازی کی مشق‘‘ کے حکم میں ہے۔ ④ گھوڑے کو تربیت دینے کا مقصد جنگ میں اس سے کام لینا ہے‘ اس لیے مختلف گاڑیوں‘ ٹینکوں اور طیاروں وغیرہ کے چلانے اور اڑانے کی تربیت اور ان کی مرمت اور دیکھ بھال کرنا سیکھنا بھی اس میں شامل ہے۔ ⑤ بیوی سے دل لگی کرنا خود کو اور اس کو گناہ سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اور پاک دامنی اسلامی معاشرے کی مطلوب اشیاء میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اخلاق و کردار کی حفاظت بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح ملکی سرحدوں کا دفاع۔ اس کے علاوہ بیوی سے نیک اولاد کا حصول اسلامی سلطنت کے دفاع کا اہم ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر ممالک مسلمانوں کو آبادی کم کرنے کا سبق دیتے ہیں اور خود اپنی آبادی بڑھانے میں کوشاں ہیں۔

٢٨١٢- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمَى الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ، فَبَلَغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ، أَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ، فَيَعْدِلُ رَقَبَةً».

٢٨١٢- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرما رہے تھے: ’’جو شخص دشمن کی طرف ایک تیر پھینکے اور وہ دشمن تک پہنچ جائے‘ خواہ دشمن کو لگے یا نہ لگے‘ وہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① تیر چلانے کا اصل مقصد جنگ میں دشمن کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے لیکن اگر کسی کا پھینکا ہوا تیر کسی دشمن کو زخمی یا ہلاک نہ کر سکے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ ② نیت صحیح ہو تو نامکمل کام بھی ثواب سے خالی نہیں ہوتا۔ ③ میزائل‘ بم اور توپ کے گولے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ نشانے پر نہ لگ

٢٨١٢- **[صحيح]** أخرجه البيهقي: ٩/ ١٦٢، والحاكم: ٢/ ٩٦ من حديث ابن وهب به ✿ القاسم بن عبدالرحمن لم يدرك عمرو بن عبسة فيما أظن، وأخرج الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٠، ح: ٣١٨٩ من حديث ابن لهيعة عن سليمان بن عبدالرحمٰن عن القاسم أبي عبدالرحمن عن شرحبيل بن السمط عن عمرو بن عبسة . . . الخ به، وتابعه سليم بن عامر عن شرحبيل به، أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٨٢، ح: ٩٥٧ بإسناد صحيح، والنسائي: ٦/ ٢٦ وغيرهما عنه، وللحديث طرق كثيرة جدًا عند أبي داود، ح: ٣٩٦٥، والترمذي، ح: ١٦٣٨ وغيرهما.

سکے تو ہتھیار چلانے والے کو پھر بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ اس کی کوشش اور نیت ٹارگٹ (نشانے) کو تباہ کرنے کی ہوتی ہے۔

٢٨١٣- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلَى: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: «﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾ [الأنفال: ٦٠] أَلَا وَإِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ». ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

٢٨١٣- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت تلاوت کرتے سنا: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ ”دشمن کے مقابلے کے لیے جتنی زیادہ ہو سکے طاقت تیار رکھو۔“ پھر تین بار فرمایا: ”خبردار! طاقت سے مراد تیراندازی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کو کافروں کے مقابلے میں ہر قسم کے اسلحے میں برتر ہونا چاہیے۔ ② [رَمي] کے اصل معنی ”پھینکنے“ کے ہیں۔ دور نبوت میں صرف تیر ہی دور سے پھینک کر استعمال کیا جانے والا ہتھیار تھا‘ اس لیے اس کا ترجمہ ”تیراندازی“ کیا جاتا ہے‘ تاہم اصل لغوی معنی کے لحاظ سے ہر قسم کی رائفل‘ بندوق‘ کلاشنکوف‘ توپ اور میزائل وغیرہ اس میں شامل ہیں۔ ③ مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لیے اس قسم کے اسلحے پر خاص توجہ دینی چاہیے جسے دور سے پھینکا جاتا ہے اور اسے پھینکنے کے آلات (راکٹ لانچر اور بمبار طیارے وغیرہ) بھی تیار کرنے چاہییں۔

٢٨١٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ نُعَيْمٍ الرُّعَيْنِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ نَهِيكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ

٢٨١٤- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرما رہے تھے: ”جس نے تیراندازی سیکھی‘ پھر چھوڑ دی‘ اس نے میری نافرمانی کی۔“

٢٨١٣- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه، ح: ١٩١٧ من حديث ابن وهب به.

٢٨١٤- [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال(ق٢/ ٩٢١) من حديث حرملة به * وابن لهيعة صرح بالسماع عنده، عثمان والمغيرة مجهولان كما في التقريب وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٩١٩ وغيره.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَعَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ، فَقَدْ عَصَانِي».

فائدہ: اسلحہ کی ٹریننگ لینے کے بعد اس کی مشق کرتے رہنا چاہیے تاکہ اس کے استعمال کی مہارت قائم رہے اور جہاد کے موقع پر مشکل پیش نہ آئے۔

٢٨١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِنَفَرٍ يَرْمُونَ. فَقَالَ: «رَمْيًا بَنِي إِسْمَاعِيلَ. فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا».

۲۸۱۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کچھ افراد کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اسماعیل کے بیٹو! تیر چلاؤ' تمھارے جدامجد بھی تیرانداز تھے۔''

فوائد و مسائل: ① تیراندازی مستحسن مشغلہ ہے۔ ② جہاد میں کام آنے والے تمام کھیلوں کا یہی حکم ہے۔ ③ بزرگوں کو چاہیے کہ اچھے کام کرنے والے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ ④ مہاجرین اور انصار کے قبائل حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس نام سے پکارا۔ ⑤ مختلف قبائل اور شاخوں کے افراد کو مشترک نام سے پکارنے کا فائدہ یہ ہے کہ ان میں محبت' اتحاد' اتفاق اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ ⑥ دادا' پردادا وغیرہ بزرگوں کو ''والد'' کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ ⑦ جو مسلمان نسلی طور پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے نہیں' روحانی اور اعتقادی طور پر وہ بھی ان کی آل میں شامل ہیں' اس لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام ایسے مسلمانوں کے بھی باپ ہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الرَّايَاتِ وَالْأَلْوِيَةِ

(التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- جھنڈے اور پرچم

٢٨١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۸۱۶- حضرت حارث بن حسان ؓ سے روایت

٢٨١٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٤ عن عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * سفيان الثوري تقدم، ح: ١٦٢، والأعمش تقدم، ح: ١٧٨ وقد عنعنا، وللحديث شاهد عند ابن حبان في صحيحه، ح: ١٦٤٦، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وإسناده حسن، وأخرج البخاري في صحيحه، ح: ٢٨٩٩ وغيره من حديث سلمة بن الأكوع نحوه.

٢٨١٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨١ عن أبي بكر بن عياش به، وصححه البوصيري، وأخرجه الترمذي، التفسير، سورة الذاريات، ح: ٣٢٧٤، والنسائي في الكبرٰى من طريق سلام بن سليمان النحوي أبي المنذر عن عاصم بن أبي النجود عن أبي وائل عن الحارث البكري به، بزيادة أبي وائل، وإسناده حسن، وهو الراجح.

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَائِماً عَلَى الْمِنْبَرِ، وَبِلَالٌ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، مُتَقَلِّدٌ سَيْفاً. وَإِذَا رَايَةٌ سَوْدَاءُ. فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، قَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ.

ہے' انھوں نے فرمایا: میں مدینے آیا تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہیں اور حضرت بلال ؓ گلے میں تلوار لٹکائے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہیں۔ مجھے ایک سیاہ جھنڈا نظر آیا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت عمرو بن عاص ؓ ہیں' جہاد سے آئے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① خطبے کے لیے منبر پر کھڑا ہونا مسنون ہے۔ ② حفاظتی نقطۂ نظر سے کسی بڑے عالم یا قائد کے پاس مسلح شخص کھڑا ہو سکتا ہے۔ ③ جنگی مہم کے لیے جانے والے دستے کا ایک جھنڈا ہونا چاہیے۔ ④ جہاد سے واپس آنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کا مناسب استقبال کرنا چاہیے۔

٢٨١٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ، يَوْمَ الْفَتْحِ، وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

۲۸۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔

٢٨١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْوَاسِطِيُّ النَّاقِدُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ: سَمِعْتُ أَبَامِجْلَزٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَايَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَتْ سَوْدَاءَ، وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ.

۲۸۱۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ اور چھوٹا جھنڈا سفید تھا۔

٢٨١٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرايات والألوية، ح: ٢٥٩٢ من حديث يحيى بن آدم به * أبوالزبير تقدم، ح: ٣٩٥، وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٤، ١٠٥ على شرط مسلم، وقال الترمذي "غريب"، ح: ١٦٧٩، وانظر الحديث الآتي.

٢٨١٨ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرايات، ح: ١٦٨١ من حديث يحيى بن إسحاق به، وقال: "حسن غريب" * أبومجلز لا يدلس كما حققه الحافظ في النكت: ٢/ ٦٣٨، وتلميذه حسن الحديث ووثقه الجمهور، والحديث السابق شاهد له.

فوائد ومسائل: ① سیاہ سے مراد خالص سیاہ نہیں بلکہ یہ جھنڈا دھاری دار کپڑے سے بنا ہوا اور چوکور تھا۔ (جامع الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرايات، حديث:١٦٨٠) ② جنگ میں مختلف دستوں کے جھنڈے مختلف رنگوں کے ہو سکتے ہیں۔ ③ [رَایہ] اور [لِوَاء] دونوں کے معنی جھنڈا ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ہم معنی الفاظ ہیں، تاہم ایک قول کے مطابق [رایہ] بڑا جھنڈا ہوتا ہے اور [لِوَاء] چھوٹا جھنڈا (حاشیہ سنن ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی) ہم نے دوسرے قول کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- جنگ میں ریشمی لباس پہننا

٢٨١٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، مَوْلَى أَسْمَاءَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةً مُزَرَّرَةً بِالدِّيبَاجِ. فَقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُ هٰذِهِ، إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ.

٢٨١٩- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے ریشم کے بٹنوں والا ایک جبہ نکالا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ یہ لباس اس وقت پہنتے تھے جب (جنگ میں) دشمن کے مقابل ہوتے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم صحیح روایت سے ثابت ہے کہ مردوں کے لیے خالص ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔ (صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، حديث:٢٠٦٨) البتہ کپڑوں کے کناروں، مثلاً: دامن اور گریبان وغیرہ پر لگانا جائز ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ حد چار انگلیوں کے برابر ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم

٢٨٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ

٢٨٢٠- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ باریک ریشم اور موٹے ریشم سے منع فرماتے تھے مگر جو اتنا سا ہوتا اسے جائز فرماتے تھے۔ یہ کہتے ہوئے راوی

٢٨١٩_ [إسناده ضعيف] فيه حجاج بن أرطاة تقدم، ح: ٤٩٦، وأصل الحديث عند مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذٰلك للرجال، ح: ٢٠٦٩ من حديث مولى أسماء به.

٢٨٢٠_ أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٢٩ من حديث عاصم به، ومسلم، اللباس، الباب السابق، ح: ٢٠٦٩/١٣ من حديث حفص بن غياث به.

كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا. ثُمَّ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ ثُمَّ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ الرَّابِعَةِ. وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنْهُ.

(ابوعثمان ؒ) نے ایک انگلی سے اشارہ کیا، پھر دوسری انگلی سے، پھر تیسری انگلی سے، پھر چوتھی انگلی سے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس سے منع فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کپڑے کے کناروں، مثلاً: دامن کے چاک یا گریبان پر حاشیے کی صورت میں تھوڑا سا ریشم لگا ہوا ہو تو ایسا لباس پہننا جائز ہے۔ ② جائز ریشم کی مقدار زیادہ سے زیادہ چار انگلیوں کے برابر ہو سکتی ہے، تاہم کم ہو تو بہتر ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ لُبْسِ الْعَمَائِمِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- جنگ میں عمامہ پہننا

٢٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

۲۸۲۱- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: (وہ منظر اب بھی میرے تصور میں ہے) گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا ہے اور اس کے دونوں کنارے (پشت کی طرف) دونوں کندھوں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔

٢٨٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۲۸۲۲- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① پگڑی باندھنا مسنون ہے۔ ② سیاہ پگڑی پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْغَزْوِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- جنگ کے دوران میں خرید وفروخت

٢٨٢١_ [صحيح] تقدم، ح: ١١٠٤.

٢٨٢٢_ [صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في العمائم، ح: ٤٠٧٦ من حديث حماد به، وصححه الترمذي، ح: ١٧٣٥، والحديث السابق شاهد له.

٢٨٢٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِالْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ حَيَّانَ الرَّقِّيِّ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ عُرْوَةَ الْبَارِقِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ أَبِي عَنِ الرَّجُلِ يَغْزُو فَيَشْتَرِي وَيَبِيعُ وَيَتَّجِرُ فِي غَزْوَتِهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبِي: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِتَبُوكَ، نَشْتَرِي وَنَبِيعُ، وَهُوَ يَرَانَا وَلَا يَنْهَانَا.

۲۸۲۳- حضرت خارجہ بن زید رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ میرے والد (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ) سے پوچھ رہا تھا کہ اگر ایک آدمی جہاد کرے اور غزوے کے دوران میں خرید وفروخت اور تجارت بھی کرے تو کیا حکم ہے؟ میرے والد نے فرمایا: ہم تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم خرید و فروخت کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ ہمیں دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ تَشْيِيعِ الْغُزَاةِ وَوَدَاعِهِمْ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- مجاہدین کو الوداع کہنا

٢٨٢٤- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ أُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَكُفَّهُ عَلَى رَحْلِهِ، غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۲۸۲۴- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو الوداع کروں اور اس کے سامان کی دیکھ بھال کروں۔''

٢٨٢٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۸۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٢٨٢٣ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الطبراني: ٥/ ١٣٧، ١٣٨ من طريق آخر عن خالد بن حيان به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف علي بن عروة وسنيد بن داود" * سنيد توبع، تقدم، ح: ١٣٣٢، فالعلة من علي بن عروة لأنه متروك كما في التقريب وغيره.

٢٨٢٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ من حديث ابن لهيعة: ثنا زبان به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٨، والذهبي، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١١١٦ لعلته.

٢٨٢٥ـ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٨ من حديث ابن لهيعة به، ومن أجله ضعفه البوصيري، ولكن تابعه الليث ◀◀

الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَدَّعَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ الَّذِي لَاتَضِيعُ وَدَائِعُهُ».

نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے رخصت کرتے وقت فرمایا: [أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ] ”میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔“

فوائد ومسائل: ① مسافر کو الوداع کہتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے ② مجاہدین کو اہتمام سے رخصت کرنا چاہیے اور نمایاں شخصیات کو چاہیے کہ انھیں خود رخصت کریں۔

٢٨٢٦- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا [أَبُو مِحْصَنٍ حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ]، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَشْخَصَ السَّرَايَا يَقُولُ لِلشَّاخِصِ: «أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».

۲۸۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکر روانہ فرماتے تھے تو روانہ ہونے والے سے فرماتے: [أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيمَ عَمَلِكَ] ”میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرے کام کے انجام کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٨/١١٩-١٢١، والصحيحة للألباني، رقم: ١٦، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ٢٨٢٦)

(المعجم ٢٥) - بَابُ السَّرَايَا (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- فوجی دستے

ابن سعد عن الحسن بن ثوبان أراه عن موسى بن وردان به الخ، وللحديث شواهد كثيرة، راجع نيل المقصود، ح: ٢٦٠٠.

٢٨٢٦_ [إسناده ضعيف] ابن أبي ليلى تقدم حاله، ح: ٨٥٤، وتابعه إبراهيم بن عبدالرحمٰن بن يزيد بن أمية (وهو **مجهول**، تقريب) عند الترمذي، ح: ٣٤٤٢، وقال: "غريب"، ولأصل الحديث طرق كثيرة عن ابن عمر وغيره، **انظر** الحديث السابق.

٢٨٢٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوسَلَمَةَ الْعَامِلِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَكْثَمَ بْنِ الْجَوْنِ الْخُزَاعِيِّ: «يَاأَكْثَمُ! أُغْزُ مَعَ غَيْرِ قَوْمِكَ يَحْسُنْ خُلُقُكَ، وَتَكْرُمْ عَلَى رُفَقَائِكَ. يَاأَكْثَمُ! خَيْرُ الرُّفَقَاءِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ. وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفاً مِنْ قِلَّةٍ».

۲۸۲۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اکثم بن جون خزاعی ؓ سے فرمایا: ''اکثم! اپنے قبیلے کے سوا دوسروں کے ساتھ مل کر جہاد کر‘ تیرا اخلاق بہتر ہو جائے گا‘ اور تیرے ساتھیوں کی نظر میں تیری عزت ہو گی۔ اکثم! بہترین ساتھی چار ہیں‘ بہترین دستہ چار سو کا ہے‘ اور بہترین لشکر چار ہزار کا ہے۔ اور بارہ ہزار (کی فوج) کو تعداد کم ہونے کی وجہ سے شکست نہیں ہو سکتی۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے‘ تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سفر میں اکیلے آدمی کو نہیں جانا چاہیے‘ خاص طور پر جب پیدل سفر ہو یا لمبا سفر ہو۔ ارشاد نبوی ہے: ''ایک سوار ایک شیطان ہے‘ دو سوار دو شیطان ہیں‘ اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔'' (سنن أبي داود‘ الجهاد‘ باب الرجل يسافر وحده‘ حديث:٢٦٠٧)

٢٨٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانُوا، يَوْمَ بَدْرٍ، ثَلَاثَمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ. عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ [طَالُوتَ]. مَنْ جَازَ مَعَهُ النَّهَرَ. وَمَا جَازَ مَعَهُ

۲۸۲۸- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ باتیں کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے‘ جتنی تعداد طالوت کے ساتھ نہر پار کرنے والوں کی تھی۔ ان کے ساتھ صرف ایمان رکھنے والے نہر سے پار پہنچے تھے۔

٢٨٢٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] ذكره ابن أبي حاتم في علل الحديث، ح: ٢٣٩٨ من حديث عبدالملك به معلقًا، وقال أبوحاتم: "أبوسلمة العاملي متروك الحديث، كان يكذب، والحديث باطل"، وضعفه البوصيري لضعف أبي سلمة العاملي الأزدي (وهو متروك، ورماه أبوحاتم بالكذب،تقريب)،وعبدالملك بن محمد الصنعاني لين الحديث، تقريب، وله طريق آخر عند البيهقي: ٩/ ١٥٧، وإسناده ضعيف مظلم، وأما الشطر الأخير: خير الصحابة أربعة . . . الخ، فأخرجه أبوداود، ح: ٢٦١١، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٣٨، وابن حبان، ح: ٦٦٣، والحاكم: ١/ ٤٤٣، ٢/ ١٠١، والذهبي، وإسناده ضعيف لعنعنة الزهري تقدم، ح: ٧٠٧، وفيه علل أخرى.

٢٨٢٨ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب عدة أصحاب بدر، ح: ٣٩٥٩ من حديث سفيان الثوري به.

إِلَّا مُؤْمِنٌ.

فوائد ومسائل: ① جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام ؓ کی تعداد مشہور قول کے مطابق تین سو تیرہ تھی جن میں سے ۲۳۱ مجاہد انصاری تھے۔ ⑨ قبیلۂ اوس سے ۶۱ اور قبیلۂ خزرج سے ۱۷۰۔ مہاجرین کی تعداد مشہور قول کے مطابق ۸۲ تھی۔ بعض علماء نے ۸۳ یا ۸۶ بیان کی ہے۔ اس وجہ سے کل لشکر کی تعداد بھی ۳۱۴ یا ۳۱۷ ذکر کی گئی ہے۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم' مولانا صفی الرحمن مبارک پوری ؒ) ② طالوت اور ان کے ساتھیوں کا واقعہ سورۂ بقرہ آیت: ۲۴۶ تا ۲۵۱ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ③ جس طرح حضرت طالوت کا ساتھ دینے والے پکے مومن تھے' اسی طرح غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام ؓ کامل مومن تھے۔ اور دوسرے صحابۂ کرام ؓ سے افضل تھے۔

٢٨٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ. أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ لَهِيعَةَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْوَرْدِ، صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَالسَّرِيَّةَ الَّتِي إِنْ لَقِيَتْ فَرَّتْ، وَإِنْ غَنِمَتْ غَلَّتْ.

۲۸۲۹- حضرت ابوورد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایسا لشکر مت بنو جو جنگ کا موقع آئے تو (میدان چھوڑ کر) بھاگ جائے اور اگر اسے غنیمت ملے تو خیانت کرے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ الْأَكْلِ فِي قُدُورِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا کھانا

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ طَعَامِ النَّصَارٰى. فَقَالَ: «لَا

۲۸۳۰- حضرت ہلب طائی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عیسائیوں کا کھانا کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''تیرے دل میں کوئی کھانا کھٹکا پیدا نہ کرے جس سے نصرانیت سے تیری مشابہت ہو جائے۔''

٢٨٢٩_ **[إسناده ضعيف]** * لهيعة مستور(تقريب)، وفيه علة أخرٰى، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف موقوف".

٢٨٣٠_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب كراهية التقذر للطعام، ح: ٣٧٨٤ من حديث سماك به، وحسنه الترمذي، ح: ١٥٦٥.

يَخْتَلِجَنَّ فِي صَدْرِكَ طَعَامٌ ضَارَعْتَ فِيهِ نَصْرَانِيَّةً».

فوائد ومسائل: ① یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں اصل شرعی حکم یہی ہے کہ جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے لیکن آج کل عیسائی اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر کوئی یہودی یا عیسائی اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال ہے۔ ② جس کھانے میں گوشت یا گوشت سے حاصل ہونے والی کوئی چیز (چربی یا جیلاٹین وغیرہ) استعمال نہ ہوئی ہو، وہ غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہوا ہو، تب بھی جائز ہے۔ اسی طرح مسلمان کے ذبح شدہ جانور کا گوشت اگر غیر مسلم پکائے تو مسلمان کے لیے اس کا کھانا جائز ہے۔

٢٨٣١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ ابْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ رُوَيْمٍ اللَّخْمِيُّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ وَلَقِيَهُ وَكَلَّمَهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! قُدُورُ الْمُشْرِكِينَ نَطْبُخُ فِيهَا؟ قَالَ: «لَا تَطْبُخُوا فِيهَا» قُلْتُ: فَإِنِ احْتَجْنَا إِلَيْهَا، فَلَمْ نَجِدْ مِنْهَا بُدًّا؟ قَالَ: «فَارْحَضُوهَا رَحْضاً حَسَناً. ثُمَّ اطْبُخُوا وَكُلُوا».

٢٨٣١- حضرت ابو ثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم مشرکوں کی ہنڈیوں میں کھانا پکا لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان میں کھانا نہ پکاؤ۔“ میں نے کہا: اگر ہمیں ضرورت پیش آ جائے اور ان کو استعمال کیے بغیر چارہ نہ ہو تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”انھیں اچھی طرح دھو لو، پھر (ان میں کھانا) پکا کر کھا لو۔“

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کے برتن استعمال کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے ② اس احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے برتنوں میں شراب پیتے اور غیر مذبوح، یعنی مردار جانوروں کا گوشت پکاتے اور کھاتے ہیں۔ ③ اگر ایسے غیر مسلم کا برتن استعمال کرنا پڑے تو اسے اچھی طرح دھو لینا چاہیے یا مٹی سے مانج کر صاف کر لینا چاہیے، پھر اس میں کھانا پینا درست ہوگا۔ ④ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کا ملازم ہے اور مسلمانوں کے گھر سے مسلمانوں کا پکا ہوا کھانا کھاتا ہے تو اس کے برتن بھی دھو کر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ ⑤ جس برتن میں شراب نہیں رکھی جاتی، صرف پانی رکھا جاتا ہے، اس سے پانی پیا جا سکتا ہے، خواہ وہ برتن غیر مسلم کا ہو، البتہ اسے دھو لیا جائے۔

٢٨٣١ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن سنان تقدم، ح: ٢٥٨١، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر، ح: ٣٢٠٧، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٨٣٩ من حديث أبي ثعلبة به نحوه، وإسناده صحيح.

(المعجم ٢٧) - **بَابُ الِاسْتِعَانَةِ بِالْمُشْرِكِينَ** (التحفة ٢٧)

باب: ٢٧- (جنگ میں) مشرکوں سے مدد لینا

٢٨٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ] نِيَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ».

٢٨٣٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے۔“

قَالَ عَلِيٌّ: فِي حَدِيثِهِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ أَوْ زَيْدٍ.

(امام ابن ماجہ کے استاذ) علی بن محمد نے اپنی حدیث میں راوی کے بارے میں تردد کا اظہار کیا ہے کہ وہ عبداللہ بن یزید ہے یا عبداللہ بن زید ہے۔

فوائد و مسائل: ① مسلمان اپنے عقیدے کے دفاع کے لیے جہاد کرتا ہے۔ مسلمانوں کے ملک کی زمین کا دفاع بھی اسی لیے اہم ہے کہ یہ دین کے دفاع کا ایک حصہ ہے۔ مشرک چونکہ اس عقیدے کو تسلیم نہیں کرتا، اس لیے وہ خلوص کے ساتھ اس کے دفاع کے لیے جنگ نہیں کر سکتا۔ ② غیر مسلم یا تو مسلمانوں کے کھلے دشمن ہوتے ہیں یا مسلمانوں کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کا مشرک (حربی) اسلامی فوج میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلامی فوج اس کے خلاف لڑتی ہے۔ دوسری قسم کا مشرک (ذمی) مسلمانوں کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اور جس کی حفاظت مسلمان کرتے ہیں اس سے یہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت اور دفاع کرے۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ الْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ** (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- جنگ میں دھوکا

٢٨٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٨٣٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی

٢٨٣٢ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر إلا لحاجة ... الخ، ح: ١٨١٧ من حديث مالك عن الفضيل بن أبي عبدالله عن عبدالله بن نيار الأسلمي عن عروة به.... الخ، وكذا رواه أبوداود، ح: ٢٧٣٢، والترمذي، ح: ١٥٥٨، وقال: "حسن غريب" وغيرهما عن مالك به، وهو الصواب، وقال المزي في سند ابن ماجه: "كذا عنده وهو تخليط فاحش والصواب ما تقدم" (تحفة الأشراف: ١٢/ ١٣).

٢٨٣٣ـ [صحيح متواتر] أخرجه البيهقي في الدلائل: ٣/ ٤٤٧ من حديث ابن إسحاق قال: حدثنا يزيد بن رومان به ◀◀

نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَبْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ» .

ﷺ نے فرمایا: ”جنگ دھوکا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① جنگ کا بنیادی مقصد دشمن پر غلبہ حاصل کرنا ہوتا ہے' اس لیے اس کی جنگی چالوں کو ناکام بنانا ضروری ہے۔ ② جنگ میں دھوکا دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی نقل وحرکت کی جائے جس سے دشمن دھوکا کھا جائے اور مسلمانوں کی فوج کے اصل مقصد کو نہ سمجھ سکے' لہٰذا بروقت مسلمانوں کی چال کا توڑ نہ کر سکے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی طرف جنگی مہم روانہ کرنے کا ارادہ ہوتا تو کسی دوسری طرف کے علاقے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے۔ (صحيح البخاري' المغازي' باب حديث كعب بن مالك' حديث: ۴۴۱۸) مقصد یہ ہوتا تھا کہ بات اگر دشمن کے کسی جاسوس تک پہنچے تو وہ اس سے صحیح نتیجہ نہ نکال سکے' اور اس طرح دشمن اندھیرے میں رہے۔ ④ اس لفظ کو [خُدَعَةٌ] بھی پڑھا گیا ہے' یعنی جنگ دھوکا دینے والی چیز ہے۔ ہر فریق فتح کی امید رکھتے ہوئے لڑتا ہے لیکن ہر ایک کی امید پوری نہیں ہوتی۔

٢٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ [مَطَرِ] بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ» .

۲۸۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنگ دھوکا ہے (یا جنگ دھوکا دینے والی ہے۔“)

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْمُبَارَزَةِ وَالسَّلَبِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- (جنگ کے شروع میں) انفرادی مقابلہ اور مقتول کا ذاتی سامان

٢٨٣٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ

۲۸۳۵- حضرت قیس بن عباد ؒ سے روایت ہے

◀◀ مطولاً، والحديث: الحرب خدعة، متواتر (قطف الأزهار، ص: ٢٥٥، نظم المتناثر، ص: ١٥٢)، وأخرجه البخاري، ح: ٣٠٢٨-٣٠٣٠، ومسلم، ح: ١٧٣٩، ١٧٤٠ وغيرهما، انظر تخريج السيرة لابن هشام (ق ١٥٤) يسر الله لنا طبعه.

٢٨٣٤- [صحيح] أخرجه الطبراني: ١١/ ٣٠٠، ح: ١١٧٩٨ من حديث يونس به، وقال الهيثمي (مجمع: ٥/ ٣٢٠) "وفيه مطر بن ميمون وهو ضعيف"، وضعفه البوصيري من أجل مطر بن ميمون، وانظر الحديث السابق.

٢٨٣٥- أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ٣٩٦٨ من حديث وكيع، ومسلم، التفسير، باب في قوله تعالى: "هٰذان خصمان اختصموا في ربهم"، ح: ٣٠٣٣ من حديث ابن مهدي، من حديث سفيان الثوري به، وتابعه هشيم: أخبرنا أبو هاشم به (البخاري، ح: ٣٩٦٩ وغيره).

وَحَفْصُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هُوَ يَحْيَى بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ: لَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ: ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ [الحج: ١٩] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ﴾ [الحج: ١٤] فِي حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ. اِخْتَصَمُوا فِي الْحُجَجِ، يَوْمَ بَدْرٍ.

انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوذر ؓ کو قسم کھا کر یہ فرماتے سنا: یہ آیت ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ...... اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ﴾ ”یہ دونوں مخالف اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں...... اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“ غزوۂ بدر کے دن چھ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث ؓ (ایک طرف) عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ (دوسری طرف) جنگ بدر کے دن یہ لوگ (حق و باطل کے) دلائل (کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے) کی وجہ سے ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

فوائد ومسائل: ① عتبہ، شیبہ اور ولید کافروں کے سردار تھے۔ عتبہ حضرت ہندہ ؓ کا باپ تھا جبکہ حضرت ہندہ، حضرت ابوسفیان ؓ کی زوجۂ محترمہ اور ام المومنین ام حبیبہ ؓ کی والدہ تھیں۔ شیبہ، عتبہ کا بھائی تھا اور ولید عتبہ کا بیٹا تھا۔ ② حضرت علی ؓ ابوطالب بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حضرت عبیدہ ؓ حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ اس طرح یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے عم زاد ہوئے جب کہ حضرت حمزہ ؓ عبدالمطلب کے بیٹے اور رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے۔ ③ جہاں ایمان کا معاملہ ہو وہاں خون کے رشتے بھی اہمیت نہیں رکھتے۔

٢٨٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ وَعِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَارَزْتُ رَجُلًا فَقَتَلْتُهُ. فَنَفَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ سَلَبَهُ.

٢٨٣٦- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کا مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو نبی ﷺ نے اس کا سامان مجھے دلوایا۔

٢٨٣٦_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٥ عن وكيع به، وصححه البوصيري.

فوائد ومسائل: ① سَلَب سے مراد مقتول کا ذاتی سامان ہے' مثلاً: لباس' تلوار وغیرہ۔ یہ چیزیں اسی مجاہد کا حق ہیں جو اس کافر کو قتل کرے۔ ② سلب کے علاوہ باقی مال غنیمت مجاہدین کی اجتماعی ملکیت ہے۔ اس میں سے ہر مجاہد وہی کچھ لے سکتا ہے جو مال غنیمت کی تقسیم کے وقت اس کے حصے میں آئے۔

٢٨٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، [عَنْ أَبِي قَتَادَةَ] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَفَّلَهُ سَلَبَ قَتِيلٍ، قَتَلَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ.

۲۸۳۷- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک مقتول (کافر) کا ذاتی سامان دلوایا جسے انھوں نے جنگ حنین میں قتل کیا تھا۔

٢٨٣٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ ابْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ فَلَهُ السَّلَبُ».

۲۸۳۸- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (جنگ میں کسی کافر کو) قتل کرے تو اس (مقتول) کا ذاتی سامان اس (قاتل) کا ہے۔''

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْغَارَةِ وَالْبَيَاتِ وَقَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- حملہ کرنا' شبخون مارنا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا

٢٨٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ

۲۸۳۹- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر مشرکین کی کسی بستی پر شب خون مارا جائے اور اس دوران میں عورتوں اور بچوں کو نقصان پہنچے (وہ زخمی یا قتل ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟)

٢٨٣٧_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ح: ٢١٠٠ وغيره، ومسلم، المغازي، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥١ من حديث يحيى بن سعيد به.

٢٨٣٨_ **[صحيح]** أخرجه أحمد: ٥/ ١٢ عن أبي معاوية به، وتابعه أبوإسحاق (الفزاري) عند البيهقي: ٦/ ٣٠٩ * ابن سمرة مستور الحال، والحديث السابق شاهد له، وله شواهد أخرٰى.

٢٨٣٩_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أهل الدار يُبَيَّتون فيصاب الولدان والذراري . . . الخ، ح: ٣٠١٢، ومسلم، الجهاد، باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد، ح: ١٧٤٥ من حديث سفيان به.

ﷺ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُبَيَّتُونَ، فَيُصَابُ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ؟ قَالَ: «هُمْ مِنْهُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی انھی میں سے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① جو بچے یا عورتیں جنگ میں شریک نہ ہوں ان پر حملہ کرنا یا انھیں قتل کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۸۴۱) ② دشمن کی فوج پر حملہ کرتے وقت اگر کوئی عورت یا بچہ زد میں آجائے تو وہ معاف ہے۔ ③ رات کو حملہ کرنا (شب خون مارنا) جائز ہے تاکہ دشمن کو اچھی طرح دفاع کرنے کا موقع نہ ملے اور اسے شکست ہو جائے۔ ④ وہ ''انھی میں سے ہیں'' یعنی وہ بھی مشرک ہیں' اس لیے اگر نادانستہ طور پر وہ قتل ہو جائیں تو گناہ نہیں۔

٢٨٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا، مَعَ أَبِي بَكْرٍ، هَوَازِنَ، عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ. فَأَتَيْنَا مَاءً لِبَنِي فَزَارَةَ فَعَرَّسْنَا. حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ شَنَنَّاهَا عَلَيْهِمْ غَارَةً. فَأَتَيْنَا أَهْلَ مَاءٍ فَبَيَّتْنَاهُمْ، فَقَتَلْنَاهُمْ. تِسْعَةً أَوْ سَبْعَةَ أَبْيَاتٍ.

۲۸۴۰- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم نے ابوبکر ؓ کی قیادت میں قبیلۂ بنو ہوازن سے جنگ کی۔ ہم بنو فزارہ کے ایک چشمے پر پہنچے اور رات کا آخری حصہ وہاں ٹھہرے رہے۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے ان پر ہلّہ بول دیا۔ ہم نے چشمے والوں پر شب خون مار کر انھیں قتل کر دیا۔ وہ نو یا سات گھر تھے۔

٢٨٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ. فَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

۲۸۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک راستے میں ایک مقتول عورت دیکھی تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے۔ اسی طرح بوڑھے' راہب اور دوسرے ایسے افراد

٢٨٤٠ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل ينادي بالشعار، ح: ٢٥٩٦، وحديث: ٢٦٣٨ من حديث عكرمة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٠٧، ووافقه الذهبي.

٢٨٤١ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣، ٧٥، ٧٦ من حديث مالك به، وأخرجه البخاري، ح: ٣٠١٤، ٣٠١٥، ومسلم، ح: ١٧٤٤ وغيرهما من حديث نافع به، فهو متفق عليه.

جو جنگ میں شریک نہیں ہوتے' انھیں بھی قتل کرنا درست نہیں۔ ② جب کوئی غلط کام سامنے آئے تو اس سے فوراً روک دینا چاہیے تاکہ دوسروں کو بھی معلوم ہو جائے اور وہ اس غلطی کے ارتکاب سے بچیں۔

٢٨٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْمُرَقِّعِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَمَرَرْنَا عَلَى امْرَأَةٍ مَقْتُولَةٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا النَّاسُ. فَأَفْرَجُوا لَهُ. فَقَالَ: «مَا كَانَتْ هٰذِهِ تُقَاتِلُ فِيمَنْ يُقَاتِلُ» ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ: «اِنْطَلِقْ إِلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ، يَقُولُ: لَا تَقْتُلَنَّ ذُرِّيَّةً وَلَا عَسِيفاً».

۲۸۴۲- حضرت حنظلہ کاتب (حنظلہ بن ربیع تمیمی ؓ) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوے میں گئے۔ ہمارا گزر ایک مقتول عورت (کی لاش) کے پاس سے ہوا۔ اس کے پاس لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جگہ بنا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت تو جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے والی نہ تھی۔'' پھر ایک آدمی سے فرمایا: ''خالد بن ولید ؓ کے پاس جاؤ اور اسے کہو: رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ بچوں کو اور مزدوروں کو ہرگز قتل نہ کریں۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ:] حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْمُرَقِّعِ عَنْ جَدِّهِ رَبَاحِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۲۸۴۲- (م) امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے یہ روایت اسی طرح نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: يُخْطِئُ الثَّوْرِيُّ فِيهِ.

ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا: سفیان ثوری نے اس حدیث میں غلطی کی ہے کہ انھوں نے اسے حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

٢٨٤٢ـ[صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٨ عن وكيع به، وصححه البوصيري، وابن حبان(مزارد)، ح: ١٦٥٥، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٢٦٦٩، وإسناده صحيح، وانظر الحديث الآتي.

٢٨٤٢(م) ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٨، ٤/ ٣٤٦ من حديث المغيرة بن عبدالرحمن به، وتابعه ابن أبي الزناد(مسند أحمد: ٣/ ٤٨٨، ٤/ ١٧٨)، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٥٦، وانظر الحديث السابق.

(المعجم ٣١) - بَابُ التَّحْرِيقِ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ٣١)

باب:٣١- دشمن کے علاقے میں (درختوں اور مکانوں وغیرہ کو) آگ لگانا

٢٨٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا أُبْنَى. فَقَالَ: «اِئْتِ أُبْنَى صَبَاحًا. ثُمَّ حَرِّقْ».

۲۸۴۳- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اُبنٰی نامی بستی کی طرف بھیجا تو فرمایا: ”صبح کے وقت ابنٰی جاؤ اور اسے نذر آتش کردو۔“

فائدہ: زہیر شاویش بیان کرتے ہیں: اُبنٰی ایک جگہ کا نام ہے جو موجودہ ”اردن“ میں واقع ہے۔ (حاشیہ ضعیف سنن ابن ماجہ از علامہ البانی ؒ)

٢٨٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ [بَنِي] النَّضِيرِ، وَقَطَعَ. وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً﴾ [الحشر: ٥] اَلْآيَةَ.

۲۸۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (یہودیوں کے قبیلے) بنونضیر کے کھجوروں کے درختوں کو جلا دیا اور کاٹ دیا۔ یہ مقام (جہاں کھجوروں کے یہ باغ واقع تھے) بویرہ کہلاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً......﴾ ”تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنھیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا (یہ سب اللہ کے فرمان سے تھا اور اس لیے بھی کہ اللہ فاسقوں کو رسوا کرے۔“)

فوائد ومسائل: ① یہودیوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے معاہدہ کیا تھا کہ کفار مکہ کے خلاف مسلمانوں کی مدد کریں گے لیکن انھوں نے عہد شکنی کی اور قبیلہ بنونضیر نے نبیٔ اکرم ﷺ کو شہید کرنے کی سازش بھی کی۔ اس

٢٨٤٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الحرق في بلاد العدو، ح: ٢٦١٦ من حديث صالح به، وانظر، ح: ١٠٩٨ لحاله، وفيه علة أخرٰى، انظر، ح: ٧٠٧.

٢٨٤٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ٤٠٣١ من حديث الليث، ومسلم، المغازي، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ١٧٤٦ عن ابن رمح به.

عہدشکنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پر لشکر کشی کی۔ وہ کچھ عرصہ اپنے قلعوں میں محصور رہے لیکن آخر جان بخشی کی صورت میں جلاوطنی پر آمادہ ہوگئے۔ ② اس محاصرے کے دوران میں مسلمانوں نے بنونضیر کے کچھ درخت کاٹ ڈالے اور کچھ جلا دیے تاکہ دشمنوں کی آڑ ختم ہو اور وہ اپنے باغوں کو اجڑتا دیکھ کر مقابلے کے لیے میدان میں آئیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے افعال اور صحابہ کے وہ افعال جو رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے کیے گئے ہوں، وہ شرعی طور پر جواز کی دلیل ہیں۔

٢٨٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَقَطَعَ. وَفِيهِ يَقُولُ شَاعِرُهُمْ:

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

۲۸۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنونضیر کے کھجوروں کے درخت جلائے اور کاٹے اور اسی کے بارے میں شاعر نے کہا:

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

”بنولؤی (قریش) کے سرداروں کے لیے آسان ہوگیا کہ بویرہ میں ہر طرف پھیلتی ہوئی آگ لگی ہو۔“

فوائد ومسائل: ① یہ شعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (صحيح البخاري، الحرث والمزارعة، باب قطع الشجر والنخل، حديث: ۲۳۲۶) ② علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے: ”بنی لؤی کے عمائد پہ ہوگیا آسان۔ لگی ہو آگ بویرہ میں ہر طرف سوزاں“ ③ کسی ضرورت کے موقع پر پھل دار یا سایہ دار درخت کو کاٹنا جائز ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ فِدَاءِ الْأُسَارٰى (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- قیدیوں کا فدیہ

٢٨٤٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ

۲۸۴۶- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں قبیلہ ہوازن سے جنگ

٢٨٤٥_ أخرجه مسلم، الجهاد، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح: ١٧٤٦ من حديث عقبة به.

٢٨٤٦_ أخرجه مسلم، المغازي، باب التنفيل وفداء المسلمين بالأسارٰى، ح: ١٧٥٥ من حديث عكرمة به.

ابْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْنَا، مَعَ أَبِي بَكْرٍ، هَوَازِنَ، عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَنَفَّلَنِي جَارِيَةً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، مِنْ أَجْمَلِ الْعَرَبِ. عَلَيْهَا قِشْعٌ لَهَا. فَمَا كَشَفْتُ لَهَا عَنْ ثَوْبٍ حَتّٰى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ. فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: «لِلّٰهِ أَبُوكَ هَبْهَا لِي» فَوَهَبْتُهَا لَهُ. فَبَعَثَ بِهَا، فَفَادٰى بِهَا أُسَارٰى مِنْ أُسَارَى الْمُسْلِمِينَ، كَانُوا بِمَكَّةَ.

کی (اور فتح پائی۔) انھوں نے مجھے بنو فزارہ کی ایک لڑکی انعام کے طور پر عطا فرمائی جو عرب کی انتہائی حسین عورتوں میں سے تھی۔ اس نے پرانی پوستین اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے مدینہ پہنچ جانے تک اس کا کپڑا ابھی (اس کے جسم سے) ہٹا کر نہ دیکھا۔ (مدینے میں) مجھے نبی ﷺ بازار میں ملے تو فرمایا: ’’تیرا بھلا ہو‘ یہ مجھے ہبہ کر دو۔‘‘ میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دی۔ آپ نے اسے (مکے) بھیج کر اس کے بدلے میں ان مسلمان قیدیوں کو چھڑا لیا جو مکے میں قید تھے۔

فوائد و مسائل: ① مال غنیمت تمام مجاہدین میں برابر تقسیم کیا جاتا ہے‘ تاہم بہتر کارکردگی دکھانے والوں کو اس کے علاوہ بھی انعام دیا جا سکتا ہے‘ اسے ’’نفل‘‘ کہتے ہیں۔ ② امام (خلیفہ یا کمانڈر) کسی مجاہد کو دیا ہوا انعام واپس لے سکتا ہے‘ جب اسے واپس لینے میں کوئی بڑی مصلحت ہو۔ ③ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لیے کافر قیدیوں کو آزاد کرنا جائز ہے‘ یعنی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ شرعاً درست ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ مَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ ثُمَّ ظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- (مسلمانوں کی) کوئی چیز کافروں کے قبضے میں جانے کے بعد دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائے تو کیا حکم ہے

٢٨٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهُ. فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ. فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ. فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

۲۸۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میرا ایک گھوڑا بھاگ گیا تو اسے دشمن نے پکڑ لیا‘ پھر (جنگ کے بعد) اس پر مسلمانوں نے قبضہ کیا تو وہ واپس مجھے (ابن عمر ؓ کو) دے دیا گیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا ہے۔

قَالَ: وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ. فَلَحِقَ بِالرُّومِ. فَظَهَرَ

(اس کے علاوہ) حضرت ابن عمر ؓ کا ایک غلام

٢٨٤٧ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب: إذا غنم المشركون مال المسلم، ثم وجده المسلم، ح: ٣٠٦٧ تعليقًا، وأبوداود، ح: ٢٦٩٩ من حديث ابن نمير عن عبيدالله به.

عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ. فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا۔ مسلمانوں نے ان پر فتح پائی تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے وہ غلام دوبارہ حضرت ابن عمر ؓ کو دے دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اگر کسی مسلمان کا کوئی مال کافروں کے قبضے میں چلا جائے اور بعد میں وہ دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے تو اسے عام غنیمت میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ اسی مسلمان کو ملے گا جس کے قبضے سے نکلا تھا۔ ② مسلمانوں کی جو چیز کافروں کے قبضے میں چلی جائے تو قانونی طور پر وہ اسی مسلمان کی ملکیت رہتی ہے۔ جب ممکن ہو اسے دے دی جائے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْغُلُولِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- مالِ غنیمت میں خیانت

٢٨٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ بِخَيْبَرَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ، وَتَغَيَّرَتْ [لَهُ] وُجُوهُهُمْ. فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ: «إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ».

۲۸۴۸- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قبیلۂ اشجع کا ایک آدمی خیبر میں (جنگ کے دوران میں) فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور چہروں پر حیرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ نبی ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا: ”تمھارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران میں غنیمت میں) خیانت کی ہے۔“

قَالَ زَيْدٌ: فَالْتَمَسُوا مَتَاعَهُ، فَإِذَا خَرَزَاتٌ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ، مَا تُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

حضرت زید ؓ نے فرمایا: صحابہ نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو یہودیوں کے چند منکے ملے جن کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہیں تھی۔

٢٨٤٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في تعظيم الغلول، ح: ٢٧١٠ من حديث يحيٰى به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٨١، وابن حبان(موارد)، ح: ٤٨٣٣، والحاكم علٰى شرط الشيخين: ٢/ ١٢٧، ووافقه الذهبي. قلت: أبوعمرة الأنصاري لم يخرج عنه البخاري، ومسلم، ووثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، وقال الذهبي: "صدوق"، وأشار المنذري إلى تحسين حديثه فهو ليس بالمجهول، بل حسن الحديث.

٢٨٤٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هُوَ فِي النَّارِ» فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ. فَوَجَدُوا عَلَيْهِ كِسَاءً أَوْ عَبَاءَةً، قَدْ غَلَّهَا.

۲۸۴۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے سامان کی دیکھ بھال پر ایک آدمی متعین تھا جسے کرکرہ کہتے تھے۔ وہ فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنم میں ہے۔“ صحابۂ کرام ؓ دیکھنے لگے (کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے) تو انھیں اس کے پاس ایک چادر یا عبا ملی جو اس نے (مال غنیمت میں سے) چرالی تھی۔

فوائد و مسائل: ① مال غنیمت میں خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ ② چرائی ہوئی چیز معمولی ہو تو بھی جرم کی شناعت میں فرق نہیں پڑتا۔ ③ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی ردّ ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ مومن جہنم میں نہیں جا سکتا۔ کتاب و سنت کے دلائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے گناہ کی وجہ سے ایک گناہ گار مومن شخص بھی جہنم کا مستحق ہو سکتا ہے، تاہم جہنم کا دائمی عذاب صرف کافروں اور مشرکوں کے لیے ہے۔ واللہ أعلم.

٢٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ عِيسَى بْنِ سِنَانٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، إِلَى جَنْبِ بَعِيرٍ مِنَ الْمَقَاسِمِ. ثُمَّ تَنَاوَلَ شَيْئاً مِنَ الْبَعِيرِ. فَأَخَذَ مِنْهُ قَرَدَةً. يَعْنِي وَبَرَةً. فَجَعَلَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا مِنْ غَنَائِمِكُمْ. أَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ، فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، فَمَا دُونَ ذٰلِكَ. فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَشَنَارٌ وَنَارٌ».

۲۸۵۰- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غنیمت کے ایک اونٹ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کے تھوڑے سے بال لیے، انھیں اپنی دو انگلیوں میں پکڑا اور فرمایا: ”اے لوگو! یہ بھی تمھاری غنیمتوں میں سے ہیں۔ سوئی دھاگا اور اس سے کم و بیش چیز بھی ادا کرو۔ (غنیمت میں) خیانت، قیامت کے دن خیانت کرنے والے کے لیے عار، عیب اور آگ بن جائے گی۔“

٢٨٤٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب القليل من الغلول، ح: ٣٠٧٤ من حديث سفيان به.

٢٨٥٠ـ [حسن] وحسنه البوصيري ؒ وفيه عيسى بن سنان وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ولكن لحديثه شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٦٩٤، وابن حبان، ح: ١٦٩٣، والحاكم: ٢/ ١٣٥، ١٣٦ وغيرهم.

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد وعظ ونصیحت کرنا مسنون ہے کیونکہ اس وقت سب لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ② وعظ ونصیحت میں حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ③ مال غنیمت میں سے کوئی چیز کوئی مجاہد اپنے طور پر اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا بلکہ معمولی سی چیز بھی امیر لشکر کے پاس جمع کرانی چاہیے' پھر تقسیم کے بعد جو چیز کسی کے حصے میں آ جائے وہ جائز ہے۔ جو چیز کسی دوسرے مجاہد کے حصے میں آ گئی ہے' اس سے خریدی جا سکتی ہے۔ ④ قیامت کے دن دنیا میں کمائے ہوئے گناہ بدنامی اور ندامت کا باعث ہوں گے۔ جہنم کی سزا اس کے علاوہ ہے۔ ⑤ مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت کا ناجائز استعمال جرم ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ النَّفْلِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵-(غنیمت کے حصے کے علاوہ) زائد انعام

٢٨٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ.

۲۸۵۱- حضرت حبیب بن مسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خمس کے بعد تہائی حصہ بطور انعام دیا۔

فوائد ومسائل: ① امیر لشکر کو حق حاصل ہے کہ کوئی خاص کارنامہ انجام دینے والے دستے کو غنیمت میں ان کے حصے کے علاوہ خصوصی انعام بھی دے۔ یہ خصوصی انعام خمس میں سے دیا جاتا ہے۔ ② "خمس کے بعد" کا مطلب یہ ہے کہ غنیمت میں سے بیت المال کا پانچواں حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا' اس کے بعد خمس میں سے کچھ حصہ مزید انعام کے طور پر دیا۔ بعض علماء کے نزدیک خمس نکال کر باقی چار حصوں میں سے کچھ خاص انعام دیا' پھر سب مجاہدین میں تقسیم کیا۔

٢٨٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۲۸۵۲- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شروع میں چوتھا حصہ اور واپسی میں

٢٨٥١ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب فيمن قال الخمس قبل النفل، ح: ٢٧٤٨ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣٣، ووافقه الذهبي * مكحول صرح بالسماع، انظر، ح: ٢٧٥٠ من نيل المقصود.

٢٨٥٢ـ **[صحيح]** أخرجه الترمذي، السير، باب في النفل، ح: ١٥٦١ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن" * مكحول عنعن، تقدم، ح: ٤٨١، ولحديثه شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٢٧٥٠، انظر الحديث الآتي.

ابْنِ الْحَارِثِ الزُّرَقِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ، فِي الْبَدْأَةِ، الرُّبُعَ وَفِي الرَّجْعَةِ، الثُّلُثَ.

تیسرا حصہ بطور انعام عطا فرمایا۔

فائدہ: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر جنگ کے شروع میں کوئی دستہ بہادری کا خاص کارنامہ انجام دے، مثلاً: دشمن پر حملہ کرنے میں پہل کرے اور غنیمت حاصل کرے تو انھیں اس میں سے چوتھائی حصہ بطور انعام دیا جائے، اور اگر کوئی دستہ اس قسم کا کارنامہ اس وقت انجام دے جب لشکر واپس ہو رہا ہو تو انھیں اس غنیمت میں سے تیسرا حصہ انعام دیا جائے۔

٢٨٥٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ: أَنْبَأَنَا رَجَاءُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: لَا نَفَلَ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. يَرُدُّ الْمُسْلِمُونَ قَوِيُّهُمْ عَلٰى ضَعِيفِهِمْ.

٢٨٥٣- حضرت رجاء بن ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں عمرو بن شعیب نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت بیان کی کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی زائد انعام نہیں۔ قوی مسلمان ضعیف مسلمانوں کو بھی (غنیمت میں سے) حصہ دیں۔

قَالَ [رَجَاءٌ]: فَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسٰى يَقُولُ لَهُ: حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ، فِي الْبَدْأَةِ، الرُّبُعَ وَحِينَ قَفَلَ، الثُّلُثَ. فَقَالَ عَمْرٌو: أُحَدِّثُكَ عَنْ أَبِي عَنْ جَدِّي، وَتُحَدِّثُنِي عَنْ مَكْحُولٍ؟

٢٨٥٣-(ب) رجاء بن ابوسلمہ فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ سلیمان بن موسیٰ ؒ انھیں (عمرو بن شعیب ؒ کو) کہہ رہے تھے: مجھے مکحول نے حبیب بن مسلمہ ؓ سے حدیث سنائی کہ نبی ﷺ نے شروع میں چوتھائی اور واپسی میں تہائی انعام عطا فرمایا۔ عمرو بن شعیب ؒ نے فرمایا: میں تمھیں اپنے والد کی اپنے دادا سے روایت

٢٨٥٣_[إسناده حسن] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٧٢ من حديث رجاء به مرسلاً، وحسنه البوصيري.

٢٨٥٣_ب _[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب فيمن قال الخمس قبل النفل، ح: ٢٧٥٠ من حديث سليمان به مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٧٢، والحاكم: ٢/ ١٣٣، والذهبي * مكحول ثقة إمام، حديثه صحيح على الراجح، إذا صرح بالسماع، وانظر، ح: ٤٨١.

سنا رہا ہوں اور تم مجھے مکحول کی روایت سنا رہے ہو؟

فوائد ومسائل: ① سند کے لحاظ سے عمرو بن شعیب کی حدیث زیادہ قوی ہے اگرچہ مکحول کی روایت بھی صحیح ہے' اس لیے عمرو بن شعیب نے حدیث کی قوت کی طرف توجہ دلائی۔ ② عمرو بن شعیب کی حدیث کی سند تو قوی ہے لیکن یہ صحابی (عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) کا فتویٰ ہے جب کہ مکحول کی حدیث مرفوع ہے' یعنی انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا عمل پیش کیا ہے۔ اس کے بعد جب تک یہ حکم منسوخ ہونے کی واضح دلیل نہ ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ہاں' اگر رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہونے کی واضح دلیل مل جائے تو پھر حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے قول کو اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- غنیموں کی تقسیم کا بیان

٢٨٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَسْهَمَ، يَوْمَ خَيْبَرَ، لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ.

٢٨٥٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر سوار کو تین حصے عطا فرمائے' دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ آدمی کا۔

فوائد ومسائل: ① جہاد کے لیے گھوڑے پالنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے پر کافی سرمایہ خرچ ہوتا ہے' اس لیے مال غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ رکھا گیا ہے ورنہ ممکن تھا کہ مجاہد کا حصہ گھوڑے کی خدمت ہی پر خرچ ہو جاتا اور وہ خود مال غنیمت میں سے اپنی ذاتی ضروریات کے لیے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکتا۔ ② گھوڑے کا حصہ آدمی کے حصے سے دگنا ہے' اس لیے گھوڑے والے مجاہد کو تین حصے ملتے ہیں۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْعَبِيدِ وَالنِّسَاءِ يَشْهَدُونَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- جہاد میں آزاد مسلمانوں کے ساتھ غلاموں اور عورتوں کی شرکت

٢٨٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٢٨٥٥- حضرت آبی اللحم ؓ ......وکیع ؒ نے

٢٨٥٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سهمان الخيل، ح: ٢٧٣٣ من حديث أبي معاوية: حدثنا عبيدالله به، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٦٣، ومسلم، ح: ١٧٦٢ وغيرهما من طرق عن عبيدالله بن عمر نحوه، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٢٨٥٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، ح: ٢٧٣٠ من◄

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَيْراً ، مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ وَكِيعٌ : وَكَانَ لَا يَأْكُلُ اللَّحْمَ قَالَ : غَزَوْتُ مَعَ مَوْلَايَ ، يَوْمَ خَيْبَرَ ، وَأَنَا مَمْلُوكٌ . فَلَمْ يَقْسِمْ لِي مِنَ الْغَنِيمَةِ . وَأُعْطِيتُ ، مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ ، سَيْفاً . وَكُنْتُ أَجُرُّهُ إِذَا تَقَلَّدْتُهُ .

فرمایا: (ان کا یہ نام اس لیے مشہور ہوا کہ) وہ گوشت نہیں کھاتے تھے...... کے آزاد کردہ غلام حضرت عمیر ؓ نے فرمایا: غزوۂ خیبر کے موقع پر جبکہ میں غلام تھا' میں اپنے آقا کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا تو مجھے غنیمت میں سے (آزاد مردوں کی طرح) حصہ نہیں ملا۔ مجھے معمولی سامان میں سے ایک تلوار دی گئی۔ جب میں اسے گلے میں لٹکاتا تو وہ زمین پر گھسٹتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① "آبی اللحم" کا مطلب ہے "گوشت کھانے سے انکار کرنے والا۔" ان کا یہ نام اس لیے مشہور ہوا کہ یہ زمانۂ اسلام سے پہلے بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان کا نام "خلف" بیان کیا گیا ہے۔ (تقريب التهذيب) ② جہاد میں نابالغ لڑکے بھی شریک ہو سکتے ہیں اور غلام بھی۔ ③ جن افراد کو مال غنیمت میں سے مقرر حصہ نہیں دیا جاتا' انھیں بھی کچھ نہ کچھ انعام ضرور دینا چاہیے۔ ④ تلوار زمین پر اس لیے لگتی تھی کہ حضرت عمیر ؓ کا قد' کم سن ہونے کی وجہ سے' چھوٹا تھا۔

٢٨٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ : غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ . أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ . وَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ . وَأُدَاوِي الْجَرْحٰى . وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضٰى .

۲۸۵۶- حضرت ام عطیہ انصاریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات جنگوں میں حصہ لیا۔ (صحابہ کے جنگ کے لیے چلے جانے پر) میں خیموں میں رہتی (سامان کی حفاظت کرتی)' ان کے لیے کھانا تیار کرتی' زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں جہاد میں شریک ہوتی رہی ہیں لیکن ایسا زیادہ تر پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے' بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد میں عورتوں کے شریک ہونے کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ عورتوں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ مقرر نہ کرنا بھی اسی مقصد کے لیے ہے۔

◀◀ حديث محمد بن زيد به، وقال الترمذي، ح:١٥٥٧: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٦٦٩، والحاكم: ٢/ ١٣١، والذهبي.

٢٨٥٦- أخرجه مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم . . . الخ، ح: ١٨١٢ عن ابن أبي شيبة به.

② عورتیں جب محاذ پر موجود ہوں، تب بھی انھیں جنگ میں براہ راست حصہ نہیں لینا چاہیے کیونکہ یہ ان کے احترام اور حجاب کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ انھیں وہ کام کرنے چاہئیں جن کے دوران میں وہ مردوں کے ساتھ اختلاط سے حتی الامکان محفوظ رہیں۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ وَصِيَّةِ الْإِمَامِ

(التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- امام (خلیفہ) کا (فوج کو روانہ کرتے وقت) نصیحت کرنا

٢٨٥٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي عَطِيَّةُ ابْنُ الْحَارِثِ أَبُو رَوْقٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو الْغَرِيفِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. فَقَالَ: «سِيرُوا بِسْمِ اللهِ، وَفِي سَبِيلِ اللهِ. قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ. وَلَا تَمْثُلُوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا».

٢٨٥٧- حضرت صفوان بن عسال ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں (ایک جنگی مہم پر) روانہ کیا تو (الوداع کہتے وقت) آپ نے فرمایا: ”اللہ کے نام سے، اللہ کی راہ میں چلو۔ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جنگ کرو اور مثلہ نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔“

٢٨٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْراً. فَقَالَ: «اُغْزُوا بِسْمِ اللهِ،

٢٨٥٨- حضرت سلیمان بن بریدہ ؒ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو لشکر کا امیر مقرر فرماتے تو اسے خود اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے اور ساتھ والے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتے۔ رسول اللہ ﷺ (مجاہدین کو نصیحت کرتے

٢٨٥٧ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى: ٥/ ٢٦٠، ح: ٨٨٣٧ من حديث أبي أسامة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن".

٢٨٥٨ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب تأمير الإمام الأمراء على البعوث ووصيته إياهم بآداب الغزو وغيرها، ح: ١٧٣١ من حديث سفيان الثوري به.

وَفِي سَبِيلِ اللهِ. قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ. أُغْزُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَمْثُلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا. وَإِذَا أَنْتَ لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلٰى إِحْدٰى ثَلَاثِ خِلَالٍ، أَوْ خِصَالٍ. فَأَيَّتُهُنَّ أَجَابُوكَ إِلَيْهَا، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ. اُدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ. فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ. ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ. وَأَخْبِرْهُمْ، إِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ، أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَأَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنْ أَبَوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ. وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ شَيْءٌ. إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ. فَإِنْ هُمْ أَبَوْا أَنْ يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ، فَسَلْهُمْ إِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ. فَإِنْ فَعَلُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ. فَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَاسْتَعِنْ بِاللهِ عَلَيْهِمْ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِنْ حَاصَرْتَ حِصْناً، فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّكَ، فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّكَ. وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَبِيكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ. فَإِنَّكُمْ، إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ آبَائِكُمْ، أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ

ہوئے) فرماتے تھے: ’’اللہ کے نام سے‘ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جنگ کرو۔ جہاد کرو اور (جہاد کے دوران میں) عہد شکنی نہ کرنا‘ خیانت نہ کرنا‘ مثلہ نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔‘‘ (اور امیر لشکر کو نصیحت فرماتے:) ’’جب تیرے مشرک دشمنوں سے تیرا سامنا ہو تو انھیں تین باتوں کی دعوت دے۔ وہ ان میں سے جو بات بھی مان لیں اسے قبول کر کے ان سے ہاتھ روک لے (اور جنگ نہ کر۔) انھیں (پہلے) اسلام کی دعوت دے۔ اگر وہ یہ بات مان لیں (اور مسلمان ہو جائیں) تو ان کا یہ عمل قبول کر لے (انھیں مسلمان تسلیم کر لے) اور ان سے ہاتھ روک لے‘ پھر انھیں دعوت دے کہ اپنے علاقے (دار الکفر) سے ہجرت کر کے مہاجرین کے علاقے (دار الاسلام) میں آ جائیں۔ اور انھیں بتا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو ان کو مہاجرین کے حقوق حاصل ہوں گے‘ اور ان پر مہاجرین کے فرائض عائد ہوں گے۔ اگر وہ (ہجرت سے) انکار کریں تو انھیں بتا دینا کہ انھیں اعرابی (خانہ بدوش) مسلمانوں والے حقوق حاصل ہوں گے۔ ان پر اللہ کا وہ قانون نافذ ہو گا جو (عام) مومنین پر نافذ ہے۔ اور انھیں مالِ فے اور مالِ غنیمت میں سے حصہ نہیں ملے گا‘ سوائے اس صورت کے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کریں۔ (لیکن) اگر وہ لوگ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ کی ادائیگی کا مطالبہ کر۔ اگر وہ (یہ مطالبہ) تسلیم کر لیں تو ان سے (جزیہ) منظور کر کے ہاتھ روک لے۔ اگر وہ (جزیہ

رَسُولِهِ. وَإِنْ حَاصَرْتَ حِصْناً فَأَرَادُوكَ أَنْ يَنْزِلُوا عَلٰى حُكْمِ اللهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللهِ. وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ. فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ فِيهِمْ حُكْمَ اللهِ أَمْ لَا».

دینے سے بھی) انکار کریں تو ان کے خلاف اللہ سے مدد کی دعا کر اور ان سے جنگ کر۔ اگر تو کسی قلعے کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے مطالبہ کریں کہ تو ان کے لیے اللہ کا اور اپنے نبی کا ذمہ دے (اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پر امن دے) تو انھیں اللہ کا ذمہ نہ دینا اور اپنے نبی کا ذمہ نہ دینا، بلکہ اپنا، اپنے باپ کا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دینا کیونکہ اگر تم اپنا اور اپنے باپوں کا وعدہ توڑ دو گے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑنے سے ہلکا گناہ ہوگا۔ اگر تو کسی قلعے کا محاصرہ کرے اور وہ اللہ کا فیصلہ قبول کرتے ہوئے (قلعے سے) دست بردار ہونے پر رضا مندی کا اظہار کریں تو انھیں اللہ کے فیصلے پر دست بردار ہونے کو مت کہہ بلکہ انھیں اپنا فیصلہ قبول کرنے (کا مطالبہ کرتے ہوئے اسی شرط) پر دست بردار ہونے کو کہہ کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ تو اللہ کے فیصلے کے مطابق (فیصلہ) کر سکے گا یا نہیں۔''

قَالَ عَلْقَمَةُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مُقَاتِلَ بْنَ حَيَّانَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ هَيْصَمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

حدیث کے راوی حضرت علقمہ بن مرثد کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان کو بیان کی تو انھوں نے کہا: مجھے مسلم بن ہیصم نے نعمان بن مقرن کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① امیر المومنین کو چاہیے کہ جہادی لشکر روانہ کرتے وقت ان سے خطاب کرے اور مناسب ہدایات دے۔ ② یوں تو تقوی اور اخلاص ہر عمل میں ضروری ہے لیکن جہاد میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں اللہ کے بندوں کی جانیں لی جاتی ہیں اور مال چھنتے ہیں۔ اگر دوسروں کے جان و مال میں تصرف اللہ کی رضا کے لیے نہ ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ ③ جہاد میں انسانوں کو قتل کرنا اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود لوگوں کو سچا دین قبول کرنے پر آمادہ کرنا یا اسے قبول کرنے والوں کی راہ سے رکاوٹیں دور کرنا ہے اس لیے اگر کافر اسلام قبول کر لے تو یہ بھی درست ہے کیونکہ اس طرح وہ دوسروں کو اسلام قبول کرنے سے روکنے کی طاقت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ④ ہجرت کرنے والے مسلمانوں اور ہجرت نہ

کرنے والے مسلمانوں میں بعض مسائل میں فرق ہے۔ ⑤ ہجرت غیر مسلموں کے علاقے سے مسلمانوں کی سلطنت کی طرف کی جاتی ہے۔ ⑥ مجاہدین غیر مسلموں کو امان دے سکتے ہیں۔ ⑦ امان دیتے وقت اپنی ذاتی ذمہ داری پر امان دینی چاہیے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پر امان ہے۔ ⑧ جنگ کے دوران میں دشمن کے قلعے کا محاصرہ کرنا درست ہے۔ ⑨ اگر محصورین مسلمانوں کے امیر لشکر کا فیصلہ قبول کرنے اور ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوں تو ان کا مطالبہ تسلیم کر کے ان کے ساتھ جنگی قیدی کی حیثیت سے مناسب معاملہ کرنا چاہیے۔ ⑩ حالات کے مطابق جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر یا بلا فدیہ رہا کرنا درست ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ طَاعَةِ الْإِمَامِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹-امام کی اطاعت

٢٨٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي، فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ. وَمَنْ عَصَانِي، فَقَدْ عَصَى اللهَ. وَمَنْ أَطَاعَ الْإِمَامَ، فَقَدْ أَطَاعَنِي. وَمَنْ عَصَى الْإِمَامَ، فَقَدْ عَصَانِي».

۲۸۵۹-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی' اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی' اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے امام کی اطاعت کی' اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امام کی نافرمانی کی' اس نے میری نافرمانی کی۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے حکم نہیں دیتے بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے احکام کو نافذ کرتے ہیں' یا اللہ کی اجازت سے انتظامی احکام جاری کرتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی حرام ہے کیونکہ یہ اصل میں اللہ کی نافرمانی ہے۔ ③ امام سے مراد مسلمانوں کا مرکزی حکمران' یعنی خلیفہ اور امیر المومنین بھی ہو سکتا ہے اور خلیفہ کا مقرر کردہ کوئی گورنر' جج' امیر لشکر وغیرہ بھی۔ رسول اللہ ﷺ مرکزی حکمران کی حیثیت سے ان عہدوں پر اہلیت رکھنے والے افراد کو فائز فرماتے تھے۔ ④ مسلمان حکمرانوں کے جو احکام صراحتاً شرعی احکام کے منافی ہوں انھیں تسلیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ خلیفہ یا اس کے مقرر کردہ افسر کو شرعی حکم کی طرف توجہ دلانی چاہیے تاکہ وہ اپنے حکم میں تبدیلی کر لے۔

٢٨٥٩_[صحيح] تقدم، ح: ٣ من حديث الأعمش به.

٢٨٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُوبِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَـى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ».

٢٨٦٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام کو حاکم بنا دیا جائے جس کا سر منقّے جیسا ہو۔''

٢٨٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَحْيَـى بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، مَا قَادَكُمْ بِكِتَابِ اللهِ».

٢٨٦١- حضرت ام حصین (بنت اسحاق) ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اگر تم پر ایک ناک کان کٹا حبشی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے تو اس کی بات سنو اور تسلیم کرو جب تک وہ تمھیں اللہ کی کتاب کے مطابق لے کر چلے۔''

٢٨٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى الرَّبَذَةِ، وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ. فَإِذَا عَبْدٌ يَؤُمُّهُمْ. فَقِيلَ: هٰذَا أَبُو ذَرٍّ. فَذَهَبَ يَتَأَخَّرُ. فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ.

٢٨٦٢- حضرت عبداللہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر ؓ ربذہ تشریف لائے تو نماز کی اقامت ہو چکی تھی اور ایک غلام ان کی امامت کرا رہا تھا۔ (اسے) کہا گیا: یہ ابوذر ؓ (آ گئے) ہیں۔ وہ پیچھے ہٹنے لگا (تاکہ ابوذر ؓ نماز پڑھائیں) تو حضرت ابوذر ؓ نے فرمایا: میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں سنوں اور مانوں اگرچہ (حاکم) ناک کان کٹا حبشی غلام ہی ہو۔

٢٨٦٠ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إمامة العبد والمولٰى، ح: ٦٩٣ عن محمد بن بشار به.

٢٨٦١ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٨ عن ابن أبي شيبة به.

٢٨٦٢ـ **[صحيح]** تقدم، ح: ١٢٥٦.

فوائد ومسائل: ① مسلمان حاکم کی اطاعت فرض ہے۔ ② اسلامی حکومت میں عہدہ اہلیت وقابلیت کی بنیاد پر دیا جاتا ہے، رنگ ونسل یا ظاہری حسن وجمال کی بنیاد پر نہیں۔ ③ حکمرانوں کا فرض ہے کہ اسلامی سلطنت کا نظم ونسق احکام شریعت کے مطابق چلائیں ورنہ خلاف شریعت حکم تسلیم کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے اور اسے بغاوت قرار نہیں دیا جائے گا۔ ④ عالم کا احترام کرنا چاہیے۔ ⑤ عالم کے احترام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کی موجودگی میں کم درجے کا عالم نماز نہ پڑھائے۔ ⑥ عالم کی اجازت سے کم درجے کا شخص بھی نماز پڑھا سکتا ہے۔ ⑦ حاکم اپنے عہدے کی بنا پر نماز کا امام بننے کا حق رکھتا ہے۔ ⑧ مسلمانوں میں اجتماعی ڈسپلن قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- اللہ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں

٢٨٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلَى بَعْثٍ، وَأَنَا فِيهِمْ. فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَأْسِ غَزَاتِهِ، أَوْكَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَيْشِ، فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ ابْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ. فَكُنْتُ فِيمَنْ غَزَا مَعَهُ. فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَاراً لِيَصْطَلُوا أَوْ لِيَصْطَنِعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ: أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ

۲۸۶۳- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علقمہ بن مجزز ؓ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ میں بھی اس میں شامل تھا۔ جب وہ (لشکر) غزوے کے مقام پر پہنچا یا ابھی راستے ہی میں تھا کہ فوج کے ایک حصے نے (دشمن پر حملہ کرنے میں پہل کرنے کے لیے آگے جانے کی) اجازت طلب کی۔ علقمہ ؓ نے انھیں اجازت دے دی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی ؓ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے ان (عبداللہ بن حذافہ ؓ) کے ساتھ مل کر جنگ کی۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے (دشمن سے آمنا سامنا نہیں ہوا تھا) کہ (اس دستے کے) لوگوں نے سردی سے بچاؤ کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے آگ جلائی۔ عبداللہ ؓ کچھ مزاحیہ طبیعت رکھتے تھے۔ انھوں نے (ساتھیوں سے) کہا: کیا میرا حکم سن کر اطاعت کرنا تم پر

٢٨٦٣_[إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٧ عن يزيد بن هارون به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح".

عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هٰذِهِ النَّارِ. فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوا. فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ، قَالَ: أَمْسِكُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ. فَإِنَّمَا كُنْتُ أَمْزَحُ مَعَكُمْ.

لازم نہیں؟ انھوں نے کہا: لازم ہے۔ فرمایا: میں تمھیں جو بھی حکم دوں کیا تم مانو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: میں تمھیں قطعی حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں چھلانگیں لگا دو۔ (یہ حکم سن کر) بعض افراد اٹھ کھڑے ہوئے اور چھلانگیں لگانے کو تیار ہو گئے۔ جب عبداللہ ؓ نے دیکھا کہ یہ لوگ (آگ میں) کودنے والے ہیں تو فرمایا: رک جاؤ‘ میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔

فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ، فَلَا تُطِيعُوهُ».

(حضرت ابوسعید ؓ نے فرمایا:) جب ہم واپس (مدینہ) آئے تو صحابہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان (امیروں) میں سے جو کوئی تمھیں اللہ کی نافرمانی کا حکم دے‘ اس کی اطاعت نہ کرو۔“

فوائد ومسائل: ① فوج کے عمومی کمانڈر کے علاوہ ماتحت افسر بھی مقرر کیے جا سکتے ہیں۔ ② کمانڈر کی اجازت سے فوج کا کوئی دستہ کسی خاص کارروائی کے لیے روانہ ہوسکتا ہے۔ ③ فوجی کارروائیوں میں کمانڈر کو اپنے ماتحت افسروں سے مشورہ کرنا اور اس کے مطابق کارروائی کرنا درست ہے۔ ④ مزاح اس حد تک درست ہے جس سے کسی کو جانی یا مالی نقصان نہ ہو اور کسی کی توہین بھی نہ ہو۔ ⑤ صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل میں جان تک دینے کو تیار رہتے تھے۔ جب انھوں نے محسوس کیا کہ اطاعت رسول کا تقاضا یہ ہے کہ آگ میں چھلانگ لگا دی جائے تو وہ فوراً تیار ہو گئے اگرچہ انھیں معلوم تھا کہ اس عمل کا کوئی دینی یا جہادی فائدہ نہیں۔ ⑥ اطاعت امیر غیر محدود نہیں‘ خلاف شریعت حکم کی تعمیل جائز نہیں۔

٢٨٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا

۲۸۶۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان آدمی پر (امیر کی) اطاعت فرض ہے‘ خواہ دل چاہے یا نہ چاہے‘ سوائے اس کے کہ کسی گناہ کا حکم دیا جائے۔ جب کسی

٢٨٦٤ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ح:١٨٣٩ من حديث الليث به.

عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ. إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ. فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ ماننا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نیک کام میں امیر کی اطاعت سے انکار نہیں کرنا چاہیے' خواہ وہ کام طبعی طور پر ناگوار محسوس ہو۔ ② ناجائز حکم کی تعمیل کرنا جائز نہیں۔

٢٨٦٥- **حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «سَيَلِي أُمُورَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُونَ مِنَ السُّنَّةِ وَيَعْمَلُونَ بِالْبِدْعَةِ، وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنْ أَدْرَكْتُهُمْ، كَيْفَ أَفْعَلُ؟ قَالَ: «تَسْأَلُنِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللهَ».

۲۸۶۵- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کچھ ایسے لوگ بھی تمھارے معاملات کے نگران (اور تمھارے حکمران) ہوں گے جو سنت کی روشنی کو بجھائیں گے' بدعت پر عمل پیرا ہوں گے' اور نماز کو (افضل) وقت سے دیر کر کے پڑھیں گے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر میں انھیں پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اے ام عبد کے بیٹے! مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا کرو گے؟ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے' اس کی کوئی اطاعت نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① سنت کو چھوڑ کر بدعتوں پر عمل کرنا گمراہی ہے۔ ② اگر حکومتی ارکان بدعتوں کی ترویج کریں تو رعایا کو اس میں تعاون نہیں کرنا چاہیے۔ علماء کو چاہیے کہ بدعت کی تردید کریں اور سنت سے روشناس کرائیں اور عوام کو چاہیے کہ بدعتوں سے بچتے ہوئے سنت پر عمل پیرا رہیں۔ ③ علمائے حق کا ہر دور میں یہی شیوہ

٢٨٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٩٩ من حديث ابن خثيم به.

رہا ہے کہ وہ حکومتی گمراہیوں کے مقابلے میں سنت پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت کرنے میں ثابت قدم رہتے ہیں اور ہر قسم کی سختیوں اور ترغیب و تحریص سے متاثر ہوئے بغیر حق کا اعلان کرتے ہیں، جیسے امام مالک ؒ نے جبری طلاق کے مسئلے میں اور امام احمد بن حنبل ؒ نے خلق قرآن کے مسئلے میں استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔

(المعجم ٤١) - **بَابُ الْبَيْعَةِ** (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- بیعت کا بیان

٢٨٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْأَثَرَةِ عَلَيْنَا. وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ. وَأَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا. لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۲۸۶۶- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہم (ہر حال میں) سنیں گے اور تعمیل کریں گے، مشکل میں بھی، آسانی میں بھی، دل کی آمادگی کی حالت میں بھی اور طبعی ناگواری کی حالت میں بھی، اور اس وقت بھی جب ہم پر (دوسروں کو) ترجیح دی جائے۔ اور حکومت کے معاملات میں ہم اہل حکومت سے کشمکش نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں گے سچ کہیں گے۔ اور اللہ (کی رضامندی کے کام) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فوائد و مسائل: ① امیر کی اطاعت ملک و سلطنت کے نظم و ضبط میں نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ ② زندگی میں کئی معاملات ایسے پیش آ سکتے ہیں جب ایک انسان امیر کی اطاعت سے جی چراتا اور اس کی حکم عدولی کی طرف مائل ہو سکتا ہے، مثلاً: (ا) مشکل حالات میں انسان قانون شکنی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ (ب) راحت کے موقع پر آرام چھوڑ کر مشکل حکم کی تعمیل کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ (ج) بعض اوقات کام ایسا ہوتا ہے جس کو طبیعت قدرتی طور پر ناپسند کرتی ہے۔ (د) بعض اوقات انسان خود کو ایک منصب کا اہل سمجھتا ہے یا کسی انعام کا مستحق سمجھتا ہے لیکن وہ منصب یا انعام کسی اور کو مل جاتا ہے اور انسان محسوس کرتا ہے کہ اس کی حق تلفی یا بے قدری ہوئی ہے، اس سے دل برداشتہ ہو کر وہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات یا اپنے فرائض میں دلچسپی کم کر دیتا ہے۔ حدیث میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایسے تمام مواقع پر اللہ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے اطاعتِ امیر میں سرگرم رہنا

٢٨٦٦- أخرجه البخاري، الأحكام، باب كيف يبايع الإمام الناس؟ ح: ٧١٩٩ من حديث يحيى، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح: ١٧٠٩ من حديث ابن إدريس به.

قربِ الٰہی اور بلندئ درجات کا باعث ہے۔ ③ حکمران بھی انسان ہوتے ہیں' ان سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں' لیکن یہ غلطیاں بغاوت کا جواز نہیں بنتیں کیونکہ بغاوت سے جو بد نظمی پیدا ہوتی ہے' اس کا نقصان غلط کار حکمران کی غلطیوں کے نقصان سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ ④ اطاعتِ امیر کا یہ مطلب نہیں کہ ہر صحیح اور غلط بات میں اس کی تائید کی جائے۔ اس کی غلطی کو واضح کرنا چاہیے لیکن مقصد مسلمانوں کا اجتماعی مفاد اور امیر سے خیر خواہی ہو' نہ کہ اس پر بے جا تنقید کر کے عوام کو اس کے خلاف ابھارنا اور ملک کے امن وامان کو تباہ کرنا۔ ⑤ جس کام پر ضمیر مطمئن ہو کہ یہ صحیح ہے اور وہ خلافِ شریعت بھی نہ ہو اور اس سے کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا خطرہ بھی نہ ہو' وہ کر لینا چاہیے اگرچہ لوگ اسے اپنے رسم ورواج یا مفاد کے خلاف سمجھ کر طعن وتشنیع کریں' تاہم تنقید کرنے والوں کو دلائل کے ساتھ سمجھانے اور قائل کرنے کی کوشش کرنا مستحسن ہے۔

٢٨٦٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ أَمَّا هُوَ إِلَيَّ، فَحَبِيبٌ. وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي، فَأَمِينٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ» فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا. فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ. فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً. وَتُقِيمُوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ. وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا، - وَأَسَرَّ كَلِمَةً خُفْيَةً -. وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئاً» قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ [إِيَّاهُ].

۲۸۶۷- حضرت ابو مسلم (عبداللہ بن ثوب خولانی) ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھے پیارے دیانتدار صحابی حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ نے حدیث سنائی۔ وہ مجھے پیارے تھے اور میری نظر میں دیانت دار تھے۔ انھوں نے فرمایا: ہم سات یا آٹھ یا نو افراد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کے رسول کی بیعت نہیں کرو گے؟'' ہم نے ہاتھ بڑھا دیے۔ ایک صاحب نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔ (اب) کس بات پر بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے' پانچوں نمازیں قائم کرو گے اور حکم سن کر مانو گے۔'' پھر آہستہ سے ایک بات فرمائی: ''اور لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے۔'' ابو مسلم ؒ نے فرمایا: میں نے ان میں سے ایک صاحب کو دیکھا کہ (سواری پر بیٹھے ہوئے) ان کا کوڑا (ہاتھ سے چھوٹ کر) گر پڑتا تھا تو

٢٨٦٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤٣ من حديث سعيد التنوخي به.

کسی کو یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ کوڑا پکڑا دیں۔ (خود سواری سے اتر کر اٹھا لیتے تھے۔)

فوائد و مسائل: ① حضرت ابو مسلم ؒ کی اپنے استاد کی تعریف کرنے سے سلف صالحین میں استاد کے احترام اور ان کی محبت کے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ طالب علم کا اپنے استاد سے تعلق ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ② بیعتِ اسلام یا بیعتِ خلافت کے علاوہ کسی نیک کام کے التزام یا گناہ سے اجتناب کے لیے بھی کسی نیک عالم کے ہاتھ پر بیعت کی جا سکتی ہے۔ اس بیعت کی حیثیت محض ایک وعدے کی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وعدہ کرنے والے کے لیے نیکی پر قائم رہنے یا گناہ سے بچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ③ مروجہ خانقاہی نظام میں بہت سی غیر شرعی اشیاء شامل ہو چکی ہیں۔ اس بیعت سے اس مکمل نظام کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ④ خودداری ایک مطلوب اسلامی وصف ہے۔

٢٨٦٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَتَّابٍ، مَوْلَى هُرْمُزَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ. فَقَالَ: «فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ».

۲۸۶۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے سمع و طاعت (حکم کو توجہ سے سن کر پوری طرح اطاعت کرنے) پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے جس قدر ممکن ہو۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا ہر قول و فعل شریعت ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی سمع و طاعت اسلام کی بنیاد ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا: ”جس قدر تم سے ہو سکے۔“ آپ کی شفقت کا اظہار ہے۔ مقصد یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی حکم کسی صحابی کے لیے پورا کرنا مشکل ہو اور وہ مشقت اٹھا کر اسے پورا کرنے کی کوشش کرے، اور اگر نہ کر سکے تو وعدے کی خلاف ورزی شمار ہو۔ ③ قائد کو اپنے ساتھیوں کی مشکلات کا احساس کرنا چاہیے اور ہر شخص سے وہی کام لینا چاہیے جس کو انجام دینے کی وہ صلاحیت رکھتا ہو۔

٢٨٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى

۲۸۶۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک غلام نے حاضر ہو کر نبی ﷺ سے ہجرت کی بیعت کر لی۔ نبی ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ وہ غلام ہے۔

٢٨٦٨ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٠، أطراف المسند: ١/ ٤٤٤ عن وكيع به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٠٨٣ عن شعبة به.

٢٨٦٩ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان، من جنسه، متفاضلاً، ح: ١٦٠٢ عن ابن رمح به.

الْهِجْرَةِ. وَلَمْ يَشْعُرِ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ. فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ. ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ؟

(بعد میں) اس کا آقا اسے لینے آ گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ (غلام) میرے ہاتھ فروخت کر دو۔'' چنانچہ آپ نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض اسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپ یہ پوچھے بغیر کسی سے بیعت نہیں لیتے تھے کہ کیا وہ غلام ہے؟

فوائد و مسائل: ① غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ہجرت نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح آقا اس سے خدمت لینے کے حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ② غلاموں اور مویشیوں کی خرید و فروخت تعداد میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلے کی صورت میں جائز ہے' مثلاً: ایک عمدہ بھیڑ کے بدلے میں دو ادنیٰ قسم کی بھیڑیں یا دو میمنے لینا یا دینا جائز ہے جب کہ زرعی اشیاء کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ درست نہیں' مثلاً: ایک من عمدہ گندم کا ڈیڑھ من ہلکی قسم کی گندم سے تبادلہ درست نہیں۔ (دیکھیے: سنن ابن ماجہ' حدیث: ۲۲۵۶) ③ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- بیعت پر قائم رہنا

٢٨٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ. وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ. وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، لَا يُبَايِعُهُ

۲۸۷۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا' نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا' نہ انھیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (ایک) وہ آدمی جو بیابان میں اپنی ضرورت سے زائد پانی پر (قابض) ہے' مسافر کو نہیں لینے دیتا۔ (دوسرا) وہ آدمی جس نے عصر کے بعد کسی آدمی کو کوئی چیز بیچی' (بھاؤ طے کرتے وقت) اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ چیز اتنے کی لی تھی' گاہک نے اسے سچا سمجھ لیا' حالانکہ وہ سچا نہ تھا۔ (تیسرا) وہ آدمی جس نے کسی امام (خلیفہ یا اس کے

٢٨٧٠_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٠٧.

إِلَّا لِدُنْيَا. فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ».

نائب) کی بیعت کی اور بیعت صرف دنیا کے (حصول کے) لیے کی' اگر اس (امام) نے دنیا کا کچھ مال دے دیا تو وہ وفادار رہا اور اگر اسے کچھ نہ دیا تو اس نے بھی وفا نہ کی۔''

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ فوائد کے لیے ملاحظہ فرمائیے' حدیث: ٢٢٠٧

٢٨٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ. وَأَنَّهُ لَيْسَ كَائِنٌ بَعْدِي نَبِيٌّ فِيكُمْ» قَالُوا: فَمَا يَكُونُ؟ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «تَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوا» قَالُوا: فَكَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: «أَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ. أَدُّوا الَّذِي عَلَيْكُمْ فَسَيَسْأَلُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الَّذِي عَلَيْهِمْ».

٢٨٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے (انتظامی' معاشرتی' دینی اور دنیاوی) امور کی دیکھ بھال ان کے انبیائے کرام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا۔ (لیکن) میرے بعد تمھارے اندر کوئی نبی آنے والا نہیں۔'' صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر (ان معاملات کا) کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''خلفاء ہوں گے' اور بہت زیادہ ہوں گے۔'' انھوں نے عرض کیا: پھر ہم کیا کریں؟ فرمایا: ''پہلے خلیفہ کی بیعت پر قائم رہو' پھر اس کے بعد جو (بیعت کے لحاظ سے) پہلا ہو۔ تم پر جو فرائض ہیں ادا کرو' ان کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① سیاست کا مطلب ہے: ''کسی چیز (جانور وغیرہ) یا افراد سے متعلق وہ کام انجام دینا جس میں ان کے حالات کی اصلاح (اور ان کی ضروریات کی تکمیل) ہو۔'' (نہایۂ ابن اثیر) ② قوم کے اجتماعی معاملات کی اصلاح اور دیکھ بھال' اسلامی سلطنت کا انتظام، رعیت کی رہنمائی بنیادی طور پر انبیاء کا فریضہ ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں' اس لیے اب یہ منصب علمائے کرام کا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ملک کا انتظام کریں اور عوام کی رہنمائی کریں۔ ④ علمائے کرام کا یہ کام نہیں کہ عوام کے جذبات

٢٨٧١_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٥٥ من حديث فرات القزاز به، ومسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، ح: ١٨٤٢ عن ابن أبي شيبة به.

واحساسات کے مطابق کام کریں بلکہ ان کا اصل فریضہ یہ ہے کہ ان کے جذبات کو صحیح رخ پر ڈال کر ان کے تعاون سے معاشرے کی اصلاح اور دین کی سربلندی کا مقصد حاصل کریں۔ ⑤ ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرا خلیفہ بنانا درست نہیں۔ پہلے کی وفات کے بعد دوسرا شخص خلیفہ مقرر کیا جائے گا اور اس کی بیعت کی جائے گی۔ ⑥ شرعی امیر کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں۔ ⑦ اگر امیر سے اس کے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہو تو یہ اس بات کا جواز نہیں کہ رعیت بھی اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کرنے لگے۔

٢٨٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا [ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ]، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ».

۲۸۷۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں کی عہد شکنی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① شرعی حکمران اور خلیفہ کی بیعت کرنے کے بعد اسے توڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ② قیامت کے دن ایسے مجرم کی بہت زیادہ بدنامی اور رسوائی ہوگی۔ ③ جھنڈا دور سے نظر آ جانے والی چیز ہے' اس لیے شرعی خلیفہ کے باغی کی بہت زیادہ تشہیر ہوگی۔ دور سے دیکھ کر لوگ کہیں گے: یہ شخص غدار تھا۔ یہ جھنڈا اس کی غداری کا اعلان ہے۔ ④ بعض گناہوں کی سزا جہنم میں جانے سے پہلے محشر کے میدان ہی میں مل جائے گی۔

٢٨٧٣- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۲۸۷۳- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے اس کی عہد شکنی کے مطابق جھنڈا نصب کیا جائے گا۔“

٢٨٧٢ـ أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب إثم الغادر للبر والفاجر، ح: ٣١٨٦ من حديث أبي الوليد، ومسلم، الجهاد والسير، باب تحريم الغدر، ح: ١٧٣٦ عن ابن بشار من حديث شعبة به.

٢٨٧٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ما أخبر النبي ﷺ أصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، ح: ٢١٩١ عن عمران بن موسٰى به مطولاً، وقال: "حسن صحيح"، وضعفه البوصيري لضعف علي بن زيد بن جدعان تقدم، ح: ١١٦، ولكن تابعه المستمر بن الريان وغيره عند مسلم، ح: ١٧٣٨ وغيره.

ﷺ: «أَلَا إِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ».

(المعجم ٤٣) - بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

(التحفة ٤٣)

باب:۴۳-عورتوں سے بیعت لینا

٢٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَيْمَةَ بِنْتَ رُقَيْقَةَ تَقُولُ: جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ. فَقَالَ لَنَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ. إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ».

۲۸۷۴- حضرت امیمہ بنت رقیقہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں کچھ خواتین کے ساتھ بیعت کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جن کاموں کی تمھیں استطاعت اور طاقت ہو (ان میں میرے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت امیمہ ؓ ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کی بھانجی تھیں۔ ان کی والدہ رقیقہ بنت خویلد ام المومنین خدیجہ بنت خویلد کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت امیمہ کے والد کا نام عبداللہ بن بجاد تیمی تھا۔ (دیکھیے: تقریب التہذیب:۸۶۳۴) ② بیعت عورتوں سے بھی لی جا سکتی ہے۔ ③ مرد کے لیے غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ ④ عورتوں سے بیعت میں پردے کے شرعی احکام کی پابندی لازمی ہے۔

٢٨٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: [قَالَ]: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ، إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُمْتَحَنَّ

۲۸۷۵- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مومن عورتیں جب ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کے مطابق ان سے اقرار لیتے تھے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ......﴾ حضرت عائشہ ؓ نے

فائدة: حديث الترمذي بطوله لم يصح عندي كما حققته في تخريج النهاية في الفتن والملاحم، ح: ٣٨.

٢٨٧٤ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في بيعة النساء، ح: ١٥٩٧ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٤، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٨٢ عن ابن المنكدر به.

٢٨٧٥ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب: إذا أسلمت المشركة أو النصرانية تحت الذمي أو الحربي، ح: ٥٢٨٨ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الإمارة، باب كيفية بيعة النساء، ح: ١٨٦٦ عن ابن السرح به.

بِقَوْلِ اللهِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ [الممتحنة: ١٢] إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَا مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ. فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ» لَا. وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ. غَيْرَ أَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ.

فرمایا: جس مومن عورت نے ان چیزوں کا اقرار کرلیا‘ اس نے آزمائش (میں پورا اترنے) کا اقرار (اور وعدہ) کرلیا۔ جب عورتیں زبان سے بول کر ان کا اقرار کر لیتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ انھیں فرماتے: ’’جاؤ‘ میں نے تم سے بیعت لے لی۔‘‘ قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی (اجنبی) عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا بلکہ آپ زبانی طور پر ان سے بیعت لیتے تھے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا مَا أَمَرَهُ اللهُ. وَلَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَفَّ امْرَأَةٍ [قَطُّ]. وَكَانَ يَقُولُ لَهُنَّ، إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ: «قَدْ بَايَعْتُكُنَّ»، كَلَامًا.

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے صرف وہی عہد لیا جس کا اللہ نے حکم دیا تھا۔ آپ کی ہتھیلی کبھی کسی (غیر محرم) عورت کی ہتھیلی سے نہیں چھوئی۔ رسول اللہ ﷺ جب عورتوں سے عہد لیتے تو انھیں زبان سے فرماتے: ’’میں نے تم سے بیعت لے لی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مذکور آیت کے مکمل الفاظ اس طرح ہیں: ﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ’’اے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی‘ چوری نہ کریں گی‘ بدکاری نہ کریں گی‘ اپنی اولاد کو مار نہ ڈالیں گی‘ کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں آپ کی حکم عدولی نہ کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے دعائے مغفرت کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘ ② آپ عورتوں سے یہ عہد بھی لیتے تھے کہ وہ نوحہ وغیرہ نہیں کریں گی۔ سنن ابوداود کی روایت میں ہے کہ ایک صحابیہ ؓ نے کہا: جس نیکی کے بارے میں ہم سے وعدہ لیا

گیا تھا کہ ہم اس میں نبی ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی اس میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم چہرہ (نوچ کر) زخمی نہ کریں، واویلا (اور بین) نہ کریں، گریبان چاک نہ کریں اور بال نہ بکھیریں۔ (سنن أبي داود، الجنائز، باب النوح، حديث:٣١٣١)

(المعجم ٤٤) - **بَابُ السَّبَقِ وَالرِّهَانِ** (التحفة ٤٤)

باب:۴۴- گھوڑ دوڑ کی انعامی رقم کا بیان

٢٨٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْخَلَ فَرَساً بَيْنَ فَرَسَيْنِ، وَهُوَ لَا يَأْمَنُ أَنْ يَسْبِقَ، فَلَيْسَ بِقِمَارٍ. وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَساً بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ يَأْمَنُ أَنْ يَسْبِقَ، فَهُوَ قِمَارٌ».

۲۸۷۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو گھوڑوں (کی دوڑ) میں گھوڑا شامل کیا اور اس کو یقین نہیں کہ وہ آگے بڑھ جائے گا تو یہ (عمل) جوا نہیں۔ اور جس نے دو گھوڑوں میں گھوڑا شامل کیا اور اسے یقین ہے کہ وہ آگے بڑھ جائے گا تو یہ جوا ہے۔“

٢٨٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ضَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْخَيْلَ. فَكَانَ يُرْسِلُ الَّتِي ضُمِّرَتْ، مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ. وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ، مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ.

۲۸۷۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کی تضمیر کی۔ آپ تضمیر شدہ گھوڑوں کو حفیاء سے ثنیة الوداع تک دوڑاتے تھے۔ اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کو ثنیة الوداع سے مسجد بنی زریق تک۔

فوائد ومسائل: ① تضمیر سے مراد گھوڑوں کی ایک خاص انداز سے تربیت کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے ہیں، پھر اس کا چارہ کم کر دیتے ہیں اور اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر

٢٨٧٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في المحلل، ح: ٢٥٧٩ من حديث سفيان به ٭ سفيان بن حسين عن الزهري ضعيف كما في التهذيب وغيره، وهٰذا جرح مفسر مقدم على التعديل، نعم أنه ثقة في غير الزهري كما هو المقرر في الأصول، وتابعه سعيد بن بشير وهو ضعيف (تقريب) عن الزهري به، أبوداود، ح: ٢٥٨٠.

٢٨٧٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ من حديث ابن نمير به.

دیتے ہیں۔ اسے وہاں پسینہ آتا ہے اور وہیں خشک ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی قوت برداشت زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ بغیر تھکے زیادہ دوڑ سکتا ہے۔ ② [حفياء] اور [ثنية الوداع] دو جگہوں کے نام ہیں جن کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔ ③ [ثنية الوداع] سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصلہ ہے۔ ④ دوڑ کے مقابلے میں مناسب فاصلے کا تعین ہونا چاہیے۔ ⑤ بنی زریق ایک قبیلے کا نام ہے۔ وہ لوگ اس مسجد کے قریب رہتے اور اس میں نماز پڑھتے تھے، لہٰذا مسجد کو کسی قبیلے یا گروہ کی طرف پہچان کے لیے منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ سب مسجدیں اللہ ہی کی ہوتی ہیں۔

٢٨٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ مَوْلَى بَنِي لَيْثٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا سَبْقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ».

٢٨٧٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوڑ صرف اونٹ گھوڑے کی ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [حافر] اس کھر کو کہتے ہیں جو آگے سے دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوتا، جیسے گھوڑے، گدھے یا خچر کا کھر ہوتا ہے۔ یہاں مراد وہ جانور ہیں جن کا اس طرح کا کھر ہوتا ہے۔ ② گھوڑے جہاد میں استعمال ہوتے ہیں، اس لیے ان کی تربیت اور دیکھ بھال کی ترغیب کے لیے ان کی دوڑ کے مقابلے کرائے جا سکتے ہیں۔ دوسری احادیث سے پیدل دوڑ، تیر اندازی اور کشتی کے مقابلوں کا ثبوت بھی ملتا ہے، لہٰذا ہر اس کھیل کی حوصلہ افزائی کرنے کا جواز ہے جس سے جہاد میں مدد ملے۔ دوسرے کھیلوں میں حصہ لینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا وقت، دولت اور صلاحیتوں کا ضیاع ہے، اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں اور علم و تعلیم میں مسابقت شرعاً مستحسن ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ٤٢٠٨) اس لیے تعلیمی اداروں میں حفظ قرآن، تجوید، حفظ حدیث، حسن قراءت، نعتِ رسول اور مختلف دینی موضوعات پر تقریر و تحریر کے مقابلے منعقد کرانا اور ان میں سبقت حاصل کرنے والوں کو انعام دینا درست ہے کیونکہ اس سے دینی علوم کے حصول کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور یہ ایک قسم کا علمی جہاد ہے۔

٢٨٧٨- **[صحيح]** أخرجه النسائي، الخيل والسبق والرمي، باب السبق، ح: ٣٦١٩ من حديث محمد بن عمرو به • أبوالحكم مستور الحال، وتابعه نافع بن أبي نافع (أبوداود، ح: ٢٥٧٤)، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٠٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٨، وللحديث طرق أخرٰى.

(المعجم ٤٥) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے کی ممانعت کا بیان

٢٨٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَأَبُو عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

۲۸۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا' اس خطرے سے کہ وہ دشمن کے ہاتھ میں آ جائے گا۔

٢٨٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

۲۸۸۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرماتے تھے' اس خطرے سے کہ وہ دشمن کے ہاتھ آ جائے گا۔

فوائد و مسائل: ① دارالحرب میں قرآن مجید اور مقدس کتابیں لے جائیں تو ان کی حفاظت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے ورنہ ایسے موقع پر قرآن مجید ساتھ نہ لے جائیں۔ ② مسلمان کو قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور یاد ہونا چاہیے تاکہ خاص حالات میں تلاوت سے محروم نہ رہے۔ ③ غیر مسلموں کے جن علاقوں میں ایسا خطرہ نہ ہو' وہاں قرآن مجید لے جانا چاہیے تاکہ تلاوت کی جا سکے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کی جا سکے۔ ④ جس غیر مسلم سے یہ خطرہ نہ ہو کہ قرآن مجید اور احادیث کی بے حرمتی کرے گا' اسے ایسی کتابیں دینے میں حرج نہیں جن میں آیات و احادیث لکھی ہوئی ہوں تاکہ وہ اسلام سے متعارف ہو اور اسے ہدایت نصیب ہو جائے۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ قِسْمَةِ الْخُمُسِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- خمس کی تقسیم

٢٨٨١- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى:

۲۸۸۱- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے

٢٨٧٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب كراهية السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، ح: ٢٩٩٠، ومسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار . . . الخ، ح: ١٨٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٤٦.

٢٨٨٠ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار إذا خيف وقوعه بأيديهم، ح: ١٨٦٩ عن محمد بن رمح به.

٢٨٨١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس به.

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُكَلِّمَانِهِ فِيمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. فَقَالَا: قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. وَقَرَابَتُنَا وَاحِدَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَرٰى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ شَيْئاً وَاحِداً».

کہ وہ اور حضرت عثمان ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خیبر کے خُمس میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ملنے والے حصے کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ ان دونوں نے کہا: آپ نے ہمارے بھائیوں (یعنی) بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ عطا فرمایا (اور ہم بنو عبدشمس کو نہیں دیا) حالانکہ ہماری قرابت ایک ہی (درجے کی) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ایک ہی چیز سمجھتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① مال غنیمت کے پانچ حصوں میں سے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ایک حصہ بیت المال کا ہوتا ہے۔ بیت المال کا یہ حصہ (خُمس) جہاں مفاد عامہ کے معاملات پر خرچ کیا جاتا ہے وہاں اس میں سے ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کا ہے جنھیں زکاۃ اور صدقات لینا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (الانفال۸:۴۱) ”جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو‘ اس میں پانچواں حصہ اللہ کا‘ رسول کا‘ (رسول کے) قرابت داروں کا‘ یتیموں کا‘ مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔“ ② ہاشم‘ مطلب‘ عبدشمس اور نوفل سب عبدمناف کے بیٹے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا حصہ صرف ہاشم اور مطلب کی اولاد کو ملتا ہے۔ انھی پر زکاۃ حرام ہے۔ عبدشمس اور نوفل کی اولاد اس حکم میں شامل نہیں۔ ③ حضرت جبیر بن مطعم ؓ نوفل کی اولاد میں سے تھے اور حضرت عثمان ؓ عبدشمس کی اولاد میں سے تھے۔ انھیں خُمس میں سے حصہ نہیں ملا۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ایک ہونے کی مختلف انداز سے وضاحت کی گئی ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنو مطلب نے اسلام سے پہلے بھی بنو ہاشم کا ساتھ دیا تھا۔ اور نبی ﷺ کی بعثت کے بعد جب سب لوگوں نے نبی ﷺ کے قبیلے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کیا‘ اس وقت بھی بنو مطلب نے بنو ہاشم کا ساتھ دیا تھا اور شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کے ساتھ رہے اور تکلیفیں برداشت کیں۔ جب کہ بنو نوفل اور بنو عبدشمس نے بائیکاٹ کرنے والوں کا ساتھ دیا‘ اس لیے ان کا بائیکاٹ نہیں کیا گیا‘ چنانچہ خمس کے استحقاق میں بھی بنو ہاشم اور بنو مطلب کو برابر رکھا گیا ہے۔ واللہ أعلم۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حج کی لغوی و اصطلاحی تعریف، مشروعیت اور اہمیت وفضیلت

✵ **لغوی معنی:** لغت میں حج کے معنی ''قصد کرنا'' ہیں جبکہ امام نحو خلیل فرماتے ہیں: ''حج کے معنی ہیں: جس کی آپ تعظیم کرتے ہوں اس کا بکثرت قصد کرنا۔'' امام جوہری کہتے ہیں: ''پھر بعد میں حج سے مراد عبادت کے لیے مکہ مکرمہ کا قصد کرنا معروف ہو گیا۔''

✵ **اصطلاحی تعریف:** فقہائے کرام نے حج کی تعریف کچھ اس طرح سے کی ہے:

[هُوَ قَصْدُ مَوْضِعٍ مَّخْصُوصٍ وَهُوَالْبَيْتُ، بِصِفَةٍ مَّخْصُوصَةٍ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ بِشَرَائِطَ مَخْصُوصَةٍ] ''حج مخصوص شرائط کے ساتھ، خاص وقت میں، مخصوص حالت کے ساتھ بیت اللہ کا قصد کرنے کا نام ہے۔''

✵ **مشروعیتِ حج:** اللہ تعالیٰ نے صاحبِ استطاعت مسلمانوں پر اپنے گھر حاضر ہونا اور عبادت کرنا فرض قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (آلِ عمران ۳:۹۷) ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔''

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کا ایک اہم رکن بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

[بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ] (صحيح البخاري، الإيمان، باب: دعائكم إيمانكم......، حديث : ٨)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

مشروعیت حج کی حکمت جاننے کے لیے علمائے کرام نے عقلاً کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات بیان فرمائے ہیں:

① **حصولِ عجز وانکسار:** اللہ تعالیٰ نے انسانی نفوس کو اپنے ذکر پر ابھارنے اور اپنی عظمت کے سامنے عاجز بنانے کے لیے کچھ عرصے کے لیے ان کو گھروں سے نکال کر ایک مخصوص جگہ پر جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر کو دیکھ کر اور اس کی مقررہ حدود کے اندر ٹھہر کر ان کے دلوں میں اپنے رب کی عظمت وجلال کا اضافہ ہوتا ہے۔

② **قیامت کی یاد دہانی:** جس طرح لاکھوں مسلمان اپنے گھروں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں جمع ہوتے ہیں اسی طرح روزِ قیامت ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر اپنے اعمال کے جوابدہ ہوں گے۔ اس طرح حج انھیں آخرت کی یاد دہانی کراتا ہے۔

③ **رحمتِ الٰہی کا حصول:** جب لاکھوں لوگ یک رنگ اور یک زبان ہو کر اپنے رب کے سامنے گریہ زاری کرتے ہیں تو انھیں رحمتِ ربانی حاصل ہوتی ہے۔

④ **سابقہ امتوں کی رہبانیت کے ثواب کا حصول:** حاجی ہزاروں میل کا سفر کر کے وطن، اہل خانہ اور اقرباء کو چھوڑ کر اللہ کے حکم پر مکہ مکرمہ پہنچتا ہے۔ اس طرح اسے عظیم ثواب حاصل ہوتا ہے۔

⑤ **انسانیت کے لیے رحمت وشفقت کے جذبات کا پیدا ہونا:** اتنے بڑے ہجوم میں لوگوں کے ساتھ چند دن گزارنا انتہائی صبر آزما ہوتا ہے۔ اس طرح دوسروں کی ایذا پر صبر کر کے دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی تعلیم ملتی ہے جس سے باہمی مودّت ومحبت پیدا ہوتی ہے۔

✸ **حج کی فضیلت واہمیت:** حج ایک بابرکت عبادت ہے جس سے نہ صرف گزشتہ تمام گناہ معاف

ہوجاتے ہیں بلکہ جنت کا حصول آسان ہوجاتا ہے۔ پے در پے حج وعمرہ محتاجی اور فقر کا شافی علاج بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مبارکہ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہوجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: [اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ] (صحيح البخاري، العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، حديث:۱۷۷۳) ’’عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو موجودہ اور گزشتہ عمرے کے درمیان سرزد ہوئے ہوں اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔‘‘ نیز فرمایا: [مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ] (صحيح البخاري، الحج، باب فضل الحج المبرور، حديث:۱۵۲۱) ’’جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس دوران میں کوئی بے ہودہ بات یا گناہ نہ کیا تو وہ حج کر کے اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) لوٹے گا جس طرح اس کی ماں نے اسے (گناہوں سے پاک) جنا تھا۔‘‘

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا یہ فرمان مبارک نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ’’پے در پے حج اور عمرہ کرو، بے شک یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔‘‘ (سنن ابن ماجه، حديث:۲۸۸۷)

سرکار دو عالم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صاحبِ استطاعت مسلمان کے حج نہ کرنے پر سخت ناراض دکھائی دیتے ہیں، فرماتے ہیں: ’’میں نے ارادہ کیا کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں میں بھیجوں وہ تحقیق کریں کہ جن لوگوں نے طاقت ہونے کے باوجود حج نہیں کیا ان پر جزیہ مقرر کر دیں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔‘‘ (نيل الأوطار، كتاب المناسك، باب وجوب الحج على الفور:۴/۳۱۷)

✱ **حج کی اقسام:** حج کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

① **حجِ تَمَتُّع:** وہ حج جس میں حاجی عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں آتا ہے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیتا ہے، پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر مناسک حج ادا کرتا ہے۔

② **حجِ اِفراد:** میقات سے صرف حج کا احرام باندھنا اور پھر مناسک حج کی ادائیگی تک احرام ہی میں رہنا۔ اس میں قربانی کرنا ضروری نہیں ہوتا۔

③ **حج قِرَان:** وہ حج جس میں حاجی عمرے اور حج کی نیت سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچتا ہے۔ اس میں عمرے کی سعی کر کے حجامت نہیں کروائی جاتی بلکہ مناسک حج تک احرام کی پابندیاں باقی رہتی ہیں۔ ایسا حج کرنے والوں کے لیے قربانی ساتھ لے کر جانا مسنون ہے۔ ان کے لیے قربانی کرنا واجب ہے۔

✵ **میقاتِ حج:** رسولِ اکرم ﷺ نے حج کے لیے مندرجہ ذیل میقات مقرر کیے:

① **ذو الحُلَيفَه:** اہل مدینہ اور ان کے راستے سے آنے والوں کے لیے ہے، اسے آج کل آبار علی کہتے ہیں۔ یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

② **اَلجُحفَه:** شام، مصر، ترکی، یورپ اور امریکہ والوں کے لیے ہے۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی رابغ نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مغرب میں 187 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

③ **قَرنُ المَنَازِل:** اہل نجد اور عرفات وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات۔ اسے آج کل اَلسَّیل کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے 94 کلومیٹر دور ہے۔

④ **ذاتُ العِرق:** عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی الضریبہ نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں جسے خریبات بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مشرق میں 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

⑤ **يَلَمْلَم:** بیت اللہ کے جنوب میں ایک مقام ہے جو یمن، چین، بنگلہ دیش، افغانستان، بھارت اور پاکستان وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے 92 کلومیٹر پر واقع ہے۔ اسے آج کل السعدیہ کہتے ہیں۔

◆

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٥) أَبْوَابُ الْمَنَاسِكِ (التحفة ١٧)

حج وعمرہ کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْحَجِّ (التحفة ١)

باب:١- حج کے لیے روانگی کا بیان

٢٨٨٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَأَبُومُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ. يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. فَإِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ، فَلْيُعَجِّلِ الرُّجُوعَ إِلٰى أَهْلِهِ».

٢٨٨٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ آدمی کو نیند سے اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے اس لیے جب کوئی اپنے سفر سے مقصود کام پورا کر لے تو اسے چاہیے کہ جلدی گھر لوٹ آئے۔“

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ

٢٨٨٢-(م) امام ابن ماجہ ؒ نے یعقوب بن حمید بن کاسب کے واسطے سے یہ روایت نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

٢٨٨٢ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب: السفر قطعة من العذاب، ح: ١٨٠٤، ٣٠٠١، ٥٤٢٩، ومسلم، الإمارة، باب السفر قطعة من العذاب ... الخ، ح: ١٩٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٩٨٠.

٢٨٨٢ـ م ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ١/ ٤٢٨، ح: ٧٦٧ عن أحمد بن كثير أبي أيوب الطيالسي قال حدثنا محمد بن جعفر الوركاني قال حدثنا مالك بن أنس عن سهيل به ... الخ.

النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

فوائد ومسائل: ① سفر میں کئی طرح کی تکلیف اور مشقت ہوتی ہے جب کہ گھر کی راحت اور آرام اللہ کا احسان ہے، اس لیے کسی معقول سبب کے بغیر خواہ مخواہ ادھر ادھر گھومنا مناسب نہیں۔ ② محض تفریح کے طور پر طویل سفر کرنا ایک فضول مشغلہ ہے جو وقت اور دولت کا ضیاع ہے، خاص طور پر غیر مسلم ممالک میں، جہاں جاہلی تہذیب تمام قباحتوں کے ساتھ پوری قوت سے اثر انداز ہوتی ہے۔ بلاضرورت وہاں کا سفر کر کے اپنے ایمان اور عفت کو خطرے میں ڈالنا محض حماقت ہے۔ ③ شرعی طور پر جائز مقاصد کے لیے سفر کرنا جائز ہی نہیں مستحسن بھی ہے بلکہ بعض اوقات فرض بھی ہو جاتا ہے، مثلاً: فرض حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے، یا ایسے علم کے حصول کے لیے جو وطن میں دست یاب نہیں۔ اس کے علاوہ کسی بھی جائز مقصد کے لیے سفر کرنا درست ہے، مثلاً: مسجد حرام، مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے، اسی طرح کسی نیک آدمی یا رشتے داروں اور دوستوں سے ملاقات کے لیے اور تجارت وملازمت وغیرہ کے لیے۔

٢٨٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو إِسْرَائِيلَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ أَوْ أَحَدِهِمَا عَنِ الْآخَرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيضُ، وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ، وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ».

٢٨٨٣- حضرت عبداللہ بن عباس یا حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ جلدی کرے کیونکہ ممکن ہے آدمی بیمار ہو جائے، یا اس کی سواری گم ہو جائے یا کوئی اور ضرورت پیش آ جائے۔ (جس کی وجہ سے وہ حج نہ کر سکے)۔''

فوائد ومسائل: ① نیکی کا موقع ملے تو اسے جلد انجام دے لینا بہتر ہے، ممکن ہے یہ موقع نکل جانے کے بعد دوبارہ موقع نہ ملے۔ ② حج سال میں ایک ہی بار خاص ایام میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر طاقت ہونے کے باوجود اگلے سال پر چھوڑ دیا جائے تو ممکن ہے اگلے سال جانا ممکن نہ ہو۔ یا شاید زندگی میں اگلا حج نہ آئے اور اگر آئے تو آدمی کو استطاعت نہ ہو۔

٢٨٨٣- [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤، ٣٥٥ عن وكيع به * أبوإسرائيل الملائي ضعيف كما في الكاشف للذهبي: ١/ ٧٦ وغيره، وله طرق أخرى عند أبي داود، ح: ١٧٣٢، وأحمد: ١/ ٢٢٥ وغيرهما، وسند أحمد حسن، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤٨، قلت: أبوصفوان حسن الحديث على الراجح.

(المعجم ٢) - بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ (التحفة ٢)

٢٨٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ ابْنُ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ٩٧] قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ الْحَجُّ فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ. ثُمَّ قَالُوا: [أَ] فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَقَالَ: «لَا. وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ. لَوَجَبَتْ». فَنَزَلَتْ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ١٠١].

باب:۲-حج کی فرضیت

۲۸۸۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں' اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔'' تو صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ انھوں نے پھر کہا: کیا ہر سال؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال ادا کرنا) فرض ہو جاتا۔'' تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① حج صرف اس شخص پر فرض ہے جو طاقت رکھتا ہو' یعنی گھر سے روانہ ہونے سے لے کر واپسی تک کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو۔ اس میں کھانے پینے کے اخراجات بھی شامل ہیں اور سواری کا خرچ' یعنی کرایہ وغیرہ بھی۔ ② نبی اکرم ﷺ اپنی مرضی سے کسی کام کو فرض یا حرام قرار نہیں دیتے تھے' تاہم صحابۂ کرام ؓ کا سوال کرنا ان کے شوق عبادت کو ظاہر کرتا ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کو صحابہ کی کسی نیکی سے محبت اور اس کا شوق اس قدر پسند آ جائے کہ اس کا حکم نازل ہو جائے' اس لیے صحابۂ کرام ؓ کو زیادہ سوالات سے منع فرما دیا گیا تھا تاکہ کوئی ایسا حکم نازل نہ ہو جائے جو بعد والوں کے لیے مشقت کا باعث ہو۔ ③ اسلامی شریعت کے احکام آسان اور قابل عمل ہیں' لہٰذا ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا محرومی کا باعث ہے۔ ④ حج زندگی میں ایک ہی بار ادا کرنا فرض ہے۔ دوسرا حج نفل ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے بالغ ہونے سے پہلے یا غلامی کی حالت

٢٨٨٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كم فرض الحج، ح: ٨١٤، ٣٠٥٥ من حديث منصور به، وقال: "حسن غريب" * عبدالأعلٰى تقدم، ح: ١٥٥٤، وأبوالبختري سعيد بن فيروز لم يسمع من علي رضي الله عنه كما قال البزار وغيره، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٣٣٧ وغيره، من غير ذكر الآيات، والله أعلم.

میں حج کیا ہے تو اس کا یہ حج نفل ہوگا۔ بالغ ہونے کے بعد یا آزادی ملنے پر اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج ادا کرنا فرض ہوگا۔

٢٨٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْحَجُّ فِي كُلِّ عَامٍ؟ قَالَ: «وَلَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا، وَلَوْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا عُذِّبْتُمْ».

٢٨٨٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال کرنا فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ فرض ہو جاتا، اور اگر وہ فرض ہو جاتا تو تم اسے (پابندی سے) ادا نہ کر سکتے، اور اگر تم اسے پابندی سے ادا نہ کرتے تو تمھیں عذاب ہوتا۔“

فائدہ: فرض کا ترک عذاب کا باعث ہے۔

٢٨٨٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ [هَارُونَ] أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْحَجُّ فِي كُلِّ سَنَةٍ، أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قَالَ: «بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً، فَمَنِ اسْتَطَاعَ، فَتَطَوَّعَ».

٢٨٨٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت اقرع بن حابس ؓ نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال (ادا کرنا فرض) ہے یا (زندگی میں) ایک ہی بار؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ ایک ہی بار (فرض ہے۔) پھر جسے طاقت ہو تو وہ نفلی حج ادا کر لے۔“

(المعجم ٣) - بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ٣)

باب: ٣- حج اور عمرے کی فضیلت

٢٨٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٨٨٧- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ

٢٨٨٥_ **[صحيح]** وصححه البوصيري * الأعمش عنعن، تقدم، ح:١٧٨، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث السابق.

٢٨٨٦_ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، المناسك، باب فرض الحج، ح:١٧٢١ من حديث يزيد به * سفيان بن حسين تابعه محمد بن أبي حفصة وعبدالجليل بن حميد وغيرهما، والزهري عنعن، تقدم، ح:٧٠٧، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديثين السابقين.

٢٨٨٧_ **[صحيح]** أخرجه الحميدي، ح:١٧ عن سفيان بن عيينة به، وضعفه البوصيري لضعف عاصم بن عبيدالله، ◄◄

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَإِنَّ الْمُتَابَعَةَ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

نے فرمایا: ”حج اور عمرے مسلسل کرتے رہا کرو کیونکہ انھیں پے در پے ادا کرنا مفلسی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے محمد بن بشر کے واسطے سے یہ روایت بھی نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① حج و عمرے پے در پے ادا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر حج کیا جائے تو اس کے بعد عمرہ بھی کیا جائے۔ اور اگر عمرے کا موقع مل جائے تو کوشش کی جائے کہ حج بھی ادا کر لیا جائے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حج اور عمرہ بار بار ادا کیا جائے۔ جب بھی حج کا موقع ملے حج کر لیا جائے اور جب عمرے کا موقع ملے عمرہ کر لیا جائے۔ ② اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ حج و عمرہ کا خرچ بھی اللہ کی راہ میں ہے' اس لیے اس سے بھی مال میں اضافہ ہوتا ہے اور فقر و فاقہ سے نجات ملتی ہے۔ ③ حج اسلام کا بنیادی رکن ہے اور عمرہ بھی ایک قسم کا حج ہی ہے' اس لیے اسے ”حج اصغر“ (چھوٹا حج) بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ اور یہ بہت سے گناہوں سے معافی کا باعث بنتے ہیں۔

٢٨٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ،

٢٨٨٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کی درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور

◀◀ ح:٩٠٧، ولكن لحديثه شواهد، منها حديث ابن مسعود، أخرجه الترمذي، ح:٨١٠، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٥١٢، وابن حبان، ح:٣٦٨٥، وحديث ابن عباس، أخرجه النسائي، ح:٢٦٣١ بإسناد حسن.

٢٨٨٨ـ أخرجه البخاري، العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، ح:١٧٧٣، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح:١٣٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٣٤٦/١.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَهُمَا. وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ».

حج مبرور (نیکیوں والے حج) کا بدلہ محض جنت ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "حج مبرور" سے مراد وہ حج ہے جس میں ہر قسم کی لڑائی جھگڑے اور گناہوں سے پرہیز کی پوری کوشش کی جائے' اس لیے اس لفظ کا ترجمہ "مقبول حج" بھی کیا جاتا ہے۔ ② عمرے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ③ احادیث میں بہت سی نیکیوں کے بارے میں مذکور ہے کہ ان سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا دارومدار نیکیوں کو سنت کے مطابق ادا کرنے اور خلوص قلب پر ہے۔ علاوہ ازیں بعض اوقات نیکی میں ایسی کمی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے ثواب میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔ ایسی نیکی اتنے گناہوں کی معافی کا باعث نہیں بن سکتی جتنے گناہ صحیح نیکی سے معاف ہوتے ہیں۔

٢٨٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٨٨٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اس گھر (کعبہ شریف) کا حج کرے اور (حج کے دوران میں) بے ہودہ گوئی نہ کرے اور گناہ نہ کرے' وہ واپس آتا ہے تو اس طرح (گناہوں سے پاک) ہوتا ہے جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہوتے وقت تھا۔"

فوائد ومسائل: ① بے ہودہ گوئی سے مراد فحش کلمات یا فحش حرکات ہیں۔ حج کے سفر میں جب خاوند اپنی بیوی سے بے تکلفی والی ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا جو عام حالات میں اس کے لیے جائز ہے تو اجنبی عورت کی طرف غلط نگاہ سے دیکھنا اس کے لیے کیوں کر جائز ہوگا؟ ② احرام کھولنے کے بعد مرد کے لیے بیوی کے ساتھ اختلاط جائز ہو جاتا ہے۔ ③ انسان گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے اور بالغ ہونے تک اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔ یہود ونصاریٰ کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ انسان گناہ گار پیدا ہوتا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ باب:٤- کجاوے پر سوار ہو کر حج کرنا

(التحفة ٤)

٢٨٨٩ـ أخرجه البخاري، المحصر وجزاء الصيد، باب قول الله عزوجل: "ولا فسوق ولا جدال في الحج"، ح: ١٨٢٠ من حديث سفيان، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح: ١٣٥٠ عن ابن أبي شيبة من حديث منصور به.

٢٨٩٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ. وَقَطِيفَةٍ تَسْوٰى أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ، أَوْلَا تَسْوٰى. ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ حِجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ».

٢٨٩٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک پرانے کجاوے پر اور ایک ایسی (معمولی) چادر اوڑھ کر حج ادا کیا جس کی قیمت چار درہم تھی' یا چار درہم کے برابر بھی نہ تھی۔ اور فرمایا: ''اے اللہ! حج (کے فرض کی ادائیگی مقصود) ہے' دکھلاوا اور شہرت (مقصود) نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① حج کے سفر میں ضروری سامان کا استعمال درست ہے' مثلاً: اونٹ پر کجاوہ رکھ کر سفر کیا جاسکتا ہے' اسی طرح بس اور جہاز کا سفر درست ہے کیونکہ یہ ایک ضرورت ہے' اس سے عیش وعشرت مقصود نہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے معمولی قسم کا لباس پہنا اور معمولی سواری پر سفر کیا تاکہ زیب وزینت کا اظہار نہ ہو۔ ③ عیدین اور جمعہ میں زیب وزینت کا اظہار درست ہے لیکن حج وعمرہ کے سفر میں زیادہ سے زیادہ سادگی اختیار کرنا مناسب ہے۔ ④ نیکی کے عمل میں اخلاص کو زیادہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔

٢٨٩١- حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ. فَمَرَرْنَا بِوَادٍ. فَقَالَ: «أَيُّ وَادٍ هٰذَا؟» قَالُوا: وَادِي الْأَزْرَقِ. قَالَ: «كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوسٰى ﷺ فَذَكَرَ مِنْ طُولِ شَعَرِهِ شَيْئًا، لَا يَحْفَظُهُ دَاوُدُ وَاضِعاً إِصْبَعَهُ فِي أُذُنِهِ. لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ

٢٨٩١- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم مکے اور مدینے کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک وادی سے گزرے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سی وادی ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: یہ وادئ اَزرَق ہے۔ آپ نے فرمایا: ''گویا میں موسیٰ ؑ کو دیکھ رہا ہوں۔'' آپ نے ان کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں کچھ فرمایا (جو راوی حدیث) داود (بن ابی ہند) کو یاد نہیں رہا۔ ''انھوں

٢٨٩٠ـ [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٤/١٠٦ عن وكيع به، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن أبان تقدم، ح:١٠٨٠ * والربيع بن صبيح صدوق سيء الحفظ، وكان عابدًا مجاهدًا (تقريب) وضعفه السيوطي في الجامع الصغير(فيض القدير: ٢/ ١٨٢، ح: ١٥٣٤) وله شواهد، منها ما أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٤/ ٢٦٢، ح:٢٨٣٦ * فيه سعيد بن بشير القرشي المصري، وعبدالله بن حكيم الكناني جهلهما أبوحاتم، ووثقهما ابن خزيمة.

٢٨٩١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات وفرض الصلوات، ح:١٦٦ من حديث ابن أبي عدي به.

بِالتَّلْبِيَةِ. مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي» قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى ثَنِيَّةٍ. فَقَالَ: «أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ؟» قَالُوا: ثَنِيَّةُ هَرْشَى أَوْ لَفْتٍ. قَالَ: «كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ، عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ، عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ. وَخِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ، مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي، مُلَبِّيًا».

نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئی ہیں، وہ اللہ سے بلند آواز سے فریاد کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔'' صحابی نے فرمایا: پھر ہم نے سفر جاری رکھا حتی کہ ایک گھاٹی تک پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے؟'' لوگوں نے کہا: ھرشی یا لفت کی گھاٹی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں گویا یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔ اُون کا جبہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی رسی کی ہے اور وہ لبیک پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① بنی اسرائیل کے انبیائے کرام علیہم السلام بھی کعبہ شریف کا حج کرتے تھے اگرچہ ان کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کی وحی کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ گزشتہ واقعات آپ کو اس انداز سے دکھا دیے جاتے تھے گویا کہ وہ ابھی واقع ہو رہے ہیں، اس طرح ماضی کے واقعات یا جنت اور جہنم کے حالات سے نبی ﷺ اس طرح واقف ہو جاتے تھے جس طرح کوئی شخص چشم دید واقعات کو جانتا اور یاد رکھتا ہے۔ ③ لبیک بلند آواز سے پکارنا مستحب ہے۔ (سنن ابن ماجه، حديث: ٢٩٢٢ تا ٢٩٢٤) ④ مرد کو احرام کی حالت میں سلا ہوا لباس پہننا منع ہے۔ (سنن ابن ماجه، حديث: ٢٩٢٩) ممکن ہے حضرت یونس علیہ السلام کی شریعت میں اس کی اجازت ہو، اس لیے انھوں نے اونی جبہ پہنا ہوا ہو۔

(المعجم ٥) - بَابُ فَضْلِ دُعَاءِ الْحَاجِّ (التحفة ٥)

باب: ٥- حاجی کی دعا کی فضیلت

٢٨٩٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَالِحٍ، مَوْلَى بَنِي عَامِرٍ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ

٢٨٩٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ملاقاتی (اور مہمان) ہیں۔ اگر وہ اللہ سے دعا

٢٨٩٢ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٦٢ من حديث إبراهيم بن المنذر به، وقال: "صالح بن عبدالله منكر الحديث"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف * صالح بن عبدالله قال فيه البخاري: "منكر الحديث"، وله شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

ابْنُ يَحْيَـى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ. إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ».

کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ بخشش مانگیں تو انھیں بخش دیتا ہے۔‘‘

٢٨٩٣- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَـيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ، وَفْدُ اللهِ. دَعَاهُمْ فَأَجَابُوهُ. وَسَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ».

۲۸۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والا (مجاہد)‘ حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کے مہمان ہیں۔ اس نے انھیں بلایا تو انھوں نے تعمیل کی۔ انھوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے دے دیا۔‘‘

فائدہ: یہ تین سفر بہت افضل ہیں کیونکہ ان افراد نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں سفر کی مشقت برداشت کی ہے‘ اپنا ذاتی مقصد پیش نظر نہیں‘ اس لیے اللہ بھی ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔

٢٨٩٤- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، [عَنْ عُمَرَ] أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ. فَأَذِنَ لَهُ، وَقَالَ لَهُ: «يَا أُخَيَّ! أَشْرِكْنَا فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِكَ، وَلَا تَنْسَنَا».

۲۸۹۴- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی تو نبی ﷺ نے اجازت دے دی‘ اور فرمایا: ’’بھائی! اپنی کسی دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور (دعا میں) ہمیں نہ بھلانا۔‘‘

٢٨٩٣ـ **[حسن]** أخرجه الطبراني: ١٣/٤٢٢، ح: ١٣٥٥٦ من حديث عمران به، وحسنه البوصيري، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٩٦٤، وله شاهد حسن عند النسائي: ٥/١١٣، ٦/١٦، وصححه ابن خزيمة: ٤/١٣٠، ح: ٢٥١١، وابن حبان، ح: ٩٦٥، والحاكم: ١/٤٤١، والذهبي.

٢٨٩٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب(١٠٩)، ح: ٣٥٦٢ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر، ح: ٩٠٧ لعلته، وهو في نيل المقصود، ح: ١٤٩٨ من حديث عاصم به.

٢٨٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ قَالَ: وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي الدَّرْدَاءِ. فَأَتَاهَا فَوَجَدَ أُمَّ الدَّرْدَاءِ، وَلَمْ يَجِدْ أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَقَالَتْ لَهُ: تُرِيدُ الْحَجَّ، الْعَامَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: فَادْعُ اللهَ لَنَا بِخَيْرٍ. فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «دَعْوَةُ الْمَرْءِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ. عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ يُؤَمِّنُ عَلَى دُعَائِهِ. كُلَّمَا دَعَا لَهُ بِخَيْرٍ قَالَ: آمِينَ، وَلَكَ [بِمِثْلِهِ]» قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ. فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

٢٨٩٥- حضرت صفوان بن عبداللہ بن صفوان ؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء ؓ کی بیٹی ان (صفوان) کے نکاح میں تھیں۔ وہ ان کے ہاں آئے تو ام درداء ؓ سے ملاقات ہوئی' حضرت ابودرداء ؓ (گھر میں) نہ ملے۔ ام درداء ؓ نے کہا: آپ کا اس سال حج کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تو ہمارے لیے بھی دعائے خیر کرنا کیونکہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''آدمی کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی ہوئی دعا مقبول ہے۔ دعا کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے۔ جب بھی وہ اس (غیر موجود بھائی) کے حق میں دعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے: آمین اور تجھے بھی یہی کچھ نصیب ہو۔'' انھوں نے فرمایا: پھر میں بازار گیا تو حضرت ابودرداء ؓ سے ملاقات ہوگئی تو انھوں نے بھی مجھے نبی ﷺ کا یہی فرمان سنایا۔

فوائد ومسائل: ① حج یا عمرے کے لیے جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ ② افضل مقامات پر دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ③ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنا بہت ثواب کا کام ہے اور اللہ کی رحمت وبرکت کا باعث ہے۔ ④ فرشتوں کا دعا کرنا قبولیت کا اشارہ ہے کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم ہی سے دعا کرتے ہیں۔ ⑤ افضل شخص اپنے سے کم درجے کے آدمی سے دعا کی درخواست کر سکتا ہے۔ ⑥ اپنے سے افضل آدمی کے حق میں دعا کرنا درست ہے۔ ⑦ جن اوقات ومقامات میں دعا کی قبولیت کی زیادہ امید ہے ان میں اپنے لیے' بزرگوں کے لیے' دوستوں اور عزیزوں کے لیے دعا کرنی چاہیے اگرچہ انھوں نے دعا کرنے کو نہ بھی کہا ہو۔

(المعجم ٦) - **بَابُ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ**

(التحفة ٦)

باب: ٦- حج کی ادائیگی کب واجب ہو جاتی ہے؟

٢٨٩٥- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، ح: ٢٧٣٣ عن ابن أبي شيبة به.

٢٨٩٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ الْمَكِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا يُوجِبُ الْحَجَّ؟ قَالَ: «الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا الْحَجُّ؟ قَالَ: «الشَّعِثُ التَّفِلُ» وَقَامَ آخَرُ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا الْحَجُّ؟ قَالَ: «الْعَجُّ وَالثَّجُّ».

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي بِالْعَجِّ الْعَجِيجَ بِالتَّلْبِيَةِ. وَالثَّجُّ نَحْرُ الْبُدْنِ.

٢٨٩٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک شخص اٹھ کر نبی ﷺ کے قریب گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز سے حج واجب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”سفر خرچ اور سواری سے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! حاجی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پراگندہ بالوں والا‘ سادہ لباس والا۔“ ایک اور شخص نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! حج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: ”آواز بلند کرنا اور خون بہانا۔“

امام وکیع نے فرمایا: آواز سے مراد بلند آواز سے لبیک پکارنا ہے اور خون بہانے سے مراد اونٹ قربان کرنا ہے۔

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لبیک بلند آواز سے پکارنا اور قربانی کرنا حج کے اہم اعمال ہیں۔ لبیک سے بندے کی عبودیت اور تعمیل حکم کے جذبے کا اظہار ہوتا ہے اور قربانی سے اللہ کی راہ میں تن من دھن قربان کر دینے کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے۔

٢٨٩٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْقُرَشِيُّ عَنِ ابْنِ

٢٨٩٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿مَنِ

٢٨٩٦ـ [**ضعيف**] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في إيجاب الحج بالزاد والراحلة، ح: ٨١٣ من حديث وكيع به، وقال: "حسن" * إبراهيم بن يزيد الخوزي تقدم، ح: ١٥٢١، فالحديث ضعيف من أجله، وله طرق عن أنس، وعائشة وغيرهما، وأسانيدها ضعيفة، وانظر الحديث الآتي.

٢٨٩٧ـ [**إسناده ضعيف**] وحسنه البوصيري، وفيه ثلاث علل * سويد بن سعيد تقدم، ح: ١٠٣٦، عمر بن عطاء بن وراز ضعيف (تقريب)، هشام بن سليمان مقبول(تقريب) ورواه سعيد بن عبدالرحمٰن المخزومي عن هشام بن سليمان، وعبدالمجيد عن ابن جريج: أخبرني عمر بن عطاء عن عكرمة عن ابن عباس به موقوفًا، وإسناده ضعيف موقوف(انظر هق: ٤/ ٣٣١ وغيره).

جُرَيْجٍ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِيهِ أَيْضاً عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ» يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: ٩٧].

اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ ”جس کو بیت اللہ تک راستہ طے کرنے کی طاقت ہو۔“ کی وضاحت میں فرمایا: (اس طاقت سے مراد ہے) ”سفر خرچ اور سواری۔“

(المعجم ٧) - بَابُ الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ وَلِيٍّ (التحفة ٧)

باب: ٧-محرم کے بغیر عورت کا حج

٢٨٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ سَفَرَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَصَاعِدًا، إِلَّا مَعَ أَبِيهَا أَوْ أَخِيهَا أَوِ ابْنِهَا أَوْ زَوْجِهَا أَوْ ذِي مَحْرَمٍ».

٢٨٩٨- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت تین دن یا زیادہ کا سفر نہ کرے مگر اپنے باپ، بھائی، بیٹے، خاوند یا کسی اور محرم کی معیت میں۔“

٢٨٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَاحِدٍ، لَيْسَ لَهَا ذُو حُرْمَةٍ».

٢٨٩٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے ایک دن کا سفر کرنا حلال نہیں جب کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔“

فوائد ومسائل: ① عورت کو خاوند یا محرم کے بغیر طویل سفر نہیں کرنا چاہیے۔ ② چھوٹا سفر، جیسے قریب کے گاؤں میں جانا، یا شہر کے ایک محلے سے دوسرے محلے میں جانا بغیر محرم کے جائز ہے بشرطیکہ کسی قسم کے فتنے

٢٨٩٨- أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ١٣٤٠ من حديث وكيع به.

٢٨٩٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٦، ومسلم، ح: ١٣٣٩/ ٤٢١ من حديث مالك عن سعيد المقبري به، أخرجه البخاري، ح: ١٠٨٨، ومسلم، ح: ١٣٣٩ وغيرهما من حديث ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة به (تحفة الأشراف: ١٠/ ٣٠٩).

وغیرہ کا کوئی خطرہ موجود نہ ہو پھر بھی بہتر یہی ہے کہ محرم ساتھ ہو۔ ③ اس پابندی کا مقصد عورت کی عفت و عصمت اور عزت وحرمت کی حفاظت ہے۔ ④ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو خواہ یہ رشتہ نسب سے ہو یا رضاعت سے یا مصاہرت سے۔ ان رشتوں کی تفصیل کتاب النکاح' باب: ۴۴ میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۹۰۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا. وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ. قَالَ: «فَارْجِعْ مَعَهَا».

۲۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا گیا ہے اور میری عورت حج کے لیے روانہ ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ چلا جا۔''

فوائد ومسائل: ① سفر میں محرم کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اس عذر کی وجہ سے جہاد میں نہ جانے کی اجازت مل گئی۔ ② حج کے سفر میں اگر عورت کا کوئی محرم ساتھ جانے والا نہ ہو یا محرم موجود ہو لیکن وہ حج کا خرچ برداشت نہ کر سکتا ہو اور نہ عورت ہی اس کا خرچ برداشت کر سکتی ہو تو عورت پر حج فرض نہیں رہے گا کیونکہ استطاعت حاصل نہیں رہی۔ ③ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر دوسری عورتیں اپنے محرموں کے ساتھ جا رہی ہوں تو ان کے قافلے کے ساتھ وہ عورت بھی جا سکتی ہے جس کا محرم نہیں' یا اس کے محرم کو سفر حج کی طاقت نہیں کیونکہ اس صورت میں عورت کی عزت وعصمت کے لیے وہ خطرات بالعموم نہیں رہتے جن کے پیش نظر عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے روکا گیا ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٨) - بَابٌ: اَلْحَجُّ جِهَادُ النِّسَاءِ

(التحفة ٨)

باب: ۸- حج عورتوں کا جہاد ہے

۲۹۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

۲۹۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!

۲۹۰۰- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كتابة الإمام الناس، ح: ٣٠٦١ من حديث ابن جريج به.

۲۹۰۱- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحج المبرور، ح: ١٥٢٠ وغيره من حديث حبيب به.

قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ. عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ: اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ».

ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں جنگ نہیں ہوتی۔ وہ حج اور عمرہ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① جہاد وقتال عورتوں پر فرض نہیں۔ ② عورتوں کے لیے حج اور عمرے کی اتنی اہمیت ہے جتنی مردوں کے لیے جہاد کی۔ ③ حج وعمرہ کو عورتوں کا جہاد اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں بھی اللہ کی رضا کے لیے سفر کی مشقت برداشت کی جاتی ہے' مال خرچ کیا جاتا ہے اور کئی طرح کی مشکلات برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

٢٩٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ».

٢٩٠٢- ام المومنین ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے بعض معذوروں کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ﴾ (التوبۃ ۹:۹۱) ”ضعیفوں' بیماروں اور ان (ناداروں) پر کوئی حرج نہیں جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں۔“ اسی طرح عورتوں اور بچوں پر بھی جہاد فرض نہیں۔ ② عورتیں' بچے اور بوڑھے جو جہاد نہیں کر سکتے' اسی طرح نابینا اور لنگڑا وغیرہ ان سب کا یہی حکم ہے۔ ③ ایسے معذوروں کے لیے قرب الٰہی اور عظیم ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ حج اور عمرہ ہے۔ ان لوگوں کے لیے یہی مشقت جہاد کے برابر ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٩)

باب: ۹- فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا

٢٩٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۹۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٢٩٠٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٤ عن وكيع به، وضعفه البوصيري من أجل الانقطاع بين أبي جعفر محمد ابن علي بن الحسين الباقر، وأم سلمة رضي الله عنهما، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه النسائي: ٥/ ١١٣، ١١٤، مناسك الحج، فضل الحج، ح: ٢٦٢٧ بإسناد صحيح عن أبي هريرة بلفظ: "جهاد الكبير والصغير والضعيف والمرأة الحج والعمرة".

٢٩٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب الرجل يحج عن غيره، ح: ١٨١١ من حديث عبدة به، ◄◄

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [عَزْرَةَ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شُبْرُمَةُ؟» قَالَ: قَرِيبٌ لِي. قَالَ: «هَلْ حَجَجْتَ قَطُّ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَاجْعَلْ هٰذِهِ عَنْ نَفْسِكَ، ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یوں کہتے سنا: شبرمہ کی طرف سے لبیک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شبرمہ کون ہے؟“ اس نے کہا: میرا قریبی رشتے دار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے (پہلے) کبھی حج کیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ حج اپنی طرف سے کر، پھر (بعد میں) شبرمہ کی طرف سے کرنا۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی بابت تفصیلی گفتگو کی ہے۔ محققین کی اس تفصیلی گفتگو سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغليل للألباني، رقم: ۹۹۴، وصحيح ابن حبان (موارد الظمآن) بتحقيق حسين سليم أسد الداراني، حديث: ۹۶۲، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۲۹۰۳) اس سے معلوم ہوا ہے کہ حج بدل جائز ہے۔ ② بوقتِ ضرورت حج بدل کسی بھی انسان کی طرف سے کیا جا سکتا ہے۔ ہاں! البتہ اگر کوئی شخص حالتِ شرک میں مرا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل نہیں ہو سکتا۔ والله أعلم. ③ حج بدل کے لیے یہ شرط ہے کہ حج کرنے والا پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ ④ عمرے کا بھی یہی حکم ہے۔ ⑤ حج بدل میں لبیک کہتے وقت اس شخص کا نام لینا چاہیے جس کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا ہے۔

٢٩٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ،

۲۹۰۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتا

◀◀ وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٣٩، وابن حبان، ح: ٩٦٢، والبيهقي: ٤/ ٣٣٦، والسند معلل بعنعنة ابن أبي عروبة تقدم، ح: ٤٢٩ * وشيخه قتادة تقدم، ح: ١٧٥.

٢٩٠٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٤٥، ح: ١٣٠٠٩ من حديث عبدالرزاق به، وتفرد به فيما نعلم * وشيخه الثوري تقدم، ح: ١٦٢ من كبار المدلسين، ولم نجد تصريح سماعه، وقال بعض العلماء في هٰذا الحديث: هٰذا لفظ منكر لاتشبهه ألفاظ النبي ﷺ أن يأمر بما لا يدري هل ينفع أم لا ينفع، ومع ذلك صححه البوصيري.

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَحُجُّ عَنْ أَبِي؟ قَالَ: «نَعَمْ. حُجَّ عَنْ أَبِيكَ. فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْراً لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا».

ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہاں‘ اپنے والد کی طرف سے حج کر۔ اگر تو اس کے لیے بھلائی میں اضافہ نہیں کرے گا تو برائی میں بھی اضافہ نہیں کرے گا۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو بھی ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے‘ لہٰذا والدین کی طرف سے حج و عمرہ کرنا درست ہے‘ خواہ وہ زندہ ہوں یا صحیح عقیدے پر فوت ہو چکے ہوں۔ ② والدین کے بہت احسانات ہوتے ہیں‘ اس لیے ایسے اعمال کرنے چاہئیں جن سے انھیں فائدہ پہنچے‘ یا کم از کم ایسے اعمال سے ضرور اجتناب کیا جائے جو ان کے ساتھ برائی شمار ہوں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کے لیے گالی کا سبب بننے والا ایسے ہی ہے گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ (صحيح البخاري' الأدب' باب لايسب الرجل والديه' حديث: ٥٩٧٣)

٢٩٠٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْغَوْثِ بْنِ حُصَيْنٍ - رَجُلٍ مِنَ الْفُرْعِ - أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ حَجَّةٍ كَانَتْ عَلَى أَبِيهِ. مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ» وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَكَذَلِكَ الصِّيَامُ فِي النَّذْرِ، يُقْضَى عَنْهُ».

٢٩٠٥- حضرت ابوغوث بن حصین رضی اللہ عنہ جو مقام فرع کے رہنے والے تھے‘ ان سے روایت ہے‘ انھوں نے نبی ﷺ سے فتوی پوچھا کہ ان کے والد کے ذمے حج تھا اور وہ حج کیے بغیر فوت ہو گئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔“ اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”نذر کے روزوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کی طرف سے ادا کیے جائیں۔“

(المعجم ١٠) - بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- زندہ آدمی کی طرف سے حج بدل کرنا‘ جب اسے (خود حج کرنے کی) طاقت نہ ہو

٢٩٠٥- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣٥ من طريق شعيب بن زريق عن عطاء الخراساني به، وقال: "إسناده ضعيف"، وضعفه البوصيري، والعسقلاني (تلخيص: ٢/ ٢٢٥) قلت: عطاء لم يسمع من أبي الغوث رضي الله عنه كما في التقريب وغيره.

٢٩٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ، لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ. قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

٢٩٠٦- حضرت ابورزین عقیلی ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں نہ حج اور عمرہ کر سکتے ہیں اور نہ سواری پر سوار ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’اپنے والد کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① اگر انتہائی بوڑھے آدمی کے پاس سفر خرچ وغیرہ مہیا ہو تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔ ② جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے سفر نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرنا چاہیے۔ ③ عمرے میں بھی نیابت درست ہے۔

٢٩٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ

٢٩٠٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد صاحب بوڑھے ہیں۔ وہ انتہائی بوڑھے ہو چکے ہیں اور حج کا جو فرض اللہ کی طرف سے بندوں پر عائد ہوتا ہے وہ ان پر بھی لازم ہو گیا ہے اور وہ (خود) اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر میں ان کی طرف سے یہ فرض ادا کر دوں تو کیا ان کی طرف سے کافی ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں۔‘‘

٢٩٠٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب منه، ح: ٩٣٠ من حديث وكيع به وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٠، وابن حبان، ح: ٩٦١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٨١، ووافقه الذهبي، وقواه أحمد بن حنبل رحمه الله.

٢٩٠٧ـ [صحيح] أخرجه الطبراني ١٠/ ٣٧٤، ح: ١٠٧٤٨ من حديث محمد بن عثمان به، وهو إسناد حسن، وفيه علة غير قادحة، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث سليمان بن يسار عن ابن عباس به نحوه (تحفة الأشراف: ٤/ ٤٦٦، ح: ٥٦٧٠).

كَبِيرٌ، قَدْ أَفْنَدَ وَأَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ، وَلَا يَسْتَطِيعُ أَدَاءَهَا. فَهَلْ يُجْزِئُ عَنْهُ أَنْ أُؤَدِّيَهَا عَنْهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ».

٢٩٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحُجَّ إِلَّا مُعْتَرِضاً. فَصَمَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ».

٢٩٠٨- حضرت حصین بن عوف ﷺ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد پر حج فرض ہو گیا ہے۔ وہ حج نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ انھیں سواری پر باندھ دیا جائے۔ نبی ﷺ کچھ دیر خاموش رہے' پھر فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔''

٢٩٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ الْفَضْلِ أَنَّهُ كَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ: فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ. فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخاً كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرْكَبَ. أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ! فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكِ دَيْنٌ قَضَيْتِهِ».

٢٩٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے اپنے بھائی حضرت فضل بن عباس ﷺ سے روایت کی کہ قربانی کے دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (اونٹنی پر) سوار تھے۔ قبیلۂ خثعم کی ایک خاتون نے حاضر ہو کر عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ نے بندوں پر حج کا جو فریضہ عائد کیا ہے' وہ میرے والد پر اس حال میں لازم ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں' سوار نہیں ہو سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اگر تمھارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتیں (اسی طرح اللہ کا قرض بھی ادا کرو)۔''

٢٩٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٤/٢٦، ح: ٣٥٤٩ من حديث أبي خالد الأحمر به، وضعفه البوصيري من أجل محمد بن كريب لأنه ضعيف كما في التقريب وغيره.

٢٩٠٩- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة، ح: ١٨٥٣، ١٨٥٤، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما، أو للموت، ح: ١٣٣٥ من حديث ابن شهاب الزهري به.

(المعجم ١١) - بَابُ حَجِّ الصَّبِيِّ (التحفة ١١)

باب:١١- بچے کا حج

٢٩١٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ، قَالَا: [حَدَّثَنَا] أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّتِهِ. فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ. وَلَكِ أَجْرٌ».

٢٩١٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حج (کے سفر) کے دوران میں ایک عورت نے اپنا بچہ بلند کر کے نبی ﷺ کو دکھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس (بچے) کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اور تجھے ثواب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نابالغ بچے کا حج بھی ہو جاتا ہے لیکن وہ نفلی حج ہوتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اگر طاقت ہوتو دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔ ② بچے کے والدین یا سرپرست کو اس لیے ثواب ہوتا ہے کہ وہ بچے کو حج کی تربیت دیتے ہیں اور اسے ساتھ لے جانے کی مشقت برداشت کرتے ہیں' نیز اس کی طرف سے رمی اور قربانی وغیرہ کے اعمال انجام دیتے ہیں' اسی طرح طواف اور سعی میں بعض اوقات بچے کو اٹھا کر طواف اور سعی کراتے ہیں' تاہم اس صورت میں وہ طواف اور سعی بچے کی طرف سے ہوتی ہے' اٹھانے والے کو اپنا طواف اور سعی الگ سے کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ النُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ تُهِلُّ بِالْحَجِّ (التحفة ١٢)

باب:١٢- نفاس اور حیض والی عورت کا احرامِ حج

٢٩١١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ،

٢٩١١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مقام شجرہ (ذوالحلیفہ کے مقام) پر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انھیں غسل کرنے

٢٩١٠_[إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في حج الصبي، ح: ٩٢٤ عن محمد بن طريف به، وقال: "غريب".

٢٩١١_ أخرجه مسلم، الحج، باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام، وكذا الحائض، ح: ١٢٠٩ عن عثمان بن أبي شيبة به.

بِالشَّجَرَةِ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَابَكْرٍ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

اور احرام باندھنے کا حکم دیں۔

فوائد ومسائل: ① مقام شجرہ سے مراد ذو الحلیفہ ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس جگہ کو الشجرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت وہاں پر ایک درخت تھا۔ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے ہاں اس مقام پر حضرت محمد بن ابی بکر ؓ کی ولادت ہوئی تھی۔ ② حضرت محمد بن ابی بکر ؓ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے بطن سے پیدا ہونے والا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا یہ بیٹا حضرت اسماء کے، جناب علی ؓ سے نکاح کرنے کے بعد انھی کے زیر تربیت اور زیر پرورش رہا' بعد میں حضرت علی ؓ نے انھیں مصر کا والی بھی بنایا تھا۔ ③ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ' ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ کی مادری بہن ہیں۔ پہلے یہ حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کے نکاح میں تھیں۔ جنگ موتہ میں ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کے نکاح میں آئیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت علی ؓ نے ان سے نکاح کیا۔ ④ حیض اور نفاس والی عورت بھی میقات سے احرام باندھے گی' نیز احرام کے موقع پر حیض اور نفاس والی عورت کو بھی غسل کرنا چاہیے۔

۲۹۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَمَعَهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ. فَوَلَدَتْ، بِالشَّجَرَةِ، مُحَمَّدَ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ. فَأَتَى أَبُوبَكْرٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ، وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ. إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

۲۹۱۲- حضرت ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ بھی تھیں۔ مقام شجرہ (ذو الحلیفہ) پر ان کے ہاں محمد بن ابی بکر ؓ پیدا ہوئے۔ ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ انھیں (اسماء ؓ کو) حکم دیں کہ غسل کر کے حج کا احرام باندھ لیں' پھر وہ سب کام کریں جو حاجی کرتا ہے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔

فوائد ومسائل: ① حیض ونفاس حج کی ادائیگی سے مانع نہیں۔ ② حیض ونفاس کی صورت میں بیت اللہ کا

۲۹۱۲- **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، مناسك الحج، الغسل للإهلال، ح: ۲٦٦٥ من حديث خالد به، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٦٧، ١٦٨، ح: ٢٦١٠، وللحديث طرق أخرى.

طواف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کعبہ شریف مسجد کے اندر واقع ہے اور حیض ونفاس کے دوران میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

٢٩١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. فَأَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبٍ وَتُهِلَّ.

۲۹۱۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے ہاں محمد بن ابی بکر ؓ پیدا ہوئے تو انھوں نے (مسئلہ معلوم کرنے کے لیے) نبی ﷺ کو پیغام بھیجا (کہ اب کیا کروں؟) آپ نے انھیں حکم دیا کہ غسل کریں اور ایک کپڑے کو لنگوٹ کی طرح باندھ لیں اور لبیک پکاریں (احرام باندھ لیں۔)

فائدہ: کپڑا باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے اندر روئی وغیرہ رکھ لی جائے تا کہ دوسرے کپڑوں کو خون نہ لگے اور پریشانی نہ ہو۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَوَاقِيتِ أَهْلِ الْآفَاقِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- آفاقی لوگوں کے میقات

٢٩١٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ. وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ. وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ». فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَّا هٰذِهِ الثَّلَاثَةُ، فَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ».

۲۹۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینے والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں' شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن المنازل سے۔'' حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: یہ تین میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔''

٢٩١٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب صحة إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام . . . الخ، ح: ١٢١٠ من حديث جعفر به.

٢٩١٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح: ١٥٢٥، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج، ح: ١١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٣٠.

فوائد ومسائل: ① میقات سے مراد وہ حد ہے جہاں سے حج یا عمرے کی نیت سے آنے والا شخص احرام باندھے بغیر آگے نہیں جا سکتا۔ مکہ آنے والے مختلف راستوں پر ان مقامات کا تعین کر دیا گیا ہے۔ ② آفاقی سے مراد وہ لوگ ہیں جو میقات کی حدود سے باہر دنیا میں کسی بھی مقام پر رہتے ہیں۔ وہ میقات پر پہنچتے ہیں تو احرام باندھتے ہیں۔ ان حدود کے اندر رہنے والے اپنے اپنے گھر سے احرام باندھ کر روانہ ہوتے ہیں۔

٢٩١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ. وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ. وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ. وَمُهَلُّ أَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ» ثُمَّ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ لِلْأُفُقِ، وَقَالَ: «اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ».

٢٩١٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”مدینے والوں کے لیے احرام کی جگہ ذو الحلیفہ ہے۔ شام والوں کے لیے احرام کی جگہ جحفہ ہے۔ یمن والوں کے لیے احرام کی جگہ یلملم ہے۔ نجد والوں کے لیے احرام کی جگہ قرن ہے۔ مشرق (عراق) والوں کے لیے احرام کی جگہ ذات عرق ہے۔“ اس کے بعد آپ نے (مشرق کے) افق کی طرف چہرہ کر کے فرمایا: ”اے اللہ! ان کے دلوں کو (دین کی طرف) متوجہ کر دے۔“

فوائد ومسائل: ① ذو الحلیفہ کو آج کل بئر علی یا آبارِ علی کہتے ہیں۔ جحفہ کا موجودہ نام رابغ ہے۔ یلملم کو السعدیہ کہتے ہیں۔ قرن منازل کو ”السیل“ کہتے ہیں جبکہ ذات عرق کا موجودہ نام الضُّرَیْبَہ ہے۔ میقات سے متعلق مزید تفصیلی معلومات کے لیے کتاب الحج کا ابتدائیہ دیکھیے۔ ② عراق کی آبادی اس وقت مسلمان ہی نہیں تھی لیکن ان کے لیے میقات مقرر کر دیا گیا کیونکہ مستقبل میں یہ لوگ اسلام میں داخل ہونے والے تھے۔ ③ نبیٔ اکرم ﷺ نے اہل عراق کے اسلام کے لیے دعا کی، تاہم اس علاقے کے فتنوں سے بھی متنبہ فرمایا۔ یہ اس علاقے کے نیک لوگوں کے لیے باعث فخر اور مفسد اور گمراہ لوگوں کے لیے باعث عار ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْإِحْرَامِ

باب: ۱۴- احرام کا بیان

(التحفة ١٤)

٢٩١٥- **[صحيح]** وضعفه البوصيري من أجل إبراهيم بن يزيد الخوزي، ح: ١٥٢١، ولكن تابعه ابن جريج عن أبي الزبير به عند مسلم، الحج، مواقيت الحج، ح: ١٨٣ وغيره، ولشطره الأخير: "اللهم أقبل" شواهد عند الترمذي، ح: ٣٩٣٤، وأحمد: ٣/ ٣٤٢ وغيرهما.

۲۹۱٦- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ، إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ، وَاسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

۲۹۱٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکاب میں قدم رکھتے اور آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہو جاتی تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے لبیک پکارتے۔

۲۹۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ ثَفِنَاتِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، عِنْدَ الشَّجَرَةِ. فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ قَائِمَةً، قَالَ: «لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا» وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۲۹۱۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں درخت کے پاس (ذوالحلیفہ میں) رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے گھٹنوں کے پاس تھا۔ جب وہ آپ کو لے کر پوری طرح کھڑی ہوگئی تو آپ نے فرمایا: ”حج اور عمرہ دونوں کے لیے لبیک۔“ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

فوائد ومسائل: ①رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے۔ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا کی‘ پھر صبح تک یہیں قیام فرمایا۔ (سنن أبي داود‘ المناسك‘ باب وقت الإحرام‘ حديث: ۱۷۷۳) ②رسول اللہ ﷺ نے کب لبیک پکارنا شروع کیا‘ اس کے بارے میں صحابۂ کرام ؓ کے مختلف اقوال ہیں۔ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے تو جب آپ نے ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھی‘ اسی مقام پر احرام کی نیت کر لی‘ چنانچہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہوئے تو حج کا تلبیہ پکارا۔ کچھ لوگوں نے آپ سے یہ لبیک سنا اور یاد رکھا (کہ

۲۹۱٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب الركاب والغرز للدابة، ح: ۲۸٦۵، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم . . . الخ، ح: ۱۱۸۷/ ۲۷ من حديث عبيد الله به.

۲۹۱۷ـ[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۲۲۵ من حديث الأوزاعي به، وصححه البوصيري.

نبی علیہ السلام نے مسجد میں لبیک کی ابتدا کی۔) پھر آپ سوار ہوئے' چنانچہ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک پکارا۔ کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت (لبیک پکارتے) دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ جماعت در جماعت آتے تھے' انھوں نے اونٹنی کے کھڑے ہونے پر نبی ﷺ کو لبیک پکارتے سنا تو (بعد میں) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو اس وقت لبیک پکارنا شروع کیا تھا جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی' پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوگئے۔ آپ بیداء کی بلند سطح پر چڑھے تو لبیک پکارا۔ کچھ لوگوں نے اس وقت آپ کو (لبیک پکارتے) دیکھا تو انھوں نے (بعد میں روایت کرتے ہوئے) کہا کہ نبی ﷺ نے تو اس وقت لبیک پکارنا شروع کیا تھا جب آپ بیداء کی بلند سطح پر پہنچے۔ قسم ہے اللہ کی! آپ نے اپنی نماز کی جگہ (لبیک پکارکر) نیت کر لی تھی' پھر جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو (پھر بلند آواز سے) لبیک پکارا' پھر جب بیداء کی بلند سطح پر پہنچے تب بھی (بلند آواز سے) لبیک پکارا۔'' (سنن أبي داود' المناسك' باب في وقت الإحرام' حديث:۱۷۷۰) ③ رسول اللہ ﷺ کی نیت حج قران کی تھی' اس لیے آپ نے حج وعمرہ دونوں کا نام لے کر تلبیہ شروع کیا۔ جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہیں تھی انھیں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کے بعد احرام کھولنے کا حکم دے دیا تھا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ التَّلْبِيَةِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵-لبیک پکارنا

٢٩١٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ أَبُو أُسَامَةَ وَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ. لَا شَرِيكَ لَكَ». قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

۲۹۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ سیکھا۔ آپ کہہ رہے تھے: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ] ''حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں۔ تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور بادشاہی بھی۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔'' امام نافع رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے: [لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ وَ

۲۹۱۸ـ أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤/ ٢٠ب من حديث عبيدالله بن عمر به، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به، البخاري، ح: ١٥٤٩، ومسلم، ح: ١١٨٤.

سَعْدَيْكَ! وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ۔ لَبَّيْكَ! وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ”حاضر ہوں! حاضر ہوں! تیری اطاعت کی سعادت سے بہرہ ور ہوں۔ اور ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھوں میں ہے۔ میں حاضر ہوں! (دل میں) تیری ہی لگن ہے اور (تیرے ہی لیے) عمل۔“

فوائد ومسائل: ① تلبیہ حج کے عظیم مظاہر میں سے ہے جس سے اللہ کی محبت‘ اس کی لگن اور اس کے لیے ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے کے عزم کا اظہار ہوتا ہے۔ ② نماز کے بعد سواری پر سوار ہوتے وقت اور بلندی پر چڑھتے وقت لبیک کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ③ تمام مسلمانوں کا بیک وقت لبیک پکارنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کے سامنے سب برابر ہیں‘ سب اللہ کی رضا کے طالب ہیں‘ رنگ‘ نسل‘ زبان اور علاقے کے امتیازات اسلام کے عالمی تعارف کے مقابلے میں سب ہیچ ہیں۔ ④ اس میں یہ بھی سبق ہے کہ عام زندگی میں مسلمانوں کو اسی طرح اتحاد واتفاق سے کام لینا چاہیے اور کسی مسلمان کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ⑤ تلبیہ میں توحید کا بار بار اقرار دل میں عقیدۂ توحید کو پختہ کرنے کے لیے ہے۔ ⑥ تلبیہ کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔ ان میں سے جو الفاظ چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کبھی ایک روایت کے مطابق تلبیہ پڑھا جائے اور کبھی دوسری حدیث کے مطابق۔

٢٩١٩- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ [لَبَّيْكَ] لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ. لَا شَرِيكَ لَكَ».

٢٩١٩- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا: [لَبَّيْكَ! اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ‘ لَا شَرِيكَ لَكَ] ”حاضر ہوں! اے اللہ حاضر ہوں‘ میں حاضر ہوں‘ تیرا کوئی شریک نہیں‘ حاضر ہوں! تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی بھی‘ تیرا کوئی شریک نہیں۔“

٢٩٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

٢٩٢٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٩١٩۔[صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب: كيف التلبية، ح: ١٨١٣ من حديث جعفر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٢٦۔

٢٩٢٠۔[إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، كيف التلبية، ح: ٢٧٥٣ من حديث عبدالعزيز به، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٧٢، ح: ٢٦٢٣، وابن حبان(موارد)، ح: ٩٧٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٩، ٤٥٠، ◀◀

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي تَلْبِيَتِهِ: «لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ، لَبَّيْكَ».

رسول اللہ ﷺ نے اپنے تلبیے میں فرمایا: [لَبَّیْکَ! إِلٰهَ الْحَقِّ، لَبَّیْکَ] ”حاضر ہوں، اے سچے معبود! میں حاضر ہوں!۔“

٢٩٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ. حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا».

۲۹۲۱- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی تلبیہ کہنے والا لبیک پکارتا ہے، اس کے دائیں بائیں دونوں طرف زمین کی انتہا تک ہر پتھر، درخت اور اینٹ (ہر چیز) لبیک پکارتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① لبیک پکارنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② بے جان چیزیں بھی نیک وبد کی تمیز رکھتی ہیں اور نیکی کے کام میں شریک ہوتی ہیں لیکن ان کی تسبیحات اور اذکار جن وانس کے ادراک سے ماورا ہیں۔

(المعجم ١٦) - بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- لبیک بلند آواز سے پکارنا چاہیے

٢٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۹۲۲- حضرت خلاد بن سائب ؒ نے اپنے والد (حضرت سائب بن خلاد بن سوید ؓ) سے روایت کیا

◀◀ ووافقه الذهبي.

٢٩٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل التلبية والنحر، ح: ٨٢٨ من حديث إسماعيل به * وإسماعيل تقدم، ح: ٧٥، ٢٣٦١ وغيرهما، وتابعه عبيدة بن حميد: حدثني عمارة بن غزية به، وأخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٤/ ١٧٦، ح: ٢٦٣٤، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٥١، ووافقه الذهبي.

٢٩٢٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، رفع الصوت بالإهلال، ح: ٢٧٥٤ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ٨٢٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٢٥، ٢٦٢٧، وابن حبان، ح: ٩٧٤ وغيرهما.

أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ: حَدَّثَهُ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”حضرت جبریل ؑ نے میرے پاس آ کر مجھے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ لبیک بلند آواز سے پکاریں۔“

٢٩٢٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ. فَإِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ».

۲۹۲۳- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل ؑ تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد (ﷺ)! اپنے ساتھیوں کو حکم دیجیے کہ لبیک بلند آواز سے پکارا کریں کیونکہ یہ حج کے شعار (امتیازی اعمال) میں شامل ہے۔“

فائدہ: لبیک بلند آواز سے پکارنا مسنون ہے۔

٢٩٢٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ

۲۹۲۴- حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”آواز بلند کرنا (لبیک بلند آواز سے کہنا) اور خون بہانا (قربانی کرنا)۔“

٢٩٢٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٢ عن وكيع به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٥٠، وله شاهد عند الحاكم، وإسناده حسن.

٢٩٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل التلبية والنحر، ح: ٨٢٧ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "غريب ... ومحمد بن المنكدر لم يسمع من عبدالرحمٰن بن يربوع"، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٧٥، ح: ٢٦٣١، والحاكم: ١/ ٤٥٠، ٤٥١، والذهبي، وللحديث شواهد كلها ضعيفة.

الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْعَجُّ وَالثَّجُّ».

(المعجم ١٧) - بَابُ الظِّلَالِ لِلْمُحْرِمِ

(التحفة ١٧)

باب:١٧- احرام والے کا سائے میں آنا

٢٩٢٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُاللهِ ابْنُ وَهْبٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُحْرِمٍ يَضْحٰى لِلّٰهِ يَوْمَهُ، يُلَبِّي حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ، إِلَّا غَابَتْ بِذُنُوبِهِ، فَعَادَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٩٢٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو احرام والا اللہ کی رضا کے لیے دن بھر دھوپ میں لبیک پکارتا ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے تو سورج اس کے گناہوں سمیت غروب ہوتا ہے (جس طرح سورج غروب ہو گیا، اس طرح اس کے گناہ ختم ہو گئے۔) اور وہ اس طرح (گناہوں سے پاک صاف) ہو جاتا ہے جیسے وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا تھا۔“

فائدہ: مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے، اس لیے سایہ ہوتے ہوئے محض اپنے آپ کو تکلیف دینے کے لیے دھوپ میں ٹھہرے رہنا کوئی نیکی نہیں۔ ایک صحابی نے دھوپ میں کھڑے رہنے، خاموش رہنے اور روزہ رکھنے کی نیت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے روزہ پورا کرنے کی اجازت دی، کھڑے رہنے اور سائے سے پرہیز کرنے کی اجازت نہ دی۔ (صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، حديث: ٦٧٠٤) مطلب یہ ہے کہ دھوپ کی بجائے سائے میں ہو جانا احرام کے منافی عمل نہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

(التحفة ١٨)

باب:١٨- احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا

٢٩٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٩٢٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

٢٩٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ١٥٩ من حديث عاصم بن عمر به، وهو ضعيف كما في التقريب، وضعفه البوصيري من أجله، وأجل عاصم بن عبيدالله تقدم، ح: ٩٠٧.

٢٩٢٦ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب بعد رمي الجمار والحلق قبل الإفاضة، ح: ١٧٥٤ من حديث ابن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ. وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ.

ہے انھوں نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی اور احرام کھولنے کے وقت طواف افاضہ کرنے سے پہلے بھی۔“

قَالَ سُفْيَانُ: بِيَدَيَّ هاتَيْنِ.

سفیان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: (میں نے) اپنے ان دونوں ہاتھوں سے (نبی ﷺ کو خوشبو لگائی۔)

۲۹۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يُلَبِّي.

۲۹۲۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور رسول اللہ ﷺ لبیک پکار رہے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ①امام بخاری نے ”صحیح“ میں حدیث روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ خوشبو کو تین بار دھوئے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب' حديث:۱۵۳۶) اور یہ حدیث بھی روایت کی ہے جو سنن ابن ماجہ کے اس باب کی پہلی حدیث [illegible] صحيح البخاري' الحج' باب الطيب عند الإحرام.....' حديث: ۱۵۳۹) ان دونوں روایات میں بظاہر تعارض محسوس ہوتا ہے۔ ان کے درمیان تطبیق یہ دی گئی ہے کہ خوشبو دھونے کا واقعہ پہلے کا ہے اس کے بعد نبی ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوا کہ احرام باندھتے وقت خوشبو کا استعمال جائز ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ دھونے کے حکم والی حدیث ۸ھ کا واقعہ ہے جو مقام جعرانہ میں پیش آیا۔ اور حضرت عائشہ ؓ کا نبی ﷺ کو خوشبو لگانے کا واقعہ حجۃ الوداع کا ہے جو ۱۰ھ میں ادا کیا گیا۔ علاوہ ازیں جس خوشبو کو دھونے کا حکم دیا گیا وہ ”خلوق“ تھی جس میں زعفران کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور مرد کے لیے زعفران کی خوشبو استعمال کرنا احرام کے علاوہ بھی ممنوع ہے۔ (مفہوم فتح الباری: ۳/۴۹۸) ② دس ذوالحجہ کو ری

۲۹۲۷ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن واستحباب به بالمسك . . . الخ، ح: ۱۱۹۰/ ٤١ من حديث وكيع به.

جمرات اور سر منڈانے یا بال چھوٹے کرانے کے بعد احرام کی پابندیاں اٹھ جاتی ہیں۔ صرف ازدواجی تعلقات والی پابندی باقی رہ جاتی ہے' اس لیے اس دن طواف کعبہ احرام کی چادروں کے بجائے عام سلے ہوئے لباس میں کیا جاتا ہے' چنانچہ اس طواف سے پہلے خوشبو لگانا بھی جائز ہو جاتا ہے۔

٢٩٢٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَرٰى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، بَعْدَ ثَلَاثَةٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٩٢٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ کو احرام باندھے تین دن ہو چکے ہیں۔''

(المعجم ١٩) - بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ١٩)

باب: ١٩- احرام والا کون سے کپڑے پہنے؟

٢٩٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ. إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوِ الْوَرْسُ».

٢٩٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قمیص' پگڑی' شلوار' برنس اور موزے نہ پہنے' البتہ اگر کسی کو جوتے دستیاب نہ ہوں تو موزے پہن لے اور انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے (تاکہ جوتوں کی طرح بن جائیں۔) اور ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔''

٢٩٢٨_[صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، موضع الطيب، ح: ٢٧٠٤ من حديث شريك به * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦ كتلميذه، ولكن تابعه إبراهيم عند النسائي: ٥/ ١٤٠، ح: ٢٧٠٣ وغيره، وللحديث شواهد.

٢٩٢٩_أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح: ١٥٤٢، ٥٨٠٣، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح وبيان تحريم الطيب عليه، ح: ١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى: ١/ ٣٢٤، ٣٢٥، وأبومصعب: ١/ ٤١٠، ٤١١، ح: ١٠٣٨) نحو المعنى.

۲۹۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْباً مَصْبُوغاً بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ.

۲۹۳۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے احرام والے کو ورس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔“

فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے۔ ② سلے ہوئے سے مراد وہ کپڑا ہے جو سی کر جسم کے مطابق بنایا گیا ہو‘ مثلاً: قمیص‘ شلوار‘ بنیان‘ سویٹر وغیرہ۔ اگر ان سلی چادر چھوٹی ہو اور اس کے ساتھ ویسا ہی دوسرا ٹکڑا سی لیا جائے تاکہ جسم کی ضرورت کے مطابق بڑی چادر بن جائے تو اسے سلا ہوا کپڑا شمار نہیں کیا جاتا۔ ③ برنس اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ سر کو چھپانے والی چیز بھی ہو‘ جیسے برساتی کوٹ میں ہوتا ہے۔ ④ پگڑی اگرچہ سلا ہوا کپڑا نہیں‘ تاہم مرد کے لیے اس کا استعمال بھی ممنوع ہے‘ لہٰذا ٹوپی کا استعمال بالاولیٰ منع ہوا۔ ⑤ سر پر گٹھڑی وغیرہ اٹھانا‘ پہننا نہیں کہلاتا‘ لہٰذا وہ منع نہیں ہوگا۔ ⑥ ”ورس“ ایک پودا ہے۔ نواب وحید الزمان خان نے اس کا ترجمہ ”سنگار کی ڈنڈیاں“ کیا ہے۔ اس سے کپڑا رنگا جاتا ہے۔ زعفران اور ورس سے رنگے ہوئے کپڑے میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے‘ اس لیے احرام میں ایسے کپڑے کا استعمال منع ہے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا أَوْ نَعْلَيْنِ

(التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- اگر احرام باندھنے والے کو تہبند یا جوتے میسر نہ ہوں تو پاجامہ اور موزے پہن سکتا ہے

۲۹۳۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ زَيْدٍ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ قَالَ

۲۹۳۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے سنا‘ آپ نے فرمایا: ”جسے تہبند نہ ملے‘ وہ پاجامہ (یا شلوار) پہن لے۔ اور جسے جوتے نہ ملیں‘ وہ موزے پہن لے۔“

۲۹۳۰ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح:۵۸۵۲، ومسلم، الحج، الباب السابق، ح:۱۱۷۷/ ۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰى: ۱/ ۳۲۵ وأبومصعب: ۱/ ۴۱۲ ح:۱۰۴۰).

۲۹۳۱ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح:۵۸۵۳، ۵۸۰۴، ۱۸۴۱، ۱۸۴۳، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح . . . الخ، ح:۱۱۷۸ من حديث ابن عيينة به.

هِشَامٌ: عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَاراً، فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ. وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ».

وَقَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: «فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، إِلَّا أَنْ يَفْقِدَ».

ہشام کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ”کپڑا نہ ہونے کی صورت میں پاجامہ بھی پہن سکتا ہے۔“

٢٩٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

۲۹۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے جوتے میسر نہ ہوں، وہ موزے پہن لے اور انھیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے (تاکہ جوتے بن جائیں)۔“

فوائد ومسائل: ① مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، البتہ مجبوری کی حالت میں شلوار یا پاجامہ پہننا جائز ہے۔ ② احرام کی حالت میں چمڑے کے موزے پہننا بھی جائز نہیں لیکن جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ پہن سکتا ہے۔ ③ علامہ البانی ؒ اور دیگر سعودی علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر جوتے نہ ہونے کی وجہ سے موزے پہننے پڑیں تو انھیں کاٹنا ضروری نہیں کیونکہ کاٹنے کا حکم مدینے میں دیا گیا تھا، بعد میں سفر حج کے دوران میں نبی ﷺ نے ایسی صورت میں موزے پہننے کی اجازت دی اور کاٹنے کا حکم نہیں دیا، حالانکہ اس موقع پر بہت سے ایسے افراد موجود تھے جنھوں نے مدینے میں رسول اللہ ﷺ سے موزے کاٹنے کا حکم نہیں سنا تھا۔ اگر کاٹنا ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت ضرور وضاحت فرما دیتے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: ۲/۳۱۱، مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ٢١) - بَابُ التَّوَقِّي فِي الْإِحْرَامِ

(التحفة ٢١)

باب: ۲۱- احرام میں نامناسب کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے

٢٩٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۹۳۳- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت

٢٩٣٢_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٩ من حديث نافع، وحديث: ٢٩٣٠ من حديث ابن دينار.

٢٩٣٣_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب المحرم يؤدب غلامه، ح: ١٨١٨ من حديث ابن إدريس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٧٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٥٣، ٤٥٤، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عنعن، تقدم، ح: ١٢٠٩، وباقي السند صحيح.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ، نَزَلْنَا. فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَعَائِشَةُ إِلَى جَنْبِهِ. وَأَنَا إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ. وَكَانَتْ زِمَالَتُنَا وَزِمَالَةُ أَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً، مَعَ غُلَامِ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ: فَطَلَعَ الْغُلَامُ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ. فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قَالَ: أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ. قَالَ: مَعَكَ بَعِيرٌ وَاحِدٌ، تُضِلُّهُ؟ قَالَ: فَطَفِقَ يَضْرِبُهُ. وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ».

ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتی کہ جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو (آرام کرنے کے لیے) ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ نبی ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ میں حضرت ابوبکر ؓ کے پاس بیٹھی تھی۔ ہمارا اور ابوبکر ؓ کا (سامانِ سفر والا) اونٹ ایک ہی تھا جو ابوبکر ؓ کے غلام کے پاس تھا۔ وہ غلام آیا تو اس کے پاس اونٹ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: تیرا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا: رات کو گم ہو گیا۔ انھوں نے فرمایا: صرف ایک اونٹ اور وہ بھی تو نے گم کر دیا؟ اور اسے مارنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس محرم کو دیکھیں' کیا کر رہے ہیں؟''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا ماتحت غلطی کرے تو اس سے باز پرس کرنا جائز ہے۔ ② بعض اوقات غلطی پر جسمانی سزا بھی دی جا سکتی ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ بہت شدید مار نہ ہو' منہ پر نہ مارا جائے اور غلطی کرنے والے کو بددعا نہ دی جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب جانے دیجیے۔ ④ بزرگ شخصیت کو غلطی یا خلاف اولیٰ پر تنبیہ کرتے وقت اس کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ**

(التحفة ٢٢)

باب:۲۲- محرم اپنا سر دھو سکتا ہے

٢٩٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ

۲۹۳۴- حضرت عبداللہ بن حنین ؒ سے روایت ہے کہ مقام ابواء پر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ ؓ کے درمیان (ایک مسئلہ میں)

٢٩٣٤ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح: ١٨٤٠، ومسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح: ١٢٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى: ١/ ٣٢٣، أبومصعب: ١/ ٤٠٨، ٤٠٩، ح: ١٠٣٣).

عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ.

فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ، وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُنَيْنٍ. أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ قَالَ: فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ. فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ. ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اُصْبُبْ. فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ. ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ. فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ.

اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے تھے کہ محرم سر دھو سکتا ہے جبکہ حضرت مسور ؓ کہتے تھے کہ محرم سر نہیں دھو سکتا۔

(حضرت عبداللہ بن حنین نے کہا:) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے مجھے یہ مسئلہ معلوم کرنے کے لیے حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کے پاس بھیجا۔ میں نے انھیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے پایا۔ انھوں نے ایک کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا تو انھوں نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آپ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھوتے تھے؟ حضرت ابو ایوب ؓ نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے اتنا نیچے کر دیا کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا، پھر اس شخص کو جو (نہانے میں مدد دیتے ہوئے) آپ پر پانی ڈال رہا تھا، فرمایا: پانی ڈالو۔ اس نے آپ کے سر پر پانی ڈالا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر (کے بالوں) کو حرکت دی۔ آپ اپنے ہاتھوں کو آگے کی طرف بھی لائے اور پیچھے بھی لے گئے۔ پھر فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی علمی مسئلے میں اختلاف رائے مذموم نہیں بلکہ اپنی رائے کی غلطی واضح ہو جانے کے بعد اس پر اصرار کرنا برا ہے۔ ② اختلاف ہو جانے کی صورت میں اپنے سے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ③ عالم کو چاہیے کہ مسئلے کے ساتھ دلیل بھی ذکر کر دے تاکہ سائل مطمئن ہو جائے۔ ④ کپڑا پہن کر نہاتے (وقت بھی) دوسروں سے پردہ کرنا بہتر ہے۔ ⑤ جن اعضاء کو دیکھنا ممنوع ہے ان کے علاوہ باقی جسم دیکھنا

جائز ہے' جیسے حضرت ابوایوب ؓ کے ساتھ دوسرا آدمی موجود تھا جو انھیں غسل میں مدد دے رہا تھا' اور ظاہر ہے کہ صحابی نے نہانے کے لیے' اوڑھنے والی چادر اتاری ہوئی ہوگی۔ ⑥ وضو کرنے اور نہانے میں دوسرے آدمی سے مدد لینا جائز ہے۔ ⑦ احرام کی حالت میں نہانا اور سر دھونا جائز ہے لیکن خوشبودار صابن استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ سر دھوتے وقت بالوں کو حرکت دینا جائز ہے تاکہ اچھی طرح صفائی ہو جائے' اس طرح اگر کوئی بال ٹوٹ جائے تو وہ بال کاٹنے کے حکم میں نہیں' لہٰذا کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الْمُحْرِمَةِ تَسْدُلُ الثَّوْبَ عَلٰى وَجْهِهَا (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- احرام کی حالت میں عورت کا اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانا

٢٩٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ. فَإِذَا لَقِيَنَا الرَّاكِبُ أَسْدَلْنَا ثِيَابَنَا مِنْ فَوْقِ رُؤُوسِنَا. فَإِذَا جَاوَزَنَا رَفَعْنَاهَا.

۲۹۳۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے احرام باندھا ہوا تھا۔ جب ہمیں کوئی سوار نظر آتا تو ہم اپنے سروں سے کپڑے (چہرے پر) لٹکا لیتیں۔ اور جب وہ گزر جاتا' ہم کپڑا اٹھا لیتیں۔''

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ ؒ نے علی بن محمد کی سند سے یہ روایت بھی نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الشَّرْطِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- حج میں شرط لگانا

٢٩٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ

۲۹۳۶- حضرت ابوبکر (ؒ) بن عبداللہ بن زبیر (ؓ) اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ یا اپنی نانی

٢٩٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في المحرمة تغطي وجهها، ح: ١٨٣٣ من حديث يزيد به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٥٠٤.

٢٩٣٦ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٣٠٤ من حديث عثمان بن حكيم به * أبوبكر بن عبدالله مستور، ولم ينفرد به، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ جَدَّتِهِ قَالَ: لَا أَدْرِي أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَوْ سُعْدَى بِنْتِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ: «مَا يَمْنَعُكِ، يَاعَمَّتَاهُ مِنَ الْحَجِّ؟» فَقَالَتْ: أَنَا امْرَأَةٌ سَقِيمَةٌ. وَأَنَا أَخَافُ الْحَبْسَ. قَالَ: «فَأَحْرِمِي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلَّكِ حَيْثُ حُبِسْتِ».

حضرت سعدی بنت عوف ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ بنت عبدالمطلب ؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ”پھوپھی جان! آپ کو حج کرنے میں کیا رکاوٹ درپیش ہے؟“ انھوں نے کہا: میں بیمار عورت ہوں اور راستے میں رک جانے (اور سفر جاری نہ رکھ سکنے) سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”احرام باندھ لیجیے اور شرط کر لیجیے کہ آپ وہیں احرام کھول دیں گی جہاں آپ کو رکاوٹ پیش آ جائے۔“

٢٩٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ وَ وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ضُبَاعَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا شَاكِيَةٌ. فَقَالَ: «أَمَا تُرِيدِينَ الْحَجَّ، الْعَامَ؟» قُلْتُ: إِنِّي لَعَلِيلَةٌ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «حُجِّي وَقُولِي: مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي».

٢٩٣٧- حضرت ضباعہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس سال تمھارا حج کا ارادہ نہیں ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”حج کرو اور کہہ دو: (اے اللہ!) میں وہاں احرام کھول دوں گی جہاں تو مجھے روک دے۔“

٢٩٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ. أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُساً وَعِكْرِمَةَ يُحَدِّثَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ

٢٩٣٨- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں بھاری جسم کی (یا بیمار) عورت

٢٩٣٧- [صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٣٣٦، ٣٣٧ من حديث ابن أبي شيبة به، وإسناده قوي، وأخرجه البخاري، ح: ٥٠٨٩، ومسلم، ح: ١٢٠٧ وغيرهما من طريق هشام عن أبيه عن عائشة به، وللحديث طرق كثيرة عند مسلم وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٩٣٨- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه، ح: ١٢٠٨ من حديث أبي عاصم به.

الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ. وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ. فَكَيْفَ أُهِلُّ؟ قَالَ: «أَهِلِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

ہوں اور میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں۔ میں کیسے احرام باندھوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”احرام باندھ لو اور شرط لگا لو کہ میں وہیں احرام کھول دوں گی جہاں (اے اللہ!) تو مجھے روک لے۔“

فوائد ومسائل: ① بیمار آدمی حج یا عمرے کی نیت سے سفر کر سکتا ہے اگرچہ بیماری میں اضافے کا خوف ہو۔ ② اگر مرض کی وجہ سے یہ خطرہ ہو کہ سفر میں رکاوٹ پیش آ جائے گی تو احرام باندھتے وقت مشروط احرام باندھا جائے، یعنی یہ کہا جائے کہ اے اللہ! اگر رکاوٹ پیش آ گئی تو میں وہیں احرام کھول دوں گا۔ ③ مشروط احرام باندھ کر کیا ہوا حج یا عمرہ اگر پورا ہو جائے تو یہ عام حج اور عمرے کی طرح ہے، اس کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ ④ مشروط احرام کے بعد اگر حج یا عمرہ مکمل کیے بغیر احرام کھول کر ارادہ ختم کرنا پڑ جائے تو کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا، نہ دم لازم ہوگا، نہ صدقہ وغیرہ۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ

(التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- حرم شریف میں داخلہ

٢٩٣٩- حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ حَسَّانَ أَبُو عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ تَدْخُلُ الْحَرَمَ مُشَاةً حُفَاةً. وَيَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ. وَيَقْضُونَ الْمَنَاسِكَ حُفَاةً مُشَاةً.

۲۹۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: انبیائے کرام چلتے ہوئے (سواری کے بغیر) اور ننگے پاؤں حرم میں داخل ہوا کرتے تھے اور (اسی طرح) بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ وہ تمام مناسک (اور اعمال) پیدل اور ننگے پاؤں ادا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ

(التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- مکہ مکرمہ میں داخلہ

٢٩٤٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۲۹۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢٩٣٩- [إسناده ضعيف] وتكلم فيه البوصيري من أجل مبارك بن حسان، وتقدم حاله، ح: ٢٧١٠.

٢٩٤٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤ عن أبي معاوية به، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٧٦، ومسلم، ح: ١٢٥٧ وغيرهما من حديث يحيى القطان عن عبيدالله بن عمر به نحو المعنى، وتابعه مالك عن نافع به عند البخاري وغيره.

أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا. وَإِذَا خَرَجَ، خَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا سے داخل ہوتے تھے۔ اور جب (مکہ شریف سے) باہر نکلتے تو ثنیہ سفلیٰ سے نکلتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ثنیہ پہاڑوں کے درمیان گھاٹی یا راستے کو کہتے ہیں۔ ② ثنیہ علیا (اوپر والی گھاٹی) سے مراد وہ بلند گھاٹی ہے جو مکہ کی شمالی سمت جنت المعلیٰ کی طرف ہے۔ اس کا نام کداء اور حجون ہے۔ ③ ثنیہ سفلیٰ (نیچے والی گھاٹی) سے مراد وہ پہاڑی راستہ ہے جو جبل قعیقعان کی طرف ہے۔ اسے کدیٰ بھی کہتے ہیں۔ (فتح الباري، الحج، باب :٤١) یہ باب بنی شیبہ کی طرف ہے۔

٢٩٤١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ نَهَارًا.

۲۹۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں دن کے وقت داخل ہوئے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ رات کو ذی طویٰ کے مقام پر ٹھہرے تھے۔ صبح کے وقت مکہ شریف میں داخل ہوئے۔ (صحيح البخاري، الحج، باب دخول مكة نهارًا أوليلاً، حديث:١٥٧٤)

٢٩٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَداً؟ وَذٰلِكَ فِي حَجَّتِهِ. قَالَ: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قَالَ: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَداً بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ - يَعْنِي الْمُحَصَّبَ - حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ».

۲۹۴۲- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے حج کے دوران کا واقعہ ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟“ پھر فرمایا: ”ہم کل بنو کنانہ کے خیف (وادئ محصب) میں ٹھہریں گے جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کے لیے آپس میں قسمیں کھائی تھیں۔“

٢٩٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في دخول النبي ﷺ مكة نهارًا، ح: ٨٥٤ من حديث وكيع به، وقال: "هٰذا حديث حسن"، وانظر، ح: ٣٦٦، ١٢٩٩ لحال العمري عن نافع.

٢٩٤٢ـ تقدم من حديث ابن وهب عن يونس عن الزهري به، ح: ٢٧٣٠.

وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشاً عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ .

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب بنو کنانہ نے قریش سے قسمیں کھا کر بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ کیا تھا کہ بنو ہاشم سے رشتہ ناتا نہیں کریں گے اور ان سے خرید وفروخت بھی نہیں کریں گے۔

قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي .

امام زہری ؒ نے فرمایا: ”خیف“ وادی کو کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس واقعہ میں قبائل کے جس معاہدے کا ذکر ہے اسی کی وجہ سے بنو ہاشم کو تین سال تک شعب بنی ہاشم میں رہنا پڑا تھا جسے شعب ابی طالب بھی کہتے ہیں۔ ② مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجیے' حدیث: ۲۷۳۰-

(المعجم ٢٧) - بَابُ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ

(التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- حجر اسود کو بوسہ دینا

٢٩٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ: إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ. وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ.

۲۹۴۳- حضرت عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کم بالوں والے عمر بن خطاب ؓ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے اور فرماتے تھے: میں تجھے چوم رہا ہوں' حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے' نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے' نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے نہ چومتا۔

فوائد ومسائل: ① طواف کعبہ کے دوران میں حجر اسود کو بوسہ دینا درست ہے لیکن اس مقصد کے لیے دھکم پیل کرنا جائز نہیں۔ اگر آسانی سے بوسہ دینا ممکن ہو تو بہتر ہے ورنہ چھڑی یا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر اسے بوسہ دیا جائے۔ اگر چھڑی یا ہاتھ بھی حجر اسود کو لگانا مشکل ہو تو حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے آگے گزر جانا چاہیے۔ اس صورت میں اپنے ہاتھ کو بوسہ نہ دیا جائے۔ ② حضرت عمر ؓ نے مذکورہ بات اس لیے فرمائی کہ توحید اور اتباع کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ مشرکین بتوں کو یا بزرگوں سے منسوب چیزوں کو حصول برکت کے لیے چھوتے تھے

٢٩٤٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ١٢٧٠ عن ابن أبي شيبة به.

اور سمجھتے تھے کہ انھیں چھونے سے حاجتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں کے حجر اسود کے چھونے سے یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ پتھر کی پوجا کرتے ہیں بلکہ یہ تو صرف اتباع سنت کے طور پر کرتے ہیں۔ ③ حجر اسود کے سوا کعبہ کا کوئی اور حصہ چومنا سنت نہیں، اس لیے کعبہ کی دیواروں، یا کعبہ شریف کے دروازے کی چوکھٹ، یا مقام ابراہیم کی جالی کو چومنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ رکن یمانی کو بھی چومنا مناسب نہیں، صرف ہاتھ لگانا سنت ہے۔ طواف کے دوران میں آسانی سے ہو سکے تو رکن یمانی کو ہاتھ لگا لیا جائے ورنہ اشارہ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں، ایسے ہی آگے گزر جائیں۔

٢٩٤٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهَا، يَشْهَدُ عَلَى مَنْ يَسْتَلِمُهُ بِحَقٍّ».

۲۹۴۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن یہ پتھ (حجر اسود) ضرور اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کی د آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اور زبان ہو گ جس سے وہ بولے گا۔ جس نے اسے حق کے ساتھ چو ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① حجر اسود کو بوسہ دینے میں بہت ثواب ہے، اس لیے اگر بوسہ دینا ممکن ہو تو ضرور بوسہ دینا چاہیے۔ ② قیامت کے حالات دنیا کے حالات سے مختلف ہیں۔ حضرت عمر ؓ کا اشارہ دنیا میں فائدہ دینے کے بارے میں ہے۔ اور حضرت ابن عباس ؓ کا اشارہ آخرت کے بارے میں ہے جب بے جان چیزیں بھی نیکوں کے حق میں اور بدکاروں کے خلاف گواہی دیں گی۔ ③ حق کے ساتھ بوسہ دینا، یعنی عقیدۂ توحید پر قائم رہتے ہوئے اور شرک سے اجتناب کرتے ہوئے بوسہ دینا مراد ہے کیونکہ کفر اور شرک اکبر کی موجودگی میں بڑی سے بڑی نیکی کالعدم ہو جاتی ہے۔

٢٩٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۲۹۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢٩٤٤_ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الحجر الأسود، ح: ٩٦١ من حديث ابن خثيم به وقال: "هٰذا حديث حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٣٥، ٢٧٣٦، وابن حبان، ح: ١٠٠٥، والحاكم: ١/ ٤٥٧ والذهبي.

٢٩٤٥_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٢٤٨ من حديث يعلى بن عبيد به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٥٤ والذهبي، وقال البوصيري: هٰذا إسناد ضعيف، محمد بن عون ضعفه ابن معين، وأبوحاتم، وأبوزرعة، والبخاري والنسائي وغيرهم، وقال الذهبي في الكاشف: "ضعفوه"، وقال الحافظ في التقريب: "متروك".

حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْحَجَرَ. ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَيْهِ عَلَيْهِ يَبْكِي طَوِيلاً. ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ يَبْكِي. فَقَالَ: «يَاعُمَرُ! هٰـهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حجر اسود کی طرف آئے' پھر اس پر اپنے ہونٹ مبارک رکھ کر دیر تک روتے رہے' پھر مڑ کر دیکھا تو حضرت عمر بن خطاب ؓ روتے نظر آئے۔ تب آپ نے فرمایا: ''عمر! اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔''

٢٩٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ، وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمَحِيِّـينَ.

۲۹۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے کونوں میں سے صرف حجر اسود کا اور بنو جمح کے گھروں کی طرف واقع حجر اسود سے متصل کونے (رکن یمانی) کا استلام کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بیت اللہ کے چار کونے ہیں۔ حجر اسود والا کونہ' رکن یمانی' رکن شامی اور رکن عراقی۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں حجر اسود اور رکن یمانی تو اسی مقام پر تھے جہاں ابراہیم ؑ نے کعبہ تعمیر کرتے وقت بنائے تھے' البتہ رکن شامی اور رکن عراقی ابراہیمی تعمیر پر قائم نہیں تھے کیونکہ اہل مکہ نے کعبہ شریف تعمیر کرتے وقت اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیا تھا۔ یہ چھوڑا ہوا حصہ حطیم یا حجر کہلاتا ہے۔ موجودہ تعمیر بھی اسی انداز سے ہے کہ حطیم کعبہ شریف کی عمارت سے باہر ہے۔ ② حجر اسود کا استلام بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا یا اشارہ کرنا ہے۔ رکن یمانی کا استلام' صرف ہاتھ لگانا ہے۔ ③ حجر اسود کے سوا کعبہ شریف کے کسی حصے کو چومنا خلافِ سنت ہے۔ ملتزم کو بھی بوسہ نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح کعبہ شریف کے علاوہ کسی اور عمارت' مزار یا یادگار وغیرہ کو بوسہ دینا بھی جائز نہیں۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرنا

٢٩٤٦- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف، دون الركنين الآخرين، ح: ١٢٦٧ عن أحمد بن عمرو أبي الطاهر به.

٢٩٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، طَافَ عَلٰى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ بِيَدِهِ. ثُمَّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَجَدَ فِيهَا حَمَامَةَ عَيْدَانٍ. فَكَسَرَهَا. ثُمَّ قَامَ عَلٰى بَابِ الْكَعْبَةِ، فَرَمٰى بِهَا. وَأَنَا أَنْظُرُهُ.

۲۹۴۷- حضرت صفیہ بنت شیبہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ کو (فتح سے متعلق معاملات نپٹا کر) اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ (اس دوران میں) نبی ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ساتھ استلام کرتے تھے، پھر آپ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے تو اس کے اندر کھجور کی لکڑی سے بنی ہوئی ایک کبوتری نظر آئی۔ آپ نے اسے توڑ دیا، پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے (کعبہ سے باہر) پھینک دیا۔ اور میں رسول اللہ ﷺ کو (کبوتری کا بت کعبہ سے باہر پھینکتے) دیکھ رہی تھی۔

فوائد ومسائل: ① سواری پر سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے ڈولی پر یا پہیوں والی کرسی پر طواف کرے تو اس کا طواف درست ہے۔ ② طواف کے دوران میں اگر حجر اسود کو ہاتھ لگانا مشکل ہو تو چھڑی وغیرہ لگا کر اسے بوسہ دے دیا جائے تو درست ہے ورنہ اشارہ کر لینا کافی ہے۔ ③ مِحْجَن اس عصا یا چھڑی کو کہتے ہیں جس کا ایک سرا مڑا ہوا ہوتا ہے۔ ④ جاندار چیز کا بت توڑ کر پھینک دینا چاہیے اور تصویر مٹا دینی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی دیواروں پر نقش تصاویر کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔

٢٩٤٨- حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيرٍ، يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

۲۹۴۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے دوران میں نبی ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور چھڑی سے حجر اسود کا استلام کرتے رہے۔

٢٩٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الطواف الواجب، ح: ١٨٧٨ من حديث يونس به، وحسنه المزي.

٢٩٤٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب استلام الركن بالمحجن، ح: ١٦٠٧، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٢ من حديث ابن وهب به.

٢٩٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ خَرَّبُوذَ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاالطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ، وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ.

٢٩٤٩- حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ سواری پر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے تھے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الرَّمَلِ حَوْلَ الْبَيْتِ

(التحفة ٢٩)

باب: ٢٩- طواف کعبہ کے دوران میں رمل کرنا

٢٩٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ، رَمَلَ ثَلَاثَةً، وَمَشَى أَرْبَعَةً، مِنَ الْحِجْرِ إِلَى الْحِجْرِ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

٢٩٥٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلی بار بیت اللہ کا طواف کرتے تو تین چکروں میں رمل کرتے اور چار چکروں میں (عام رفتار سے) چلتے' حجر سے حجر تک۔ (نافع نے فرمایا:) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

٢٩٥١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعُكْلِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ،

٢٩٥١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین چکروں میں حجر سے حجر تک رمل کیا اور چار چکروں میں (عام رفتار سے) چلے۔

٢٩٤٩ـ أخرجه مسلم، الحج، الباب السابق، ح: ١٢٧٥ من حديث معروف به.

٢٩٥٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة قبل أن يرجع إلى بيته . . . الخ، ح: ١٦١٧، ١٦٤٤، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة، وفي الطواف الأول في الحج، ح: ١٢٦١ وغيرهما من طرق عن عبيدالله به نحو المعنى.

٢٩٥١ـ أخرجه مسلم، الحج، الباب السابق، ح: ١٢٦٣ من حديث مالك به.

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحِجْرِ إِلَى الْحِجْرِ ثَلَاثًا، وَمَشَى أَرْبَعًا.

فوائد ومسائل: ① حجر سے مراد حجر اسود ہے کیونکہ طواف اس سے شروع ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' جب مکہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے طواف میں رکن اسود (حجر اسود) کا استلام فرماتے اور (اس طواف میں) سات میں سے تین چکروں میں تیز چلتے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة......' حديث: ۱۶۰۳) ② ''حجر (اسود) سے حجر (اسود) تک'' کا مطلب یہ ہے کہ طواف کا چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ تین چکروں میں کعبہ کے چاروں طرف بھاگ کر چلتے تھے جیسے کہ حدیث ۲۹۵۳ میں وضاحت ہے۔ ③ رمل کا مطلب چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے تیز چلنا ہے۔ یہ مردوں کے لیے پہلے طواف کے تین چکروں میں مشروع ہے۔

۲۹۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: فِيمَ الرَّمَلَانُ الْآنَ؟ وَقَدْ أَطَّأَ اللهُ الْإِسْلَامَ، وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ. وَايْمُ اللهِ مَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۹۵۲- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اب رمل کا کیا فائدہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا ہے اور کفر واہل کفر کو ملک (عرب) سے نکال دیا ہے؟ اور قسم ہے اللہ کی! ہم وہ کام نہیں چھوڑیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رمل کی مشروعیت کی حکمت کافروں پر مسلمانوں کا رعب طاری کرنا اور انھیں یہ احساس دلانا ہے کہ مسلمان کمزور نہیں۔ ② فتح مکہ کے بعد حدود حرم میں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ اب وہ مسلمانوں کو رمل کرتے نہیں دیکھ سکتے۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ اب رمل نہ کیا جائے لیکن قیاس کے ذریعے سے کوئی شرعی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ③ اگر رمل منسوخ ہونا ہوتا تو فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ اسے منسوخ کر دیتا۔ اگر اس وقت منسوخ نہیں ہوا تو نبی ﷺ کی وفات کے بعد اسے موقوف نہیں کیا جا سکتا۔ ④ بعض اوقات ایک شرعی حکم کی حکمت واضح نہیں ہوتی لیکن اس وجہ سے اس حکم پر عمل کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ⑤ ممکن ہے اس کے منسوخ نہ ہونے میں یہ حکمت ہو کہ حج کے اعمال ایک لحاظ سے جہاد کی تربیت پر مشتمل ہیں اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا' لہٰذا اس کی تربیت کے کسی عمل کو منسوخ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ⑥ حضرت عمر ؓ سنت نبوی پر اس حد

۲۹۵۲_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الرمل، ح: ۱۸۸۷ من حديث هشام بن سعد به.

نیک عمل کرنے والے تھے کہ جس حکم کی بظاہر کوئی حکمت نظر نہیں آتی اسے بھی ترک نہیں کیا تاکہ عام لوگوں کی نظر میں سنت کی اہمیت واضح ہو۔

٢٩٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ، حِينَ أَرَادُوا دُخُولَ مَكَّةَ، فِي عُمْرَتِهِ بَعْدَ الْحُدَيْبِيَةِ: «إِنَّ قَوْمَكُمْ غَداً [سَيَرَوْنَكُمْ]. فَلَيَرَوُنَّكُمْ جُلْدًا».

٢٩٥٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب عمرہ کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کل تمھاری قوم کے لوگ تمھیں دیکھیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ تم انھیں مضبوط نظر آؤ۔“

فَلَمَّا دَخَلُوا الْمَسْجِدَ اسْتَلَمُوا الرُّكْنَ وَرَمَلُوا. وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ. حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ مَشَوْا إِلَى الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ. ثُمَّ رَمَلُوا حَتّٰى بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ. ثُمَّ مَشَوْا إِلَى الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ. فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَشَى الْأَرْبَعَ.

چنانچہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور رمل کیا، نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ حضرات رکن یمانی پر پہنچے تو حجر اسود تک (عام چال سے) چل کر گئے۔ پھر رمل کیا حتی کہ رکن یمانی تک پہنچ گئے۔ پھر حجر اسود تک چل کر گئے۔ نبی ﷺ نے بھی تین بار اسی طرح (رمل) کیا، پھر چار بار (دوڑے بغیر) چل کر طواف کیا۔

فوائد ومسائل: ① صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ٦ ھ میں ہوئی۔ اس میں یہ شرط تھی کہ مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہ ہوں بلکہ واپس چلے جائیں۔ اگلے سال مسلمان عمرہ کرنے کے لیے آئیں اور تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھہریں۔ ② اس شرط کے مطابق دو ہزار مرد اور ان کے علاوہ کچھ عورتیں اور بچے بھی ذوالقعدہ ٧ ھ میں نبئ اکرم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ پہنچے۔ (فتح الباری: ٧/ ٦٢٧) ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے طواف کے دوران میں بیت اللہ کے تین طرف رمل کیا اور چوتھی طرف عام رفتار سے چلے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ گھروں سے نکل کر کعبہ کے شمال میں واقع جبل قعیقعان پر جا بیٹھے تھے۔ مسلمان کعبہ کے تین طرف انھیں پھرتی سے دوڑتے بھاگتے نظر آتے تھے۔ چوتھی طرف مسلمان کعبہ شریف کی اوٹ میں ہو جانے کی وجہ سے نظر نہیں آتے تھے۔ ④ مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں پر ہر لحاظ سے اپنا رعب قائم رکھیں تاکہ کافر ان پر ظلم کرنے

٢٩٥٣_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الرمل، ح: ١٨٩٠ من حديث ابن خثيم به.

کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْإِضْطِبَاعِ

(التحفة ٣٠)

باب:۳۰-دایاں کندھا ننگا رکھ کر احرام کی چادر اوڑھنا

٢٩٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ وَ قَبِيصَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ ابْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ يَعْلَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ مُضْطَبِعاً.

قَالَ قَبِيصَةُ: وَعَلَيْهِ بُرْدٌ.

۲۹۵۴- حضرت یعلیٰ بن امیہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اضطباع کی حالت میں طواف کیا۔

(راویٔ حدیث) قبیصہ نے کہا: آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن بیہقی کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح، حسن اور قوی قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲۹/۴۷۳، وصحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم:۲۴۰۹، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث:۲۹۵۴) ② اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ چادر اس انداز سے اوڑھی جائے کہ دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالی جائے۔ ③ اضطباع صرف طواف قدوم میں مسنون ہے۔ طواف مکمل کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھتے وقت دونوں کندھے ڈھانک لینے چاہئیں۔ ④ رمل اور اضطباع صرف مردوں کے لیے مشروع ہیں عورتوں کے لیے نہیں۔

(المعجم ٣١) - بَابُ الطَّوَافِ بِالْحِجْرِ

(التحفة ٣١)

باب:۳۱-حطیم کا طواف

٢٩٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۹۵۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں

٢٩٥٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن النبي ﷺ طاف مضطبعًا، ح: ٨٥٩ عن قبيصة به، وقال: "حسن صحيح" * الثوري تقدم، ح: ١٦٢، وشيخه تقدم، ح: ٧٢٨ وقد عنعنا، وحديث البيهقي: (٥/ ٧٩) يغني عنه.

٢٩٥٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها ... الخ، ح: ١٥٨٤، ٧٢٤٣ من حديث أشعث به، ومسلم، الحج، باب جدر الكعبة وبابها، ح: ١٣٣٣/ ٤٠٦ عن ابن أبي شيبة به.

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْحِجْرِ. فَقَالَ : «هُوَ مِنَ الْبَيْتِ» قُلْتُ : مَا مَنَعَهُمْ أَنْ يُدْخِلُوهُ فِيهِ؟ قَالَ : «عَجَزَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ» قُلْتُ : فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعاً، لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ؟ قَالَ : «ذٰلِكَ فِعْلُ قَوْمِكِ. لِيُدْخِلُوهُ مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوهُ مَنْ شَاءُوا. وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ، لَنَظَرْتُ هَلْ أُغَيِّرُهُ، فَأُدْخِلَ فِيهِ مَا انْتَقَصَ مِنْهُ، وَجَعَلْتُ بَابَهُ بِالْأَرْضِ» .

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجر (حطیم) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ بھی کعبہ میں شامل ہے۔“ میں نے کہا: پھر انھوں نے کس رکاوٹ کی وجہ سے اسے کعبہ (کی عمارت) میں شامل نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس (حلال مال سے) خرچ ختم ہوگیا تھا۔“ میں نے کہا: اس کا دروازہ بلند کیوں ہے کہ سیڑھی کے بغیر چڑھا نہیں جا سکتا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ تیری قوم کا کام ہے۔ (ان کا مقصد یہ تھا) کہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تیری قوم کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور یہ خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل متنفر ہو جائیں گے تو میں غور کرتا کہ آیا اسے تبدیل کر کے اس کا وہ حصہ بھی اس میں شامل کر دوں جو کم کر دیا گیا ہے اور میں اس کا دروازہ زمین پر (سطح کے برابر) بناتا۔“

فوائد و مسائل: ① خانہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر رسول اللہ ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ② قریش میں زمانۂ جاہلیت میں بھی حلال اور حرام کی تمیز موجود تھی لیکن عملی طور پر اس کا خیال بہت کم رکھا جاتا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے لیے قریش نے حلال مال خرچ کرنے کی شرط لگائی تھی لیکن حلال مال مکمل خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے کافی نہ ہوا تو انھوں نے حطیم والا حصہ تعمیر کے بغیر چھوڑ دیا۔ ③ مسجد کی تعمیر میں حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا مال ہی خرچ کرنا چاہیے۔ ④ حطیم چونکہ کعبہ کا حصہ ہے اس لیے طواف اس کے باہر سے کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص غلطی سے اس کے اندر سے گزر جائے تو وہ چکر شمار نہ کرے ورنہ طواف ناقص رہے گا۔ ⑤ خانہ کعبہ کی عمارت کے بارے میں مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے جو تفصیلات بیان کی ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں: خانہ کعبہ کی موجودہ بلندی پندرہ میٹر ہے۔ حجر اسود والی دیوار اور اس کے سامنے کی دیوار یعنی جنوبی اور شمالی دیواریں دس دس میٹر لمبی ہیں۔ حجر اسود مطاف کی زمین سے ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر ہے۔ دروازے والی دیوار اور اس کے مقابل کی دیوار یعنی مشرقی اور مغربی دیواریں بارہ بارہ میٹر لمبی ہیں۔ دروازہ زمین سے دو میٹر بلند ہے۔ چاروں طرف دیواروں کے ساتھ ساتھ ایک بڑھے ہوئے کرسی نما ضلعے کا گھیرا ہے۔ اسے شاذروان کہتے ہیں۔ اس کی اوسط اونچائی ۲۵ سنٹی میٹر اور اوسط چوڑائی ۳۰ سنٹی

میٹر ہے۔ یہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے جسے قریش نے چھوڑ دیا تھا۔ (الرحیق المختوم ص: ۹۳) ⑥ بعض اوقات مصلحت کا خیال کرتے ہوئے افضل کام چھوڑ کر غیر افضل جائز کام کر لینا بہتر ہے۔ جب یہ خطرہ ہو کہ افضل کام کرنے سے کچھ **نا**مطلوب نتائج سامنے آئیں گے جن کی تلافی مشکل ہو گی تو افضل کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ ⑦ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے اپنے دور حکومت میں کعبہ شریف کی تعمیر اس انداز سے کر دی تھی جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی لیکن ان کی شہادت کے بعد کعبہ شریف کو دوبارہ پہلے انداز سے بنا دیا گیا۔ ⑧ اگر کوئی شخص کعبہ کے اندر نماز پڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ حطیم میں نماز پڑھ لے کیونکہ یہ خانہ کعبہ کا ایک حصہ ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ فَضْلِ الطَّوَافِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-طوافِ کعبہ کی فضیلت

٢٩٥٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ».

۲۹۵۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا: ''جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے' (اس کا) یہ (عمل) ایک انسان آزاد کرنے کی طرح ہے۔''

فوائد و مسائل: ① کعبہ شریف کا طواف ایک مستقل عبادت ہے۔ یہ ایسی عبادت ہے جو دنیا میں کسی اور مقام پر ادا نہیں کی جا سکتی' لہٰذا جسے مکہ شریف جانے کا موقع ملے' اسے چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کرے۔ ② بعض لوگ مکہ مکرمہ جا کر بار بار عمرہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں کیا بلکہ جعرانہ والے عمرے کے سوا باقی عمروں کے لیے مدینہ منورہ سے سفر فرمایا' اس لیے بار بار عمرہ کرنے کی بجائے بار بار طواف کرنا چاہیے۔ ③ نفلی طواف کا طریقہ بھی وہی ہے جو حج و عمرہ کے طواف کا ہے۔ اس میں احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔ کعبہ شریف کے گرد سات چکر لگائے۔ طواف حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود پر ختم کرے۔ اس کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز ادا کرے۔ اگر یہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں کسی بھی مقام پر دو رکعتیں پڑھ لے۔ یہ ایک طواف ہو جائے گا۔ اس طرح جس قدر طواف کر سکے' کر لے۔

٢٩٥٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۲۹۵۷- حضرت حمید بن ابو سویہ ؒ سے روایت

٢٩٥٦ـ [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد رجاله ثقات" وأشار المنذري إلى أنه حسن، وقال: رواه ابن ماجه، وكذا ابن خزيمة في صحيحه.

٢٩٥٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٦٩٠ من حديث هشام بن عمار به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ : حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ أَبِي سَوِيَّةَ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ هِشَامٍ يَسْأَلُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَقَالَ عَطَاءٌ : حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «وُكِلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكاً. فَمَنْ قَالَ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالُوا : آمِينَ» .

ہے انھوں نے کہا: میں نے ابن ہشام رحمہ اللہ کو سنا کہ وہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے رکن یمانی کے بارے میں سوال کر رہے تھے جب کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ نے کہا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے فرشتے (اس کی دعا پر) آمین کہتے ہیں: (دعا یہ ہے:) [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ] ”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے ہمارے مالک! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

فَلَمَّا بَلَغَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ قَالَ : يَاأَبَا مُحَمَّدٍ! مَا بَلَغَكَ فِي هٰذَا الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ؟ فَقَالَ عَطَاءٌ : حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : [«مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ» .

جب وہ حجر اسود پر پہنچے تو کہا: ابو محمد! آپ کو اس حجر اسود کے بارے میں کیا حدیث پہنچی ہے؟ عطاء رحمہ اللہ نے کہا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”جو شخص اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ رحمٰن کے ہاتھ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔“

قَالَ لَهُ ابْنُ هِشَامٍ : يَاأَبَا مُحَمَّدٍ فَالطَّوَافُ؟ قَالَ عَطَاءٌ : حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ :] «مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

ابن ہشام رحمہ اللہ نے کہا: ابو محمد! اور طواف؟ عطاء رحمہ اللہ نے کہا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ”جو شخص کعبہ کے سات چکر لگاتا ہے اور (اس دوران میں) صرف یہی کہتا ہے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا

ضعيف، حميد قال فيه ابن عدي: أحاديثه غير محفوظة، وقال الذهبي: مجهول.

بِاللهِ، مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشَرَةَ دَرَجَاتٍ. وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ [وَهُوَ] فِي تِلْكَ الْحَالِ، خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ، كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ».

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] ''اللہ پاک ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی بچاؤ اور طاقت نہیں۔'' اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں' اور اس کی وجہ سے اس کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص طواف کرتا ہے اور اس حال میں بات چیت کرتا ہے' وہ رحمت میں اپنے قدم ہی داخل کرتا ہے' جیسے کوئی (پایاب) پانی میں پاؤں داخل کرے۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الطَّوَافِ (التحفة ٣٣)

باب: ٣٣-طوافِ کعبہ کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا

٢٩٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ [سَبْعِهِ] جَاءَ حَتَّى يُحَاذِيَ بِالرُّكْنِ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي حَاشِيَةِ الْمَطَافِ. وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطُّوَّافِ أَحَدٌ.

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: هٰذَا بِمَكَّةَ، خَاصَّةً.

٢٩٥٨- حضرت مُطّلب بن ابو وداعہ سہمی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سات چکروں سے فارغ ہوئے تو تشریف لے آئے حتی کہ حجر اسود کے برابر آ گئے۔ پھر آپ نے مطاف (طواف کی جگہ) کے کنارے پر دو رکعتیں پڑھیں جب کہ آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی (سترہ) نہ تھا۔

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: یہ حکم (لوگوں کے نمازی کے آگے سے گزرتے رہنے کے باوجود نماز پڑھتے رہنا) صرف مکہ کے ساتھ خاص ہے۔ (مسجد

٢٩٥٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، أين يصلي ركعتي الطواف، ح: ٢٩٦٢ من حديث أبي أسامة به، وأشار البخاري إلى ضعفه * كثير لم يسمع من أبيه بدليل رواية ابن عيينة: (أبوداود، ح: ٢٠١٦) بينهما مجهول، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مستور.

حرام میں یہ اجازت ہے، اور کہیں نہیں۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے امام ابن ماجہ کا اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ مکے میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے، صحیح نہیں ہے بلکہ نمازی کے آگے سے گزرنا ہر جگہ ہی ممنوع ہے۔ لوگ حرم مکی (خانہ کعبہ) اور مسجد نبوی میں اس کا خیال نہیں رکھتے تو یہ ایک کوتاہی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں ایسا کرنا جائز ہے، وہاں بھی اس سے بچنا چاہیے۔

٢٩٥٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي عِنْدَ الْمَقَامِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

٢٩٥٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے، پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ (امام) وکیع نے فرمایا: مقام ابراہیم کے پاس۔ پھر (مسجد سے) نکل کر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① طوافِ کعبہ سات چکروں سے پورا ہوتا ہے۔ ② طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ ③ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے قریب ادا کرنا سنت ہے۔ اگر وہاں جگہ نہ ہو تو مسجد حرام میں کسی اور مناسب جگہ پر بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ ④ بعض لوگ لاعلمی کی وجہ سے مقام ابراہیم کی طرف منہ کرتے ہیں اگرچہ کعبہ کی طرف رخ نہ رہے۔ یہ غلط ہے۔ نماز کے لیے کعبہ کی طرف منہ کرنا چاہیے۔ مقام ابراہیم سامنے ہو یا نہ ہو۔ ⑤ صفا اور مروہ کے درمیان سعی، طوافِ کعبہ کے بعد کی جاتی ہے۔

٢٩٦٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ، أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ. فَقَالَ

٢٩٦٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ شریف کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم پر تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے جس کے

٢٩٥٩۔ أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام، ح: ١٦٢٧ وغيره، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي . . . الخ، ح: ١٢٣٤ من حديث عمرو بن دينار به.

٢٩٦٠۔ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٠٨.

عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا مَقَامُ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ الَّذِي قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ: ﴿وَاتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥].

بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ”ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔“

قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: هٰكَذَا قَرَأَهَا: ﴿وَاتَّخِذُواْ﴾ قَالَ: نَعَمْ.

حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے دریافت کیا: کیا (آپ کے استاد حضرت جعفر بن محمد نے) یہ آیت اسی طرح پڑھی تھی: ﴿وَاتَّخِذُوا﴾ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① ”مقام ابراہیم“ سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کو تعمیر کیا تھا۔ ② ولید بن مسلم نے امام مالک سے آیت کی قراءت کے متعلق دریافت فرمایا کیونکہ اس آیت کی دوسری قراءت بھی ہے جو اس طرح ہے: ﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (صیغۂ امر کی بجائے صیغۂ ماضی کے ساتھ) اس صورت میں آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا: ”اور لوگوں نے (اللہ کے حکم سے) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنا لیا۔“ یعنی سابقہ شریعت میں بھی یہ حکم موجود تھا۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ رَاكِبًا (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- بیمار سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے

٢٩٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ. ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا مَرِضَتْ. فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَطُوفَ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ،

٢٩٦١- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لیں۔ انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے تھے اور یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے: ﴿وَالطُّوْرِ ○ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ ”قسم ہے طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی۔“

٢٩٦١ـ أخرجه البخاري، الحج، باب طواف النساء مع الرجال، ح: ١٦١٩ وغيره، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره، ح: ١٢٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٠، ٣٧١ نحو المعنى.

وَهِيَ رَاكِبَةٌ. قَالَتْ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَالطُّورِ ○ وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾ [الطور: ١، ٢].

قَالَ ابْنُ مَاجَه: هٰذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: یہ ابوبکر بن شیبہ کی حدیث ہے۔

فوائد ومسائل: ① کسی معقول عذر کی بنا پر طواف سواری پر کیا جا سکتا ہے۔ ② آج کل بعض معمر افراد جو چل کر طواف نہیں کر سکتے، ڈولی وغیرہ پر طواف کر لیتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں ان کا یہ عمل درست ہے۔ اسی طرح زیادہ رش اور ہجوم کی صورت میں طواف کا دوگانہ بھی مسجد کے باہر ادا کیا جا سکتا ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، باب من صلّى ركعتي الطواف خارجًا من المسجد، حديث:١٦٢٦) ③ حدیث میں جس نماز کا ذکر ہے وہ فجر کی نماز تھی۔ (صحيح البخاري، حوالہ مذکورہ بالا) ④ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایک بار اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا تھا۔ (صحيح البخاري، الحج، باب المريض يطوف راكباً، حديث:١٦٣٢، وسنن ابن ماجه، المناسك، باب:٢٨، حديث:٢٩٤٧-٢٩٤٩)

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْمُلْتَزَمِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-ملتزم کا بیان

٢٩٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَّاحِ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ السَّبْعِ رَكَعْنَا فِي دُبُرِ الْكَعْبَةِ. فَقُلْتُ: أَلَا تَتَعَوَّذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ قَالَ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ. قَالَ ثُمَّ مَضٰى فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ. ثُمَّ قَامَ بَيْنَ الْحِجْرِ وَالْبَابِ. فَأَلْصَقَ صَدْرَهُ وَيَدَيْهِ وَخَدَّهُ إِلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ

٢٩٦٢- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم سات چکروں سے فارغ ہوئے تو ہم نے کعبہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ میں نے کہا: کیا آپ آگ سے اللہ کی پناہ نہیں مانگتے؟ انھوں نے کہا: میں (جہنم کی) آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر وہ (حضرت عبداللہ ؓ) چلے اور

٢٩٦٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الملتزم، ح:١٨٩٩ من حديث المثنّى: (١٤٠٢) به، وتابعه ابن جريج تقدم، ح:٧٢٨ عند البيهقي: ٥/ ٩٢، ٩٣، وهو لم يسمع من عمرو بن شعيب.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر حجر اسود اور (کعبہ کے) دروازے کے درمیان کھڑے ہو کر اپنا سینہ' اپنے ہاتھ اور اپنا رخسار کعبہ سے لگا دیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس ؓ، عروہ بن زبیر اور دیگر صحابۂ کرام ؓ کے عمل سے صحیح ثابت ہے۔ شیخ البانی ؒ نے غالباً اسی وجہ سے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۲۱۳۸' و مناسك الحج والعمرة للألباني' ص:۲۲) ② طواف کی دو رکعتیں پڑھ کر اپنے لیے اور عزیزوں دوستوں کے لیے کوئی مناسب دعا مانگی جا سکتی ہے، جیسے حضرت شعیب بن محمد ؒ اور حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے جہنم سے محفوظ رہنے کی دعا مانگی۔ ③ حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان کی جگہ ملتزم کہلاتی ہے۔ اس جگہ کعبہ شریف کی عمارت سے سینہ اور چہرہ لگانا مسنون ہے' تاہم بھیڑ کے وقت دھکم پیل سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ کعبہ شریف کی عمارت سے اس طرح لپٹنا صرف ملتزم کے مقام پر مسنون ہے۔ کعبہ کے دوسرے حصوں سے اس طرح لپٹنا مسنون نہیں۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ الْحَائِضِ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ إِلَّا الطَّوَافَ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- حیض والی عورت طواف کے سوا تمام اعمال حج ادا کر سکتی ہے

٢٩٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ. فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيباً مِنْ سَرِفَ حِضْتُ. فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي. فَقَالَ: «مَا لَكِ؟ أَنَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ

۲۹۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ جب ہم سرف کے مقام پر یا سرف کے قریب پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟ کیا حیض آ گیا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم ؑ کی بیٹیوں پر لکھی ہے۔ تو

٢٩٦٣ـ أخرجه البخاري، الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، ح: ٢٩٤ وغيره من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١١/ ١١٩ من حديث أبي بكر بن أبي شيبة به.

كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ. فَاقْضِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

حج کے سارے اعمال ادا کر مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔‘‘

قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ.

ام المومنین ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔

فوائد ومسائل: ① حج کے اعمال بنیادی طور پر مختلف مقامات پر (منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں) ٹھہرنے اور ذکر و دعا پر مشتمل ہیں اور حیض ونفاس ان میں رکاوٹ نہیں۔ ② طواف کعبہ میں حیض ونفاس رکاوٹ بنتا ہے لیکن ان میں وقت کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ③ اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں انسانی ضرورتوں اور کمزوریوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ④ قربانی میں جتنے زیادہ جانور ممکن ہوں، قربان کرنا جائز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے سو اونٹوں کی قربانی دی تھی۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧-حج مفرد ادا کرنا

٢٩٦٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَأَبُو مُصْعَبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۹۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

فوائد ومسائل: ① حج کی تین قسمیں ہیں، ان میں سے جس طریقے سے بھی حج ادا کیا جائے، درست ہے۔ (ا) حج افراد: اس میں حج کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے۔ مکہ شریف پہنچ کر جو طواف کرتے ہیں وہ طواف قدوم کہلاتا ہے، پھر احرام کھولے بغیر مکہ میں رہتے ہیں۔ یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو اسی احرام کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ وہاں ظہر سے لے کر اگلے دن (۹ ذوالحجہ) کی فجر تک پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ وہاں ظہر کے وقت ظہر اور عصر کی نمازیں جمع اور قصر کر کے ادا کرتے ہیں، پھر سورج غروب ہونے تک ذکر الٰہی اور دعا و مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ وقوفِ (عرفات میں ٹھہرنا) حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ سورج غروب ہونے پر مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتے

٢٩٦٤- أخرجه مسلم، الحج، الباب السابق، ح: ١٢١١/ ١٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى: ١/ ٣٣٥، أبومصعب: ١/ ٤٢٥، ٤٢٦، ح: ١٠٧٦).

ہیں۔ وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع اور قصر کر کے ادا کرتے ہیں۔ رات مزدلفہ میں گزار کر صبح (دس ذوالحجہ کو) فجر کی نماز ادا کر کے وہاں ٹھہرے رہتے ہیں۔ کافی روشنی ہو جانے پر' سورج نکلنے سے پہلے' منیٰ کی طرف چلتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر سورج نکلنے کے بعد بڑے جمرے کو سات کنکریاں مارتے ہیں' قربانی کرتے ہیں اور سر کے بال اتروا کر احرام کھول دیتے ہیں' اور اسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے طواف کعبہ کرتے اور رات منیٰ میں واپس آ کر گزارتے ہیں۔ گیارہ' بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو منیٰ میں ٹھہرتے ہیں۔ ان تین دنوں میں روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کو سات سات کنکریاں مارتے ہیں۔ اگر کوئی شخص گیارہ اور بارہ تاریخ کو کنکریاں مار کر واپس آنا چاہے تو آ سکتا ہے۔ حج افراد میں قربانی کرنا ضروری نہیں' ثواب کا باعث ہے۔ (ب) حج قران کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتے ہیں۔ مکہ پہنچ کر طواف اور سعی کرتے ہیں۔ یہ عمرہ بن جاتا ہے لیکن اس کے بعد بال اتروا کر احرام نہیں کھولتے بلکہ احرام ہی میں رہتے ہیں۔ اسی طرح آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور وہ تمام کام کرتے ہیں جو حج افراد میں بیان ہوئے۔ حج قران کرنے والے میقات سے یا وطن سے قربانی کے جانور ساتھ لے کر آتے ہیں۔ (ج) حج تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھتے ہیں' مکہ شریف پہنچ کر طواف اور سعی کر کے بال چھوٹے کرا کے احرام کھول دیتے ہیں' پھر آٹھ ذوالحجہ کو مکہ ہی سے احرام باندھ کر حج کے تمام ارکان ادا کرتے ہیں۔ اور دس ذوالحجہ کو قربانی دیتے ہیں۔ جو قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو' وہ دس روزے رکھ لے' جن میں سے تین روزے ایام حج میں رکھنے ضروری ہیں۔ ② مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ کا ارادہ حج مفرد کا تھا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ارادہ بدل دیا۔ ام المومنین ؓ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے۔

۲۹۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، وَكَانَ يَتِيماً فِي حِجْرِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۹۶۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

۲۹۶۵ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦٢ وغيره، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١١/١١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى) ١/ ٣٣٥، أبومصعب: ١/ ٣٦٦، ح: ١٠٧٧).

٢٩٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ وَ حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

٢٩٦٦- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد ادا کیا۔

٢٩٦٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ أَفْرَدُوا الْحَجَّ.

٢٩٦٧- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ‘ حضرت ابوبکرؓ‘ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان ؓ نے حج مفرد ادا کیا۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- حج اور عمرے کو ملا کر (ایک احرام کے ساتھ) ادا کرنا

٢٩٦٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجَّةً».

٢٩٦٨- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجَّةً] ’’عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں۔‘‘

٢٩٦٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا

٢٩٦٩- حضرت انس ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ

٢٩٦٦- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨.

٢٩٦٧- [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، القاسم بن عبدالله متروك وكذبه أحمد ونسبه إلى الوضع"، ولم ينفرد به، أخرج ابن أبي شيبة، كتاب الحج، من كان يرى الإفراد ولا يقرن، ح: ١٤٣٠٢، بإسناد صحيح عن الأسود قال: "أن أبا بكر وعمر (وعثمان) جردا" أي أفردا، وكذا نقله محمد بن سيرين وشعبة وغيرهما، وثبت التمتع والقران فالكل صحيح.

٢٩٦٨- أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، ح: ١٢٥١ من حديث يحيى به.

٢٩٦٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨٢ عن يحيى القطان عن حميد قال سمعت أنسًا به، وأخرجه مسلم، ◀◀

عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ».

نے فرمایا: [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّ حَجَّةٍ] ’’اے اللہ! میں عمرہ اور حج کی لبیک کہتا ہوں۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مدینہ منورہ سے روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ کا ارادہ حج مفرد کا تھا۔ ذوالحلیفہ میں جب احرام باندھا تو حج قران کی نیت کر لی۔ ② عبادات کی نیت دل سے ہوتی ہے، لیکن حج اور عمرے میں دل کی نیت کا زبان سے اظہار مسنون ہے۔ نماز اور روزہ وغیرہ میں زبان سے نیت کا اظہار سنت سے ثابت نہیں۔

٢٩٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصُّبَيَّ بْنَ مَعْبَدٍ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلاً نَصْرَانِيًّا. فَأَسْلَمْتُ. فَأَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَسَمِعَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعاً، بِالْقَادِسِيَّةِ. فَقَالَا: لَهٰذَا أَضَلُّ مِنْ بَعِيرِهِ. فَكَأَنَّمَا حَمَلَا عَلَيَّ جَبَلًا بِكَلِمَتِهِمَا. فَقَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ. فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمَا، فَلَامَهُمَا. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ. هُدِيتَ لِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ.

٢٩٧٠- حضرت صُبَیّ بن معبد ؒ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں ایک عیسائی آدمی تھا، پھر میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے حج اور عمرے کے لیے لبیک کہا۔ قادسیہ میں مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ ؒ اور زید بن صوحان ؒ نے حج و عمرہ کے لیے لبیک پکارتے سنا تو کہا: یہ شخص تو اپنے اونٹ سے بھی زیادہ کم عقل ہے۔ انھوں نے یہ بات کہہ کر مجھ پر گویا ایک پہاڑ کا بوجھ لاد دیا۔ (ان کی بات سے مجھے بے انتہا پریشانی ہوئی۔) میں نے حضرت عمر ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی۔ حضرت عمر ؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور سخت تنبیہ فرمائی، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تیری رہنمائی (اللہ کی طرف سے) نبی ﷺ کی سنت کی طرف کی گئی۔ تجھے نبی ﷺ کی سنت کی راہ مل گئی۔

قَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ شَقِيقٌ: فَكَثِيراً مَا ذَهَبْتُ، أَنَا وَمَسْرُوقٌ، نَسْأَلُهُ مِنْهُ.

ہشام نے اپنی حدیث میں کہا: راوی حدیث شقیق نے کہا کہ میں اور مسروق ؒ اکثر (صبیّ بن معبد

◄◄ ح: ١٢٥١ من طريق آخر عن حميد وغيره به.

٢٩٧٠- [**إسناده صحيح**] أخرجه الحميدي (ح: ١٨ بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة: ثنا عبدة به، وهو في جزء ابن عيينة (ق٦)، وصححه ابن حبان، ح: ٣٨٩٩، ٣٩٠٠، والدارقطني وغيرهما، وأخرجه أبوداود، ح: ١٧٩٨، ١٧٩٩ وغيره من حديث منصور وغيره عن أبي وائل به.

سے) ان کے اس واقعے کے بارے میں سوال کرنے کے لیے جاتے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُومُعَاوِيَةَ وَ خَالِي يَعْلَى قَالُوا: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِنَصْرَانِيَّةٍ. فَأَسْلَمْتُ. فَلَمْ آلُ أَنْ أَجْتَهِدَ. فَأَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: میں تھوڑی دیر پہلے ہی عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوا تھا۔ میں نے (زیادہ سے زیادہ اور بہتر عبادت کی) پوری پوری کوشش کی' چنانچہ میں نے حج اور عمرے کا احرام باندھا......' پھر مذکورہ بالا (حدیث) کی طرح بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① غلطی کرنے والے کو اچھے طریقے سے اس کی غلطی پر متنبہ کرنا چاہیے ورنہ اسے پریشانی ہوتی ہے۔ ② حضرت عمر ؓ نے صبی بن معبد ؒ کی موجودگی میں دونوں حضرات کو سخت لہجے میں تنبیہ فرمائی تا کہ حضرت صبی ؒ کی جو دل آزاری ہوئی ہے' اس کی تلافی ہو جائے اور وہ دونوں بزرگ بھی آئندہ فتوی دینے میں احتیاط سے کام لیں۔ ③ حج قران مسنون ہے۔ ④ حضرت عمر ؓ ایک ہی سفر میں حج اور عمرے کی ادائیگی جائز سمجھتے تھے' البتہ ان کی نظر میں دونوں کو الگ الگ سفر کے ساتھ ادا کرنا بہتر تھا' اس لیے ان کا قران سے منع کرنا افضل کی ترغیب کے لیے تھا' اس لیے نہیں کہ قران یا تمتع ان کی رائے میں شرعاً ممنوع تھا۔

۲۹۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.

۲۹۷۱- حضرت ابوطلحہ (زید بن سہل انصاری) ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ کو ملا کر (حج قران) کیا۔

(المعجم ٣٩) - **بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ** (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- حج قران کرنے والے کا طواف

۲۹۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۹۷۲- حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت عبداللہ

۲۹۷۱_[صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨ عن أبي معاوية به، وضعفه البوصيري من أجل ضعف ابن أرطاة، وتدليسه تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، ولم ينفرد بالخبر، وبنحوه رواه أنس بن مالك وغيره، انظر، ح: ٢٩٦٨، ٢٩٦٩ وغيرهما، وأحاديث الإفراد أصح، انظر السنن الكبرٰى للبيهقي: ٥/ ٩-١٦، والرد عليه، والله أعلم.

۲۹۷۲_ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل ليث بن أبي سليم تقدم، ح: ٢٠٨، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٢١٥ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى بْنِ حَارِثٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَامِعٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عُمَرَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَطُفْ هُوَ وَأَصْحَابُهُ لِعُمْرَتِهِمْ وَحَجَّتِهِمْ، حِينَ قَدِمُوا، إِلَّا طَوَافاً وَاحِدًا.

بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ جب (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو انھوں نے اپنے حج اور عمرے (دونوں) کے لیے صرف ایک ہی طواف کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قارن (اور اسی طرح مفرد) کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کافی ہے جو وہ قدوم (آنے) کے وقت کرتا ہے، اس کے بعد ۱۰ ذوالحجہ کو اس کے لیے طواف افاضہ کرنا ضروری نہیں، جیسے اس روز اس کے لیے سعی ضروری نہیں کیونکہ وہ سعی بھی پہلے طواف کے ساتھ کر چکا ہوتا ہے۔ لیکن شیخ ابن باز ؒ نے لکھا ہے کہ دیگر دلائل کی روشنی صحیح ترین قول یہ ہے کہ طواف افاضہ سب کے لیے ضروری ہے چاہے وہ متمتع ہو یا قارن یا مفرد، البتہ دوبارہ سعی صرف متمتع کے لیے ہے۔ قارن اور مفرد کے لیے ایک ہی سعی کافی ہے جو کہ طواف قدوم کے وقت ہی کر لی جاتی ہے۔

٢٩٧٣- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَوَافاً وَاحِدًا.

۲۹۷۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا۔

٢٩٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۲۹۷۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ حج قران کی نیت سے تشریف لائے تو بیت اللہ کے طواف کے سات چکر لگائے اور صفا اور مروہ کے

٢٩٧٣_ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٣_١٢١٥ من طرق عن أبي الزبير به نحو المعنٰى، وحديث ابن ماجه مختصر جدًا * أشعث هو ابن سوار، ح: ٢٥٩.

٢٩٧٤_ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن، مسلم بن خالد مختلف فيه" قلت: ضعفه راجح، ولكن لحديثه شواهد، انظر، ح: ٢٩٥٠، ٢٩٥١، ٢٩٥٩ وغيرها.

أَنَّهُ قَدِمَ قَارِناً. فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً. وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

درمیان سعی کی، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

۲۹۷۵- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، كَفٰى لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ. وَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَيَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعاً».

۲۹۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا، اسے ان دونوں کے لیے ایک طواف کافی ہے۔ اور وہ احرام نہیں کھولے گا حتی کہ حج پورا کرلے اور دونوں سے اکٹھا احرام کھولے۔''

(المعجم ٤٠) - بَابُ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- عمرے کے بعد حج تک احرام کھول دینا

۲۹۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ يَعْنِي دُحَيْمًا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، [قَالَا]: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ: قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: وَهُوَ بِالْعَقِيقِ: «أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي. فَقَالَ: صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ. وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ». وَاللَّفْظُ لِدُحَيْمٍ.

۲۹۷۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عقیق پر یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: اس مبارک وادی میں نماز ادا کیجیے اور کہیے: عمرہ حج میں داخل ہے۔''

اس روایت کے الفاظ امام ابن ماجہ کے استاذ دحیم (عبدالرحمن بن ابراہیم دمشقی) کے ہیں۔

۲۹۷۵_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن القارن يطوف طوافًا واحدًا، ح: ٩٤٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال: "حسن غريب صحيح . . . الخ"، وله علة غير قادحة.

۲۹۷۶_ أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ "العقيق واد مبارك"، ح: ١٥٣٤ من حديث الوليد به.

فوائد ومسائل: ① آنے والے سے مراد فرشتہ ہے جس نے آکر بتایا کہ حج کے ساتھ عمرے کی نیت بھی کر لیجیے۔ ② حج میں عمرہ داخل ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنا جائز ہے جب کہ اہل عرب اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ حج قران میں حج اور عمرے کے لیے ایک ہی احرام' ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے' یعنی حج کے اعمال ادا کرنے سے عمرے کے اعمال خود بخود ادا شدہ سمجھے جائیں گے۔ واللہ أعلم. ③ وادی عقیق مدینہ کے قریب چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

٢٩٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيباً فِي هٰذَا الْوَادِي، فَقَالَ: «أَلَا إِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۹۷۷- حضرت سراقہ بن جعشم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس وادی میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: "سنو! عمرہ قیامت تک کے لیے حج میں داخل ہو گیا ہے۔"

٢٩٧٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَخِيهِ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ: إِنِّي أُحَدِّثُكَ حَدِيثاً لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ. اِعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِ اعْتَمَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَلَمْ يَنْزِلْ نَسْخُهُ. قَالَ فِي ذٰلِكَ، بَعْدُ، رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ أَنْ يَقُولَ.

۲۹۷۸- حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھے حضرت عمران بن حصین ؓ نے فرمایا: میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں' شاید آج کے بعد (آئندہ زندگی میں) اللہ اس سے تجھے فائدہ دے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے چند افراد نے ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں عمرہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا' نہ اس کے منسوخ ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اس کے بعد ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

٢٩٧٧_ [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، إباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي، ح:٢٨٠٨ من حديث عبدالملك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات إن سلم من الانقطاع" أي بين طاوس وسراقة، وتابعه جابر بن عبدالله الأنصاري عن سراقة به عند الطبراني: ١٩٩/٧، وأصله في صحيح مسلم، ح:٢٦٤٨، وانظر الحديث السابق.

٢٩٧٨_ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح:١٢٢٦ من حديث الجريري به.

فوائد ومسائل: ① ’’شاید آئندہ زندگی میں فائدہ ہو۔‘‘ یہ اس لیے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ حج تمتع پسند نہیں کرتے‘ اس لیے ابھی مناسب نہیں کہ ان کی مخالفت کی جائے کیونکہ حج قران بھی جائز ہے‘ البتہ بعد میں آپ حج تمتع کریں اور دوسروں کو بھی مسئلہ بتائیں کہ یہ جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے گھر کے افراد سے مراد ازواجِ مطہرات ؓ ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: ’’جب ہم لوگ (مکہ) آئے ہم نے کعبہ کا طواف کیا (اور سعی کی)‘ تب نبیٔ اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی لے کر نہیں آیا‘ وہ احرام کھول دے۔ تو جو لوگ قربانی نہیں لائے تھے‘ انھوں نے احرام کھول دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی بیویاں قربانی نہیں لائی تھیں‘ اس لیے انھوں نے احرام کھول دیا۔‘‘ (صحیح البخاري‘ الحج‘ باب التمتع والقران والإفراد بالحج......‘ حدیث: ۱۵۶۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ اور ان کے شوہر حضرت زبیر ؓ نے بھی حج تمتع کیا تھا۔ (صحیح البخاري‘ العمرة‘ باب متی یحل المعتمر‘ حدیث: ۱۷۹۶) ③ حج تمتع سے اجتناب کا فتوی حضرت عمر ؓ کا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کا بھی یہی موقف تھا۔ (صحیح مسلم‘ الحج‘ باب في المتعة با لحج‘ حدیث: ۱۲۱۷) حضرت عثمان ؓ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ وہ منع کرتے تھے۔ (موطأ إمام مالك‘ الحج‘ باب القران في الحج: ۱/۳۰۲) لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ حج قران یا تمتع کو نا جائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ عمرے کے لیے الگ سفر ہونا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ سب لوگ حج کے ساتھ عمرہ کر کے چلے جائیں اور سال کے باقی حصے میں کعبہ شریف کی رونق قائم نہ رہے۔

۲۹۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي [أَبِي] قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ. فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فِي النُّسُكِ، بَعْدَكَ. حَتَّى لَقِيتُهُ، بَعْدُ، فَسَأَلْتُهُ. فَقَالَ

۲۹۷۹- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ وہ حج تمتع کے جواز کا فتوی دیا کرتے تھے۔ انھیں ایک آدمی نے کہا: ابھی اپنے کچھ فتوے دینے سے اجتناب کیجیے۔ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کی غیر موجودگی میں امیر المومنین نے حج کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ (ابوموسیٰ ؓ نے فرمایا:) میں بعد میں ان سے ملا اور دریافت کیا تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ ؓ نے یہ (تمتع) کیا ہے لیکن مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ لوگ رات کو درختوں تلے عورتوں سے خلوت کریں‘ پھر صبح کو حج

۲۹۷۹_ أخرجه مسلم، الحج، باب من نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام، ح: ۱۲۲۲/ ۱۵۷ عن ابن بشار به.

عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ. وَلٰكِنِّي كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا بِهِنَّ مُعْرِسِينَ تَحْتَ الْأَرَاكِ. ثُمَّ يَرُوحُونَ بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ.

کے لیے روانہ ہو جائیں جب کہ ان کے سروں سے (نہانے کی وجہ سے پانی کے) قطرے ٹپک رہے ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر ؓ حج تمتع کو شرعاً ممنوع نہیں سمجھتے تھے‘ ② رسول اللہ ﷺ نے حج قران ادا کیا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے جو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا ہے۔ اس سے تمتع کا لغوی معنی مراد ہے‘ یعنی ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کا فائدہ حاصل کرنا۔ یا یہ مطلب ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے رسول اکرم ﷺ کے حکم سے تمتع کیا۔ آپ کے حکم کو عمل کے برابر قرار دیتے ہوئے یہ جملہ فرمایا۔

(المعجم ٤١) - بَابُ فَسْخِ الْحَجِّ

(التحفة ٤١)

باب: ۴۱- حج کی نیت فسخ (کر کے عمرے کی نیت) کرنا

٢٩٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. قَالَ: أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصاً، لَا نَخْلِطُهُ بِعُمْرَةٍ. فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. فَلَمَّا طُفْنَا بِالْبَيْتِ، وَسَعَيْنَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً، وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى النِّسَاءِ. فَقُلْنَا مَا بَيْنَنَا: لَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ. فَنَخْرُجُ إِلَيْهَا وَمَذَاكِيرُنَا تَقْطُرُ مَنِيًّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَبَرُّكُمْ

۲۹۸۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محض حج کی نیت سے (احرام باندھ کر) لبیک پکارا‘ ہمارا ارادہ اس کے ساتھ عمرہ ملانے کا نہ تھا‘ چنانچہ ہم ذوالحجہ کی چار راتیں گزرنے پر (چار تاریخ کو) مکہ پہنچے۔ جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کر کے صفا ومروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس (طواف اور سعی) کو عمرہ بنا دیں اور (احرام کھول کر) عورتوں سے خلوت کریں۔ ہم نے آپس میں کہا: عرفہ جانے میں صرف پانچ راتیں باقی ہیں۔ تو کیا ہم اس حال میں عرفہ جائیں گے کہ ہمارے مخصوص اعضاء سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم

٢٩٨٠ـ أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدي والبدن ... الخ، ح: ٢٥٠٥، ٢٥٠٦، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١٦ من حديث ابن جريج به، ومنه سمعه الأوزاعي(أبوداود، ح: ١٧٨٧).

وَأَصْدَقُكُمْ. وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَأَحْلَلْتُ» فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ: أَمُتْعَتُنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا، أَمْ لِأَبَدٍ؟ فَقَالَ: «لَا بَلْ لِأَبَدِ الْأَبَدِ».

سب سے بڑھ کر نیک اور سچا ہوں۔ اگر (میرے ساتھ) قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی احرام کھول دیتا۔'' حضرت سراقہ بن مالک ؓ نے فرمایا: کیا یہ تمتع (کی اجازت) صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کی گئی ہو تو بعد میں نیت تبدیل کر کے عمرے کی نیت کی جا سکتی ہے۔ ② جس کام کی شریعت نے اجازت دی ہے' اسے نامناسب سمجھنا کوئی نیکی نہیں۔ ③ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ حج تمتع نہیں کر سکتا۔

٢٩٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ. [حَتَّى] إِذَا قَدِمْنَا وَدَنَوْنَا، أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يَحِلَّ. فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ. إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، دُخِلَ عَلَيْنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ. فَقِيلَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ.

٢٩٨١- حضرت عائشہ ؓا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینے سے) روانہ ہوئے۔ ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ جب ہم چلے اور (مکہ شریف کے) قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دے دیا جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے۔ سب لوگوں نے احرام کھول دیا' سوائے اس کے جس کے پاس قربانی تھی۔ جب قربانی کا دن آیا تو ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے (گائے کی) قربانی کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حدیث: ٣١٣٥ میں صراحت ہے کہ اس موقع پر امہات المومنین کی طرف سے مشترکہ طور پر ایک گائے کی قربانی دی گئی تھی۔ ② ایک گھر والوں کی طرف سے ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کافی ہے اگرچہ ان کی تعداد سات سے زیادہ ہو۔

٢٩٨١۔ أخرجه البخاري، الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، ح: ١٧٠٩ وغيره، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

٢٩٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجَ [عَلَيْنَا] رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ. فَأَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ. فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: «اِجْعَلُوا حَجَّتَكُمْ عُمْرَةً» فَقَالَ النَّاسُ: يَارَسُولَ اللهِ! قَدْ أَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ. فَكَيْفَ نَجْعَلُهَا عُمْرَةً. قَالَ: «أُنْظُرُوا مَا آمُرُكُمْ بِهِ، فَافْعَلُوا» فَرَدُّوا عَلَيْهِ الْقَوْلَ. فَغَضِبَ. فَانْطَلَقَ. ثُمَّ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ غَضْبَانَ. فَرَأَتِ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَتْ: مَنْ أَغْضَبَكَ؟ أَغْضَبَهُ اللهُ قَالَ: «وَمَا لِي لَا أَغْضَبُ وَأَنَا آمُرُ أَمْرًا فَلَا أُتْبَعُ؟».

٢٩٨٢-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے حج کا احرام باندھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے حج کو عمرہ بنا دو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے حج کا احرام باندھا ہے' اسے عمرہ کس طرح بنائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! میں تمھیں جو حکم دیتا ہوں اس پر عمل کرو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے دوبارہ وہی بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر چل دیے۔ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو (ابھی تک) غصے کی حالت میں تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناراضی کے آثار دیکھے تو عرض کیا: آپ کو کس نے ناراض کیا؟ اللہ اسے غصے میں مبتلا کر دے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں کیوں ناراض نہ ہوں؟ میں ایک حکم دیتا ہوں تو میرے حکم کی تعمیل نہیں کی جاتی۔''

فائدہ: مذکورہ روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے' تاہم اگر کسی دوسری سند سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اشکال پیدا ہوگا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے براہ راست حکم سن کر بھی تعمیل کیوں نہ کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کی حالت میں دیکھا تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرح احرام میں رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اتباع ہو سکے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دوبارہ وہی بات اس لیے عرض کی کہ شاید رسول اللہ ﷺ انھیں احرام نہ کھولنے کی اجازت دے دیں ورنہ ان سے حکم عدولی کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

٢٩٨٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ:

٢٩٨٣-حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٩٨٢ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٦ عن أبي بكر بن عياش به، وهو في السنن الكبرٰى للنسائي: ٦/ ٥٦، ح: ١٠٠١٧ عنه * وابن عياش ضعيف كما تقدم، ح: ٢٣٤٣ وانظر، ح: ٤٦، ١٠٣٩ لتدليس شيخه واختلاطه.

٢٩٨٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي... الخ، ح: ١٢٣٦ من ◀◀

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمِينَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى إِحْرَامِهِ. وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيَحْلِلْ» قَالَتْ: وَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَأَحْلَلْتُ. وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ، فَلَمْ يَحِلَّ. فَلَبِسْتُ ثِيَابِي وَجِئْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ: قُومِي عَنِّي. فَقُلْتُ: أَتَخْشٰى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ؟

ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھ کر روانہ ہوئے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس قربانی کا جانور ہے' وہ احرام باندھے رہے اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ حلال ہو جائے (احرام کھول دے)۔'' حضرت اسماء ؓ نے بیان فرمایا: میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اس لیے میں نے احرام کھول دیا۔ اور (میرے شوہر) حضرت زبیر کے پاس قربانی کا جانور تھا' اس لیے انھوں نے احرام نہ کھولا۔ میں نے اپنے (عام) کپڑے پہن لیے اور حضرت زبیر ؓ کے پاس چلی گئی۔ انھوں نے کہا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ میں نے کہا: کیا آپ کو یہ خطرہ ہے کہ میں آپ پر کود پڑوں گی؟

(المعجم ٤٢) - **بَابُ مَنْ قَالَ كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لَهُمْ خَاصَّةً** (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- کیا حج فسخ کرنے کا حکم صرف صحابہ کے لیے تھا؟

٢٩٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ فَسْخَ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ، لَنَا خَاصَّةً؟ أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَلْ لَنَا خَاصَّةً».

۲۹۸۴- حضرت بلال بن حارث ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا حج (کی نیت) کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا صرف ہمارے لیے خاص حکم ہے یا سب لوگوں کے لیے عام حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ خاص طور پر ہمارے لیے ہے۔''

◄◄ حديث ابن جريج به.

٢٩٨٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرةً، ح:١٨٠٨ من حديث الدراوردي به، والحديث ضعفه أحمد وغيره * الحارث بن بلال مستور.

۲۹۸۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً.

۲۹۸۵- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حج میں تمتع کرنا صرف حضرت محمد ﷺ کے صحابہ ؓ کے لیے تھا۔

فائدہ: یہ حضرت ابوذر ؓ کی رائے ہے جو درست نہیں کیونکہ حدیث: ۲۹۸۰ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان ہو چکا ہے کہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے۔ ممکن ہے حضرت ابوذر ؓ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہو نہ کسی صحابی سے سنا ہو۔ یا اگر کسی صحابی سے سنا ہے تو ممکن ہے کسی وجہ سے اس پر اطمینان نہ ہوا ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٣) - بَابُ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

۲۹۸٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا أَرٰى عَلَيَّ جُنَاحاً أَنْ لَّا أَطَّوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ، لَكَانَ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إِنَّمَا أُنْزِلَ هٰذَا فِي نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا، أَهَلُّوا لِمَنَاةَ. فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ

۲۹۸۶- حضرت عروہ ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا: میں اس بات کو گناہ نہیں سمجھتا کہ صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہ لگاؤں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (تو یہ) فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لیے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرنے والے پر ان کا چکر لگانے (سعی کرنے) میں کوئی حرج نہیں۔'' اگر وہ بات درست ہوتی جو تم کہتے ہو تو (اللہ کا ارشاد) اس طرح ہوتا: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

۲۹۸۵- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ١٢٢٤ من حديث أبي معاوية به.

۲۹۸٦- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، ح: ١٢٧٧ عن ابن أبي شيبة به.

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَجِّ، ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ. فَأَنْزَلَهَا اللهُ. فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللهُ، عَزَّوَجَلَّ، [حَجَّ] مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

﴿اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ''ان کا چکر نہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔'' یہ آیت تو انصار کے بعض لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ جب لبیک پکارتے تھے تو مناۃ (بت) کے نام سے لبیک پکارتے تھے، پھر (ان کے خیال میں) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ان کے لیے جائز نہیں ہوتا تھا۔ جب وہ نبی ﷺ کے ساتھ حج کے لیے (مکہ شریف) آئے تو انھوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ میری عمر کی قسم! اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج مکمل تسلیم نہیں کرتا جو صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہ لگائے۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے اسباب نزول کا بھی علم ہونا چاہیے۔ ② صحابۂ کرام ؓ قرآن مجید کا صحیح فہم رکھتے تھے، خاص طور پر ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کو تفسیر میں بلند مقام حاصل ہے۔ ③ عربوں نے دور جاہلیت میں بہت سی بدعات ایجاد کر لی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے عبادت کے صحیح طریقے بتا دیے۔ ④ عبادت میں بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔ ⑤ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا حج اور عمرے کا رکن ہے۔

۲۹۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِشَيْبَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهُوَ يَقُولُ: «لَا يُقْطَعُ الْأَبْطَحُ إِلَّا شَدًّا».

۲۹۸۷- حضرت صفیہ بنت شیبہ ؓ نے حضرت شیبہ (بن عثمان) ؓ کی ام ولد ؓ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے دیکھا جبکہ آپ فرما رہے تھے: ''سنگریزوں والی زمین صرف دوڑ کر ہی طے کی جائے۔''

۲۹۸۷- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٤ من حديث هشام به، ورواه حماد بن زيد، والنسائي، مناسك الحج: ١٧٧، ح: ٢٩٨٣ عن بديل عن المغيرة بن حكيم عن صفية عن امرأة (صحابية) به، وإسناده صحيح.

فوائد ومسائل: ① اَبطَح (سنگریزوں والی زمین) سے مراد صفا اور مروہ کے درمیان کی وادی ہے۔ ② سعی کی جگہ صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان ہے۔ پہاڑیوں پر چڑھتے یا ان سے اترتے وقت دوڑنا مسنون نہیں۔ ③ آج کل سعی کی جگہ کو ہموار کر کے پختہ راستہ بنا دیا گیا ہے۔ نبئ اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں جتنی جگہ ہموار تھی' اس کی حد بندی سبز نشانوں سے کردی گئی ہے۔ یہ نشان مِیلَین اَخضَرَین کہلاتے ہیں۔ ان کے درمیان دوڑنا چاہیے۔ باقی فاصلہ عام رفتار سے طے کرنا چاہیے۔ ④ موجودہ عمارت میں اوپر کی منزل میں بھی سعی کی جاسکتی ہے۔ وہاں بھی سبز رنگ سے دوڑنے کی جگہ کا تعین کردیا گیا ہے۔

٢٩٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ جُمْهَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنْ أَسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعٰى. وَإِنْ أَمْشِ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْشِي. وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

۲۹۸۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اگر میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑوں تو (یہ درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اس مقام پر) دوڑتے دیکھا ہے۔ اور اگر (عام رفتار سے) چلوں تو (یہ بھی درست ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اور میں بڑی عمر کا بوڑھا آدمی ہوں (اس لیے دوڑنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔)

فوائد ومسائل: ① صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے دوران میں وادی میں (سبز نشانوں کے درمیان) دوڑنا سنت ہے۔ ② اگر کوئی شخص بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے دوڑ نہ سکے تو عام رفتار سے بھی سعی کا فرض ادا کرسکتا ہے۔ ③ حضرت ابن عمر ؓ نے بڑھاپے کا ذکر کر کے اپنا عذر واضح کیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ عذر نہ ہو تو دوڑنا ہی چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الْعُمْرَةِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- عمرے کا بیان

٢٩٨٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۹۸۹- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت

٢٩٨٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب أمر الصفا والمروة، ح:١٩٠٤ من حديث عطاء به، وقال الترمذي، ح:٨٦٤ "حسن صحيح" قلت: رواه جماعة عن ابن السائب به، منهم سفيان الثوري، (النسائي) وكثير ابن جمهان وثقه الجمهور.

٢٩٨٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الأوسط:٧/ ٣٧٠، ح:٦٧١٩ من حديث هشام به، وقال: "تفرد به هشام بن عمار"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، عمر بن قيس المعروف بسندل ضعفه أحمد، وابن معين، والفلاس، وأبوزرعة، والبخاري، وأبوحاتم، وأبوداود، والنسائي وغيرهم، والحسن، ◀◀

الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى الْخُشَنِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ. أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمِّهِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ».

ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرما رہے تھے: ''حج جہاد ہے اور عمرہ نفلی عبادت ہے۔''

۲۹۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ اعْتَمَرَ. فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ. وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ.

۲۹۹۰- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے' چنانچہ آپ نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ آپ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم مکہ والوں سے آپ ﷺ کی (حفاظت کے لیے) آڑ بنتے تھے تاکہ کوئی آپ کو کسی قسم کی گزند نہ پہنچائے۔

فوائد ومسائل: ① ذوالقعدہ ۶ ھ میں طے پانے والے صلح کے معاہدے (صلح حدیبیہ) میں یہ طے پایا تھا کہ مسلمان اس سال عمرہ نہیں کریں گے' تاہم اگلے سال وہ عمرہ کرنے کے لیے آ سکیں گے۔ اس شرط کے مطابق ذوالقعدہ ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ ادا فرمایا۔ اس سفر میں دو ہزار مرد اور ان کے علاوہ کچھ عورتیں اور بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس عمرے کو عمرة القضاء کہتے ہیں۔ (فتح الباري: ۷/ ۶۲۷) ② اس موقع پر مشرکین اپنے گھروں سے نکل کر جبل قعیقعان پر جمع ہو گئے تھے' تاہم خطرہ تھا کہ کوئی مشرک دھوکے سے رسول اللہ ﷺ کو گزند پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ ③ ظاہری اسباب اختیار کرنا اللہ پر توکل کے منافی نہیں۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے پر تیار رہتے تھے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

(التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- ماہ رمضان میں عمرہ کرنا

۲۹۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۲۹۹۱- حضرت وہب بن خنبش ؓ سے روایت

◄◄ الراوي عنه: ضعيف".

۲۹۹۰ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٨٨ عن ابن نمير به.

۲۹۹۱ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٧، ١٨٦ عن وكيع به، وصححه البوصيري * الثوري عنعن، تقدم، ►►

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَيَانٍ وَجَابِرٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ماہ رمضان میں ہر عمل کا ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عمرے کا ثواب بھی بڑھ کر حج کے برابر ہو جاتا ہے۔ ② ماہ رمضان میں موقع ملے تو ضرور عمرہ کرنا چاہیے۔ ③ یہ عمرہ ثواب میں حج کے برابر ہے' تاہم یہ فرض حج کا متبادل نہیں۔ جس شخص پر حج فرض ہو اسے حج ہی کرنا ضروری ہے' رمضان کے عمرے سے حج کا فرض ادا نہیں ہو جاتا۔

٢٩٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعاً عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيدَ الزَّعَافِرِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

٢٩٩٢- حضرت ہرم بن خنبش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

٢٩٩٣- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

٢٩٩٣- حضرت ابو معقل (ہیثم انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

◀◀ ح: ١٦٢، ولحديثه شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ١٧٨٢، ومسلم، ح: ١٢٥٦ وغيرهما، وانظر، ح: ٢٩٩٥.

٢٩٩٢_[صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٧ من حديث داود به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف داود ابن يزيد بن عبدالرحمٰن الزعافري"، والحديث السابق شاهد له.

٢٩٩٣_[صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في عمرة رمضان، ح: ٩٣٩ من طريق آخر عن أبي إسحاق به، وقال: "حسن غريب" * جبارة تقدم، ح: ٧٤٠، وإبراهيم تقدم، ح: ١٤٩٥، ولم ينفردا به، وأبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٤٦، وح: ٢٩٩١ شاهد له.

٢٩٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

۲۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔''

٢٩٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً».

۲۹۹۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں ایک عمرہ' ایک حج کے برابر ہے۔''

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْعُمْرَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- ماہ ذوالقعدہ میں عمرہ کرنا

٢٩٩٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَعْتَمِرْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا فِي ذِي الْقَعْدَةِ.

۲۹۹۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے سوا (کسی اور مہینے میں) عمرہ نہیں کیا۔

٢٩٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَعْتَمِرْ

۲۹۹۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ کے سوا (کسی اور مہینے میں) عمرہ ادا نہیں فرمایا۔

٢٩٩٤ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١١/ ١٤٢، ح: ١١٢٩٩ من حديث أبي معاوية (وغيره) به * وابن أرطاة تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وانظر الحديث الآتي.

٢٩٩٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ عن أحمد بن عبدالملك به، وعلقه البخاري، ح: ١٨٦٣ (جزاء الصيد).

٢٩٩٦ـ [صحيح] * ابن أبي ليلى تقدم، ح: ٨٥٤، والحديث الآتي شاهد له.

٢٩٩٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٣ عن ابن نمير به إلا أنه قال: "في ذي الحجة" بدل "ذي القعدة"، وله شواهد عند مسلم، ح: ١٢٥٣، والبخاري، ح: ١٧٧٨ وغيرهما.

رَسُولُ اللهِ ﷺ عُمْرَةً إِلَّا فِي ذِي الْقَعْدَةِ.

فوائد ومسائل: ① اہل عرب زمانۂ جاہلیت میں ذوالقعدہ میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بار بار ذوالقعدہ میں عمرہ کیا تاکہ لوگوں کے ذہنوں سے دورِ جاہلیت کا اثر اچھی طرح ختم ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے آخری حج کے ساتھ جو عمرہ ادا فرمایا وہ بروز اتوار ۴ ذوالحجہ ۱۰ھ کو ادا فرمایا۔ (الرحیق المختوم' صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ' ص: ۶۱۵) اسے ذوالقعدہ میں اس لیے شمار کر لیا گیا کہ مدینہ منورہ سے رسول اللہ ﷺ ذوالقعدہ کے مہینے میں روانہ ہوئے تھے جب کہ اس مہینے کے چار دن باقی تھے۔ (الرحیق المختوم' ص: ۶۱۴)

(المعجم ٤٧) - بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَجَبٍ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- ماہ رجب میں عمرہ کرنا

٢٩٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ: فِي أَيِّ شَهْرٍ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فِي رَجَبٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي رَجَبٍ قَطُّ. وَمَا اعْتَمَرَ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ [تَعْنِي ابْنَ عُمَرَ].

۲۹۹۸- حضرت عروہ ؒ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ سے سوال کیا گیا: رسول اللہ ﷺ نے کس مہینے میں عمرہ کیا؟ انھوں نے فرمایا: رجب میں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ اور جب بھی عمرہ کیا حضرت ابن عمر ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے اس معاملے میں بھول ہو گئی' اس لیے انھوں نے یہ بات یقین کے انداز سے بیان نہیں فرمائی۔ مذکورہ بالا سوال خود حضرت عروہ ؒ نے کیا تھا جب کہ حضرت عروہ ؒ اور حضرت ابن عمر ؓ دونوں حضرت عائشہ ؓ کے حجرے کے قریب تشریف فرما تھے اور ام المومنین نے ان کا سوال اور جواب سنا۔ اس پر عروہ ؒ نے ام المومنین سے تصدیق چاہی تو انھوں نے حجرے کے اندر سے مذکورہ بالا جواب دیا۔ حضرت ابن عمر ؓ ام المومنین کی یہ بات سن کر خاموش رہے' نہ انکار کیا نہ اقرار۔ (صحیح مسلم' الحج' باب بيان عدد عمر النبي ﷺ و زمانهن' حدیث: ۱۲۵۳)۔

٢٩٩٨- [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في عمرة رجب، ح:٩٣٦ عن أبي كريب به، وقال: "غريب" * حبيب لم يسمع من عروة، أخرجه مسلم، ح:١٢٥٥ من طريق آخر عن عروة بن الزبير به، وبه صح الحديث.

(المعجم ٤٨) - بَابُ الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ

(التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- تنعیم سے (احرام باندھ کر) عمرہ کرنا

٢٩٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ شَافِعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ. أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ، فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ.

۲۹۹۹- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ عائشہ ؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر تنعیم سے عمرہ کرادیں۔

٣٠٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. نُوَافِي هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ، فَلْيُهْلِلْ. فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ».

۳۰۰۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور ذوالحجہ کا چاند چڑھنے ہی والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص عمرے کا احرام باندھنا چاہے باندھ لے۔ اگر میں قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرے کی نیت سے لبیک پکارتا۔''

قَالَتْ: فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ. فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ.

ام المومنین ؓ نے فرمایا: تو لوگوں میں سے کسی نے عمرے کا احرام باندھا' اور کسی نے حج کا احرم باندھا۔ میں عمرے کا احرام باندھنے والوں میں شامل تھی۔

٢٩٩٩- أخرجه البخاري، العمرة، باب عمرة التنعيم، ح: ١٧٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٢ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

٣٠٠٠- أخرجه البخاري، العمرة، باب العمرة ليلة الحصبة وغيرها، ح: ١٧٨٣ من حديث هشام به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام، وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١١٩/١٢١١ عن ابن أبي شيبة به.

قَالَتْ: فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ. فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ، لَمْ أَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي. فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «دَعِي عُمْرَتَكِ، وَانْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ».

انھوں نے فرمایا: ہم لوگ روانہ ہوئے حتی کہ مکہ شریف پہنچ گئے۔ ابھی میں حیض سے تھی کہ عرفے کا دن آ پہنچا۔ اور میں نے ابھی عمرے کا احرام نہیں کھولا تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: ''اپنا عمرہ رہنے دو' سر کے بال کھول کر کنگھی کر لو' اور حج کا احرام باندھ لو۔''

قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ. وَقَدْ قَضَى اللهُ حَجَّنَا، أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْدَفَنِي وَخَرَجَ إِلَى التَّنْعِيمِ. فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ. فَقَضَى اللهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا، وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ.

انھوں نے فرمایا: میں نے ایسے ہی کیا۔ جب حصبہ کی رات آئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج مکمل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ وہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر تنعیم لے گئے۔ (اور میں نے وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔) چنانچہ میں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا۔ اس طرح اللہ نے ہمارا حج اور ہمارا عمرہ دونوں پورے کر دیے اور اس میں نہ قربانی تھی' نہ صدقہ اور نہ روزے۔

فوائد ومسائل: ① تنعیم ایک مقام ہے جو مکہ سے قریب ترین ہے۔ آج کل اسے مسجد عائشہ کہتے ہیں۔ ② نبیٔ اکرم ﷺ تیرہ ذوالحجہ کو رمی جمرات سے فارغ ہو کر منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادیٔ ابطح' یعنی خیف بنی کنانہ میں ٹھہرے۔ اسی کو وادیٔ محصب بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں اسی مقام پر ادا کیں۔ اور عشاء کے بعد کچھ آرام فرما کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور طواف وداع ادا فرمایا۔ (الرحیق المختوم' ص:٦٢٠) ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا لیکن عذر حیض کی وجہ سے عمرہ کیے بغیر حج کا احرام باندھنا پڑا۔ اس طرح کی صورت حال میں عمرے کے اعمال ادا کیے بغیر حج اور عمرہ دونوں ادا سمجھے جاتے ہیں۔ ④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ وہ باقاعدہ عمرہ بھی ادا کریں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کے بھائی کے ساتھ عمرے کے لیے بھیج دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنی زوجۂ محترمہ سے حسن سلوک کا اظہار تھا۔ ⑤ تنعیم یا مسجد عائشہ کوئی میقات نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کے لیے ان کو وہاں سے احرام باندھ کر آ کر عمرہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس سے زیادہ سے زیادہ ایسی ہی (حائضہ) عورتوں کے لیے عمرے کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً ہر شخص کے لیے وہاں

سے احرام باندھ کر بار بار عمرہ کرنے کی جیسا کہ بہت سے لوگ وہاں ایسا کرتے ہیں اور اسے ”چھوٹا عمرہ“ قرار دیتے ہیں۔ یہ رواج یا استدلال بے بنیاد ہے۔ ⑥ حج کے بعد عمرہ کرنے سے حج تمتع نہیں بنتا بلکہ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے حج تمتع بنتا ہے۔ پہلے عمرے کی وجہ سے قربانی دی گئی۔ اس دوسرے عمرے کی وجہ سے کوئی قربانی نہیں دی گئی۔ نہ اس کا متبادل فدیہ روزوں کی صورت میں ادا کیا گیا۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ** (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندھنا

٣٠٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ أُمَيَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، غُفِرَ لَهُ».

۳۰۰۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بیت المقدس سے احرام باندھ کر عمرہ کیا' اسے بخش دیا جائے گا۔“

٣٠٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ أُمَيَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، كَانَتْ لَهُ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ».

۳۰۰۲- رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بیت المقدس سے احرام باندھ کر عمرہ کیا' وہ اس کے سابقہ تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔“

قَالَتْ: فَخَرَجَتْ أُمِّي مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِعُمْرَةٍ.

ام المومنین نے فرمایا: چنانچہ میں (بیت المقدس سے) عمرے کے لیے روانہ ہوئی۔

٣٠٠١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/١٦١ عن ابن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٢١، والمنذري، الترغيب: ٢/ ١٩٠، وضعفه البخاري وغيره من الحفاظ، والقول قولهم، والله أعلم * أم حكيم حكيمة بنت أمية بن الأخنس وثقها ابن حبان وحده.

٣٠٠٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في المواقيت، ح: ١٧٤١ من طريق آخر عن يحيى ◄◄

(المعجم ٥٠) - **بَابٌ: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ** (التحفة ٥٠)

٣٠٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ مِنْ قَابِلٍ، وَالثَّالِثَةَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ، وَالرَّابِعَةَ الَّتِي مَعَ حَجَّتِه.

باب:٥٠- نبی اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟

٣٠٠٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے: حدیبیہ کا عمرہ اگلے سال عمرۃ القضاء تیسرا جعرانہ سے اور چوتھا وہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا۔

فوائد ومسائل: ① صلح حدیبیہ ذوالقعدہ ٦ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ چودہ سو صحابہ کے ساتھ یکم ذوالقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ شریف کے قریب حدیبیہ کے مقام پر مشرکین نے آپ کو روک دیا۔ تب فریقین میں مذاکرات کے بعد یہ طے ہوا کہ مسلمان اگلے سال عمرے کے لیے آ سکتے ہیں چنانچہ وہیں احرام کھول کر قربانیاں کر کے مسلمان واپس آ گئے۔ اس سفر میں اگرچہ عملی طور پر عمرہ ادا نہیں ہو سکا تاہم اس کا ثواب مل گیا اس لیے اسے عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔ ② عمرۃ القضاء سے مراد وہ عمرہ ہے جو حدیبیہ میں طے پانے والے معاہدے کے مطابق ادا کیا گیا۔ صلح حدیبیہ کے سفر میں شریک صحابہ میں سے جتنے زندہ تھے سب اس عمرے میں شریک تھے ان کے علاوہ اور مسلمان بھی شریک ہو گئے۔ اس طرح دو ہزار صحابۂ کرام ؓ نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ذوالقعدہ ٧ھ میں عمرہ کیا۔ ٣ شوال ٨ھ میں غزوۂ حنین پیش آیا جس کی تکمیل غزوہ طائف سے ہوئی۔ اس سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ جعرانہ کے مقام پر ٹھہرے اور مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا۔ اس سے فارغ ہو کر جعرانہ ہی سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ یہ عمرہ ذوالقعدہ ٨ھ میں کیا گیا۔ ④ چوتھا عمرہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔ اس کے لیے سفر کا آغاز ذوالقعدہ ١٠ھ کے آخری ایام میں ہوا جبکہ عمرہ کی ادائیگی ٤ ذوالحجہ کو ہوئی۔

(المعجم ٥١) - **بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى** (التحفة ٥١)

باب:٥١- منیٰ کی طرف روانگی

◀◀ الأخنسي به، وانظر الحديث السابق.

٣٠٠٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحج، باب العمرة، ح: ١٩٩٣ من حديث داود به، وقال الترمذي، ح: ٨١٦ "حسن غريب".

٣٠٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِمِنًى ، يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ . ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَةَ .

٣٠٠٤- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے دن (٨ ذوالحجہ کو) ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر (٩ ذوالحجہ کو) منیٰ میں ادا کیں' پھر عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ منیٰ سے عرفات کی طرف سورج نکلنے کے بعد روانہ ہوئے اور مقام نمرہ پر جا کر ٹھہر گئے۔ سورج ڈھلنے پر نمرہ سے روانہ ہو کر عرفات تشریف لے گئے۔ (سنن ابن ماجه' حديث:٣٠٧٤)

٣٠٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِمِنًى . ثُمَّ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

٣٠٠٥- حضرت نافع ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھتے تھے' پھر لوگوں کو بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ النُّزُولِ بِمِنًى

(التحفة ٥٢)

باب:٥٢-منیٰ میں ٹھہرنا

٣٠٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ ، عَنْ أُمِّهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ!

٣٠٠٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک گھر نہ بنا دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ

٣٠٠٤ـ **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الخروج إلى منى والمقام بها، ح:٨٧٩ من حديث إسماعيل بن مسلم، تقدم، ح:٣٠١، وقال: "إسماعيل بن مسلم قد تكلموا فيه من قبل حفظه"، وله شواهد، منها الحديث الآتي.

٣٠٠٥ـ **[إسناده حسن]** * عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح:١٢٩٩، ٣٦٦، وخالفه مالك فرواه موقوفًا، ولحديثه شواهد عند مسلم، ح:١٢١٨ وغيره.

٣٠٠٦ـ **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن منى مناخ من سبق، ح:٨٨١ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٦٦، ٤٦٧، ووافقه الذهبي * مسيكة أم يوسف، ◂◂

أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتاً؟ قَالَ: «لَا. مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ».

٣٠٠٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أُمِّهِ مُسَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتاً يُظِلُّكَ؟ قَالَ: «لَا. مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ».

(المعجم ٥٣) - بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ (التحفة ٥٣)

٣٠٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْيَوْمِ، مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ. فَمِنَّا مَنْ يُكَبِّرُ. وَمِنَّا مَنْ يُهِلُّ. فَلَمْ يَعِبْ هٰذَا عَلَى هٰذَا. وَلَا هٰذَا عَلَى هٰذَا. وَرُبَّمَا قَالَ: هٰؤُلَاءِ عَلَى هٰؤُلَاءِ. وَلَا هٰؤُلَاءِ عَلَى هٰؤُلَاءِ.

بٹھانے (اور قیام کرنے) کی جگہ ہے جو پہلے (وہاں) پہنچ جائے۔"

۳۰۰۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک گھر نہ بنا دیں، جہاں آپ کو سایہ حاصل ہو؟ آپ نے فرمایا: "نہیں، منیٰ اس شخص کے لیے اونٹ بٹھانے (اور قیام کرنے) کی جگہ ہے جو پہلے (وہاں) پہنچ جائے۔"

باب: ۵۳- منیٰ سے عرفات کی طرف روانگی

۳۰۰۸- حضرت انس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اس دن (۹ ذوالحجہ کو) منیٰ سے عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم میں سے کوئی تکبیرات کہہ رہا تھا اور کوئی لبیک پکار رہا تھا۔ نہ یہ اس پر تنقید کرتا تھا، نہ وہ اس پر۔ یا یہ فرمایا: نہ یہ ان پر تنقید کرتے تھے، نہ وہ ان پر۔

◀◀ لم يعرفها ابن خزيمة وغيره، ووثقها الترمذي، والحاكم وغيرهما بتصحيح حديثها فحديثها حسن، وفيه إبراهيم بن مهاجر بن جابر، وهو حسن الحديث، راجع نيل المقصود، ح: ٢٠١٩، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٠١٩ من حديث إسرائيل به.

٣٠٠٧- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٣٠٠٨- أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية والتكبير إذا غدا من منى إلى عرفة، ح: ١٦٥٩، ومسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٥ من حديث محمد بن أبي بكر به.

فوائد ومسائل: ① منیٰ سے عرفات جاتے وقت لبیک پکارنا بھی جائز ہے اور تکبیرات کہنا بھی۔ ② یہ بھی درست ہے کہ آدمی کچھ دیر لبیک پڑھے اور کچھ دیر تکبیرات کہے۔

(المعجم ٥٤) - بَابُ الْمَنْزِلِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- عرفات میں ٹھہرنا

٣٠٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: نَبَّأَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِعَرَفَةَ فِي وَادِي نَمِرَةَ.

۳۰۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات میں وادیٔ نمرہ میں ٹھہرتے تھے۔

قَالَ: فَلَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ: أَيَّ سَاعَةٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُوحُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: إِذَا كَانَ ذٰلِكَ رُحْنَا. فَأَرْسَلَ الْحَجَّاجُ رَجُلًا يَنْظُرُ أَيَّ سَاعَةٍ يَرْتَحِلُ.

حضرت سعید بن حسان بیان کرتے ہیں: جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو شہید کر دیا تو (اس کے بعد حج کے دوران میں) اس نے آدمی بھیج کر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے دریافت کیا: نبی ﷺ اس دن کس وقت (عرفات کے میدان میں) جاتے تھے؟ ابن عمر ؓ نے فرمایا: جب وہ وقت آئے گا ہم روانہ ہو جائیں گے (اور تمھیں معلوم ہو جائے گا۔) حجاج نے ایک آدمی بھیجا کہ دیکھے وہ کس وقت روانہ ہوتے ہیں۔

فَلَمَّا أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ أَنْ يَرْتَحِلَ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: لَمْ تَزِغْ بَعْدُ. فَجَلَسَ. ثُمَّ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: لَمْ تَزِغْ بَعْدُ. فَجَلَسَ. ثُمَّ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: لَمْ تَزِغْ بَعْدُ. فَجَلَسَ. ثُمَّ قَالَ: أَزَاغَتِ الشَّمْسُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. فَلَمَّا

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے جب (نمرہ سے) روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو فرمایا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی نہیں ڈھلا۔ آپ بیٹھ گئے۔ (کچھ دیر بعد) پھر کہا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی نہیں ڈھلا۔ آپ بیٹھ گئے۔ (کچھ دیر بعد) پھر کہا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی نہیں

٣٠٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب الرواح إلى عرفة، ح: ١٩١٤ من حديث وكيع به * سعيد ابن حسان وثقه ابن حبان وحده، ولأصل الحديث شواهد، منها حديث مسلم، ح: ١٢١٨ وغيره.

قَالُوا : قَدْ زَاغَتْ ، اِرْتَحَلَ .
قَالَ وَكِيعٌ : يَعْنِي رَاحَ .

ڈھلا۔ آپ بیٹھ گئے۔ (کچھ دیر بعد) پھر کہا: کیا سورج ڈھل گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ جب انھوں نے کہا: ڈھل گیا ہے' تب حضرت ابن عمر ؓ روانہ ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح مسلم (۱۲۱۸) میں ہے' نیز سنن ابوداود (اردو' حدیث: ۱۹۱۴- طبع دارالسلام) کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے' نیز مسند احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً تو ضعیف ہے لیکن دیگر صحیح روایات سے حدیث میں مذکور مسئلے کی تائید ہوتی ہے کہ سورج ڈھلنے کے بعد عرفات کی حدود میں داخل ہونا چاہیے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٩٩/٨' ٤٠٠' وصحيح أبي داود (مفصل)' حديث: ١٦٧٢) ② نو ذوالحجہ کو سورج ڈھلنے سے پہلے وادئ نمرہ میں ٹھہرنا چاہیے۔ یہ جگہ حرم کی حدود میں ہے اور عرفات سے مشرق میں ہے۔ ③ سورج ڈھلنے کے بعد عرفات کی حدود میں داخل ہونا چاہیے۔ میدان عرفات حرم کی حدود سے باہر ہے۔ ④ خلیفہ عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو تحریری حکم جاری کیا تھا کہ حج کے مسائل میں حضرت ابن عمر ؓ کے فتوی کے مطابق عمل کیا جائے' اس لیے اس نے ان سے پوچھ پوچھ کر عمل کیا۔ (صحيح البخاري' الحج' باب التهجير بالرواح يوم عرفة' حديث: ١٦٦٠) ⑤ حکام کو چاہیے کہ علماء سے رہنمائی حاصل کریں اور لوگوں سے شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرائیں۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ الْمَوْقِفِ بِعَرَفَاتٍ

(التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ

٣٠١٠- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : وَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعَرَفَةَ . فَقَالَ :

۳۰۱۰- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عرفات میں ٹھہرے تو فرمایا: ''یہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور عرفات سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

٣٠١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب الصلاة بجمع، ح: ١٩٣٥ من حديث يحيى بن آدم به، وقال الترمذي، ح: ٨٨٥: "حسن صحيح" * سفيان الثوري تابعه المغيرة بن عبدالرحمن بن الحارث المخزومي عند أحمد: ١/ ٧٦.

«هٰذَا الْمَوْقِفُ. وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

٣٠١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ شَيْبَانَ قَالَ: كُنَّا وُقُوفًا فِي مَكَانٍ تُبَاعِدُهُ مِنَ الْمَوْقِفِ. فَأَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكُمْ. يَقُولُ: «كُونُوا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ. فَإِنَّكُمُ الْيَوْمَ عَلٰى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ إِبْرَاهِيمَ».

٣٠١١- حضرت یزید بن شیبان ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے جسے آپ ٹھہرنے کی جگہ سے دور ہی قرار دے سکتے ہیں۔ حضرت ابن مربع ؓ ہمارے پاس آئے اور کہا: میں تمھارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام لایا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے رہو۔ آج تم ابراہیم ؑ کی ایک وراثت کے حامل ہو۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ پہاڑ کے دامن میں چٹانوں کے پاس ٹھہرے تھے۔ ② حاجی کے لیے ضروری نہیں کہ عرفات میں اسی جگہ ٹھہرے جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے بلکہ وادئ عرنہ کو چھوڑ کر پورے میدان عرفات میں جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائے۔ ③ ہماری شریعت میں حج کے احکام ومسائل حضرت ابراہیم ؑ کی شریعت کے مطابق ہیں۔ اہل عرب نے ان میں جو تبدیلیاں کر لی تھیں یا جو بدعات ایجاد کر لی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے ان کی اصلاح کر کے صحیح طریقہ سکھا دیا۔

٣٠١٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ. وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ وَكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ. وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ. وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ. إِلَّا [مَا] وَرَاءَ الْعَقَبَةِ».

٣٠١٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفات سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے، البتہ عرنہ کے نشیبی حصے سے اوپر رہو۔ مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے، البتہ وادئ محسر کی نشیب سے اوپر رہو۔ منیٰ سب کا سب قربانی کی جگہ ہے، سوائے اس کے جو گھاٹی کے پیچھے ہے۔“

٣٠١١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحج، باب موضع الوقوف بعرفة، ح: ١٩١٩ من حديث سفيان به، وقال الترمذي، ح: ٨٨٣ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨١٨، والحاكم: ١/ ٤٦٢، والذهبي.

٣٠١٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل القاسم بن عبدالله، تقدم، ح: ٢٩٦٧، وأصل الحديث صحيح إلا "ما وراء العقبة"، وأخرجه مسلم، ح: ١٢١٨، وأبوداود، ح: ١٩٠٧، ١٩٣٦، ١٩٣٧ وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ [إِلَّا مَاوَرَاءَ الْعَقَبَةِ] جملے کے علاوہ باقی روایت کی اصل صحیح مسلم (۱۲۱۸) اور سنن ابی داود (۱۹۰۷، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷) میں ہے، نیز دیگر محققین کی بھی اس روایت کی بابت یہی رائے ہے، لہٰذا مذکورہ روایت [إِلَّا مَاوَرَاءَ الْعَقَبَةِ] جملے کے علاوہ قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح أبي داود (مفصل) للألباني، رقم:١٦٦٥، ١٦٩٢، ١٦٩٣، وضعيف سنن ابن ماجه للألباني، رقم:٦٥٠، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:٣٠١٢) ② وادئ عرنہ عرفات کے قریب ہے، عرفات میں شامل نہیں۔ نو ذوالحجہ کو وہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے، ورنہ وقوف عرفات کا فرض ادا نہیں ہوگا اور حج فوت ہو جائے گا۔ ③ حج کی ادائیگی کے لیے عرفات میں ٹھہرنا ضروری ہے اگرچہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا جائے۔ ④ سنت یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت جمع اور قصر کر کے ادا کریں اور پھر عرفات میں دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ ⑤ نو ذوالحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا چاہیے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کرنی چاہئیں۔ ⑥ وادئ محسر وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کی فوجیں تباہ ہوئی تھیں، اس لیے مزدلفہ میں ٹھہرتے وقت احتیاط کرنی چاہیے کہ غلطی سے وادئ محسر میں رات نہ گزاریں۔ ⑦ قربانی منیٰ میں کرنی چاہیے۔ (صحيح البخاري، الحج، باب النحر في منحر النبيّ ﷺ بمنى، حديث:١٧١١) البتہ اگر کوئی شخص مکہ میں (حدود حرم کے اندر) قربانی کر لے تو بھی جائز ہے۔ (سنن أبي داود، المناسك، باب الصلاة بجمع، حديث:١٩٣٧ وسنن ابن ماجه، المناسك، باب الذبح، حديث:٣٠٤٨)

(المعجم ٥٦) - بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶- عرفات میں دعا مانگنا

٣٠١٣- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِيِّ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ كِنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ ابْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ

۳۰۱۳- حضرت عباس بن مرداس سلمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے دن (وقوف کے دوران میں) اپنی امت کی بخشش کے لیے دعا فرمائی۔ (اللہ کی طرف سے) آپ کو جواب دیا گیا: میں نے انھیں بخش دیا، سوائے ظالم کے، کہ میں اس

٣٠١٣- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الرجل يقول للرجل أضحك الله سنك، ح: ٥٢٣٤ من حديث عبدالقاهر به مختصرًا، والحافظ الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة مما ليس في الصحيحين، وذكره ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢١٤ * عبدالله بن كنانة وأبوه مجهولان كما في التقريب وغيره.

بِالْمَغْفِرَةِ. فَأُجِيبَ: إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، مَا خَلَا الظَّالِمَ. فَإِنِّي آخُذُ لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ. قَالَ: «أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ. وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ» فَلَمْ يُجَبْ [عَشِيَّتَهُ]. فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ أَعَادَ الدُّعَاءَ. فَأُجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ. قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَوْ قَالَ: تَبَسَّمَ. فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ هٰذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيهَا. فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ؟ أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ قَالَ: «إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللهَ، عَزَّوَجَلَّ، قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِي، وَغَفَرَ لِأُمَّتِي، أَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوهُ عَلَى رَأْسِهِ وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ. فَأَضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ».

سے مظلوم کا حق وصول کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یا رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت سے (اس کی مظلومیت کے بدلے میں نعمتیں) دے دے اور ظالم کو معاف کر دے۔“ اس دن آپ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ صبح کو جب نبی ﷺ مزدلفہ میں تھے آپ نے دوبارہ دعا کی تو آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یا مسکرا دیے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایسے وقت آپ ہنسا نہیں کرتے تھے تو (آج) آپ کس لیے ہنسے ہیں؟ اللہ آپ کے دانتوں کو ہنستا رکھے! نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے دشمن ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری دعا قبول فرما لی ہے اور میری امت کو معاف کر دیا ہے تو اس نے خاک لے کر اپنے سر پر ڈالنا شروع کر دی اور چلانے لگا: ہائے تباہی! ہائے خرابی! اس کی پریشانی (اور رونا پیٹنا) دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔“

٣٠١٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ أَبُو جَعْفَرٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ [مِنْ] أَنْ يُعْتِقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْداً مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يَدْنُو عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟».

٣٠١٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل عرفہ کے دن سے زیادہ کسی اور دن بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتا۔ اللہ عزوجل (بندوں سے) قریب ہوتا ہے پھر اور قریب ہوتا ہے پھر ان کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے اظہار فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟“

٣٠١٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة، ح: ١٣٤٨ عن هارون بن سعيد به.

فوائد ومسائل: ① عرفے کا دن اللہ کی رحمت کا دن ہے' اس لیے اس دن روزہ رکھنا مسنون ہے' تاہم حاجیوں کے لیے یہ روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے عرفات میں یہ روزہ نہیں رکھا تھا۔ (صحيح البخاري' الصوم' باب صوم يوم عرفة' حديث:١٩٨٨) ② اللہ کا قریب ہونا اور کلام کرنا اس کی صفت ہے جس کی کیفیت بندوں کو معلوم نہیں۔ صفاتِ الٰہی پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان صفات کو بندوں کی صفات سے مشابہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ ③ حج میں بندے اللہ کی رضا اور رحمت کے حصول کے لیے عرفات میں جمع ہوتے ہیں' اس لیے انھیں یہ رحمت ومغفرت حاصل ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٥٧) - **بَابُ مَنْ أَتٰى عَرَفَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ** (التحفة ٥٧)

٣٠١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ. سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ. وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ. فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ الْحَجُّ؟ قَالَ: «الْحَجُّ عَرَفَةُ. فَمَنْ جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ. أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ. ﴿فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ﴾» [البقرة: ٢٠٣] ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِي بِهِنَّ.

باب: ٥٧- جو شخص مزدلفہ کی رات فجر سے پہلے عرفات پہنچ جائے (اس کا بھی حج ہو جاتا ہے)

٣٠١٥- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمت میں نجد کے کچھ افراد حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حج کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حج تو عرفہ ہی (کا نام) ہے۔ جو شخص مزدلفہ کی رات کو فجر کی نماز سے پہلے آ گیا' اس کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں' پھر جو شخص دو دنوں میں جلدی سے (واپس) چلا جائے' اس پر گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے (تیسرا دن بھی وقوف کرے)' اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے ایک آدمی کو (سواری پر) بٹھا لیا اور اس نے ان مسائل کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا

امام ابن ماجہ ؒ نے محمد بن یحییٰ کے طریق سے

٣٠١٥_ **[صحيح]** أخرجه النسائي، مناسك الحج، فرض الوقوف بعرفة، ح:٣٠١٩ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٢، والحاكم:١/ ٢٧٨، ٤٦٣، ٤٦٤، والذهبي * سفيان صرح بالسماع عند أبي داود، ح:١٩٤٩ وغيره.

عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ الدِّيلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، بِعَرَفَةَ. فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

بھی یہ روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی ذکر کی ہے لیکن اس میں [شَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ] کی بجائے [أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، بِعَرَفَةَ فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ] کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (مفہوم دونوں عبارتوں کا ایک ہی ہے۔)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: مَا أُرٰى لِلثَّوْرِيِّ حَدِيثاً أَشْرَفَ مِنْهُ.

راویٔ حدیث محمد بن یحییٰ نے کہا: میرے نزدیک سفیان ثوری کی اس سے بہتر اور کوئی حدیث نہیں۔

فوائد ومسائل: ① وقوف عرفات حج کا اہم ترین رکن ہے۔ جس کو یہ رکن بروقت ادا کرنے کا موقع مل گیا اس کا حج فوت نہیں ہوگا۔ اور جو شخص اتنا لیٹ ہوگیا کہ وہ وقت پر وقوف عرفات نہیں کر سکا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرے۔ ② وقوف عرفات کا اصل وقت نو ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے۔ اس عرصے میں اگر کسی شخص نے چند منٹ بھی عرفات میں گزار لیے تو اس کا یہ رکن ادا ہوگیا۔
③ جو شخص سورج غروب ہونے تک عرفات میں نہ پہنچ سکے، وہ رات کو صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے عرفات میں حاضر ہو جائے تو اس کا بھی حج ہو جائے گا۔ اس کو چاہیے کہ عرفات میں تھوڑی دیر ٹھہر کر مزدلفہ آ جائے اور باقی رات وہاں گزارے۔

٣٠١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ، يَعْنِي الشَّعْبِيَّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ الطَّائِيِّ أَنَّهُ حَجَّ، عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يُدْرِكِ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ بِجَمْعٍ. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

٣٠١٦- حضرت عروہ بن مضرس طائی ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حج کیا۔ وہ (عام) لوگوں تک اس وقت پہنچے جب لوگ مزدلفہ میں تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی سواری کو (طویل سفر کر کے) دبلا کر دیا اور اپنی جان کو تھکا دیا۔ قسم ہے اللہ کی! میں نے کوئی ٹیلا نہیں

٣٠١٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب من لم يدرك عرفة، ح: ١٩٥٠ من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي، ح: ٨٩١: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢٥٦، وابن حبان، ح: ٣٨٣٩، ٣٨٤٠، والحاكم: ١/ ٤٦٣، والذهبي.

إِنِّي أَنْضَيْتُ رَاحِلَتِي. وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي. وَاللهِ! إِنْ تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ. فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلَاةَ، وَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ، لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ، وَتَمَّ حَجُّهُ».

چھوڑا جس پر ٹھہرا نہ ہوں۔ تو کیا میرا حج ہو گیا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں فجر کی) نماز میں ملا اور وہ اس سے پہلے رات کو یا دن کو عرفات سے ہو آیا ہے' اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج پورا ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① ''اس نے میل کچیل دور کر لیا۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ طواف وغیرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے اور حجامت بنوا کر نہا دھو کر کپڑے پہن سکتا ہے۔ ② حج کی ادائیگی کے لیے مقرر وقت میں عرفات کی حاضری ضروری ہے۔

(المعجم ٥٨) - بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸-عرفات سے روانگی

٣٠١٧- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سُئِلَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسِيرُ حِينَ دَفَعَ عَنْ عَرَفَةَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ. فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً، نَصَّ.

۳۰۱۷- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے' ان سے سوال کیا گیا: رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے روانہ ہوتے تھے تو کس طرح چلتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: درمیانی رفتار سے چلتے تھے۔ جب کھلی جگہ ملتی ت رفتار تیز کر دیتے۔

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي فَوْقَ الْعَنَقِ.

راوئ حدیث وکیع ؒ نے کہا: یعنی آپ درمیانی رفتار سے تھوڑا سا تیز چلتے۔

فوائد ومسائل: ① عَنَق اس درمیانی رفتار کو کہتے ہیں جو بہت آہستہ بھی نہ ہو اور زیادہ تیز بھی نہ ہو۔ ② نَص اونٹ کی تیز رفتار کو کہتے ہیں۔ ③ بھیڑ بھاڑ کے مقامات پر تیز رفتاری مناسب نہیں کیونکہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور حادثے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ④ جانور سے اس کی طاقت کے مطابق ضرورت کے مطابق زیادہ کام بھی لیا جا سکتا ہے لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کام لینے کی کوشش کی جائے

٣٠١٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب السير إذا دفع من عرفة، ح: ١٦٦٦، ٢٩٩٩، ٤٤١٣، ومسلم، الحج، با الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٦ من حديث هشام به.

بلکہ اس کے آرام کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

٣٠١٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَتْ قُرَيْشٌ: نَحْنُ قَوَاطِنُ الْبَيْتِ. لَا نُجَاوِزُ الْحَرَمَ. فَقَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ [البقرة: ١٩٩].

٣٠١٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: قریش کہتے تھے: ہم بیت اللہ کے پاس رہنے والے ہیں۔ ہم حرم (کی حدود) سے آگے نہیں جائیں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اَفِیضُوا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ ”پھر وہاں سے واپس آؤ جہاں سے (دوسرے) لوگ واپس آئیں۔“

فوائد و مسائل: ① حج کے لیے عرفات جانا ضروری ہے۔ ② شریعت میں اپنی طرف سے مسائل بنا لینا درست نہیں۔ ③ حرم کے رہنے والوں کے لیے جو احکام دوسروں سے الگ ہیں، وہ واضح کر دیے گئے ہیں، مثلاً: حج تمتع کی قربانی یا اس کے متبادل کے طور پر دس روزے رکھنے کا حکم اہل حرم کے لیے نہیں۔ (البقرة ٢:١٩٦)

(المعجم ٥٩) - بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَاتٍ وَجَمْعٍ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ (التحفة ٥٩)

باب: ٥٩- جس شخص کو کوئی ضرورت پیش آ جائے، وہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان رک سکتا ہے

٣٠١٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا بَلَغَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُ عِنْدَهُ الْأُمَرَاءُ، نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ. قُلْتُ: الصَّلَاةَ قَالَ: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ»

٣٠١٩- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عرفات سے) واپس ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس گھاٹی کے پاس پہنچے جس کے پاس امیر قیام کرتے ہیں، آپ سواری سے اترے اور پیشاب کیا، پھر آپ نے وضو کیا۔ میں نے کہا: نماز! فرمایا: ”نماز آگے ہوگی۔“ جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو اذان اور اقامت کہلوائی، پھر مغرب

٣٠١٨- [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح: ٨٨٤ من طريق آخر عن هشام به، وقال: "حسن صحيح".

٣٠١٩- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة، واستحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة، ح: ١٢٨٠/ ٢٧٨، ٢٧٩ من حديث إبراهيم بن عقبة به باختلاف يسير.

فَلَمَّا انْتَهٰى إِلٰى جَمْعٍ أَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، حَتَّى قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ.

کی نماز پڑھائی' پھر کسی نے بھی اونٹوں سے سامان نہیں اتارا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور عشاء کی نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: ① عرفات سے واپسی پر مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ادا کی جاتی ہیں۔ ② یہ نمازیں ایک اذان سے ادا کی جاتی ہیں' البتہ اقامت دونوں کے لیے الگ الگ ہوتی ہے۔ ③ اس موقع پر مغرب اور عشاء کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کر لینا درست ہے۔ ④ مزدلفہ میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِجَمْعٍ (التحفة ٦٠)

باب: ٦٠- مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

٣٠٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، بِالْمُزْدَلِفَةِ.

٣٠٢٠- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ادا کیں۔

٣٠٢١- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْمُزْدَلِفَةِ. فَلَمَّا أَنَخْنَا قَالَ: «اَلصَّلَاةُ بِإِقَامَةٍ».

٣٠٢١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز ادا کی۔ جب ہم نے اپنے اونٹ بٹھائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز اقامت کے ساتھ ہوتی ہے۔''

(المعجم ٦١) - بَابُ الْوُقُوفِ بِجَمْعٍ (التحفة ٦١)

باب: ٦١- مزدلفہ میں ٹھہرنا

٣٠٢٠- أخرجه البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ١٦٧٤، ٤٤١٤ من حديث يحيى به، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٧ عن محمد بن رمح به.

٣٠٢١- [إسناده صحيح] وله طريق آخر عن سالم عند البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ١٦٧٣ وغيره.

٣٠٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نُفِيضَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ، قَالَ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ. كَيْمَا نُغِيرُ. وَكَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. فَخَالَفَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَفَاضَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

٣٠٢٢- حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کے ہمراہ حج کیا۔ جب ہم مزدلفہ سے واپس ہونے لگے تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: مشرکین کہا کرتے تھے: اے ثبیر پہاڑ! روشن ہو جا تاکہ ہم (واپس منیٰ کی طرف) بھاگیں۔ وہ اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف عمل کیا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے واپس چل دیے۔

فوائد ومسائل: ① مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے روانہ ہونا چاہیے مگر اس وقت جب کافی روشنی ہو جائے۔ ② مسلمانوں کی عبادتیں غیر مسلموں سے مختلف ہیں حتی کہ جو عبادتیں مشترک ہیں ان میں طریق کار میں فرق کر دیا گیا ہے۔ ③ جب مشترک عبادتیں بھی مختلف کر دی گئی ہیں تو ان تہواروں میں مسلمانوں کا شریک ہونا کیسے جائز ہو سکتا ہے جو خالص غیر مسلم رسمیں اور تہوار ہیں' مثلاً: کرسمس' نیا عیسوی سال' نوروز' بسنت' دیوالی' میلے ٹھیلے وغیرہ' نیز شادی غمی کی وہ رسمیں جو غیر مسلموں میں رائج ہیں' مثلاً: سالگرہ' برسی' کسی کی وفات پر سیاہ لباس پہننا' چراغاں' منگنی اور شادی وغیرہ کے موقع پر مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور آپس میں ہنسی مذاق' مہندی لے کر اس پر شمعیں جلانا اور عورتوں کا راستوں میں ناچتے گاتے ہوئے مہندی لے کر چلنا۔ یہ سب کافروں بالخصوص ہندوؤں کی رسمیں ہیں جن کے متعلق دینی غیرت وحمیت رکھنے والا کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہاں! اگر دینی غیرت ہی ختم ہو جائے تو پھر اور بات ہے۔ بنابریں ایسی خرافات سے تمام مسلمانوں کو مکمل طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔

٣٠٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنِ الثَّوْرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرٌ: أَفَاضَ

٣٠٢٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حجۃ الوداع میں نبی ﷺ (مزدلفہ سے) واپس لوٹے تو آپ پر اطمینان وسکون کی کیفیت تھی۔ آپ

٣٠٢٢- أخرجه البخاري، الحج، باب: متى يدفع من جمع، ح: ١٦٨٤، ٣٨٣٨ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به.

٣٠٢٣-[صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ١٩٤٤ من حديث الثوري به، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٩٩ من حديث أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله به مختصرًا جدًا.

النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ. وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ. وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ. وَقَالَ: «لِتَأْخُذْ أُمَّتِي نُسُكَهَا فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاهُمْ بَعْدَ عَامِي هٰذَا».

نے لوگوں کو بھی سکون کا حکم دیا۔ اور انھیں ایسی (چھوٹی) کنکریوں کے ساتھ رمی کرنے کا حکم دیا جو انگلیوں میں پکڑ کر پھینکی جا سکیں۔ آپ نے وادئ محسر میں سواری کو تیز کیا اور فرمایا: ”میری امت کو چاہیے کہ اپنے عبادت کے طریقے سیکھ لے۔ مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے بعد ان سے (حج میں) ملاقات نہ کرسکوں۔“

فوائد ومسائل: ① حج کے دوران میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاتے ہوئے تیز رفتاری سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ درمیانی رفتار سے چلنا چاہیے۔ ② وادئ محسر وہ مقام ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ ہوا تھا' اس لیے رسول اللہ ﷺ وہاں سے تیزی سے گزرے۔ ③ قدیم تباہ شدہ بستیوں کو سیر گاہ نہیں بنانا چاہیے۔ پاکستان میں ہڑپہ اور موئن جو دڑو وغیرہ کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں' دوسرے ممالک میں بھی ایسے مقامات موجود ہیں۔ ممکن ہے یہاں کے لوگ اللہ کے عذاب کی وجہ سے تباہ ہوئے ہوں۔ اللہ کی عذاب یافتہ قوموں کے آثار باعث عبرت ہیں' تماشا گاہ نہیں۔ ④ شریعت کے مسائل میں اصل مرجع رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک ہے' کسی اور کا عمل حجت نہیں۔ علمائے کرام سے رسول اللہ ﷺ کا عمل اور فرمان ہی دریافت کرنا چاہیے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ اگلے حج تک زندہ نہیں رہے' جیسے آخری حج کے موقع پر فرما دیا تھا۔ نبی ﷺ کی اور بھی بہت سی پیش گوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی صداقت اور نبوت کی دلیل ہے۔

٣٠٢٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ الْحِمْصِيِّ، عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ، غَدَاةَ جَمْعٍ: «يَا بِلَالُ! أَسْكِتِ النَّاسَ» أَوْ «أَنْصِتِ النَّاسَ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ

۳۰۲۴- حضرت بلال بن رباح ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے مزدلفہ کی صبح ان سے فرمایا: ”بلال! لوگوں کو خاموش کرو۔“ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمھارے اس مزدلفہ میں تم پر احسان فرمایا ہے کہ تمھارے نیکو کاروں کی وجہ سے تمھارے گناہ گاروں کو بھی بخش دیا ہے اور تمھارے نیکو کاروں نے جو کچھ مانگا انھیں دے دیا۔ اللہ

٣٠٢٤ـ **[إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، أبوسلمة هٰذا لا يعرف اسمه وهو مجهول"، وله شواهد كلها ضعيفة، منها حديث شبوية بن عبدالرحيم أبي أحمد المروزي عن ابن المبارك عن سفيان الثوري عن الزبير بن عدي عن أنس به * شبوية مجهول، وهو غير أحمد بن محمد بن ثابت الخزاعي، وقال العقيلي: ٢/ ١٩٦: "حديثه منكر غير محفوظ" ومن طريقه أخرجه السمعاني في أدب الإملاء والاستملاء، ص: ٩٧، وابن عبدالبر في التمهيد: ١/ ١٢٨ على تصحيف فيه، وفيه علة أخرٰى، ح: ١٦٢.

تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِي جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ. وَأَعْطٰى مُحْسِنَكُمْ مَا سَأَلَ. اِدْفَعُوا بِاسْمِ اللهِ».

کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم:١٦٢٤) بنا بریں اگر مجمع بڑا ہو تو بات شروع کرنے سے پہلے سامعین کو توجہ دلائی جا سکتی ہے کہ خاموشی سے بات سنیں۔ ② مزدلفہ میں اللہ کی طرف سے حاجیوں کو مغفرت کا انعام ملتا ہے۔

(المعجم ٦٢) - بَابُ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ جَمْعٍ [إِلٰى مِنًى] لِرَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٦٢)

باب:٦٢- جمرات کی رمی کے لیے لوگوں سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ چلے جانا

٣٠٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ، عَلَى حُمُرَاتٍ لَنَا مِنْ جَمْعٍ. فَجَعَلَ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُولُ: «أُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

زَادَ سُفْيَانُ فِيهِ: «وَلَا إِخَالُ أَحَداً يَرْمِيهَا حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

٣٠٢٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم عبدالمطلب کے خاندان کے چند لڑکے مزدلفہ سے اپنی گدھیوں پر رسول اللہ ﷺ سے پہلے روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری رانوں پر ہاتھ مار کر فرمایا: ”میرے پیارے بیٹو! اس وقت تک جمرے پر کنکریاں نہ مارنا جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔“

(راویٔ حدیث) سفیان نے مذکورہ روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ”میرے خیال میں کوئی بھی سورج طلوع ہونے سے پہلے اسے رمی نہیں کرے گا۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

٣٠٢٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك باب التعجيل من جمع، ح:١٩٤٠ من حديث سفيان به ☆ الحسن العرني ثقة، أرسل عن ابن عباس كما في التقريب، ولأصل الحديث شواهد كثيرة عند الطحاوي: (مشكل الآثار: ٤/ ٣٨٢_٣٨٤ وغيره).

اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل:۳/۵۰۴، ۵۰۵، والإرواء للألباني:۴/۲۷۶) ② رسول اللہ ﷺ نے دس ذوالحجہ کو فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کی تھی۔ اس کے بعد کافی روشنی ہو جانے تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے، پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ (سنن ابن ماجه، حديث:۳۰۷۴) اور سورج طلوع ہونے کے بعد بڑے جمرے پر کنکریاں ماریں (سنن ابن ماجه، حديث:۳۰۷۴) بچوں پر شفقت کرنی چاہیے، نیز انھیں دین کے مسائل نرمی سے سمجھانے چاہئیں۔ ③ بچے اور عورتیں صبح صادق ہونے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو سکتے ہیں اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ سکتے ہیں۔ (سنن النسائي، الحج، باب تقديم النساء والصبيان إلى منازلهم بمزدلفة، حديث:۳۰۳۵)

٣٠٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۳۰۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے جو کمزور افراد (عورتیں اور بچے، قوت والے لوگوں سے) پہلے (مزدلفہ سے منیٰ) بھیجے تھے، میں بھی ان میں شامل تھا۔

٣٠٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً. فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ تَدْفَعَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ دُفْعَةِ النَّاسِ. فَأَذِنَ لَهَا.

۳۰۲۷- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ بھاری بدن والی خاتون تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ مزدلفہ سے لوگوں کے روانہ ہونے سے پہلے روانہ ہو جائیں، تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

٣٠٢٦ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى . . . الخ، ح: ١٢٩٣ عن ابن أبي شيبة به.

٣٠٢٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل . . . الخ، ح: ١٦٨٠ من حديث سفيان الثوري به، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن . . . الخ، ح: ١٢٩٠/ ٢٩٦ من حديث وكيع به، وللحديث طرق أخرى.

(المعجم ٦٣) - **بَابُ قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ**

(التحفة ٦٣)

٣٠٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَوْمَ النَّحْرِ، عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ. وَهُوَ رَاكِبٌ عَلٰى بَغْلَةٍ. فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ، فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ».

باب:٦٣-جمرات کو کتنی بڑی کنکریاں ماری جائیں؟

٣٠٢٨-حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص ؒ اپنی والدہ (حضرت ام جندب ازدیہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کے پاس دیکھا جب کہ آپ خچر پر سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جب تم جمرے پر کنکریاں مارو تو چھوٹی کنکریاں مارو۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے لیکن ان شواہد کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس کی بابت سیر حاصل بحث کی ہے۔ محققین کی اس بحث سے تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجوذ دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٥/٤٩٥' ٤٩٦' وصحيح أبي داود (مفصل) للألباني' رقم:١٧١٥) ② عالم کو چاہیے کہ ہر مقام پر موقع کی مناسبت سے مسائل بیان کرے۔ ③ حج کے دوران میں وعظ ونصیحت کرنا اور مسائل بیان کرنا درست ہے۔ ④ وعظ یا مسائل بیان کرنے کے دوران میں بلند مقام یا بلند چیز پر کھڑا ہونا مناسب ہے' خاص طور پر جب کہ حاضرین کی تعداد زیادہ ہو تو منبر وغیرہ پر خطبہ دینا چاہیے۔ منبر نہ ہو تو زمین پر کھڑے ہو کر یا سواری پر بھی خطاب کیا جا سکتا ہے۔ ⑤ منیٰ میں تین ستون بنے ہوئے ہیں جنھیں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ہر ستون جمرہ کہلاتا ہے۔ بڑے جمرے کا نام ''جَمْرَةُ الْعَقَبَه'' ہے۔ مسجد خیف کی طرف سے آئیں تو یہ سب سے آخر میں پڑتا ہے' اور اگر طَرِيقُ الْمُشَاة پر چلتے ہوئے مکہ سے منیٰ پہنچیں تو یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ دس ذوالحجہ کو صرف اسی کی رمی کی جاتی ہے' نیز اس کی رمی کے بعد دعا نہ کرنا سنت ہے۔ درمیانی جمرے کو اَلْجَمْرَةُ الْوُسْطٰى اور چھوٹے جمرے کو ''اَلْجَمْرَةُ الْأُولٰى'' کہتے ہیں۔ مسجد خیف سے جمرات کی طرف آئیں تو سب سے پہلے یہی آتا ہے' نیز

٣٠٢٨۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح: ١٩٦٦ من حديث علي بن مسهر به، وانظر، ح: ٥٠٤ لحال يزيد، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

دس ذوالحجہ کے سوا باقی ایام میں سب سے پہلے اس کی رمی کی جاتی ہے۔ ④ عام لوگ جمرات کو ’’شیطان‘‘ کہتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ یہاں کنکریاں مارنا حج کی عبادت کا ایک حصہ ہے اور عبادت کی جگہ کو شیطان کہنا انتہائی نامناسب ہے۔ ⑤ جمرات پر بڑی بڑی کنکریاں‘ پتھر یا جوتے مارنا سنت کے خلاف اور غلو ہے جس سے عمل کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ ⑥ کنکریوں کی مقدار کے لیے حدیث میں [حَصَی الْخَذْف] کے الفاظ ہیں‘ یعنی ایسی کنکریاں جنھیں دو انگلیوں میں پکڑ کر دور پھینکا جا سکے‘ اس لیے ترجمہ ’’چھوٹی کنکریاں‘‘ کیا گیا ہے۔

٣٠٢٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، غَدَاةَ الْعَقَبَةِ. وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ: «اُلْقُطْ لِي حَصًى» فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ، هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ. فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ: «أَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوا» ثُمَّ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ».

٣٠٢٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے‘ تب آپ نے فرمایا: ’’مجھے کنکریاں چن دو۔‘‘ میں نے آپ کو سات کنکریاں چن دیں‘ جو انگلیوں میں پکڑ کر پھینکنے کے قابل تھیں۔ رسول اللہ ﷺ انھیں اپنے ہاتھ میں لے کر حرکت دینے لگے اور فرمایا: ’’ان جیسی کنکریاں مارو۔‘‘ پھر فرمایا: ’’لوگو! دین میں غلو (اور حد سے بڑھنے) سے پرہیز کرو۔ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے تباہ کیا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① رمی کرنے کے لیے کنکریاں کسی بھی جگہ سے لی جا سکتی ہیں اگرچہ منیٰ ہی سے لے لی جائیں۔ صرف وہ کنکریاں لینا منع ہیں جو پہلے جمرات پر ماری جا چکی ہوں۔ ② عوام میں مشہور ہے کہ رمی کے لیے کنکریاں مزدلفہ سے چن کر لانی چاہئیں۔ یہ درست نہیں۔ نبی ﷺ نے منیٰ ہی سے سات کنکریاں لی تھیں۔ چار دن کی کنکریاں اکٹھی نہیں لیں۔ ③ رمی کے لیے چنی ہوئی کنکریوں کو دھونا ایک بے اصل مسئلہ ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں۔ ④ دین کے کسی کام میں بھی سنت کی مقرر کی ہوئی حد سے بڑھنا شیطان کو خوش کرنے والا کام ہے۔ سنت کے مطابق چھوٹی کنکریاں مارنے سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اس سے مومن کو ثواب ملتا ہے۔

٣٠٢٩- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، التقاط الحصى، ح: ٣٠٥٩، ٣٠٦١ من حديث عوف الأعرابي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٧، وابن حبان، ح: ١٠١١، والحاكم: ١/ ٤٦٦، والذهبي.

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: مِنْ أَيْنَ تُرْمٰى جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ (التحفة ٦٤)

٣٠٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: لَمَّا أَتٰى عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ، وَاسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ. وَجَعَلَ الْجَمْرَةَ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ. ثُمَّ رَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

باب:٦٤- بڑے جمرے پر کنکریاں کہاں کھڑے ہو کر ماری جائیں؟

٣٠٣٠- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ جب جمرۂ عقبہ کے پاس آئے تو وادی کے نشیبی حصے میں چلے گئے' کعبہ کی طرف منہ کیا' جمرے کو اپنے دائیں ابرو کے مقابل رکھا اور سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے' پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اسی جگہ کھڑے ہو کر کنکریاں ماری تھیں اس شخصیت نے جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔

فوائد ومسائل: ① ''ابرو کے مقابل'' رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوئے بلکہ تھوڑا سا ہٹ کر کھڑے ہوئے۔ ② رمی کرتے وقت کنکریاں ایک ایک کر کے مارنی چاہئیں۔ ③ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ ④ اس حدیث میں ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کیا جب کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن مسعود ؓ نے بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف رکھا۔ (صحیح البخاري' الحج' باب من رمی جمرة العقبة فجعل البیت عن یسارہ' حدیث:١٧٤٩) حافظ ابن حجر ؒ نے صحیح بخاری کی روایت کو ترجیح دی ہے لیکن یہ بھی فرمایا ہے: ''اس بات پر اجماع ہے کہ جہاں بھی کھڑے ہو کر رمی کرے جائز ہے' خواہ اس کی طرف منہ کرے یا اسے دائیں یا بائیں رکھے' اس کی اوپر کی سمت سے یا نیچے کی سمت سے یا درمیان سے۔'' (فتح الباري' ٧٣٣/٣) ⑤ سورۂ بقرہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اس میں حج کے بہت سے مسائل مذکور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کے احکام کا مطلب رسول اللہ ﷺ بہتر طور پر سمجھتے تھے' اس لیے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہے' ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہیے۔

٣٠٣٠ـ أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي، ح: ١٧٤٧ـ١٧٥٠، ومسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي، وتكون مكة عن يساره، ويكبر مع كل حصاة، ح: ١٢٩٦ من حديث عبدالرحمن ابن يزيد به، وأخرجه الترمذي، ح: ٩٠١ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح".

٣٠٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، يَوْمَ النَّحْرِ، عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ. اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ، فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ انْصَرَفَ.

٣٠٣١- حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ (حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کے پاس دیکھا۔ آپ وادی کے نشیبی حصے میں چلے گئے اور جمرے کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے تھے، پھر واپس تشریف لے گئے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کی ہے۔

(المعجم ٦٥) - **بَابٌ: إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا** (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- بڑے جمرے کو رمی کر کے اس کے پاس نہ ٹھہرنا

٣٠٣٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا. وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٣٠٣٢- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں اور اس کے پاس نہ رکے اور بتایا کہ نبی ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

٣٠٣٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٣٠٣٣- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٠٣١- [**ضعيف**] تقدم، ح: ٣٠٢٨.

٣٠٣٢- أخرجه البخاري، الحج، باب إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة ويسهل، ح: ١٧٥١ عن عثمان به.

٣٠٣٣- [**صحيح**] وفيه علل * سويد بن سعيد تقدم، ح: ١٠٣٦، الحجاج بن أرطاة تقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وتوبعا، والحكم بن عتيبة تقدم، ح: ١١٩٢، وحسنه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، مَضٰى وَلَمْ يَقِفْ.

ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کو رمی کرتے تو چلے جاتے تھے' ٹھہرتے نہیں تھے۔

فوائد ومسائل: ① دس ذوالحجہ کو صرف بڑے جمرے کو رمی کی جاتی ہے اور یہ رمی صبح کے وقت سورج نکلنے کے بعد ہوتی ہے۔ ② گیارہ' بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو تینوں جمرات کو سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی جاتی ہے۔ ③ تینوں جمرات کو رمی کرتے وقت پہلے چھوٹے جمرے کو' پھر درمیان والے کو اور پھر بڑے جمرے کو رمی کی جاتی ہے۔ ④ چھوٹے اور درمیانی جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلے کی طرف منہ کر کے دعا کرنی چاہیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''وہ جمرۂ دنیا (چھوٹے جمرے) کو سات کنکریاں مارتے تھے' ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے' پھر آگے بڑھ کر (ہموار) میدان میں چلے جاتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے' دیر تک کھڑے رہ کر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھائے رکھتے۔ پھر درمیانی جمرے کو رمی کرتے' پھر بائیں طرف ہو کر میدان میں چلے جاتے اور قبلہ رخ ہو کر دیر تک کھڑے ہو کر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر عقبہ والے جمرے کو وادی کے نشیبی حصے میں کھڑے ہو کر رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے' اور فرماتے تھے: میں نے نبی ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔'' (صحيح البخاري' الحج' باب إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة و يسهل' حديث: ۱۷۵۱)

(المعجم ٦٦) - بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا

(التحفة ٦٦)

باب: ٦٦- سوار ہو کر جمرات کو رمی کرنا

٣٠٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ.

۳۰۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی سواری پر (سوار ہو کر) جمرے کو کنکریاں ماریں۔

٣٠٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۰۳۵- حضرت قدامہ بن عبداللہ عامری رضی اللہ عنہ سے

٣٠٣٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رمي الجمار راكبًا وماشيًا، ح: ٨٩٩ من حديث الحجاج ابن أرطاة به، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، وقال: "حسن"، والحديث الآتي شاهد له.

٣٠٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، الركوب إلى الجمار واستظلال المحرم، ح: ٣٠٦٣ من ◀◀

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ، عَنْ قُدَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ الْعَامِرِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ، يَوْمَ النَّحْرِ، عَلٰى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءَ. لَاضَرْبَ وَلَا طَرْدَ. وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ.

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جمرے کو رمی کی۔ آپ اپنی ایک سرخ وسفید رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے۔ نہ کسی کو مارا جاتا تھا، نہ دور ہٹایا جاتا تھا، اور نہ ہٹو بچو کی آوازیں تھیں۔

فوائد ومسائل: ① سواری پر سوار ہو کر رمی کرنا جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ تھے جن کے درباری عوام کو قریب نہیں آنے دیتے۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ تَأْخِيرِ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ عُذْرٍ (التحفة ٦٧)

باب: ٦٧- عذر کی وجہ سے رمی کو مؤخر کیا جاسکتا ہے

٣٠٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْماً وَيَدَعُوا يَوْماً.

٣٠٣٦- حضرت ابوبداح عدی بن عاصم ؒ اپنے والد (حضرت عاصم بن عدی بن جد ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو اجازت دی کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

٣٠٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ:

٣٠٣٧- حضرت ابوبداح عدی بن عاصم ؒ اپنے والد (حضرت عاصم بن عدی بن جد ؓ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو رات گزارنے کے بارے میں

◀◀ حديث وكيع به، وقال الترمذي، ح: ٩٠٣: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢٧٨، ح: ٢٨٧٨.

٣٠٣٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ٩٥٤ من حديث سفيان به، وذكر كلامًا، وقال الحميدي، ح: ٨٥٦ (بتحقيقي): "ثنا سفيان ثنا عبدالله بن أبي بكر به".

٣٠٣٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ٩٥٥ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن صحيح"، ورجحه على الرواية السابقة، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٥، وابن حبان، ح: ١٠١٥، وابن الجارود، ح: ٤٧٨، والحاكم: ١/ ٤٧٨، ٣/ ٤٢٠، والذهبي، وهو في نيل المقصود، ح: ١٩٧٥ من طريق مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ٤٠٨، وتابعه ابن جريج: (هق٥/ ١٥٠، ١٥١).

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ، أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ. ثُمَّ يَجْمَعُوا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ النَّحْرِ، فَيَرْمُونَهُ فِي أَحَدِهِمَا قَالَ مَالِكٌ: ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ: فِي الْأَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ.

رعایت دی کہ وہ قربانی کے دن رمی کریں' پھر قربانی کے بعد کے دو دن کی رمی اکٹھی کسی ایک دن (گیارہ یا بارہ تاریخ کو) کرلیں۔ امام مالک نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ راوی نے یہ کہا تھا: دو دنوں میں سے پہلے دن (گیارہ ذوالحجہ کو) رمی کرلیں۔ اس کے بعد واپسی کے دن (تیرہ ذوالحجہ کو) رمی کرلیں۔

فوائد ومسائل: ① ذوالحجہ کی گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ان تین دنوں میں حاجی صرف جمرات کی رمی کرتے ہیں۔ اور جس نے دس تاریخ کو قربانی نہ کی ہو' وہ ان دنوں میں قربانی کرسکتا ہے۔ ② عذر کی وجہ سے دو دن کی رمی ایک دن کرنا جائز ہے' خواہ گیارہ تاریخ کو گیارہ اور بارہ کی رمی کرلی جائے' پھر اس کے بعد تیرہ تاریخ کو رمی کی جائے' خواہ بارہ تاریخ کو گیارہ اور بارہ کی رمی کرکے پھر اگلے دن رمی کرلی جائے۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ الرَّمْيِ عَنِ الصِّبْيَانِ (التحفة ٦٨)

باب: ۶۸- بچوں کی طرف سے رمی کرنا

٣٠٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ. فَلَبَّيْنَا عَنِ الصِّبْيَانِ وَرَمَيْنَا عَنْهُمْ.

۳۰۳۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا اور ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک کہا اور ان کی طرف سے رمی بھی کی۔

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ الْحَاجُّ التَّلْبِيَةَ (التحفة ٦٩)

باب: ۶۹- حاجی لبیک پکارنا کب بند کرے؟

٣٠٣٩- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ:

۳۰۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٣٠٣٨- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب التلبية عن النساء والرمي عن الصبيان، ح: ٩٢٧ من حديث ابن نمير به، وقال: "غريب" * أشعث بن سوار تقدم، ح: ٢٥٩ ضعيف، وأبوالزبير تقدم، ح: ٣٩٥.

٣٠٣٩- [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٦٨٥، ومسلم، ح: ١٢٨١◀◀

حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّى حَتَّى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

ہے کہ نبی ﷺ لبیک پکارتے رہے حتی کہ جمرۂ عقبہ کو رمی کی۔

٣٠٤٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ خُصَيفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ. فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتَّى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. فَلَمَّا رَمَاهَا قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

۳۰۴۰- حضرت فضل بن عباس ؓ **سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں سواری پر نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا چنانچہ میں آپ کو لبیک پکارتے سنتا رہا حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) کو کنکریاں ماریں۔ جب آپ نے اس کی رمی کر لی تو لبیک پکارنا بند کر دیا۔**

(المعجم ٧٠) - بَابُ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (التحفة ٧٠)

باب: ۷۰- جمرۂ عقبہ پر رمی کے بعد آدمی کے لیے کیا حلال ہو جاتا ہے؟

٣٠٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَ وَكِيعٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ

۳۰۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ **سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب تم جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار لو تو تمھارے لیے عورتوں کے سوا ہر چیز حلال ہو گئی۔ ایک آدمی نے کہا: اے ابن عباس! خوشبو بھی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ اپنے سر مبارک کو کستوری لگاتے تھے۔ تو کیا وہ خوشبو ہے یا نہیں؟**

◀◀ وغيرهما.

٣٠٤٠- [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، قطع المحرم التلبية إذا رمى جمرة العقبة، ح: ٣٠٨٢ عن هناد به * خصيف تقدم، ح: ١١٧٣، ولم ينفرد به، رواه سعيد بن جبير عن ابن عباس عن الفضل به، والنسائي، ح: ٣٠٨٤، وإسناده صحيح، وله شواهد.

٣٠٤١- [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما يحل للمحرم بعد رمي الجمار، ح: ٣٠٨٦ من حديث يحيى بن سعيد به، وإسناده ضعيف كما تقدم، ح: ٣٠٢٥، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ، إِلَّا النِّسَاءَ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَالطِّيبُ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُضَمِّخُ رَأْسَهُ بِالْمِسْكِ. أَفَطِيبٌ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟

فوائد ومسائل: ① دس ذوالحجہ کو چار کام ہوتے ہیں: (ا) بڑے جمرے کو رمی کرنا۔ (ب) قربانی کرنا۔ (ج) سر منڈوانا۔ (د) طواف افاضہ کرنا۔ ان چار کاموں کی یہ ترتیب مسنون ہے' تاہم اگر ان کی یہ ترتیب قائم نہ رہے تب بھی حج درست ہے' کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ ② جمرے کو رمی کرنا پہلا کام ہے' اس کی ادائیگی سے احرام کھل جاتا ہے' اس لیے طواف افاضہ عام کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ ③ طواف افاضہ کیے بغیر ازدواجی تعلقات جائز نہیں ہوتے۔ ④ اگر دس تاریخ کو مغرب سے پہلے طواف افاضہ نہ کیا جا سکے تو بعد میں کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے دس تاریخ کو مغرب سے پہلے دوبارہ احرام باندھنا ضروری ہوگا۔ (سنن أبي داود' حديث: ۱۹۹۹) تاہم اس طواف کی ادائیگی تک ازدواجی تعلقات پر پابندی قائم رہے گی۔ ⑤ مرد کسی بھی قسم کی خوشبو استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ احرام کھول چکا ہو۔

٣٠٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي مُحَمَّدٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِإِحْلَالِهِ حِينَ أَحَلَّ.

۳۰۴۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کے لیے خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا اور احرام کھولنے پر خوشبو لگائی جب آپ نے احرام کھولا۔

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ۲۹۲۷

(المعجم ٧١) - بَابُ الْحَلْقِ (التحفة ٧١)

باب: ۷۱- سر منڈوانا

٣٠٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۳۰۴۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٣٠٤٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن ... الخ، ح: ١١٨٩ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٠٤٣ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح: ١٧٢٨ من حديث ابن فضيل به، **ومسلم**، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ١٣٠٢ عن ابن أبي شيبة به.

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَالْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَ: «اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ» ثَلَاثاً. قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَالْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَ: «وَالْمُقَصِّرِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی بخشش فرما۔‘‘ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں کی بھی۔ آپ نے فرمایا: ’’اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی بخشش فرما۔‘‘ تین بار اسی طرح دعا فرمائی۔ (تیسری بار بھی) صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں کی بھی (بخشش کی دعا فرمایئے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اور بال کٹوانے والوں کی بھی (بخشش فرما۔‘‘)

٣٠٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ الدِّمَشْقِيُّ: قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ» قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «وَالْمُقَصِّرِينَ».

۳۰۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔‘‘ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔‘‘ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ سر منڈوانے والوں پر رحمت فرمائے۔‘‘ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر بھی۔ فرمایا: ’’اور بال کٹوانے والوں پر بھی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① حج کے موقع پر سر کے بال منڈوانا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی سر کے سارے بال اتروائے تھے۔ (صحيح البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، حديث: ۱۷۲۶) ② عورتوں کے لیے سر کے بال منڈوانا جائز نہیں۔ (جامع الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء حديث: ۹۱۴، ۹۱۵ وسنن أبي داود، المناسك، باب الحلق و التقصير، حديث: ۱۹۸۴، ۱۹۸۵) انھیں بالوں کے سرے سے کچھ بال کاٹ لینا کافی ہے۔

٣٠٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۰۴۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٣٠٤٤- أخرجه مسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ١٣٠١ من حديث ابن نمير به.

٣٠٤٥- **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي شيبة: ١٤/ ٤٥٣ من حديث ابن إسحاق به، وصححه البوصيري * ابن ◀◀

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! لِمَ ظَاهَرْتَ لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثاً، وَلِلْمُقَصِّرِينَ وَاحِدَةً؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوا».

ہے کہ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے سر کے بال منڈوانے والوں کی تین بار تائید فرمائی اور کٹوانے والوں کی ایک بار؟ آپ نے فرمایا: ”انھوں نے شک نہیں کیا۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۵/ ۳۳۷، ۳۳۸، وإرواء الغليل للألباني: ۴/ ۲۸۵، ۲۸۶، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۰۴۵) بنابریں بال منڈوانے میں چونکہ حکم کی تعمیل کا اظہار زیادہ واضح اور کامل ہے، اس لیے ان کے لیے تین بار دعا کی گئی۔ ② حافظ ابن حجر ؒ نے امام خطابی ؒ سے یہ توجیہ نقل کی ہے کہ عربوں میں بال رکھنے کا رواج تھا اور وہ بال منڈوانے کو عجمیوں کا طریقہ سمجھتے تھے، اس لیے سر منڈوانے کو ان کا جی نہیں چاہتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود سر منڈوا لینا تعمیل حکم کا بلند درجہ ہے۔ ③ شک سے مراد تذبذب اور ہچکچاہٹ کا اظہار ہے۔

(المعجم ٧٢) - بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ

(التحفة ٧٢)

باب: ۷۲- سر کے بال جمانا

٣٠٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ، حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي،

۳۰۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ ؓ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے احرام کھول دیا اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے سر کے بالوں کو جمایا ہوا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادے پہنائے

◄◄ أبي نجيح مدلس، ح: ٣٧٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٣٠٤٦ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي، ح: ١٥٦٦، ١٦٩٧ من حديث عبيدالله به، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح: ١٢٢٩ عن ابن أبي شيبة به.

فَلاَ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ» .

ہوئے ہیں، اس لیے میں قربانی کرنے تک احرام نہیں کھولوں گا۔“

فوائد ومسائل: ① تَلْبِيْد کا مطلب یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت گوند وغیرہ کے ذریعے سے بالوں کو جما لیا جائے تاکہ تیل نہ لگانے کی وجہ سے منتشر نہ ہوں، اور طویل عرصے تک احرام میں رہنے کی وجہ سے جوئیں نہ پڑ جائیں، نیز بالوں میں گرد وغبار داخل نہ ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ قربانی کے جانور ساتھ لے کر آئے تھے، اس لیے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا۔ ③ جس کے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوں اسے عمرہ کر کے احرام کھول دینا چاہیے اور حج تمتع کرنا چاہیے۔

٣٠٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ] : أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ : أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّداً .

٣٠٤٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سر کے بال جمائے لبیک پکارتے سنا۔

(المعجم ٧٣) - بَابُ الذَّبْحِ (التحفة ٧٣)

باب: ٧٣- قربانی کے جانور ذبح کرنا

٣٠٤٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالاَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ . وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ . وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ . وَكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ» .

٣٠٤٨- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منیٰ سب کا سب قربانی کی جگہ ہے۔ اور مکہ کا ہر راستہ (یہاں آنے کی) راہ بھی ہے اور قربانی کی جگہ بھی۔ اور پورا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① قربانی کے جانوروں کو منیٰ میں قربان کرنا افضل ہے اور مکہ میں (حدود حرم کے اندر) بھی جائز ہے۔ ② فِجَاج کھلے راستوں کو کہتے ہیں۔ مطلب ہے کہ مکے میں ہر راستے سے داخل ہوا جا سکتا ہے۔ ③ آج کل منیٰ میں باقاعدہ ایک قربان گاہ موجود ہے۔ اگر آسانی سے وہاں پہنچنا ممکن ہو تو قربانی کا جانور وہیں ذبح کرنا چاہیے۔ اس سے صفائی کا مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوتا اور حاجی کی ضرورت سے زائد گوشت بھی ضائع نہیں

٣٠٤٧_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ١٥٤٠ وغيره، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤/ ٢١ من حديث ابن وهب به، وأخرجه النسائي، ح: ٢٦٨٤ عن ابن السرح به.

٣٠٤٨_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الصلاة بجمع، ح: ١٩٣٧ من حديث أسامة به.

ہوتا بلکہ اسے سنبھال لیا جاتا ہے جو بعد میں دور دراز کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں غذائی قلت ہو۔ ③ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں کسی خاص جگہ خیمہ لگانے یا ٹھہرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں ٹھہرنا چاہیے۔ بلاوجہ دوسروں کو تنگ کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ٧٤) - بَابُ مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا قَبْلَ نُسُكٍ (التحفة ٧٤)

باب: ٧٤- (دس ذوالحجہ کو) حج کے اعمال میں تقدیم وتاخیر

٣٠٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَمَّنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ إِلَّا يُلْقِي بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا: «لَا حَرَجَ».

٣٠٤٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے جس شخص کے بارے میں بھی سوال کیا گیا کہ اس نے ایک کام سے پہلے دوسرا کام کر لیا ہے، (تو اس کے جواب میں) رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے یہی فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

٣٠٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسْأَلُ يَوْمَ مِنًى، فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ. لَا حَرَجَ» فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. قَالَ: «لَا حَرَجَ» قَالَ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ. قَالَ: «لَا حَرَجَ».

٣٠٥٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے جاتے تھے تو آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔“ ایک شخص نے آ کر کہا: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“ کسی نے عرض کیا: میں نے شام ہونے پر رمی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

٣٠٥١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

٣٠٥١- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٠٤٩- أخرجه البخاري، العلم، باب من أجاب الفتيا بإشارة اليد والرأس، ح: ٨٤ من حديث أيوب به.

٣٠٥٠- أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمى بعد ما أمسى أو حلق قبل أن يذبح ناسيًا أو جاهلاً، ح: ١٧٣٥ من حديث يزيد بن زريع به.

٣٠٥١- أخرجه البخاري، العلم، باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها، ح: ٨٣ وغيره من حديث الزهري به، ومسلم، الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي، والحلق على الذبح وعلى الرمي، وتقديم الطواف عليها كلها، ح: ١٣٠٦/ ٣٣١ من حديث ابن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَمَّنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ، قَالَ: «لَا حَرَجَ».

ہے' نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ کسی نے سر منڈوانے سے پہلے ذبح کر لیا' یا ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

٣٠٥٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَعَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى، يَوْمَ النَّحْرِ، لِلنَّاسِ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. قَالَ: «لَا حَرَجَ» ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ. قَالَ: «لَا حَرَجَ» فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ قَبْلَ شَيْءٍ، إِلَّا قَالَ: «لَا حَرَجَ».

٣٠٥٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے دن منیٰ میں لوگوں (کو مسائل بتانے) کے لیے بیٹھ گئے۔ ایک آدمی نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا' اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے رمی (کنکر مارنے) سے پہلے جانور کی قربانی دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔'' اس دن رسول اللہ ﷺ سے جس کام کے بارے میں بھی سوال کیا گیا جسے دوسرے کام سے پہلے کر لیا گیا تھا' آپ نے یہی فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

(المعجم ٧٥) - بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- ایام تشریق میں جمرات کو رمی کرنا

٣٠٥٣- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ضُحًى. وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

٣٠٥٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (دس تاریخ کو) بڑے جمرے کو چاشت کے وقت (دھوپ چڑھے) رمی کی۔ اس کے بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی۔

٣٠٥٢- [صحيح] وصححه البوصيري: * أسامة حسن الحديث، وتابعه قيس بن سعد (النسائي، الكبرٰى، ح: ٤١٠٥، وفي سنده تصحيف، وإسناده حسن) علقه البخاري، ح: ١٧٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٠١٢.

٣٠٥٣- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ١٢٩٩ من حديث ابن جريج به.

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ٣٠٣٣۔

٣٠٥٤- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو شَيْبَةَ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْمِي الْجِمَارَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، قَدْرَ مَا إِذَا فَرَغَ مِنْ رَمْيِهِ، صَلَّى الظُّهْرَ.

٣٠٥۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے سے اتنی دیر بعد جمرات پر کنکریاں مارتے تھے کہ جب رمی سے فارغ ہوتے تو ظہر کی نماز پڑھ لیتے۔

(المعجم ٧٦) - بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ٧٦)

باب: ٧٦- قربانی کے دن خطبہ دینا

٣٠٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالُوا: يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ. قَالَ: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ. وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى

٣٠٥٥- حضرت عمرو بن احوص ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اے لوگو! کون سا دن زیادہ حرمت (اور احترام) والا ہے؟'' تین بار فرمایا: حاضرین نے کہا: حج اکبر کا دن۔ آپ نے فرمایا: ''تمھارے خون' تمھارے مال' تمھاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر (مکہ مکرمہ) میں' تمھارے اس مہینے (ذوالحجہ) کا یہ دن قابل احترام ہے۔ سنو! مجرم کے جرم کی ذمہ داری صرف اسی پر ہے۔ باپ کے جرم کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر نہیں اور بیٹے کے جرم کی ذمہ داری

٣٠٥٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرمي بعد زوال الشمس، ح: ٨٩٨ من حديث حجاج بن أرطاة: (٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧) عن الحكم به مختصرًا، وقال: "هٰذا حديث حسن" * جبارة، ح: ٧٤٠، وإبراهيم، ح: ١٤٩٥، وتقدما، والحديث صحيح بدون "قَدْرَ ما إذا فرغ من رميه، صلى الظهر"، والله أعلم.

٣٠٥٥_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في وضع الربا، ح: ٣٣٣٤ من حديث أبي الأحوص به، وصححه الترمذي، ح: ٣٠٨٧.

وَلَدِهِ، وَلَا مَوْلُودٌ عَلٰى وَالِدِهِ. أَلَا إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَبَداً. وَلٰكِنْ سَيَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِي بَعْضِ مَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَيَرْضٰى بِهَا. أَلَا وَكُلُّ دَمٍ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ. وَأَوَّلُ مَا أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ، فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِباً مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ. لَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ. لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ. أَلَا يَا أُمَّتَاهُ هَلْ بَلَّغْتُ؟» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «اللّٰهُمَّ اشْهَدْ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اس کے باپ پر نہیں۔ سنو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمھارے اس شہر میں کبھی اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن بعض ایسے کاموں میں اس کی اطاعت ہوتی رہے گی جنھیں تم معمولی سمجھتے ہو' اور وہ اس پر راضی ہو جائے گا۔ سنو! جاہلیت میں کیا جانے والا ہر خون کالعدم ہے۔ سب سے پہلے میں حارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ یہ (شیر خوار بچہ) قبیلۂ بنو لیث میں پرورش پا رہا تھا۔ بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ سنو! جاہلیت کا ہر سود کالعدم ہے' صرف اصل زر تمھارا حق ہے' نہ تم ظلم کرو' نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ سنو میری امت! کیا میں نے (اللہ کے احکام) پہنچا دیے؟'' تین بار فرمایا: سب نے کہا: جی ہاں۔ تب آپ نے تین بار فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ۔''

فوائد و مسائل: ① حج کا دن قابل احترام ہے۔ ② بعض دن دوسروں سے افضل ہیں' مثلاً: عید کا دن اور حج کے ایام' خاص طور پر عرفہ کا دن۔ ہفتے کے دنوں میں جمعے کا دن' مہینوں میں ماہ رمضان کے ایام۔ ان دنوں میں نیکی اور عبادت کی طرف زیادہ توجہ دینا اور گناہوں سے بچنے کی زیادہ کوشش کرنا' ان کے مقام و احترام کا تقاضا ہے۔ ③ اہم مواقع پر عوام کی رہنمائی کے لیے متعلقہ مسائل بیان کرنے چاہئیں۔ دوسرے اہم مسائل کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ ④ مومن کے لیے مومن کی جان لینا' ناجائز طور پر اس کا مال لے لینا یا اس کی بے عزتی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ⑤ کسی مجرم کے جرم کی سزا اس کے بے گناہ رشتے داروں کو نہیں دی جا سکتی۔ ⑥ بعض اوقات پولیس کسی مفرور مجرم کو گرفتار نہیں کر سکتی تو اس کے گھر والوں پر تشدد کرتی ہے تاکہ مجرم انھیں بچانے کے لیے اپنی گرفتاری دے دے' شرعاً یہ ظلم ہے۔ ⑦ چھوٹے گناہوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان سے بھی شیطان خوش ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے بڑے گناہوں تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ ⑧ عالم کو وعظ و نصیحت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا عملی نمونہ بھی پیش کرنا چاہیے۔ ⑨ ہر قسم کا سود حرام ہے کیونکہ یہ ظلم ہے' خواہ باہمی رضامندی سے لیا دیا جائے۔ ⑩ نبئ اکرم ﷺ نے دین کے احکام پوری طرح پہنچا دیے ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں شریعت کی رہنمائی موجود نہ ہو۔

٣٠٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى . فَقَالَ : «نَضَّرَ اللهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا . فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ . وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ . ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ : إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ ، وَالنَّصِيحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِينَ ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ . فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ» .

۳۰۵۶- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ منیٰ میں مقام خیف پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جو میری بات سنے اور اسے (دوسروں تک) پہنچا دے۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ تین کاموں میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو اللہ کے لیے خلوص کے ساتھ ادا کرنا' مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کرنا اور ان کی اجتماعیت میں شامل رہنا کیونکہ ان کی دعا دوسروں کو بھی شامل ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① فقہ کی بنیاد حدیث نبوی پر ہے۔ جس اجتہاد کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہیں وہ اجتہاد قابل اعتماد نہیں۔ ② علمی مسائل دوسروں تک پہنچانے چاہئیں۔ ③ دین کا علم اس شخص سے بھی حاصل کر لینا چاہیے جو بظاہر علم' عمر یا مرتبے میں کم تر ہو۔ بعض اوقات اس سے ایسا علمی نکتہ مل جاتا ہے جو بڑے علماء سے نہیں ملتا۔ ④ علم و تفقہ کی کوئی حد نہیں۔ ممکن ہے بعد میں آنے والے کسی شخص کو وہ اجتہادی اور علمی نکتہ سمجھ میں آ جائے جس کی طرف پہلے گزر جانے والے بڑے علماء کی توجہ مبذول نہیں ہوئی۔ ⑤ مومن کا دل خیانت نہیں کرتا' اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن ان تین کاموں کو بہتر سے بہتر انداز سے انجام دینے کی کوشش کرتا ہے اور کوتاہی نہیں کرتا۔ ⑥ مومن کی مومن سے خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ صرف اپنے لیے دعا نہ کرے بلکہ دوسروں کے لیے بھی دعا کی جائے' خواہ وہ دوست یا رشتہ دار ہوں یا اجنبی' خواہ ہم وطن ہوں یا دوسرے علاقوں میں رہائش پذیر ہوں۔ ⑦ جو شخص دوسروں کے لیے دعا کرتا ہے اسے بھی دوسروں کی دعائیں پہنچتی ہیں۔ (مزید دیکھیے فوائد و مسائل' حدیث: ۲۳۰)

٣٠٥٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ :

۳۰۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت

٣٠٥٦ـ [حسن] تقدم: ح: ٢٣١.

٣٠٥٧ـ [صحيح] وصححه البوصيري * زافر صدوق كثير الأوهام (تقريب)، وشيخه سعيد بن سنان الشيباني حسن الحديث، وله شاهد صحيح عند النسائي في الكبرٰى: ٢/ ٤٤٤ ح: ٤٠٩٩ باختلاف يسير، وله شواهد أخرٰى، وبها صح الحديث والحمد لله.

حَدَّثَنَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْمُخَضْرَمَةِ بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا، وَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا، وَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذَا بَلَدٌ حَرَامٌ، وَشَهْرٌ حَرَامٌ، وَيَوْمٌ حَرَامٌ. قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ أَمْوَالَكُمْ وَدِمَاءَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ. وَأُكَاثِرُ بِكُمُ الْأُمَمَ. فَلَا تُسَوِّدُوا وَجْهِي. أَلَا وَإِنِّي مُسْتَنْقِذٌ أُنَاسًا، وَمُسْتَنْقَذٌ مِنِّي أُنَاسٌ. فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُصَيْحَابِي؟ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ».

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عرفات میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر سوار تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ”کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن کون سا مہینہ اور کون سا شہر ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: یہ حرمت والا شہر حرمت والا مہینہ اور حرمت والا دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”سنو! حقیقت یہ ہے کہ تمھارے مال اور تمھارے خون تمھارے لیے (ایک دوسرے کے لیے) اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر (مکہ مکرمہ) میں تمھارے اس (حج کے) دن میں تمھارا مہینہ قابل احترام ہے۔ سنو! میں حوض (کوثر) پر تمھارا پیش رو ہوں گا اور تمھاری کثرتِ تعداد کی وجہ سے دوسری قوموں پر فخر کروں گا تو مجھے (قیامت کے دن) رسوا نہ کر دینا۔ سنو! میں کچھ افراد کو (جہنم سے) چھڑاؤں گا اور کچھ لوگ مجھ سے چھین لیے جائیں گے (اور جہنم میں بھیج دیے جائیں گے۔) میں کہوں گا: میرے رب! میرے ساتھی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ کو نہیں معلوم انھوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کیے۔“

فوائد و مسائل: ① جس طرح مکہ مکرمہ کا شہر قابل احترام ہے اسی طرح وہ تمام علاقے جن کا تعلق حج کی ادائیگی سے ہے قابل احترام ہیں۔ ② اللہ کے حکم سے چند مہینے بھی قابل احترام ہیں اس لیے انھیں حرمت والے مہینے (أَشْهُرُ الْحُرُم) کہا جاتا ہے۔ وہ چار مہینے ہیں: ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور رجب بالخصوص حج کا دن یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) بہت زیادہ احترام کا حامل ہے۔ ③ جو چیز سامعین کو پہلے سے معلوم ہو اس کی اہمیت ذہن نشین کرانے کے لیے سوال کی صورت میں دریافت کی جا سکتی ہے۔ ④ تشبیہ اور تمثیل سے علمی مسائل کو اچھی طرح سمجھایا اور ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔ ⑤ قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کو حوض کوثر ملے گا جس سے آپ کے وہ امتی پانی پییں گے جنھوں نے زندگی میں سنت نبوی پر عمل کیا ہو گا۔ ⑥ بدعتوں کو ایجاد کرنا اور ان پر عمل کرنا حوض کوثر کے پانی سے محرومی کا باعث ہے۔ ⑦ امت کی کثرتِ تعداد شرعاً مطلوب ہے لیکن یہ بھی ضروری

ہے کہ اسلامی تعلیمات وہدایات کے مطابق بچوں کی بہتر تربیت کر کے انھیں ایسے مسلمان بنایا جائے جنھیں دیکھ کر قیامت کو رسول اللہ ﷺ کو خوشی حاصل ہو۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ امت کے گناہ گاروں کی سفارش کریں گے اور انھیں جہنم سے نکال لیں گے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ کو بعض لوگوں کی شفاعت سے منع کر دیا جائے گا۔ ایسے لوگ جہنم میں طویل عرصے تک پڑے رہیں گے۔ اگر انھوں نے شرک اکبر یا کفر اکبر کا ارتکاب کیا ہوگا تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ. ⑩ جس طرح مسلمان کو قتل کرنا اور اس کا مال ناجائز طریقے سے حاصل کرنا حرام ہے' اسی طرح اس کی بے عزتی کرنا اور اسے ذلیل کرنے کی کوشش کرنا بھی حرام ہے۔ ⑪ رسول اللہ ﷺ نے منصبِ رسالت کو کما حقہ ادا فرما دیا۔ اب اگر کوئی شخص گمراہی اختیار کرتا ہے تو خود ذمہ دار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام عضباء (کان کٹی) تھا۔ ویسے اس کے کان کٹے ہوئے نہیں تھے۔

٣٠٥٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَفَ، يَوْمَ النَّحْرِ، بَيْنَ الْجَمَرَاتِ، فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ فِيهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قَالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ. قَالَ: «فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذَا بَلَدُ اللهِ الْحَرَامُ. قَالَ: «فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟» قَالُوا: شَهْرُ اللهِ الْحَرَامُ. قَالَ: «هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ. وَدِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ هٰذَا الْبَلَدِ، [فِي هٰذَا الشَّهْرِ،] فِي هٰذَا الْيَوْمِ» ثُمَّ قَالَ: «هَلْ بَلَّغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ اشْهَدْ» ثُمَّ وَدَّعَ النَّاسَ، فَقَالُوا: هٰذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

٣٠٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو حج ادا فرمایا' اس حج کے موقع پر قربانی کے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے۔ (اس وقت) نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: قربانی کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اللہ کا حرمت والا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اللہ کا حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ حج اکبر کا دن ہے اور تمھاری جانیں' تمھارے مال' تمھاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح اس مہینے کے اس دن میں اس شہر کا احترام ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں نے پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ۔'' پھر لوگوں کو الوداع کہا۔ صحابہ نے کہا: یہ حجۃ الوداع' یعنی الوداعی حج ہے۔

٣٠٥٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب يوم الحج الأكبر، ح: ١٩٤٥ من حديث هشام به، وعلقه البخاري، ح: ١٧٤٢.

(المعجم ٧٧) - بَابُ زِيَارَةِ الْبَيْتِ

(التحفة ٧٧)

باب: ۷۷- طوافِ زیارت کا بیان

٣٠٥٩- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَارِقٍ عَنْ طَاوُسٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ إِلَى اللَّيْلِ.

۳۰۵۹- حضرت عائشہ ؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طوافِ زیارت رات تک مؤخر فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① علامہ البانی ؒ نے اس حدیث کو شاذ قرار دیا ہے۔ شاذ کا مطلب ہے کہ یہ حدیث زیادہ قوی حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل ترک ہے۔ ② امام بخاری ؒ نے اس حدیث کو تعلیقاً ان الفاظ سے روایت کیا ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے زیارت کو رات تک مؤخر فرمایا۔'' (صحيح البخاري، الحج، باب الزيارة يوم النحر، قبل حديث: ۱۷۳۲) حافظ ابن حجر ؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس سے مراد ایام تشریق کی راتوں میں کعبہ کی زیارت ہے، دس ذوالحجہ کا طواف نہیں۔ وہ دن ہی میں ہوا۔ (فتح الباري: ۳/۷۱۶، ۷۱۷)

٣٠٦٠- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ.

قَالَ عَطَاءٌ: وَلَا رَمَلَ فِيهِ.

۳۰۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے طوافِ افاضہ کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔

جناب عطاء ؒ بیان کرتے ہیں: اس (طواف) میں رمل نہیں ہوتا۔

(المعجم ٧٨) - بَابُ الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ

(التحفة ٧٨)

باب: ۷۸- زمزم کا پانی پینا

٣٠٥٩ـ [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحافظ ابن حجر في تغليق التعليق: ٣/ ٩٨ من حديث يحيى به. فائدة: حديث محمد بن طارق عن طاوس مرسل (تحفة الأشراف: ١٣/ ٢٣٩)، وحديث أبي الزبير مسند لكنه عنعن، ح: ٣٩٥، وعلقه البخاري في صحيحه (قبل، ح: ١٧٣٢)، وقال الحافظ ابن حجر: فيحمل حديث ابن عمر (البخاري: أيضًا)، وجابر (مسلم، ح: ١٢١٨) على اليوم الأول ويحمل حديث ابن عباس على باقي الأيام، والله أعلم.

٣٠٦٠ـ [**صحيح**] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإفاضة في الحج، ح: ٢٠٠١ من حديث ابن وهب به.

٣٠٦١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَالِساً. فَجَاءَهُ رَجُلٌ. فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: مِنْ زَمْزَمَ. قَالَ: فَشَرِبْتَ مِنْهَا كَمَا يَنْبَغِي؟ قَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَتَنَفَّسْ ثَلَاثاً. وَتَضَلَّعْ مِنْهَا. فَإِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ، إِنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُونَ مِنْ زَمْزَمَ».

٣٠٦١- حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمۃ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ انھوں نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: زمزم سے۔ فرمایا: کیا تم نے اس میں سے اس طرح پیا ہے جس طرح پینا چاہیے؟ اس نے کہا: وہ کس طرح ہے؟ فرمایا: جب تو اس (چاہ زمزم) سے پانی پیے تو قبلے کی طرف منہ کر، اللہ کا نام لے، تین سانس لے اور سیر ہو کر پی۔ جب تو پی چکے تو اللہ عزوجل کا شکر ادا کر کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہمارے اور منافقوں کے درمیان (پہچان کے لیے) یہ علامت ہے کہ وہ زمزم سیر ہو کر نہیں پیتے۔“

٣٠٦٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ: إِنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ».

٣٠٦٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمزم کا پانی اس (مقصد) کے لیے ہے جس کے لیے وہ پیا جائے۔“

٣٠٦١ـ [حسن] أخرجه البخاري في التأريخ الكبير: ١/ ١٥٨ عن عبيدالله به مختصرًا، وتابعه مكي بن إبراهيم، وعبدالله بن المبارك، قال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، وأورده الضياء المقدسي في المختارة ﷺ محمد بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان والبوصيري، وقال عثمان بن الأسود: "كنا نجالس محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي بكر ولا نقوم من عنده إلا وقد يعني إن شاء الله أفزنا علمًا حسنًا" (مسائل ابن أبي شيبة: ١ بتحقيقي) روى عنه عمرو بن دينار وغيره، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد كثيرة، منها ما في أخبار مكة: ٢/ ٢٨، ح:١٠٧٩ قال الفاكهي: "وحدثنا حسين بن حسن (ابن حرب السلمي المروزي) قال: أنا الفضل بن موسٰى قال حدثنا عثمان بن الأسود عن ابن أبي مليكة عن ابن عباس به، المرفوع فقط، وهذه متابعة جيدة لابن عبدالرحمٰن".

٣٠٦٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٧، ٣٧٢ وغيره من طرق عن ابن المؤمل به، ضعفه البوصيري لضعف عبدالله ابن المؤمل، وتابعه إبراهيم بن طهمان عند البيهقي: ٥/ ٢٠٢ وفي السند إليه: أبومحمد أحمد بن إسحاق بن شيبان البغدادي، ولم نجد له ترجمةً، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، ومن أجلها صححه بعض العلماء، وحسنه بعضهم.

فوائد ومسائل: ① زمزم کا پانی برکت والا ہے۔ حصول برکت کے لیے پینا چاہیے۔ ② زمزم پیتے وقت کسی نیک مقصد کو دل میں رکھا جائے بلکہ زبان سے بھی دعا کر لی جائے۔ ③ زمزم کو اپنے وطن بھی ساتھ لے جانا چاہیے۔ (جامع الترمذي' الحج' باب ماجاء في حمل ماء زمزم' حديث:٩٦٣)

(المعجم ٧٩) - بَابُ دُخُولِ الْكَعْبَةِ

باب:٧٩- کعبہ شریف میں داخل ہونا

(التحفة ٧٩)

٣٠٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، يَوْمَ الْفَتْحِ، الْكَعْبَةَ. وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ شَيْبَةَ. فَأَغْلَقُوهَا عَلَيْهِمْ مِنْ دَاخِلٍ. فَلَمَّا خَرَجُوا سَأَلْتُ بِلَالًا: أَيْنَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ صَلّٰى عَلٰى وَجْهِهِ، حِينَ دَخَلَ، بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ، عَنْ يَمِينِهِ.

ثُمَّ لُمْتُ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ سَأَلْتُهُ: كَمْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟

٣٠٦٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال اور حضرت عثمان بن شیبہ رضی اللہ عنہما تھے۔ انھوں نے اندر سے کعبے کا دروازہ بند کرلیا۔ جب وہ باہر نکلے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی؟ انھوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے داخل ہونے کے بعد سامنے کے رخ دائیں طرف کے دوستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔

بعد میں میں نے خود کو ملامت کی کہ میں نے یہ کیوں نہ پوچھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی نماز پڑھی تھی؟

فوائد ومسائل: ① کعبہ میں داخل ہونا اور نماز پڑھنا درست ہے۔ ② کعبہ میں داخل ہونا حج یا عمرے کا حصہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں اس وقت داخل ہوئے تھے جب مکہ فتح ہوا تھا۔ (فتح الباري: ٣/٥٩٢' حديث:١٦٠١) ③ اس وقت کعبہ شریف میں چھ ستون تھے۔ تین ایک قطار میں اور تین دوسری قطار میں۔ رسول اللہ ﷺ دروازے میں سے داخل ہو کر آگے چلے گئے اور دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کی۔ ④ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال' حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ' جو کعبہ کے کنجی بردار تھے' اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بھی کعبہ شریف میں داخل ہوئے تھے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب إغلاق البيت ويصلي في أي نواحي البيت شاء' حديث:١٥٩٨) سنن نسائی کی ایک روایت میں حضرت فضل

٣٠٦٣ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الأبواب والغلق للكعبة والمساجد، ح: ٤٦٨ وغيره، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره، والصلاة فيها والدعاء في نواحيها كلها، ح: ١٣٢٩ من حديث نافع به.

بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ذکر ہے۔ (سنن النسائي' مناسك الحج' باب دخول البيت' حديث:۲۹۰۹) ⑤ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر دو رکعت نماز ادا کی تھی۔ اور باہر تشریف لانے کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھی تھیں۔ (صحيح البخاري' الصلاة' باب قوله تعالى: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ حديث:۳۹۵)

٣٠٦٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِي وَهُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ، طَيِّبُ النَّفْسِ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ حَزِينٌ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِي وَأَنْتَ قَرِيرُ الْعَيْنِ، وَرَجَعْتَ وَأَنْتَ حَزِينٌ؟ فَقَالَ: «إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ. وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ. إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتْعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي».

۳۰۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے تو آپ مطمئن اور خوش تھے۔ پھر میرے پاس واپس آئے تو غمگین تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے پاس سے تشریف لے گئے تو آپ مطمئن اور خوش تھے اور واپس آئے تو آپ غمگین (اور پریشان) ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: ''میں کعبے کے اندر گیا تھا۔ اب میرا جی چاہتا ہے کہ (کاش) میں نے ایسے نہ کیا ہوتا۔ مجھے خدشہ ہے کہ (اپنے اس عمل کی وجہ سے) اپنے بعد اپنی امت کو مشقت میں مبتلا نہ کروں۔''

(المعجم ٨٠) - بَابُ الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِي مِنًى (التحفة ٨٠)

باب:۸۰- منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنا

٣٠٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ

۳۰۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے پانی پلانے کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے رسول اللہ ﷺ سے

٣٠٦٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في دخول الكعبة، ح: ٢٠٢٩ من حديث إسماعيل به، والترمذي، ح: ٨٧٣، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: إسماعيل بن عبدالملك ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال ابن حبان: "وكان رديء الحفظ، رديء الفهم، يقلب ما روى".

٣٠٦٥- أخرجه البخاري، الحج، باب هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منى، ح: ١٧٤٥، ومسلم، الحج، باب وجوب المبيت بمنى ليالي أيام التشريق، والترخيص في تركه لأهل السقاية، ح: ١٣١٥ من حديث ابن نمير به.

عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ أَيَّامَ مِنًى . مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ . فَأَذِنَ لَهُ .

اجازت چاہی کہ منیٰ کے ایام میں رات کو مکہ میں رہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

فوائد و مسائل: ① مکہ مکرمہ میں قریش کی مختلف شاخوں کو مختلف مناصب حاصل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اجداد میں سے قصی بن کلاب کو جو مناصب حاصل تھے، وہ انھوں نے اپنے بیٹوں میں تقسیم کیے، پھر وہ منصب ان کی اولاد میں تقسیم ہوئے تو سقایت (حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب) بنوعبد مناف کو اور حجابت (کعبہ کی خدمت اور کلید برداری) بنوعبدالدار کو ملی۔ رسول اللہ ﷺ کے حج کے موقع پر سقایت کا یہ منصب حضرت عباس ؓ کو حاصل تھا۔ (الرحیق المختوم، ص: ۵۳) ② منیٰ کے ایام سے مراد ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ہے جن میں حاجی منیٰ میں رہتے ہیں۔ ان ایام کی راتیں بھی منیٰ میں گزارنی چاہئیں، البتہ حاجیوں کی خدمت کے سلسلے میں خدام مکہ مکرمہ میں بھی رہ سکتے ہیں۔ ③ حاجیوں کی خدمت ایک بڑا اشرف ہے۔

٣٠٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَهَنَّادُ ابْنُ السَّرِيِّ، قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَمْ يُرَخِّصِ النَّبِيُّ ﷺ لِأَحَدٍ يَبِيتُ بِمَكَّةَ، إِلَّا لِلْعَبَّاسِ، مِنْ أَجْلِ السِّقَايَةِ .

٣٠٦٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کسی (حاجی) کو مکہ میں رات گزارنے کی اجازت نہیں دی، سوائے حضرت عباس ؓ کے، (جنھیں) ان کے منصب سقایت کی وجہ سے (رات کو مکہ میں رہنے کی اجازت دی۔)

(المعجم ٨١) - بَابُ نُزُولِ الْمُحَصَّبِ

(التحفة ٨١)

باب: ٨١- وادئ محصب میں ٹھہرنا

٣٠٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَعَبْدَةُ، وَوَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ . ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ :

٣٠٦٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میدانِ ابطح میں ٹھہرنا کوئی سنت (اور شرعی حکم) نہیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں صرف اس لیے ٹھہرے تھے کہ (وہاں سے) روانگی میں آپ کے لیے آسانی تھی۔

٣٠٦٦- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل إسماعيل بن مسلم، تقدم، ح: ٣٠١، ونقل عن ابن المديني: "أجمع أصحابنا على ترك حديثه"، والحديث السابق شاهد له.

٣٠٦٧- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر، وصلاة الظهر وما بعدها به، ح: ١٣١١ عن ابن أبي شيبة به.

كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ نُزُولَ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ. إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ.

فوائد ومسائل: ① أبطح یا بطحاء کے لفظی معنی ہموار اور وسیع قطعۂ زمین کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد مکہ اور منیٰ کے درمیان کا میدان ہے۔ اس کو محصب کہتے ہیں۔ (فتح الباري:٣/٧٤٥) ② رسول اللہ ﷺ نے یہاں ٹھہر کر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر پانچ نمازیں ادا کیں۔ اسی رات کو مکہ جا کر طواف وداع کیا اور واپس آ گئے۔ ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرے کے لیے تشریف لے گئی تھیں۔ جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ یہیں سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ (صحيح البخاري' العمرة' باب الاعتمار بعد الحج بغير هدي' حديث:١٧٨٦)

٣٠٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ ادَّلَجَ النَّبِيُّ ﷺ، لَيْلَةَ النَّفْرِ، مِنَ الْبَطْحَاءِ ادِّلَاجًا.

٣٠٦٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ واپسی کی رات بطحاء سے رات کے آخری حصے میں روانہ ہوئے۔

٣٠٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُونَ بِالْأَبْطَحِ.

٣٠٦٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ابطح کے مقام پر قیام فرماتے تھے۔

٣٠٦٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٨ من حديث عمار به، وصححه البوصيري، وأخرجه البخاري، ح: ١٧٧٢ وغيره من حديث الأعمش به مطولاً باختلاف يسير، والحديث الآتي شاهد له.

٣٠٦٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في نزول الأبطح، ح: ٩٢١ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وأخرجه البخاري، ح: ١٧٦٧، ومسلم، ح: ١٣١٠ وغيرهما من طرق أخرٰى عن نافع به مطولاً ومختصرًا.

فائدہ: مذکورہ بالا حضرات نے مستحب سمجھ کر یہاں قیام کیا تھا، لازمی عمل کے طور پر نہیں۔ (فتح الباري: ۳/۴۶۷)

(المعجم ٨٢) - بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ (التحفة ٨٢)

باب: ۸۲- طوافِ وداع (رخصت ہوتے وقت آخری طواف)

٣٠٧٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ كُلَّ وَجْهٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ».

۳۰۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: لوگ (حج کے اعمال سے فارغ ہو کر منیٰ ہی سے) ہر طرف واپس (اپنے اپنے وطن کو) چلے جاتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک وہ (روانگی سے پہلے) آخری وقت بیت اللہ کے پاس (طواف میں) نہ گزارے۔''

٣٠٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ الرَّجُلُ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ.

۳۰۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت طوافِ بیت اللہ کیے بغیر (واپس) کوچ کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① حج اور عمرے میں بنیادی اہمیت بیت اللہ شریف کو حاصل ہے، اس لیے واپسی کے وقت بھی طوافِ وداع کا حکم دیا گیا ہے۔ ② کوشش کرنی چاہیے کہ طوافِ وداع اس وقت کیا جائے جب روانگی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہوں اور اب صرف مدینہ جانے کے لیے بس یا ٹیکسی سٹینڈ پر جانا ہو، یا اپنے وطن روانہ ہونے کے لیے ائیر پورٹ یا بندرگاہ جانے کے لیے بالکل تیار ہوں۔ ③ طوافِ وداع کے بعد مسجد سے باہر آتے وقت الٹے پاؤں چلنا سنت سے ثابت نہیں۔

(المعجم ٨٣) - بَابُ الْحَائِضِ تَنْفِرُ قَبْلَ أَنْ تُوَدِّعَ (التحفة ٨٣)

باب: ۸۳- حیض والی عورت طوافِ وداع کے بغیر روانہ ہو سکتی ہے

٣٠٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۰۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں

٣٠٧٠- أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب طواف الوادع وسقوطه عن الحائض، ح: ١٣٢٧ من حديث سفيان به.

٣٠٧١- [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٢/ ٣٩٦ من طريق آخر عن إبراهيم بن زيد به، وضعفه البوصيري من أج
إبراهيم بن يزيد الخوزي، ح: ١٥٢١، والحديث السابق شاهد له.

٣٠٧٢- أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ٤٤٠١ من حديث الزهري به، ومسلم، الحج، باب

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟» فَقُلْتُ: إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلْتَنْفِرْ».

نے فرمایا: حضرت صفیہ بنت حیی ؓ کو طواف افاضہ کے بعد حیض شروع ہو گیا۔ حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں: میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ ہمیں (روانگی سے) روک دے گی؟“ میں نے کہا: اس نے طواف افاضہ کر لیا تھا‘ اس کے بعد حیض شروع ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر وہ روانہ ہو سکتی ہے۔“

٣٠٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَفِيَّةَ فَقُلْنَا: قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ: «عَقْرَىٰ حَلْقَى مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَنَا» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ. قَالَ: «فَلَا، إِذَنْ. مُرُوهَا فَلْتَنْفِرْ».

٣٠٧٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو یاد فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: وہ ایام سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بانجھ ہو! سر مونڈا جائے! میں سمجھتا ہوں وہ ہمیں (کوچ کرنے سے) روک لے گی۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے قربانی کے دن طواف (افاضہ) کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تب (کوئی رکاوٹ) نہیں‘ اسے حکم دو کہ کوچ کرے۔“

فوائد ومسائل: ① طوافِ افاضہ حج کا رکن ہے جو دس ذوالحجہ کو ادا کیا جاتا ہے۔ ② اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ افاضہ دس ذوالحجہ کو نہ کر سکے تو جب پاک ہو تب کر لے۔ ③ جس عورت نے طوافِ افاضہ کر لیا ہو‘ وہ اگر مکہ سے واپسی کے دن حیض سے ہو تو اسے طوافِ وداع معاف ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا: ”بانجھ ہو! سر مونڈا جائے!“ بددعا کے طور پر نہیں بلکہ عربوں کے عام محاورے کے مطابق پریشانی کا اظہار ہے۔

« وجوب طواف الوادع وسقوطه عن الحائض، ح: ١٢١١ بعد، ح: ١٣٢٨ عن رمح به.

٣٠٧٣ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الإدلاج من المحصب، ح: ١٧٧١ من حديث الأعمش به، ومسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ١٢١١/ ٣٨٧ بعد حديث: ١٣٢٨ عن ابن أبي شيبة به.

(المعجم ٨٤) - بَابُ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

(التحفة ٨٤)

٣٠٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ سَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ. حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ. فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ. فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي فَحَلَّ زِرِّي الْأَعْلَى. ثُمَّ حَلَّ زِرِّي الْأَسْفَلَ. ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ. وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ. فَقَالَ مَرْحَباً بِكَ. سَلْ عَمَّا شِئْتَ. فَسَأَلْتُهُ، وَهُوَ أَعْمَى. فَجَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ. فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفاً بِهَا. كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ، مِنْ صِغَرِهَا. وَرِدَاؤُهُ إِلَى جَانِبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ. فَصَلَّى بِنَا. فَقُلْتُ: أَخْبِرْنَا عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ بِيَدِهِ، فَعَقَدَ تِسْعاً وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ. فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَاجٌّ. فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ. كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَيَعْمَلَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ. فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ. فَأَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ. فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ.

باب:۸۴- رسول اللہ ﷺ کے حج کی تفصیل

۳۰۷۴- حضرت جعفر (صادق) رحمہ اللہ اپنے والد محمد (باقر) رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے تمام افراد کے بارے میں پوچھا (کہ آپ لوگ کون کون ہیں؟) حتی کہ میری باری آ گئی۔ میں نے کہا: میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ انھوں نے میرے سر کی طرف ہاتھ بڑھا کر میرا اوپر والا بٹن کھولا، پھر (اس سے) نیچے والا بٹن کھولا، پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا۔ اس وقت میں ایک جوان لڑکا تھا۔ آپ نے فرمایا: تمھیں خوش آمدید! جو چاہو پوچھو، چنانچہ میں نے آپ سے سوالات کیے (انھوں نے جواب دیے۔) آپ اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ (اتنے میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے جو اتنا چھوٹا تھا کہ جب اسے کندھوں پر ڈالتے تو اس کے دونوں کنارے آگے آ جاتے (بکل مارنا مشکل تھا۔) اور ان کی بڑی چادر ان کے قریب تپائی پر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ (نماز کے بعد) میں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے ہاتھ سے نو کا اشارہ کر کے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد مدینے میں) نو سال اقامت پذیر رہے اور حج نہیں کیا۔ دسویں سال آپ نے لوگوں میں اعلان کروا دیا

٣٠٧٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث حاتم به.

فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي» فَصَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ. حَتّٰى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ قَالَ جَابِرٌ: نَظَرْتُ إِلٰى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، بَيْنَ رَاكِبٍ وَمَاشٍ. وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ. وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ. مَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ. فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ. إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ». وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ. فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ. وَلَزِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ. قَالَ جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ. لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ. حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ، اسْتَلَمَ الرُّكْنَ. فَرَمَلَ ثَلَاثاً. وَمَشٰى أَرْبَعاً. ثُمَّ قَامَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ. فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. فَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ [الكافرون] وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ. ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا.

کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے والے ہیں، چنانچہ مدینہ میں بہت سے لوگ (اطراف واکناف سے) آ گئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا (میں حج) کرے اور وہی کام کرے جو رسول اللہ ﷺ کریں۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہو گئی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیج کر دریافت کیا: میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”غسل کر کے ایک کپڑا لنگوٹ کی طرح باندھ لے اور احرام باندھ لے۔“ (ذوالحلیفہ کی) مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر قصواء (اونٹنی) پر سوار ہوئے۔ جب اونٹنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر بیداء (میدان) میں پہنچی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ کے آگے جہاں تک میری نظر کام کرتی تھی سوار اور پیدل افراد نظر آئے، اسی طرح نبی ﷺ کے دائیں طرف (بے شمار لوگ تھے) اور اسی طرح بائیں طرف، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (حد نظر تک لوگ تھے۔) اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے، آپ پر قرآن مجید نازل ہوتا تھا اور آپ اس کا مطلب جانتے تھے۔ جو کام بھی آپ ﷺ کرتے تھے، ہم بھی کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے توحید کی آواز بلند کی: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيكَ لَكَ] ”حاضر ہوں، اے اللہ! حاضر ہوں۔

حَتَّى إِذَا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: «﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨] نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ، فَكَبَّرَ اللهَ وَهَلَّلَهُ وَحَمِدَهُ وَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ. وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ يَمْشِي حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ، رَمَلَ فِي بَطْنِ الْوَادِي. حَتَّى إِذَا صَعِدَتَا يَعْنِي قَدَمَاهُ مَشٰى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ. فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا. فَلَمَّا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ: «لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ، وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً. فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً» فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا، إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ.

حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں، تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔'' لوگوں نے بھی ان الفاظ میں لبیک پکارا جن الفاظ میں (آج کل) پکارتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کسی لفظ سے منع نہیں کیا، البتہ خود رسول اللہ ﷺ اپنا (مذکورہ بالا) تلبیہ ہی پکارتے رہے۔ حضرت جابر ؓ نے فرمایا: ہماری نیت صرف حج کی تھی، ہمیں عمرے کا علم ہی نہ تھا (کہ حج کے ساتھ ہی عمرہ بھی کیا جا سکتا ہے) حتی کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبہ کے پاس پہنچے تو نبی ﷺ نے حجر اسود کا استلام کیا۔ (طواف کے) تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں (عام رفتار سے) چلے، پھر مقام ابراہیم پر تشریف لے گئے اور فرمایا: [وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى] ''مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔'' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کیا (اور دو رکعتیں پڑھیں۔ امام جعفر فرماتے ہیں:) میرے والد (محمد بن علی) کا بیان ہے اور یقیناً نبی ﷺ ہی سے انھوں نے بیان کیا ہوگا کہ آپ نے دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھیں۔ پھر دوبارہ بیت اللہ کی طرف تشریف لے گئے اور حجر اسود کا استلام کیا، پھر دروازے سے نکل کر صفا کی طرف چلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (اور فرمایا:) ''ہم اسی سے شروع کرتے ہیں جس کا نام اللہ

نے پہلے لیا ہے۔" چنانچہ آپ نے صفا سے ابتدا کی۔ آپ اس (صفا) پر چڑھے حتی کہ بیت اللہ پر نظر پڑی۔ اللہ کی تکبیر و تہلیل اور حمد فرمائی [اَللّٰہُ أَکْبَرُ' لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ] پھر فرمایا: [لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیكَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْكُ' وَلَہُ الْحَمْدُ' یُحْیِي وَ یُمِیتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْئٍ قَدِیرٌ لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیكَ لَہٗ، أَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَہٗ] "اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے' اور اسی کی تعریفیں ہیں' وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اپنے بندے کی مدد کی اور اسی ایک (معبودِ حقیقی) نے (دشمنوں کی سب) جماعتوں کو شکست دی۔" پھر ان (الفاظ کو پہلی بار اور دوسری بار پڑھنے) کے درمیان دعا مانگی۔ تین بار ایسے ہی کیا۔ پھر اتر کر مروہ کی طرف چلے حتی کہ جب آپ کے قدم نشیب میں پہنچے تو وادی کے نشیبی حصے میں دوڑے' پھر جب (آپ کے قدم) بلند جگہ پہنچے تو آپ (عام رفتار سے) چل کر مروہ پر پہنچے۔ مروہ پر بھی اسی طرح کیا (تکبیر و تحمید اور تہلیل کے بعد لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ...... پڑھا) جس طرح صفا پر کیا تھا۔ (اسی طرح سعی پوری کی۔) جب مروہ پر آپ کے چکر پورے ہوئے تو فرمایا: "اگر مجھے اپنے معاملے کے بارے میں پہلے وہ بات معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کے جانور ساتھ

نہ لاتا اور اس (طواف وسعی) کو عمرہ بنا دیتا' لہٰذا تم میں سے جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں' اسے چاہیے کہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ بنا لے۔'' چنانچہ سب لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال کٹوا لیے' سوائے نبی ﷺ کے اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔

فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدِ أَبَدٍ؟ قَالَ: فَشَبَّكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرٰى وَقَالَ: «دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هٰكَذَا» مَرَّتَيْنِ «لَا. بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ» قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ. فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ. وَلَبِسَتْ ثِيَاباً صَبِيغاً. وَاكْتَحَلَتْ. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ. فَقَالَتْ: أَمَرَنِي أَبِي بِهٰذَا. فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ، بِالْعِرَاقِ: فَذَهَبْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحَرِّشاً عَلٰى فَاطِمَةَ فِي الَّذِي صَنَعَتْهُ. مُسْتَفْتِياً رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ، وَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا. فَقَالَ: «صَدَقَتْ. صَدَقَتْ. مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ ﷺ. [قَالَ:] «فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ، فَلَا تَحْلِلْ» قَالَ: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ، وَالَّذِي أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِائَةً. ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا. إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور دوبار فرمایا: ''عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو گیا ہے۔ (صرف اس سال کے لیے) نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ (یمن سے) نبی ﷺ کے اونٹ (قربانی کے لیے) لے کر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان افراد میں شامل ہیں جنھوں نے احرام کھول دیا ہے اور انھوں نے رنگ دار کپڑے پہن رکھے ہیں اور سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اس کام پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو انھوں نے فرمایا: مجھے ابا جان نے یہ حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں (یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کرتے تھے: میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کی شکایت کرنے اور انھوں نے جو بات بتائی تھی اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان کے اس کام پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ رسول اللہ

كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى، أَهَلُّوا بِالْحَجِّ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَصَلَّى، بِمِنًى، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ. ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ فَضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ. فَسَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ أَوِ الْمُزْدَلِفَةِ، كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ. فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ. فَنَزَلَ بِهَا. حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ، أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ. فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي. فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ. وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ. وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ؛ كَانَ مُسْتَرْضِعاً فِي بَنِي سَعْدٍ، فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ. وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ. وَأَوَّلُ [رِبًا أَضَعُهُ] رِبَانَا. رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ. فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ. فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللهِ. وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ. وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا

ﷺ نے فرمایا: ’’وہ سچ کہتی ہے‘ وہ سچ کہتی ہے۔ تم نے جب حج کا احرام باندھا تھا تو کیا کہا تھا؟‘‘ حضرت علی ؓ نے فرمایا: میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسول ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’میرے ساتھ تو قربانی ہے‘ لہٰذا تم بھی احرام نہ کھولو۔‘‘ حضرت جابر ؓ نے کہا: قربانی کے وہ جانور جو حضرت علی ؓ یمن سے لائے تھے اور وہ جانور جو نبی ﷺ مدینہ سے لائے تھے‘ ان کی مجموعی تعداد سو تھی۔ پھر نبی ﷺ کے سوا‘ اور جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے ان کے سوا سب لوگوں نے احرام کھول دیا اور بال کٹوا لیے۔ پھر جب ترویہ کا دن (۸ ذوالحجہ) آیا اور لوگ منیٰ کی طرف چلے‘ تب انھوں نے حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہوئے (اور منیٰ جا پہنچے) اور آپ نے منیٰ میں ظہر‘ عصر‘ مغرب‘ عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں‘ پھر (فجر کی نماز کے بعد) کچھ دیر ٹھہرے رہے حتی کہ سورج نکل آیا۔ اور آپ کے حکم سے نمرہ مقام میں آپ کے لیے بالوں کا (بکریوں کے بالوں سے بنا ہوا) ایک خیمہ لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ (منیٰ سے) روانہ ہوئے تو قریش کو یقین تھا کہ آپ مشعر حرام یا مزدلفہ میں رک جائیں گے‘ جیسے زمانۂ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے حتی کہ عرفات میں پہنچ گئے۔ آپ کو نمرہ میں خیمہ لگا ہوا ملا۔ آپ وہاں تشریف فرما ہوئے۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ کے حکم سے (آپ کی اونٹنی) قصواء پر کجاوہ کسا گیا۔ رسول اللہ ﷺ

تَكْرَهُونَهُ. فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ. وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَمْ تَضِلُّوا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ. كِتَابَ اللهِ. وَأَنْتُمْ مَسْؤُولُونَ عَنِّي. فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟» قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ. فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ إِلَى السَّمَاءِ، وَيَنْكُبُهَا إِلَى النَّاسِ: «اللّٰهُمَّ اشْهَدْ. اللّٰهُمَّ اشْهَدْ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ. ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ. ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ. وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ. فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ إِلَى الصَّخَرَاتِ. وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ. وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفاً حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلاً. حِينَ غَابَ الْقُرْصُ. وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ خَلْفَهُ. فَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ. حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ. وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: «أَيُّهَا النَّاسُ! السَّكِينَةَ. السَّكِينَةَ» كُلَّمَا أَتٰى حَبْلاً مِنَ الْحِبَالِ أَرْخٰى لَهَا قَلِيلاً حَتَّى تَصْعَدَ. ثُمَّ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ. وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَصَلَّى الْفَجْرَ، حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ، بِأَذَانٍ

اس پر سوار ہو کر وادی کے نشیب میں تشریف لے آئے۔ (وہاں) لوگوں سے خطاب فرمایا۔ (اس میں) فرمایا: ”تمھارے خون اور تمھارے مال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر (مکہ) میں اس مہینے (ذوالحجہ) کا یہ (حج کا) دن۔ سنو! جاہلی رواج کی ہر چیز میرے ان قدموں تلے روندی گئی۔ دورِ جاہلیت میں ہو جانے والے قتل سب معاف ہیں۔ (ان کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔) اور سب سے پہلے میں ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ یہ (دودھ پیتا بچہ) قبیلۂ بنی سعد میں پرورش پا رہا تھا اور قبیلۂ بنی ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت کے سب سود معاف ہیں۔ اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا، یعنی عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ وہ سب کا سب معاف ہے۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انھیں اللہ کی ذمہ داری پر حاصل کیا ہے اور اللہ کے نام پر ان کی عصمت کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ ان پر تمھارا یہ حق ہے کہ تمھارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جو تمھیں ناپسند ہے۔ اگر وہ یہ حرکت کریں تو انھیں مارو لیکن سخت مار نہ ہو۔ اور تم پر ان کا یہ حق ہے کہ مناسب انداز سے انھیں خوراک اور لباس مہیا کرو۔ اور میں نے تمھارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور تم سے (قیامت کے دن) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟“ حاضرین نے عرض کیا: ہم گواہی دیں گے کہ

وَإِقَامَةٍ. ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ. حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ. فَرَقِيَ عَلَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وهَلَّلَهُ. فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفاً حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا. ثُمَّ دَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ. وَكَانَ رَجُلاً حَسَنَ الشَّعَرِ، أَبْيَضَ، وَسِيمًا. فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، مَرَّ الظُّعُنُ يَجْرِينَ. فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ. فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ. فَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ. حَتَّى أَتَى مُحَسِّرًا. حَرَّكَ قَلِيلًا. ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى. حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ. فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ. يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا. مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. وَرَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي. ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ. فَنَحَرَ ثَلَاثاً وَسِتِّينَ بَدَنَةً بِيَدِهِ. وَأَعْطَى عَلِيًّا. فَنَحَرَ مَا غَبَرَ. وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ. ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ. فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ. فَطُبِخَتْ. فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا. ثُمَّ أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْبَيْتِ. فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ. فَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ. فَقَالَ: «انْزِعُوا. بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ» فَنَاوَلُوهُ

آپ نے (پورا دین) پہنچا دیا' (اپنا فرض پوری طرح) ادا کر دیا' اور (امت کی) خیرخواہی کی۔ نبی ﷺ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی اور لوگوں کی طرف جھکائی اور تین بار فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہ! اے اللہ گواہ رہ!'' اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر اقامت کہی تو نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی' پھر (بلال رضی اللہ عنہ نے) اقامت کہی تو نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے کوئی (سنت یا نفل) نماز ادا نہیں فرمائی۔ اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سوار ہو کر (عرفات میں) وقوف کے مقام پر تشریف لے گئے۔ آپ نے چٹانوں کی طرف اپنی اونٹنی کا پیٹ (اور پہلو) کیا' اور جبل مشاۃ (ٹیلے) کو اپنے سامنے کیا اور قبلے کی طرف منہ کیا۔ (اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گئے۔) آپ برابر وہاں ٹھہرے رہے حتی کہ سورج غروب ہو گیا اور تھوڑی سی سرخی بھی کم ہو گئی۔ جب سورج کی ٹکیا نظروں سے بالکل اوجھل ہو گئی تو آپ نے سواری پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ (عرفات سے) روانہ ہوئے تو آپ نے قصواء کی مہار بہت زیادہ کھینچ رکھی تھی حتی کہ اس کا سر آپ کے کجاوے کی اگلی لکڑی سے جا لگا۔ آپ دائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے: ''اے لوگو! آرام سے چلو۔ آرام سے چلو۔'' جب راستے میں کوئی ٹیلا آتا تو رسول ﷺ اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے تاکہ وہ (ٹیلے پر آسانی سے) چڑھ جائے۔ پھر آپ مزدلفہ تشریف لائے۔ وہاں ایک اذان اور

دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ .

دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ اور ان کے درمیان کوئی (سنت یا نفل) نماز نہیں پڑھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے حتی کہ صبح صادق ہو گئی۔ جب واضح طور پر صبح طلوع ہو گئی تو آپ نے اذان اور اقامت کہلوا کر فجر کی نماز ادا کی، پھر (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ **قصواء** پر سوار ہو کر مشعر حرام تشریف لے گئے۔ آپ اس کے اوپر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد اور تکبیر و تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ یہاں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب روشنی ہو گئی، پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے یہاں سے روانہ ہو گئے۔ آپ نے اپنے پیچھے (اونٹنی پر) حضرت **فضل** بن عباس ؓ کو سوار کیا۔ وہ خوبصورت بالوں والے، گورے چٹے اور خوش شکل آدمی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو کچھ عورتیں (اونٹوں پر سوار) تیزی کے ساتھ پاس سے گزریں، حضرت **فضل** ؓ انھیں دیکھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے (ان کا چہرہ) دوسری طرف کر دیا تو **فضل** ؓ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ وادیٔ محسر میں پہنچے تو سواری کو قدرے تیز کیا، پھر اس درمیانی راستے پر چل پڑے جو بڑے جمرے پر پہنچاتا ہے حتی کہ آپ اس جمرے پر جا پہنچے جو درخت کے قریب ہے۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ وہ کنکریاں اتنی چھوٹی تھیں کہ انگوٹھے اور انگلی سے پکڑ کر پھینکی جا سکیں۔ آپ نے وادی کے نشیب میں کھڑے ہو کر کنکریاں

ماریں۔ پھر آپ قربان گاہ تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ (٦٣) اونٹوں کو نحر فرمایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (نیزہ) دیا تو باقی اونٹ انھوں نے نحر کیے۔ نبی ﷺ نے انھیں اپنے قربانی کے جانوروں میں شریک کر لیا تھا۔ پھر آپ کے حکم سے ہر اونٹ کی ایک بوٹی لے کر ہنڈیا میں ڈالی گئی اور پکائی گئی۔ دونوں نے یہ گوشت کھایا اور اس کا شوربہ پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ طواف افاضہ کے لیے کعبہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ عبدالمطلب کی اولاد کے افراد زمزم پر پانی پلا رہے تھے، چنانچہ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ”عبدالمطلب کے بیٹو! (کنوئیں سے) پانی نکالو، اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ پانی پلانے کے معاملے میں تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمھارے ساتھ پانی نکالتا۔“ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ڈول دیا۔ آپ نے اس سے پانی پیا۔

فوائد و مسائل: ① بزرگ آدمی کو چاہیے کہ نوجوانوں سے شفقت کا سلوک کرے۔ ② نابینا ہونا حصول علم یا تعلیم و تبلیغ میں رکاوٹ نہیں۔ ③ بڑا کپڑا ہوتے ہوئے چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ ④ مرد کے لیے نماز میں سر ڈھانکنا ضروری نہیں اگرچہ سر ڈھانکنے کے لیے کپڑا موجود ہو، تاہم ننگے سر رہنے کو اور اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنے کو معمول بنا لینا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اُسوہ اور عمل کے خلاف ہے۔ عورت کے لیے سر چھپانا ضروری ہے اگرچہ وہ گھر میں اکیلی نماز پڑھ رہی ہو۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کی تشریح ہے۔ قرآن مجید میں حج کا حکم ہے۔ اس کی ادائیگی کا طریقہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور عمل سے معلوم ہوا۔ ⑥ مدینہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے۔ اسے آج کل ”آبار علی“ یا ”بئر علی“ کہتے ہیں۔ مدینہ سے حج یا عمرے کے لیے مکہ جانے والوں کو یہاں سے احرام باندھنا چاہیے۔ ⑦ حیض و نفاس حج سے رکاوٹ کا باعث نہیں۔ ⑧ کپڑا باندھنے کا حکم اس لیے دیا کہ اس کے اندر روئی وغیرہ رکھ لی جائے تاکہ خون اس میں جذب ہوتا رہے اور دوسرے کپڑے خراب نہ ہوں۔ ⑨ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا مشہور صحابی خاتون ہیں۔ پہلے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ان

کے ہاں تین بیٹے محمد، عبداللہ اور عون (ؓ) پیدا ہوئے۔ حضرت جعفر ؓ ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تو حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے حضرت ابوبکر ؓ نے نکاح کر لیا۔ ان سے حجۃ الوداع کے موقع پر محمد بن ابی بکر ؓ پیدا ہوئے۔ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر ؓ فوت ہوئے تو وہ حضرت علی ؓ کے نکاح میں آ گئیں۔ ان سے ان کے ہاں یحیٰ ؒ پیدا ہوئے۔ آپ ام المومنین میمونہ بنت حارث ؓ کی ماں شریک بہن تھیں اور حضرت عباس ؓ کی زوجۂ محترمہ ام الفضل ؓ کی سگی بہن تھیں۔ ⑩ لبیک پکارتے وقت بہتر یہ ہے کہ وہی الفاظ پڑھے جائیں جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھے، تاہم دوسرے الفاظ بھی درست ہیں جن میں اللہ کی توحید اور اس کی طرف رغبت کا اظہار ہو۔ ⑪ طواف کی دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ ⑫ صفا اور مروہ پر ہر چکر میں کعبہ رخ ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ ⑬ حج مفرد کی نیت کو عمرے کی نیت میں تبدیل کر کے حج تمتع کرنا درست ہے۔ ⑭ جو شخص میقات سے قربانی کا جانور لے کر نہ آیا ہو اسے حج تمتع ادا کرنا چاہیے۔ ⑮ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے۔ ⑯ ایک راوی سے حدیث سن کر مزید تاکید کے لیے دوسرے راوی یا استاد سے دریافت کرنا جائز ہے، جیسے حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ سے احرام کھولنے کا مسئلہ سن کر نبی اکرم ﷺ سے تصدیق چاہی۔ ⑰ حج تمتع کرنے والے کو عمرہ کر کے احرام کھولنا اور دوبارہ آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھنا چاہیے۔ ⑱ یہ احرام مکہ میں اپنی رہائش گاہ ہی سے باندھنا چاہیے، اس کے لیے میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔ ⑲ منیٰ میں آٹھ ذوالحجہ کی ظہر سے نو ذوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں ادا کرنی ہیں۔ ⑳ نو ذوالحجہ کو زوال سے پہلے نمرہ میں ٹھہرنا چاہیے، زوال کے بعد میدان عرفات میں داخل ہونا چاہیے۔ ㉑ زوال سے غروب آفتاب تک کا وقت عرفات میں ٹھہرنے کا ہے۔ یہ حج کا اہم ترین رکن ہے۔ اس کے رہ جانے سے حج فوت ہو جاتا ہے۔ ㉒ جو شخص بروقت عرفات نہ پہنچ سکے، وہ رات کو کسی وقت صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے عرفات میں حاضر ہو جائے، اس کا بھی حج ہو جائے گا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۳۰۱۵) ㉓ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعائیں مانگنا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ ㉔ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر روانہ ہونا چاہیے۔ ㉕ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ ملا کر مزدلفہ میں ادا کرنا مسنون ہے۔ راستے میں مغرب کی نماز ادا کرنا سنت کے خلاف ہے۔ ㉖ بعض لوگ مزدلفہ کی رات جاگتے اور نوافل پڑھتے ہیں، اس رات سونا ہی سنت کا اتباع ہے۔ اور اصل ثواب سنت کی پیروی میں ہے، خلافِ سنت محنت کرنے میں نہیں۔ ㉗ مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کافی روشنی ہو جانے تک ذکر و دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ ㉘ غلطی کرنے والے کو نرمی سے سمجھایا اور اس غلطی سے روکا جا سکتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ سے ممکن حد تک اجتناب کرنا چاہیے۔ ㉙ جن مقامات میں کسی قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہو، وہاں جانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے مقامات کو تفریح گاہیں سمجھ لینا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ㉚ دس ذوالحجہ کو صرف بڑے جمرے کو رمی کرنی ہوتی ہے۔ ㉛ جمرے پر صرف سات کنکریاں مارنی چاہئیں۔ ㉜ بڑی بڑی کنکریاں

مارنا، پتھر اور جوتے مارنا غلو ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ ㉝ دس ذوالحجہ کے اعمال کی ترتیب یہ ہے: رمی، قربانی، حجامت اور طواف کعبہ۔ اگر یہ ترتیب قائم نہ رہ سکے تو کوئی دم یا فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ ㉞ قربانی کی واجب مقدار ایک بھیڑ بکری نر ہو یا مادہ، یا گائے اور اونٹ کا ایک حصہ ہے۔ اس سے زیادہ، جتنی طاقت ہو، جانور قربانی کیے جا سکتے ہیں۔ ㉟ قربانی کا گوشت غریب مسکین لوگوں کا حق ہے، تاہم خود بھی کھانا مسنون ہے۔ ㊱ زمزم کا پانی پینا سنت اور ثواب ہے۔

٣٠٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِلْحَجِّ عَلَى أَنْوَاعٍ ثَلَاثَةٍ. فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعًا. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ. فَمَنْ كَانَ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعاً، لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ. وَمَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَداً لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا حَرُمَ مِنْهُ، حَتَّى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ. وَمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، حَلَّ مَا حَرُمَ عَنْهُ حَتَّى يَسْتَقْبِلَ حَجًّا.

۳۰۷۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کے لیے تین قسم کے حج کی نیت سے روانہ ہوئے۔ کسی نے حج اور عمرے دونوں کے لیے احرام باندھا تھا، کسی نے صرف حج کی نیت سے احرام باندھا تھا، کسی نے صرف عمرے کی نیت سے لبیک کہا تھا۔ تو جس نے حج اور عمرے دونوں کی نیت سے احرام باندھا تھا، اس پر حج کے اعمال ادا کرنے تک کوئی (احرام کی وجہ سے) حرام ہونے والی چیز حلال نہ ہوئی۔ جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، اس پر بھی حج کے اعمال ادا کر چکنے تک کوئی حرام ہونے والی چیز حلال نہ ہوئی۔ اور جس نے صرف عمرے کی نیت کی تھی، اس نے کعبہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کی سعی کی، اور اس پر (احرام کی وجہ سے) حرام ہونے والی سب چیزیں (احرام کھولنے کی وجہ سے) حلال ہو گئیں حتی کہ وہ حج کے لیے احرام باندھے۔

فوائد و مسائل: ① حج کی ان تین صورتوں میں سے پہلی صورت کو حج قران، دوسری صورت کو حج افراد یا حج مفرد اور تیسری صورت کو حج تمتع کہتے ہیں۔ ② حالات کے مطابق جس طریقے سے بھی حج کیا جائے، درست ہے۔

٣٠٧٦- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۳۰۷۶- حضرت سفیان ثوری ؒ سے روایت ہے،

٣٠٧٥_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤١ من حديث محمد بن عمرو به.

٣٠٧٦_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء كم حج النبي ﷺ؟، ح: ٨١٥ من حديث سفيان عن ◀◀

عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ حَجَّاتٍ : حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، وَحَجَّةً بَعْدَ مَا هَاجَرَ مِنَ الْمَدِينَةِ. وَقَرَنَ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً، وَاجْتَمَعَ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ مِائَةَ بَدَنَةٍ. مِنْهَا جَمَلٌ لِأَبِي جَهْلٍ، فِي أَنْفِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ. فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثَلَاثاً وَسِتِّينَ. وَنَحَرَ عَلِيٌّ مَا غَبَرَ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تین حج ادا فرمائے۔ دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد مدینہ سے آ کر ادا کیا۔ اور (اس) حج کے ساتھ عمرہ بھی ملا کر (حج قران) ادا کیا۔ نبی ﷺ قربانی کے لیے جو (اونٹ) لائے تھے اور جو (اونٹ) حضرت علی رضی اللہ عنہ لے کر آئے تھے وہ سب ملا کر سو اونٹ تھے۔ ان میں سے ایک اونٹ ابوجہل کا تھا (جو مسلمانوں کو مال غنیمت میں حاصل ہوا تھا) اس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ نحر کیے جبکہ باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر کیے۔

قِيلَ لَهُ : مَنْ ذَكَرَهُ؟ قَالَ : جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ. وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ، عن مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

سفیان ثوری رحمہ اللہ سے کہا گیا: انھیں یہ روایت کس نے بیان کی ہے؟ تو انھوں نے کہا: جعفر نے اپنے باپ سے' انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے۔ اور (دوسری سند) ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے' انھوں نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں: ہجرت سے پہلے دو حج اور ابوجہل کے اونٹ کے تذکرے کے سوا باقی روایت صحیح ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں ۱۹ غزوات میں شریک ہوئے اور آپ نے صرف ایک ہی حج کیا اور وہ بھی ہجرت کے بعد' یعنی حجۃ الوداع۔ (صحيح مسلم' الحج' باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن' حديث: ۱۲۵۴) معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے صرف ایک ہی حج کیا ہے اور وہ بھی دس ہجری میں۔ ہجرت سے قبل دو حج کرنے کا ذکر کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (حجة النبي ﷺ للألباني' ص:۶۷- ۸۳' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۳۰۷۶)

◀◀ جعفر عن أبيه عن جابر به، وقال: "غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٥٦ ❁ الثوري تقدم، ح: ١٦٢، وفي حديث ابن عباس علتان، ح: ٨٥٤، ح: ١١٩٢، وله شاهد مرسل عند البيهقي: ٤/ ٣٤٢، وإسناده ضعيف مع إرساله.

(المعجم ٨٥) - **بَابُ الْمُحْصَرِ**

(التحفة ٨٥)

٣٠٧٧- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ ابْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ. قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ، وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرٰى».

فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَا: صَدَقَ.

٣٠٧٨- **حَدَّثَنَا** سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَجَّاجَ ابْنَ عَمْرٍو عَنْ حَبْسِ الْمُحْرِمِ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ مَرِضَ أَوْ عَرِجَ، فَقَدْ حَلَّ. وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ».

باب:٨٥-جس حاجی کو راستے میں رکاوٹ پیش آ جائے

٣٠٧٧- حضرت حجاج بن عمرو انصاری ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے، وہ احرام کھول دے۔ اور اس پر ایک اور حج کرنا لازم ہے۔“

(حضرت عکرمہ ؒ نے کہا:) میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بیان کی تو انھوں نے کہا: اس (حجاج بن عمرو) نے سچ کہا۔

٣٠٧٨- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع ؒ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت حجاج بن عمرو ؓ سے احرام والے کو رکاوٹ پیش آنے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے، یا بیمار ہو جائے، یا لنگڑا ہو جائے، وہ احرام کھول دے، اور اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہے۔“

٣٠٧٧- **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإحصار، ح: ١٨٦٢ من حديث يحيى بن سعيد به، وقال الترمذي، "حسن صحيح"، ح: ٩٤٠، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٧٠، ٤٨٣، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

٣٠٧٨- **[صحيح]** أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإحصار، ح: ١٨٦٣ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق.

قَالَ عِكْرِمَةُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَاهُرَيْرَةَ فَقَالَا: صَدَقَ.

حضرت عکرمہ ؒ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ ؓ سے بیان کی تو انھوں نے کہا: اس (حجاج بن عمرو) نے سچ کہا۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: فَوَجَدْتُهُ فِي جُزْءِ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ. فَأَتَيْتُ بِهِ مَعْمَرًا. فَقَرَأَ عَلَيَّ أَوْ قَرَأْتُ عَلَيْهِ.

امام عبدالرزاق نے کہا: میں نے اس روایت کو ہشام صاحب دستوائی کی کتاب میں پایا' چنانچہ اسے میں معمر کے پاس لایا تو انھوں نے میرے سامنے اس کی قراءت کی یا میں نے اس کے سامنے اس کی قراءت کی۔

فوائد ومسائل: ① احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ کرنے والے کو راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ جائے تو اسے محصر کہتے ہیں۔ ② ایسے شخص کو جب یقین ہو جائے کہ سفر جاری رکھنا ناممکن ہے تو اسے چاہیے کہ وہیں احرام کھول دے۔ اگر اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے وہیں ذبح کر دے' جیسے رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ نے صلح حدیبیہ کے سفر میں کیا تھا۔ ③ عذر کی وجہ سے نامکمل رہ جانے والا حج' مکمل حج کے حکم میں نہیں' اس لیے اگر بعد میں حج کی طاقت ہو تو حج کرنا ضروری ہوگا۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ فِدْيَةِ الْمُحْصَرِ

(التحفة ٨٦)

باب:٨٦-رکاوٹ والے کا فدیہ

٣٠٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ. فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ١٩٦] قَالَ كَعْبٌ: فِيَّ أُنْزِلَتْ.

٣٠٧٩- حضرت عبداللہ بن معقل ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں مسجد میں حضرت کعب بن عجرہ ؓ کے پاس جا بیٹھا اور ان سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ ''تو فدیہ ہے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی سے۔'' حضرت کعب ؓ نے فرمایا: یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

٣٠٧٩ـ أخرجه البخاري، المحصر، باب الإطعام في الفدية نصف صاع، ح: ١٨١٦، ٤٥١٧ من حديث شعبة به، ومسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى، ووجوب الفدية لحلقه، وبيان قدرها، ح: ١٢٠١/ ٨٥ عن محمد بن بشار به.

كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي. فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي. فَقَالَ: «مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى. أَتَجِدُ شَاةً؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [البقرة: ١٩٦].

مجھے سر میں (جوؤں کی وجہ سے) تکلیف تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا جبکہ جوئیں (سر کے بالوں سے) جھڑ جھڑ کر میرے چہرے پر گر رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ خیال نہیں تھا کہ تمھیں اس حد تک تکلیف ہوگی جتنی میں (اب) دیکھ رہا ہوں۔ کیا تمھیں ایک بکری مل سکتی ہے؟“ میں نے کہا: جی نہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾ ”تو فدیہ ہے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی سے۔“

قَالَ: فَالصَّوْمُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. وَالصَّدَقَةُ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ، لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ. وَالنُّسُكُ شَاةٌ.

صحابی نے فرمایا: روزے تو تین دن کے ہیں اور صدقہ چھ مسکینوں کو دیا جائے، ہر مسکین کو آدھا صاع غلہ دیا جائے۔ اور قربانی (کی مقدار) ایک بکری ہے۔

٣٠٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: [أَمَرَنِي] النَّبِيُّ ﷺ، حِينَ آذَانِيَ الْقَمْلُ، أَنْ أَحْلِقَ رَأْسِي، وَأَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ. وَقَدْ عَلِمَ أَنْ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ.

۳۰۸۰- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے جب جوؤں سے تکلیف پہنچی تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سر منڈا دوں اور تین دن روزے رکھوں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دوں۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے پاس قربانی دینے کی گنجائش نہیں۔

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں سر منڈانا اور بال کاٹنا منع ہے۔ ② اگر کسی عذر کی وجہ سے وہ کام کرنا پڑے جو احرام کی حالت میں جائز نہیں تو فدیہ دینا ہوگا۔ ③ فدیہ ایک بکری ہے' اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھ لیے جائیں یا چھ مسکینوں کو آدھا آدھا صاع غلہ دے دیا جائے۔

٣٠٨٠- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٩/ ١٥٨، ١٥٩ من حديث ابن نافع به، وتابعه روح بن عبادة عنده، وحديثه مختصر، وللحديث شواهد.

(المعجم ٨٧) - **بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ** (التحفة ٨٧)

باب:٨٧-احرام کی حالت میں سینگی لگوانا جائز ہے

٣٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ.

٣٠٨١- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

٣٠٨٢- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الضَّيْفِ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، عَنْ رَهْصَةٍ أَخَذَتْهُ.

٣٠٨٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی کیونکہ آپ کو درد ہو گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ①احرام کی حالت میں سینگی لگوانا جائز ہے۔ ②اگر سینگی لگوانے میں بال اتروانے پڑیں تو فدیہ دے دیا جائے۔

(المعجم ٨٨) - **بَابُ مَا يَدَّهِنُ بِهِ الْمُحْرِمُ** (التحفة ٨٨)

باب:٨٨-احرام والا کون سا تیل لگا سکتا ہے؟

٣٠٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدَّهِنُ رَأْسَهُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، غَيْرَ الْمُقَتَّتِ.

٣٠٨٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنے سر میں ایسا تیل ڈال لیتے تھے جس میں خوشبو نہ ہوتی۔

٣٠٨١ـ **[صحيح]** تقدم، ح: ١٦٨٢.

٣٠٨٢ـ **[صحيح]** * محمد بن أبي الضيف مستور (تقريب)، والحديث السابق شاهد له.

٣٠٨٣ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ادهان المحرم بالزيت، ح: ٩٦٢ من حديث وكيع به، وقال: "غريب ... الخ" * فرقد تقدم حاله، ح: ١٧٨١، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٣٧ عن ابن عمر نحوه مختصرًا موقوفًا.

فائدہ: مذکورہ روایت اکثر محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے، تاہم یہی بات صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے **موقوفاً ثابت** ہے۔ (صحيح البخاري، الحج، باب الطيب عندالإحرام......، حديث: ۱۵۳۷) چنانچہ احرام کی حالت میں ایسا تیل استعمال کیا جا سکتا ہے جس میں خوشبو وغیرہ کی ملاوٹ نہ ہو جبکہ حالت احرام میں خوشبو یا خوشبو والا تیل لگانا منع ہے، تاہم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو وغیرہ بھی استعمال کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی تھی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۸/ ۴۰۰، ۴۰۲)

(المعجم ۸۹) - بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ (التحفة ۸۹)

باب: ۸۹- احرام والا فوت ہو جائے تو؟

٣٠٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ. وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ. وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَلَا رَأْسَهُ. فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّياً».

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، مِثْلَهُ. إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: أَعْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ. وَقَالَ: «لَا تُقَرِّبُوهُ طِيباً. فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّياً».

۳۰۸۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے سواری کے جانور نے اس کی گردن توڑ دی جبکہ وہ شخص احرام کی حالت میں تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ اور اسے اس کے (احرام کے) دو کپڑوں میں کفنا دو۔ اس کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپنا کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا اٹھے گا۔“

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کی سواری نے اس کی گردن موڑ دی۔ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے خوشبو کے قریب نہ لے جانا (خوشبو نہ لگانا)، وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① [أَوْقَصَتْ] ”گردن توڑ دی“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹ پر سے سر کے بل گرا جس سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ دوسری روایت میں [أَعْقَصَتْ] کا لفظ ہے جس کے معنی ”موڑ دینا“ ہیں۔

٣٠٨٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب كيف يكفن المحرم؟ ح: ١٢٦٨، ١٨٤٩ من حديث عمرو بن دينار به، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦/ ٩٨ من حديث وكيع به، وأخرجه البخاري أيضًا، ح: ١٢٦٧، ومسلم، ح: ١٢٠٦/ ١٠١ من حديث شعبة عن أبي بشر به.

کیونکہ سر کے بل گرنے سے ہڈی بل کھا جاتی اور ٹوٹ جاتی ہے اوراس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ ②احرام کی حالت میں فوت ہونے والے شخص کو بھی غسل اور کفن دے کر جنازہ پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔ ③ احرام کی حالت میں فوت ہونے والے کو احرام کی چادروں ہی میں دفنایا جائے۔ اوراحرام کی پابندیوں کے مطابق اس کا سر نہ ڈھانپا جائے' نہ اسے خوشبو لگائی جائے۔ ④ جو شخص نیکی کے کام میں مشغول ہونے کی حالت میں فوت ہوا' وہ قیامت کے دن اسی حال میں قبر سے اٹھے گا جس سے لوگوں کو اس کی نیکی کا علم ہو جائے گا۔ یہ اللہ کی طرف سے اس کی عزت افزائی ہوگی۔

(المعجم ٩٠) - **بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ** (التحفة ٩٠)

٣٠٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الضَّبُعِ ، يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ ، كَبْشاً . وَجَعَلَهُ مِنَ الصَّيْدِ .

باب:٩٠-احرام کی حالت میں شکار کرنے کا جرمانہ

٣٠٨٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اگر احرام والا آدمی لگڑ بھگا (بھیڑیے جیسا ایک خونخوار جانور) مار دے تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ایک مینڈھے کی قربانی دینا لازم کیا ہے اوراس جانور کو شکار قرار دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ①احرام کی حالت میں جنگلی جانور کا شکار کرنا حرام ہے جب کہ حرم کی حد میں ہر شخص کے لیے شکار حرام ہے' خواہ احرام باندھا ہوا ہو یا نہ باندھا ہوا ہو۔ ② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا﴾ (المائدة٥:٩٥) ''اے ایمان والو! شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر وہ فدیہ واجب ہوگا جو مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔ یہ (فدیہ) چوپایوں میں سے ہو جو (نیاز کے طور پر) کعبہ تک پہنچایا جائے' یا اس کا کفارہ مساکین کو دے دیا جائے' یا اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں۔'' ② لگڑ بھگا کے برابر

٣٠٨٥- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الضبع، ح:٣٨٠١ من حديث جرير به، وقال الترمذي، "هٰذا حديث حسن صحيح"، ح:٨٥١، وصححه البخاري، وابن خزيمة، ح:٢٦٤٥، ٢٦٤٦، وابن حبان، ح:٩٧٩، ١٠٦٨، وابن الجارود، ح:٤٣٨، ٤٣٩، والحاكم علٰى شرط الشيخين:١/٤٥٢، وقال جرير: سمعت عبدالله بن عبيد عند ابن حبان وغيره، وتابعه إسماعيل بن أمية وغيره.

قربانی کے جانوروں میں سے مینڈھا ہے۔ ③ قرآن مجید میں شکار کیے ہوئے جانور کے مثل (مساوی) جانور قربان کرنے کا حکم ہے۔ اس سے مراد قد وقامت میں مساوی ہونا ہے، مثلاً: ہرن کے بدلے بکری اور گائے کے بدلے گائے مکہ پہنچائی جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف۔ سورۂ مائدۂ آیت:۹۵)

٣٠٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ، فِي بَيْضِ النَّعَامِ يُصِيبُهُ الْمُحْرِمُ «ثَمَنُهُ».

۳۰۸۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اگر احرام والا شتر مرغ کا انڈا توڑ دے تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اس کی قیمت ادا کرے۔''

(المعجم ٩١) - بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ

(التحفة ٩١)

باب:۹۱- احرام والا کس جانور کو قتل کر سکتا ہے؟

٣٠٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَأَةُ».

۳۰۸۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور فاسق ہیں، انھیں حرم سے باہر اور حرم کے اندر (ہر جگہ) قتل کیا جا سکتا ہے: سانپ، چتکبرا کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔''

٣٠٨٦ـ [ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٢٥٠ من حديث مروان بن معاوية به، وضعفه البوصيري * علي بن عبدالعزيز (غراب) تقدم، ح: ٢٤٧٤، وأبوالمهزم يزيد متروك (تقريب)، وله شواهد ضعيفة.

٣٠٨٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٨/ ٦٧ عن ابن أبي شيبة، وابن المثنى به.

٣٠٨٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ أَوْ قَالَ: فِي قَتْلِهِنَّ وَهُوَ حَرَامٌ: الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّاةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۳۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ہیں جن کے قتل کرنے والے پر (یا فرمایا: جن کے قتل کرنے میں) کوئی گناہ نہیں اور وہ حرام ہیں: بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے۔ ② ان جانوروں کو حرم کی حد میں بھی قتل کرنا جائز ہے۔ ③ کوے سے مراد وہ کوا ہے جس کا کچھ حصہ (پیٹ وغیرہ) سفید ہوتا ہے۔ ④ کاٹنے والے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو ہڑکایا ہوا اور باؤلا ہو۔ ⑤ شیر، چیتے وغیرہ درندوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ ان سے بھی مسافروں کو جان کا خطرہ ہوتا ہے۔

٣٠٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ وَالسَّبُعَ الْعَادِيَ وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ وَالْفَأْرَةَ الْفُوَيْسِقَةَ».

۳۰۸۹- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''احرام والا شخص ان جانوروں کو قتل کر سکتا ہے: سانپ، بچھو، حملہ کرنے والا درندہ، کاٹنے والا کتا اور فاسق چوہیا۔''

فَقِيلَ لَهُ: لِمَ قِيلَ لَهَا الْفُوَيْسِقَةُ؟ قَالَ: لِأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَيْقَظَ لَهَا، وَقَدْ أَخَذَتِ الْفَتِيلَةَ لِتُحْرِقَ بِهَا الْبَيْتَ.

کسی نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے کہا: اسے فاسق کیوں کہا گیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس لیے کہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی تو اس نے (چراغ کی جلتی ہوئی) بتی پکڑ رکھی تھی (اور ممکن تھا) کہ گھر کو آگ لگا دے۔

٣٠٨٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٩/ ٧٧ب من حديث ابن نمير به.

٣٠٨٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٤٨ من حديث يزيد به، وحسنه الترمذي، ح: ٨٣٨، وضعفه البوصيري من أجل يزيد بن أبي زياد تقدم، ح: ٥٠٤.

(المعجم ٩٢) - بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٩٢)

باب:۹۲-احرام والے کو کون سا شکار کرنا منع ہے؟

٣٠٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا صَعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ. فَأَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ. فَرَدَّهُ عَلَيَّ. فَلَمَّا رَأَىٰ فِي وَجْهِيَ الْكَرَاهِيَةَ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ. وَلٰكِنَّا حُرُمٌ».

۳۰۹۰- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ابواء یا ودّان کے مقام پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے آپ کی خدمت میں گورخر (کا گوشت) تحفے کے طور پر پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ مجھے واپس دے دیا (قبول نہ کیا۔) جب آپ نے میرے چہرے پر افسوس کے آثار دیکھے تو فرمایا: ''ہم آپ کو (یہ تحفہ) واپس تو نہ کرتے لیکن ہم احرام کی حالت میں ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① گورخر ایک جنگلی جانور ہوتا ہے جو گدھے سے کچھ مشابہت رکھتا ہے' اس لیے اسے ''حمار وحشی'' یعنی جنگلی گدھا کہتے ہیں۔ یہ حلال جانور ہے۔ ② تحفہ دینا اور تحفہ قبول کرنا مسنون ہے۔ اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے' تاہم تحفہ دیتے وقت یہ خواہش نہیں ہونی چاہیے کہ جواب میں بھی کوئی تحفہ پیش کیا جائے گا۔ ③ اگر مجبوراً کسی سے ایسا معاملہ کرنا پڑے جو اسے ناگوار گزرے تو عذر بیان کر دینا چاہیے تاکہ دل صاف ہو جائے۔ ④ احرام والا اس جانور کا گوشت نہیں کھا سکتا جو اس کے لیے شکار کیا گیا ہو۔ ⑤ احرام میں پالتو جانور کا گوشت کھانا منع نہیں۔

٣٠٩١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

۳۰۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت علی ؓ سے روایت کیا' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی

٣٠٩٠ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب إذا أهدي للمحرم حمارًا وحشيًا حيًّا لم يقبل، ح: ١٨٢٥، ٢٥٧٣، ٢٥٩٦، من حديث الزهري به، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد المأكول البري . . . الخ، ح: ١١٩٣/ ٥١، ٥٢، عن ابن رمح وعن ابن أبي شيبة به.

٣٠٩١ـ [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٠٥ عن عثمان بن أبي شيبة به، وضعفه البوصيري من أجل عبدالكريم بن أبي المخارق تقدم، ح: ٤٢٩، وابن أبي ليلٰى، تقدم، ح: ٨٥٤، والحديث السابق شاهد له.

أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ صَيْدٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ.

خدمت میں شکار کا گوشت پیش کیا گیا جب کہ آپ احرام میں تھے تو آپ نے وہ نہ کھایا۔

(المعجم ٩٣) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ إِذَا لَمْ يُصَدْ لَهُ (التحفة ٩٣)

باب:٩٣-محرم شکار کا گوشت تب کھا سکتا ہے جب اس کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو

٣٠٩٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ حِمَارَ وَحْشٍ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُفَرِّقَهُ فِي الرِّفَاقِ، وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

٣٠٩٢- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں گورخر (کا گوشت) دیا اور حکم دیا کہ اسے ساتھیوں میں تقسیم کر دیں جب کہ وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ معناً صحیح ہے جیسا کہ سنن نسائی کی روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے اس سے گوشت کھایا تھا۔ (سنن النسائي' مناسك الحج' باب مايجوز للمحرم أكله من الصيد' حديث:٢٨١٩) لہٰذا جو شکار کسی نے اپنے لیے کیا ہو پھر وہ احرام والے کو دے دے تو احرام کی حالت میں اس کا گوشت کھانا جائز ہے جیسا کہ درج ذیل روایت سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے۔ ② یہ ہدیہ پیش کرنے والے حضرت بہزی ؓ تھے۔ (سنن النسائي' مناسك الحج' باب ما يجوز للمحرم أكله من الصّيد' حديث:٢٨٢٠) ایک قول کے مطابق ان کا نام حضرت زید بن کعب ؓ تھا۔ (تقريب التهذيب' باب الأنساب) ③ یہ واقعہ مقام روحاء پر پیش آیا۔ (سنن نسائی حوالہ مذکورہ بالا)

٣٠٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى:

٣٠٩٣- حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے

٣٠٩٢ـ **[إسناده ضعيف]** * ابن عيينة عنعن، تقدم، ح: ٢١١٣، وقال الدارقطني: "ووهم فيه" العلل: ٤/ ٢٠٩، وقال يعقوب بن شيبة: "فأخطأ فيه" والثابت عن رسول الله ﷺ أنه أكل منه، والصحيح ما رواه النسائي: ٥/ ١٨٣ من حديث عيسى بن طلحة عن عمير بن سلمة الضمري عن البهزي به . . . . . الخ.

٣٠٩٣ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب إذا صاد الحلال فأهدى للمحرم الصيد أكله، ح: ١٨٢١، ١٨٢٢◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ. فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ. فَرَأَيْتُ حِمَارًا. فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَاصْطَدْتُهُ. فَذَكَرْتُ شَأْنَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَكَرْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَحْرَمْتُ، وَأَنِّي إِنَّمَا اصْطَدْتُهُ لَكَ. فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَأْكُلُوهُ. وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ، حِينَ أَخْبَرْتُهُ أَنِّي اصْطَدْتُهُ لَهُ.

انھوں نے فرمایا: حدیبیہ (کے واقعہ) کے دنوں میں، میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔ آپ کے ساتھیوں نے احرام باندھا جبکہ میں نے احرام نہ باندھا۔ مجھے ایک (جنگلی) گدھا نظر آیا تو میں نے اس پر حملہ کر کے اسے شکار کر لیا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی کیفیت عرض کی اور یہ بھی ذکر کیا کہ میں احرام میں نہیں تھا اور میں نے آپ (کو تحفہ دینے) کے لیے اسے شکار کیا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اسے کھا لیں، اور خود اس میں سے (کچھ) نہ کھایا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تھا کہ میں نے اسے آپ (ﷺ) کے لیے شکار کیا ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابُ تَقْلِيدِ الْبُدْنِ

(التحفة ٩٤)

باب: ۹۴- قربانی کے اونٹوں کو قلادے پہنانا

٣٠٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ. فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ. ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۳۰۹۴- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ سے ہدی (قربانی کے جانور) بھیجتے تھے۔ میں آپ کی ہدی کے جانوروں کے قلادے بٹ کر تیار کرتی تھی، پھر رسول اللہ ﷺ کسی ایسے کام سے پرہیز نہیں کرتے تھے جس سے احرام والا پرہیز کرتا ہے۔

٣٠٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۰۹۵- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ

◄◄ وغيرهما، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد المأكول البري . . . الخ، ح: ١١٩٦/ ٥٩ من حديث يحيى به.

٣٠٩٤ـ أخرجه البخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ١٦٩٨ من حديث الليث به، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٥٩ عن ابن رمح به.

٣٠٩٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠٢ من حديث الأعمش به، ومسلم، الحج، باب ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ النَّبِيِّ ﷺ. فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ. ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ. ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی ہدی (قربانی کے جانوروں) کے لیے قلادے بٹتی تھی تو آپ اپنی ہدی کو قلادے پہناتے تھے۔ پھر ان (جانوروں) کو (مکہ شریف) بھیج دیتے۔ پھر آپ (مدینہ شریف میں) قیام پذیر رہتے اور کسی ایسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جس سے احرام والا پرہیز کیا کرتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① هَدي اس جانور کو کہتے ہیں جو حرم کی حدود میں قربان کیا جاتا ہے۔ ② جس طرح حاجی ہدی کی قربانی دیتا ہے اس طرح دوسرا آدمی بھی ہدی کا جانور مکہ میں بھیج سکتا ہے۔ ③ یہ جانور منیٰ میں قربان کیے جاتے ہیں' تاہم مکہ شریف کے اندر بھی قربان کیے جا سکتے ہیں۔ ④ قلادے سے مراد وہ رسی ہے جو ہدی کے گلے میں ڈالی جاتی ہے' اور علامت کے طور پر جوتوں کا جوڑا اس رسی کے ذریعے سے جانور کے گلے میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ ⑤ قربانی کا جانور (اونٹ' گائے' بکری اور بھیڑ وغیرہ) مکہ بھیجنے والے پر احرام کی پابندیاں عائد نہیں ہوتیں۔

(المعجم ٩٥) - بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

(التحفة ٩٥)

باب: ٩٥- بکریوں کے گلے میں قلادہ ڈالنا

٣٠٩٦- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهْدَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، مَرَّةً، غَنَماً إِلَى الْبَيْتِ. فَقَلَّدَهَا.

٣٠٩٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک بار رسول اللہ ﷺ نے کچھ بکریاں ہدی کے طور پر بیت اللہ بھیجیں تو انھیں قلادے پہنائے۔

(المعجم ٩٦) - بَابُ إِشْعَارِ الْبُدْنِ

(التحفة ٩٦)

باب: ٩٦- اونٹوں کی کوہان پر زخم کر کے ہدی کا نشان لگانا

٣٠٩٧- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

٣٠٩٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

◀◀ استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٦ عن ابن أبي شيبة به.

٣٠٩٦ـ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠١ من حديث الأعمش به ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٣١/ ٣٦٧ عن ابن أبي شيبة به.

٣٠٩٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ١٢٤٣/ ٢٠٥ من حديث قتادة به.

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي السَّنَامِ الْأَيْمَنِ، وَأَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ.

ہے کہ نبی ﷺ نے ہدی کے جانور کی کوہان پر دائیں طرف اشعار کیا اور اس کا خون پونچھ دیا۔

قَالَ عَلِيٌّ، فِي حَدِيثِهِ: بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَقَلَّدَ نَعْلَيْنِ.

(راویٔ حدیث) علی بن محمد اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں: ذوالحلیفہ میں (اشعار کیا) اور (جانور کے) گلے میں دو جوتیاں ڈالیں۔

فائدہ: اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان پر ایک طرف اتنا زخم کیا جائے کہ خون بہہ پڑے۔ یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔

٣٠٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَفْلَحَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَلَّدَ وَأَشْعَرَ وَأَرْسَلَ بِهَا. وَلَمْ يَجْتَنِبْ مَا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

٣٠٩٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ہدی کے جانوروں کو) قلادہ پہنایا، اشعار کیا، اور انھیں (مکہ) بھیج دیا۔ آپ نے ان چیزوں سے پرہیز نہیں کیا جن سے احرام باندھنے والا پرہیز کیا کرتا ہے۔

(المعجم ٩٧) - بَابُ مَنْ جَلَّلَ الْبَدَنَةَ

(التحفة ٩٧)

باب: ٩٧- قربانی کے اونٹ کو جھول ڈالنا

٣٠٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ

٣٠٩٩- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں (کو ذبح وغیرہ کرنے) کا بندوبست کروں اور ان کی جھولیں اور کھالیں تقسیم کر دوں اور

٣٠٩٨_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح: ١٦٩٦ وغيره، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٢ من حديث أفلح بن حميد به.

٣٠٩٩_ أخرجه البخاري، الحج، باب يتصدق بجلود الهدي، ح: ١٧١٧ من حديث عبدالكريم الجزري به، ومسلم، الحج، باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها . . . الخ، ح: ١٣١٧/ ٣٤٨ من حديث سفيان به.

أَنْ أَقُومَ عَلٰى بُدْنِهِ. وَأَنْ أَقْسِمَ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا. وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَازِرَ مِنْهَا شَيْئًا. وَقَالَ: «نَحْنُ نُعْطِيهِ».

قصاب کو ان میں سے کچھ نہ دوں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: اس (قصاب) کو ہم (اپنے پاس سے) دیتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① جانوروں کو سردی وغیرہ سے بچانے کے لیے ان پر جھول ڈالنی درست ہے۔ ② قربانی کے جانوروں کی کھالیں اور جھولیں صدقہ کر دینی چاہئیں۔ ③ قربانی کے جانور کا گوشت قصاب کو اجرت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ ④ قربانی کا جانور قصاب سے اجرت دے کر ذبح کروانا جائز ہے جبکہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔

(المعجم ۹۸) - بَابُ الْهَدْيِ مِنَ الْإِنَاثِ وَالذُّكُورِ (التحفة ۹۸)

باب: ۹۸- قربانی کا جانور مادہ یا نر (دونوں طرح کا) جائز ہے

۳۱۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدٰى، فِي بُدْنِهِ جَمَلًا لِأَبِي جَهْلٍ، بُرَتُهُ مِنْ فِضَّةٍ.

۳۱۰۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹوں میں ہدی کے طور پر ابوجہل کا اونٹ بھی شامل کیا' اس (کی نکیل) کا حلقہ چاندی کا تھا۔

فوائد و مسائل: ① اونٹوں کے ریوڑ میں زیادہ تر اونٹنیاں ہوتی ہیں' لہٰذا ہدی اور قربانی میں بھی زیادہ تر وہی قربان ہوتی ہیں۔ اس حدیث میں نر اونٹ کا ذکر ہے' لہٰذا مذکر اور مؤنث دونوں کی قربانی کا جواز ثابت ہو گیا۔ ② ابوجہل کا اونٹ غنیمت میں حاصل ہوا' اس لیے کفر پر غلبے کے شکر کے طور پر کافروں کے سردار سے حاصل ہونے والا اونٹ ذبح کیا گیا۔ ③ اونٹ کو چاندی کے حلقے والی نکیل غالباً ابوجہل نے ڈالی ہو گی۔ جس سے فخر کا اظہار ہوتا ہے۔ نبئ اکرم ﷺ نے اس اونٹ کو اللہ کی راہ میں قربان کر کے اپنی عبودیت کا اظہار فرمایا۔

۳۱۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا مُوسٰى

۳۱۰۱- حضرت ایاس بن سلمہ ؒ نے اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع ؓ) سے روایت کیا کہ نبی ﷺ

۳۱۰۰ـ [حسن] فيه علل * سفيان تقدم، ح: ۱٦۲، وابن أبي ليلٰى تقدم، ح: ۸٥٤، والحكم تقدم، ح: ۱۱۹۲، وله شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ۱۷٤۹ بإسناد حسن عن مجاهد عن ابن عباس به . . . الخ، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، والحاكم علٰى شرط مسلم: ۱/ ٤٦۷، ووافقه الذهبي.

۳۱۰۱ـ [حسن] وضعفه البوصيري من أجل موسى بن عبيدة تقدم، ح: ۲٥۱، والحديث السابق شاهد له.

ابْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بُدْنِهِ جَمَلٌ.

کے ہدی کے جانوروں میں ایک اونٹ بھی تھا۔

(المعجم ٩٩) - بَابُ الْهَدْيِ يُسَاقُ مِنْ دُونِ الْمِيقَاتِ (التحفة ٩٩)

باب:٩٩-ہدی کا جانور میقات سے قریب تر مقام سے لے کر جانا

٣١٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ.

٣١٠٢-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہدی قدید کے مقام سے خریدی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے خود اپنا قربانی کا جانور مقام قدید سے خریدا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحج' باب من اشترى الهدي من الطريق' حديث:١٦٩٣) جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہدی کے جانور ذوالحلیفہ سے ساتھ لائے تھے۔ ② قدید ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان میقات کی حدود سے اندر کی طرف واقع ہے۔ (محمد فواد عبدالباقی' حاشیہ سنن ابن ماجہ)

(المعجم ١٠٠) - بَابُ رُكُوبِ الْبُدْنِ (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٠-ہدی کے جانور پر سواری کرنا

٣١٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً. فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ: «ارْكَبْهَا. وَيْحَكَ».

٣١٠٣-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ہدی کا جانور (اونٹ یا اونٹنی) ہانکے لیے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ تو ہدی کا جانور ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔ تیرا بھلا ہو۔''

٣١٠٢- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب اشتراء الهدي، ح:٩٠٧ من حديث يحيى بن يمان به، وقال: "غريب"، وفيه علتان * يحيى بن يمان صدوق عابد يخطىء كثيرًا، وقد تغير(تقريب)، وخالف الثقات في حديثه، والثوري تقدم، ح:١٦٢، وأخرجه البخاري في صحيحه، ح:١٦٩٣ من حديث ابن عمر به موقوفًا، وهو الصحيح.

٣١٠٣- أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح:١٦٨٩ وغيره، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح:١٣٢٢/ ٣٧١ من حديث مالك عن أبي الزناد به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٧٧.

٣١٠٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِبَدَنَةٍ. فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ. قَالَ: «ارْكَبْهَا».

قَالَ: فَرَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي عُنُقِهَا نَعْلٌ.

۳۱۰۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک آدمی ہدی کا جانور لے کر گزرا۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا: یہ ہدی کا جانور ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔''

حضرت انس ؓ نے فرمایا: میں نے اسے نبی ﷺ کی معیت میں اس پر سوار (ہو کر سفر کرتے) دیکھا جب کہ اس (جانور) کے گلے میں (ہدی کے نشان کے طور پر) جوتی بھی موجود تھی۔

فوائد ومسائل: ① ''ہدی'' اس جانور کو کہتے ہیں جو حاجی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے تاکہ قربانی کے دن مکہ یا منیٰ میں ذبح کرے۔ ② قربانی کے جانور پر سواری کرنا اس وقت جائز ہے جب سواری کا اور جانور موجود نہ ہو اور آدمی تھک گیا ہو۔ حضرت جابر ؓ کی ایک روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر اچھے طریقے سے سواری کر جب تو اس (پر سواری کرنے) پر مجبور ہو جائے حتی کہ تجھے سواری کا (اور) جانور مل جائے۔'' (صحیح مسلم' الحج' باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها' حدیث:۱۳۲۴)

(المعجم ١٠١) - بَابٌ: فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ (التحفة ١٠١)

باب:۱۰۱- اگر قربانی کا جانور تھک جائے

(اور حرم تک سفر کے قابل نہ رہے)

٣١٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْباً الْخُزَاعِيَّ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ. ثُمَّ يَقُولُ: «إِذَا عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتاً فَانْحَرْهَا. ثُمَّ

۳۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ذؤیب خزاعی ؓ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ ان کے ساتھ قربانی کے جانور (حرم میں) بھیجا کرتے تھے۔ اور فرما دیا کرتے تھے: ''جب ان میں سے کوئی جانور تھک جائے اور تجھے اس کے مرنے کا خطرہ محسوس ہو تو اسے نحر کر دے' پھر اس کی جوتی اس کے خون میں ڈبو کر اس کے پہلو پر مار۔ تو خود بھی اس (کے

٣١٠٤_ أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ١٦٩٠ من حديث هشام وغيره به.

٣١٠٥_ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالهدي إذا عطب في الطريق، ح: ١٣٢٦/ ٣٧٨ من حديث سعيد به.

اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا. ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهَا. وَلَا تَطْعَمْ مِنْهَا، أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ».

گوشت) میں سے کچھ نہ کھانا اور تیرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی نہ کھائے۔''

فوائد ومسائل: ① اپنے وطن میں رہتے ہوئے کسی کے ہاتھ قربانی کے جانور مکہ بھیج دینا درست ہے۔ اس کا بھی بہت زیادہ ثواب ہے۔ ② ہدی کا جانور راستے میں تھک جائے یا بیمار ہو جائے اور مزید سفر نہ کر سکے تو اسے راستے ہی میں قربان کر دیا جائے۔ ③ نحر سے مراد اونٹ کو قربان کرنے کا معروف طریقہ ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ (الحج ۲۲:۳۶) ''اور قربانی کے اونٹ جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے بنایا ہے' تمھارے لیے ان میں بہت بھلائی ہے' لہٰذا (نحر کے وقت جب) وہ گھٹنا بندھے کھڑے ہوں تو اس حالت میں تم ان پر اللہ کا نام لو۔'' حضرت ابن عباس ؓ [صَوَآفَّ] کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنی [قِيَاماً] کے ہیں' یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحيح البخاري' الحج' باب(۱۱۹) نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح ذبح کرتے تھے۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام ؓ اونٹ کو اسی حالت میں ذبح کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن أبي داود' المناسك' باب كيف تنحر البدن' حديث:۱۷۶۷) حضرت زیاد بن جبیر ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھڑا کر کے باندھ لو' یہی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔'' (صحيح البخاري' الحج' باب نحر الإبل مقيدة' حديث:۱۷۱۳) اونٹ کے علاوہ دیگر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے' یعنی ان کا حلق اور ساتھ کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ ④ جوتی سے نشان لگانے کا مقصد یہ ہے کہ آنے جانے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہدی کا جانور تھا جو عذر کی وجہ سے راستے میں ذبح کر دیا گیا ہے اور وہ اس کا گوشت کھا لیں۔ ⑤ راستے میں ذبح ہونے والی ہدی کا گوشت قربانی کرنے والا نہیں کھا سکتا' نہ اس کے ساتھی کھا سکتے ہیں جبکہ دوسرے عازمین حج یا اس علاقے کے باشندے اس کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں۔

۳۱۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

۳۱۰۶- حضرت ناجیہ (بن کعب بن جندب) خزاعی

۳۱۰۶_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الهدي إذا عطب قبل أن يبلغ، ح: ۱۷۶۲ من حديث هشام به، وقال الترمذي، "حسن صحيح"، ح: ۹۱۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۷۷، وابن حبان، ح: ۹۷۶، ◄◄

وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَ صَاحِبَ بُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ؟ قَالَ: «انْحَرْهُ. وَاغْمِسْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ. ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهُ. وَخَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَلْيَأْكُلُوهُ».

ؓ، جو نبی ﷺ کے اونٹوں کے نگران تھے، ان سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہدی کا جو جانور تھک جائے اس کا کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے ذبح کردو اور اس کی جوتی اس کے خون میں ڈبو کر اس کے پہلو پر مارو۔ پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دو، وہ اسے کھالیں۔“

www.KitaboSunnat.com

(المعجم ١٠٢) - بَابُ [أَجْرِ] بُيُوتِ مَكَّةَ

(التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢- مکہ کے مکان کرائے پر دینا

٣١٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، وَمَا تُدْعَى رِبَاعُ مَكَّةَ إِلَّا السَّوَائِبَ. مَنِ احْتَاجَ سَكَنَ. وَمَنِ اسْتَغْنَى أَسْكَنَ.

٣١٠٧- حضرت علقمہ بن نضلہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے، پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ بھی فوت ہو گئے اور (ان سب کے زمانے میں یہ کیفیت تھی کہ) مکہ کے مکانات وقف کہلاتے تھے۔ جس کو ضرورت ہوتی، ان میں ٹھہرتا اور جس کو ضرورت نہ ہوتی کسی اور کو (ان میں) ٹھہرا دیتا۔

(المعجم ١٠٣) - بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ

(التحفة ١٠٣)

باب:١٠٣- مکہ مکرمہ کی فضیلت

٣١٠٨- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ

٣١٠٨- حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء ؓ سے

◀◀ والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٧، ووافقه الذهبي.

٣١٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٤٨، ٤٩ من حديث عمر بن سعيد به، وصححه البوصيري على شرط مسلم، وضعفه الدميري، وقال: "علقمة بن نضلة لا يصح له صحبة"، وقوله هو الصواب.

٣١٠٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب في فضل مكة، ح: ٣٩٢٥ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٧، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى.

الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنِي عُقَيْلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْحَمْرَاءِ قَالَ لَهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ، وَاقِفٌ بِالْحَزْوَرَةِ يَقُولُ: «وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَيَّ. وَاللهِ لَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ، مَا خَرَجْتُ».

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی اونٹنی پر حزورہ کے مقام پر کھڑے تھے اور فرما رہے تھے: ''قسم ہے اللہ کی! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہترین (اور افضل مقام) ہے۔ اور اللہ کی (ساری) زمین میں سے تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر مجھے تیرے اندر سے نکالا نہ جاتا تو میں (کبھی) نہ نکلتا۔''

فوائد و مسائل: ① مکہ مکرمہ دنیا میں سب سے افضل شہر ہے۔ ② مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے کیونکہ وہاں بیت اللہ شریف واقع ہے جو مسجد نبوی سے افضل مقام ہے۔ ③ مقدس مقامات سے محبت رکھنی چاہیے۔ ④ تاکید کے طور پر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے اگرچہ مخاطب کو کلام کی صحت میں شک نہ ہو تاہم ہر بات میں بلاضرورت قسم کھانا مکروہ ہے۔

٣١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَامَ الْفَتْحِ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ. فَهِيَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يَأْخُذُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ».

٣١٠٩- حضرت صفیہ بنت شیبہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ نے مکہ کو اسی دن حرم (محترم مقام) قرار دے دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ وہ قیامت کے دن تک قابل احترام رہے گا (اس لیے) اس کا درخت نہ کاٹا جائے نہ اس میں شکار کو بھگایا جائے اور وہاں گری پڑی چیز صرف وہی اٹھا سکتا ہے جو اعلان کرنا چاہتا ہو۔''

٣١٠٩- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٤٥١ من حديث يونس بن بكير به مختصرًا، وعلقه في صحيحه، الجنائز، باب الإذخر والحشيش في القبر، ح: ١٣٤٩ * أبان وثقه الجمهور وهو الراجح، ولحديثه شواهد كثيرة جدًا.

فَقَالَ الْعَبَّاسُ: إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَإِنَّهُ لِلْبُيُوتِ وَالْقُبُورِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِلَّا الْإِذْخِرَ».

حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: سوائے اذخر کے۔ وہ مکانوں اور قبروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے اذخر کے۔''

فوائد و مسائل: ① مکہ ہمیشہ سے حرم ہے اور ہمیشہ حرم رہے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے حرم ہونے کا اعلان فرمایا۔ ② بعض احکام ایسے بھی ہیں جو تمام شریعتوں میں برابر قائم رہے ہیں۔ ان میں سے ایک کعبہ شریف کا حج اور حرم مکہ کی حرمت بھی ہے۔ ③ حرم مکہ میں درخت کاٹنا منع ہے۔ ④ حرم کی حدود میں شکار کرنا منع ہے۔ ⑤ اگر جانور حرم کی حد میں داخل ہو جائے تو شکاری کے لیے جائز نہیں کہ اسے حرم کی حد سے نکالنے کی کوشش کرے۔ ⑥ اذخر ایک خاص قسم کی گھاس ہے جو اس علاقے میں کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ ⑦ اذخر گھاس حرم کی حد میں بھی کاٹنا جائز ہے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ سے اذخر کی اجازت طلب کی گئی اور آپ نے اجازت دے دی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول مقبول ﷺ شرعی احکام میں ترمیم کرنے کا حق رکھتے ہیں بلکہ یہ استثنا بھی وحی کے ذریعے سے تھا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم ۵۳:۳، ۴) ''پیغمبر اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے' وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے۔''

٣١١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَابْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ [الْمَخْزُومِيِّ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيمِهَا. فَإِذَا ضَيَّعُوا ذٰلِكَ، هَلَكُوا».

۳۱۱۰- حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ امت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب تک (حرمین کی) اس حرمت کی عظمت کا کماحقہ خیال رکھے گی۔ جب وہ اس فریضے (تعظیم حرمین) کو ضائع کریں گے تو تباہ ہو جائیں گے۔''

(المعجم ١٠٤) - بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ

(التحفة ١٠٤)

باب: ۱۰۴- مدینہ طیبہ کی فضیلت

٣١١٠- **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٧ من حديث يزيد به، وضعفه البوصيري من أجل ابن أبي زياد، انظر، ح: ٥٠٤.

۳۱۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ، كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا».

۳۱۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے ٗ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان مدینے کی طرف اسی طرح سمٹ آئے گا جس طرح سانپ سمٹ کر اپنے بل کی طرف آ جاتا ہے۔“

www.KitaboSunnat.com

فوائد و مسائل: ① مدینے سے محبت کی وجہ سے مومن ہر دور میں اس کی زیارت کا شوق رکھتے ہیں۔ ② قیامت کے قریب جب ساری دنیا میں کفر پھیل جائے گا تو مدینہ میں اس وقت بھی مومن موجود رہیں گے۔

۳۱۱۲- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ، فَلْيَفْعَلْ. فَإِنِّي أَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا».

۳۱۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے ٗ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص یہ کر سکے کہ مدینہ میں مرے تو ضرور یہ کرے۔ جو شخص یہاں فوت ہوگا ٗ میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔“

فوائد و مسائل: ① کسی خاص جگہ پر وفات پانا انسان کے بس میں نہیں لیکن وہ تمنا اور کوشش کر سکتا ہے کہ زندگی کا آخری حصہ مدینے میں گزارے۔ ② مدینے میں فوت ہونا باعث شرف ہے کیونکہ اس کے حق میں نبی اکرم ﷺ شفاعت کریں گے۔ ③ یہ شرف اس شخص کے لیے ہے جس کی موت ایمان کی حالت میں واقع ہو ورنہ منافق اور مشرک کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت نہیں ملے گی اور ان کے حق میں کی گئی شفاعت قبول نہیں ہوگی جیسے عبداللہ بن ابی کے حق میں کی ہوئی شفاعت قبول نہیں ہوئی۔

۳۱۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ

۳۱۱۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے ٗ نبی

۳۱۱۱۔ أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب الإيمان يأرز إلى المدينة، ح: ۱۸۷٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا، وإنه يأرز بين المسجدين، ح: ۱٤۷ عن ابن أبي شيبة به.

۳۱۱۲۔ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل المدينة، ح: ۳۹۱۷ من حديث معاذ به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۳۱، وللحديث شواهد.

۳۱۱۳۔ [صحيح] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن"، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، فضائل ◀◀

عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ [عَبْدِ الرَّحْمٰنِ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ. وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ مَكَّةَ عَلٰى لِسَانِ إِبْرَاهِيمَ. اللّٰهُمَّ وَأَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا».

ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ابراہیم (علیہ السلام) تیرا خلیل اور تیرا نبی تھا۔ اور تو نے ابراہیم کی زبان پر مکہ کو حرم قرار دیا۔ اے اللہ! میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ اور میں اس (مدینے) کے (دونوں طرف کے) سیاہ پتھروں والے قطعات کی درمیانی زمین کو حرم قرار دیتا ہوں۔“

قَالَ أَبُو مَرْوَانَ: لَابَتَيْهَا، حَرَّتَي الْمَدِينَةِ.

ابومروان (حدیث کے راوی) نے کہا: سیاہ پتھروں والے دونوں قطعات سے مراد مدینے کے مذکورہ دونوں قطعات ہیں۔

فوائد ومسائل: ① لَابَہ یا حَرَّہ سے مراد زمین کا ایک ایسا قطعہ ہے جس میں سیاہ رنگ کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ ② مدینہ شریف کے مشرق اور مغرب میں اس قسم کے دو قطعات پائے جاتے ہیں جو مشرقی حرہ اور مغربی حرہ کے نام سے معروف ہیں۔ مشرقی حرہ کا نام ”حرۂ واقم“ اور مغربی حرہ کا نام ”حرۂ وبرہ“ ہے۔ (حاشیہ صحیح مسلم از محمد فؤاد عبدالباقي، الحج، باب فضل المدينة ...... وبيان حدود حرمها) مشرق اور مغرب میں یہ حرم مدینہ کی حد ہیں۔ احد کے شمال میں جبلِ ثور اور مدینہ کے جنوب میں جبلِ عیر حرم مدینہ کی حد ہیں جبکہ احد پہاڑ حرم میں شامل ہے۔

٣١١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ».

۳۱۱۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مدینے والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے اس طرح گھلا دے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① جس طرح مکی حرم کا احترام فرض ہے' اسی طرح مدنی حرم کا احترام بھی فرض ہے۔ ② حرم کی بے حرمتی کرنے والے پر دنیا ہی میں عذاب آ جائے گا۔

◄◄ المدينة، ومسلم، ح: ١٣٧٤ وغيرهما.

٣١١٤_ [إسناده حسن] وله شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ١٣٨٧ وغيره.

٣١١٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مِكْنَفٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أُحُداً جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ وَهُوَ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ. وَعَيْرٌ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ النَّارِ».

۳۱۱۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احد ایسا پہاڑ ہے جسے ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے' اور وہ جنت کے ایک ٹیلے پر ہے۔ اور عیر (پہاڑ) جہنم کے ایک ٹیلے پر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① علامہ زہیر شاویش نے فرمایا: عیر ایک بہت چھوٹا سا پہاڑ ہے جو مدینہ ائیر پورٹ کے قریب واقع ہے۔ ② صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ کی نظر احد پر پڑی تو فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' (صحيح مسلم' الحج' باب فضل المدينة...... و بيان حدود حرمها' حدیث: ۱۳۶۵)

(المعجم ١٠٥) - بَابُ مَالِ الْكَعْبَةِ

(التحفة ١٠٥)

باب: ۱۰۵- کعبہ کے مال کا بیان

٣١١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: بَعَثَ رَجُلٌ مَعِيَ بِدَرَاهِمَ، هَدِيَّةً إِلَى الْبَيْتِ. قَالَ: فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ وَشَيْبَةُ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ. فَنَاوَلْتُهُ إِيَّاهَا. فَقَالَ [لَهُ]: أَلَكَ هٰذِهِ؟ قُلْتُ: لَا. وَلَوْ كَانَتْ لِي، لَمْ آتِكَ بِهَا. قَالَ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ، لَقَدْ جَلَسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَجْلِسَكَ الَّذِي جَلَسْتَ

۳۱۱۶- حضرت شقیق ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ایک شخص نے بیت اللہ کو ہدیہ کرنے کے لیے میرے ہاتھ کچھ درہم بھیجے۔ میں کعبہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت شیبہ ؓ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انھیں وہ (درہم) دے دیے۔ انھوں نے کہا: کیا یہ تمھارے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں' اگر میرے ہوتے تو میں آپ کے پاس نہ لاتا۔ انھوں نے کہا: تم نے یہ بات کہی ہے (تو مجھے بھی ایک بات یاد آ گئی۔) حضرت عمر بن خطاب ؓ (ایک دن) اسی جگہ بیٹھے تھے جہاں تم

٣١١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٥٣٩ من حديث هناد به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لتدليس ابن إسحاق وشيخه عبدالله بن مكنف" وهو واه كما في الكاشف، قلت: وشطره الأول: "إن أحدًا جبل يحبنا ونحبه" صحيح متفق عليه، البخاري، ح: ٤٠٨٣، ٤٠٨٤، ومسلم، ح: ١٣٩٣.

٣١١٦ـ [إسناده ضعيف] ☆ المحاربي عنعن، وحديث البخاري: ١٥٩٤، ٧٢٧٥ يغني عنه.

فِيهِ . فَقَالَ : لَا أَخْرُجُ حَتَّى أَقْسِمَ مَالَ الْكَعْبَةِ بَيْنَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ . قُلْتُ : مَا أَنْتَ فَاعِلٌ . قَالَ : لَأَفْعَلَنَّ . قَالَ : وَلِمَ ذَاكَ؟ قُلْتُ : لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَأَى مَكَانَهُ . وَأَبُو بَكْرٍ . وَهُمَا أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى الْمَالِ . فَلَمْ يُحَرِّكَاهُ . فَقَامَ كَمَا هُوَ ، فَخَرَجَ .

(اب) بیٹھے ہوئے انھوں نے فرمایا: میں (کعبے سے) باہر نہیں جاؤں گا جب تک کعبے کا مال نکال کر غریب مسلمانوں میں تقسیم نہ کر دوں۔ میں نے کہا: آپ یہ کام نہیں کر سکتے۔ انھوں نے فرمایا: میں یہ کام ضرور کروں گا۔ لیکن تم نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ میں نے کہا: اس لیے کہ نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ نے یہ مال یہاں دیکھا تھا اور ان کو اس مال کی آپ سے زیادہ ضرورت تھی‘ ان دونوں نے تو اسے ہلایا بھی نہیں۔ حضرت عمر ؓ اسی طرح کھڑے ہو گئے اور (کعبے سے) باہر تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کے بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۴/۱۰۲‘ ۱۰۳‘ وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد‘ حديث: ۳۱۱۶) ② اسلام سے پہلے لوگ اللہ کی رضا کے لیے کعبے میں سونا چاندی اور نقد رقم بھیجتے تھے۔ اسلام کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس سے کعبہ شریف کے متعلق اخراجات پورے ہوتے تھے اور ضرورت سے زائد مال جمع رہتا تھا۔ (نيل الأوطار: ۶/۳۶) ③ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں کعبے کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا‘ اس کا دروازہ زمین پر بناتا اور اس میں حطیم کا حصہ شامل کر دیتا۔ (صحيح مسلم‘ الحج‘ باب نقض الكعبة وبنائها‘ حديث: ۱۳۳۳) اس لیے حضرت عمر ؓ کی رائے صحیح ہے۔ ممکن ہے انھیں یہ حدیث نہ پہنچی ہو‘ اس لیے حضرت شیبہ ؓ کی رائے کو قبول کر لیا۔ ④ حضرت عمر ؓ کو غریب مسلمانوں کا بہت احساس تھا‘ مسلمان حکمرانوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ⑤ حضرت شیبہ ؓ نے حضرت عمر ؓ کی تجویز کی سختی سے مخالفت کی کیونکہ وہ دلیر اور سچے لوگ تھے اور امیر المومنین تنقید برداشت کرنے والے تھے۔ ⑥ حضرت عمر ؓ کی سیرت کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و عمل سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں اگر محسوس کرتے کہ ان کی رائے غلط ہے تو فوراً رجوع فرما کر صحیح بات تسلیم کر لیتے تھے۔

(المعجم ١٠٦) - بَابُ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ (التحفة ١٠٦)

٣١١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهُ وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ لَهُ، كَتَبَ اللهُ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ، فِيمَا سِوَاهَا. وَكَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ. وَكُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ. وَكُلِّ يَوْمٍ حُمْلَانَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَفِي كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً. وَفِي كُلِّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً».

باب: ١٠٦- مکہ مکرمہ میں رمضان کے روزے رکھنا

٣١١٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو مکہ مکرمہ میں رمضان کا مہینہ آ گیا اور اس نے حسب استطاعت اس کے روزے رکھے اور قیام کیا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے کسی دوسری جگہ گزارے ہوئے ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کا ثواب لکھ دے گا۔ اور اس کے لیے ہر دن کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا' اور ہر دن کے بدلے میں اللہ کی راہ میں ایک سواری کا گھوڑا دینے کا ثواب لکھے گا۔ اور ہر دن کی ایک نیکی اور ہر رات کی ایک نیکی لکھے گا۔''

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ مکہ میں' یعنی خانہ کعبہ میں صرف نماز کی فضیلت ثابت ہے کہ ایک نماز کا ثواب (دیگر مقامات پر پڑھی ہوئی) ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(المعجم ١٠٧) - بَابُ الطَّوَافِ فِي مَطَرٍ (التحفة ١٠٧)

٣١١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَجْلَانَ، قَالَ: طُفْنَا مَعَ أَبِي عِقَالٍ فِي مَطَرٍ. فَلَمَّا قَضَيْنَا طَوَافَنَا، أَتَيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ. فَقَالَ: طُفْتُ

باب: ١٠٧- بارش میں طواف کرنا

٣١١٨- داود بن عجلان سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم نے ابوعقال کے ساتھ بارش میں طواف کیا۔ جب ہم نے طواف مکمل کر لیا تو ہم مقام ابراہیم کے پیچھے آ گئے۔ ابوعقال نے کہا: میں نے حضرت انس بن

٣١١٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبونعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ١٩٦ من حديث عبدالرحيم بن زيد به مختصرًا، وانظر، ح: ٢٧٠٣ لعلته، وضعفه البوصيري.

٣١١٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٣/ ٩٦٠ من حديث داود به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، وضعفه البوصيري * أبوعقال هلال بن زيد متروك كما في التقريب.

www.KitaboSunnat.com

مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي مَطَرٍ. فَلَمَّا قَضَيْنَا الطَّوَافَ، أَتَيْنَا الْمَقَامَ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ لَنَا أَنَسٌ: ائْتَنِفُوا الْعَمَلَ. فَقَدْ غُفِرَ لَكُمْ. هٰكَذَا قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَطُفْنَا مَعَهُ فِي مَطَرٍ.

مالک ؓ کے ہمراہ بارش میں طواف کیا۔ جب ہم نے طواف مکمل کر لیا تو مقام ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھیں۔ تب حضرت انس ؓ نے ہم سے کہا: اب نئے سرے سے اپنے عمل کا حساب سمجھو۔ تمھاری بخشش ہو گئی (پہلے گناہ سب معاف ہو گئے۔) ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارش میں طواف کیا تھا۔

(المعجم ١٠٨) - بَابُ الْحَجِّ مَاشِيًا

(التحفة ١٠٨)

باب: ١٠٨- پیدل چل کر حج کرنا

٣١١٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ [الْأُبُلِّيُّ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حَبِيبٍ الزَّيَّاتِ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مُشَاةً. مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ. وَقَالَ: «ارْبِطُوا أَوْسَاطَكُمْ بِأُزُرِكُمْ» وَمَشَى خِلْطَ الْهَرْوَلَةِ.

٣١١٩- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام ؓ نے مدینہ سے مکہ تک پیدل چل کر حج کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی کمروں پر تہبند اچھی طرح باندھ لو۔ (کمریں کس لو۔'') اور رسول اللہ ﷺ ایسی رفتار سے چلے جس میں کچھ دوڑنا بھی شامل تھا (اتنی تیزی سے چلے کہ دوڑنے کے قریب ہو گئے۔)

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے جبکہ گزشتہ ابواب میں صحیح احادیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے سفر میں اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ اور صحابۂ کرام ؓ نے بھی اپنی سواریوں پر سفر کیا تھا۔

◆

٣١١٩- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٤/ ١٣٩، ح: ٢٥٣٥ عن إسماعيل بن حفص به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤٢، والذهبي، وضعفه البوصيري، وقال: "حمران بن أعين الكوفي قال فيه ابن معين: ليس بشيء، وقال أبوداود: رافضي، وقال النسائي: ليس بثقة"، والصواب مع البوصيري.

قربانی کی لغوی و اصطلاحی تعریف' اس کی مشروعیت اور بعض اہم احکام و مسائل

✱ **لغوی معنی:** اَلْأُضْحِيَّة، لغت میں اس سے مراد وہ جانور ہے جسے ایام عید میں ذبح کیا جاتا ہے۔

✱ **اصطلاحی تعریف:** [هِيَ ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ] (الفقه الإسلامي وأدلته: ۳/۵۹۴) ''قربانی سے مراد قربِ الٰہی کے حصول کے لیے ایک خاص وقت پر ایک مخصوص جانور کو ذبح کرنا ہے۔''

✱ **قربانی کی مشروعیت:** قربانی کا حکم ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ اس کی مشروعیت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر ۱۰۸:۲)

''اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ٔاکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ] (صحيح البخاري' الأضاحي' باب التكبير عند الذبح' حديث: ۵۵۶۵' وصحيح مسلم' الأضاحي' باب استحباب استحسان الضحية.....' حديث: ۱۹۶۶)

”نبی اکرم ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے۔“

* **مشروعیتِ قربانی کی حکمت:** ① قربانی سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر ۲:۱۰۸) ”اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔“

② قربانی ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت کا احیا ہے۔

③ قربانی سے فقراء اور مساکین کی مدد ہو جاتی ہے۔

④ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو ہمارے تابع کر دیا ہے۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کیلئے قربانی کی جانی چاہیے۔

* **قربانی کے بعض اہم احکام:** ① قربانی کے لیے جانور کا (مُسِنَّہ) (دو دانتا) ہونا افضل ہے، یعنی جس کے دودھ کے دانت گر کر نئے دو دانت آ گئے ہوں۔ (صحيح مسلم، الأضاحي، باب سنّ الأضحية، حديث: ١٩٦٣)

② قربانی میں عیب دار، مثلاً: کانا، بیمار، لنگڑا، نہایت لاغر اور کان میں نقص والے جانور کو ذبح نہیں کرنا چاہیے۔ (سنن أبي داود، الأضاحي، مايكره من الضحايا، حديث:٢٨٠٢، وإرواء الغليل: ٣٦١/٤، ٣٦٢)

③ قربانی کا جانور نماز عید کے بعد ذبح کرنا چاہیے ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔

④ جانور کو ذبح کرتے وقت اسے قبلہ رخ کرنا چاہیے۔

⑤ قربانی کے جانور کو خود ذبح کرنا افضل ہے۔

⑥ قربانی کا گوشت خود کھانا، غرباء میں تقسیم کرنا اور اقرباء کو ہدیہ کرنا مستحب ہے۔

⑦ قصاب کو گوشت اور کھال وغیرہ کی شکل میں اجرت نہیں دی جا سکتی۔

⑧ ایک بکرا یا دنبہ پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجه، الأضاحي، باب من ضحى بشاةٍ عن أهله، حديث:٣١٤٧) البتہ حصول ثواب کے لیے مزید جانور ذبح کرنا افضل ہے۔

⑨ قربانی کی نیت کرنے والا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال اور ناخن نہ اتروائے بلکہ قربانی والے دن جانور ذبح کرنے کے بعد اتروائے۔ (صحيح مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه

عشر ذي الحجة......، حديث:١٩٧٧)

⑩ ذبح کرتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے: [إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَاشَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] (مسند أحمد:٣/٣٧٥، وسنن أبي داود، الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، حديث:٢٧٩٥، واللفظ له) دعا میں مذکور الفاظ [عَنْ مُحَمَّدٍ وَ أُمَّتِهٖ] کے بجائے اپنا اور اہل وعیال کا نام لے یا جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہے اس کا نام لے۔

◆

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٦) أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ١٨)

قربانی سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ أَضَاحِيِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ١)

٣١٢٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ. وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ. وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُ بِيَدِهِ، وَاضِعاً قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا.

باب: ۱- اللہ کے رسول ﷺ کی قربانی کا بیان

۳۱۲۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو چتکبرے اور سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی دیا کرتے تھے اور (ذبح کرتے وقت) بسم اللہ اور تکبیر پڑھتے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی گردن پر قدم مبارک رکھ کر اپنے ہاتھ سے انھیں ذبح کرتے دیکھا۔

فوائد و مسائل: ① عیدالاضحیٰ کے موقع پر صاحب استطاعت کو کم از کم ایک بکری، مینڈھا، گائے یا اونٹ کے ایک حصے کی قربانی کرنا ضروری ہے۔ ② ایک سے زیادہ جانوروں کی قربانی بھی جائز بلکہ افضل ہے۔ ③ گھر کے فرد کو اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا چاہیے، تاہم کوئی دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے۔ ④ قربانی کا جانور عمدہ اور خوبصورت ہونا چاہیے۔ ⑤ قربانی کے جانور کو ذبح کرتے وقت درج ذیل حدیث میں مذکور دعا پڑھنا مسنون ہے جس کی تفصیل ابتدا میں گزر چکی ہے۔ ⑥ ذبح کرتے وقت جانور کے جسم پر پاؤں رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جانور قابو میں رہے اور بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔

٣١٢٠ـ أخرجه البخاري، الأضاحي، باب من ذبح الأضاحي بيده، ح:٥٥٥٨، ومسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية، وذبحها مباشرةً بلا توكيل والتسمية والتكبير، ح:١٩٦٦/١٨ من حديث شعبة به.

٣١٢١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ عِيدٍ، بِكَبْشَيْنِ، فَقَالَ: حِينَ وَجَّهَهُمَا: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ. إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ».

٣١٢١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن دو مینڈھے قربان کیے۔ جب انھیں قبلہ رخ کیا تو فرمایا: [إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ' إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ' لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ' اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ] ''میں نے یکسو ہو کر اپنا چہرہ اس اللہ کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں۔ بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔ اے اللہ! یہ جانور تجھی سے ملا اور تیرے ہی لیے قربان کیا۔ محمد (ﷺ) اور ان کی امت کی طرف سے۔''

٣١٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ

٣١٢٢- حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی کرنا چاہتے تو دو بڑے بڑے' موٹے تازے' سینگوں والے' چتکبرے اور خصی مینڈھے خریدتے۔ ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرماتے' یعنی امت کے ہر اس فرد کی طرف سے جو

٣١٢١ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، ح: ٢٧٩٥ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٩ * ابن إسحاق صرح بالسماع، يزيد سمعه من خالد بن أبي عمران عن أبي عياش الزرقي، والزرقي حسن الحديث على الراجح.

٣١٢٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٢٥ عن عبدالرزاق به، وحسنه البوصيري * الثوري عنعن، تقدم، ح: ١٦٢، وله شاهد عند أحمد: ٦/ ٣٩١، ٣٩٢، وإسناده حسن، وكذا رواه وكيع عن سفيان، أحمد: ٦/ ١٣٦.

عَظِيمَيْنِ سَمِينَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ. فَذَبَحَ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ، لِمَنْ شَهِدَ لِلّٰهِ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ. وَذَبَحَ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَعَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

اللہ کی توحید کی گواہی دیتا ہو اور نبی ﷺ کے پیغام پہنچانے (اور رسول ہونے) کی گواہی دیتا ہو۔ اور دوسرا محمد (ﷺ) کی طرف سے' اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کے جانور عمدہ ہونے چاہئیں۔ ② جانور ظاہری شکل وصورت میں بھی اچھا ہونا چاہیے اور موٹا تازہ اور صحت مند بھی۔ ③ خصی جانور کی قربانی درست ہے۔ اسے عیب شمار نہیں کیا جاتا۔ ④ گھر کے تمام افراد کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔ ⑤ کسی اور کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔ ⑥ میت کی طرف سے قربانی کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ نبی ﷺ کے عمومی عمل سے استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ بعض علماء کے نزدیک وہ آپ کا خاصہ ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ۴/۳۵۴) علاوہ ازیں خیر القرون (صحابہ وتابعین کے بہترین ادوار) میں بھی میت کی طرف سے قربانی کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ صرف ایک نقطۂ نظر سے اس کا جواز ہو سکتا ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے' یعنی ایصال ثواب کے طور پر اس کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ۲) - بَابُ الْأَضَاحِيِّ وَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا؟ (التحفة ۲)

باب: ۲- قربانی واجب ہے یا نہیں؟

٣١٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا».

۳۱۲۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس (قربانی کرنے کی) گنجائش ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو اسے چاہیے کہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بظاہر قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن دوسرے دلائل سے اس کا استحباب واستنان معلوم ہوتا ہے' اس لیے محدثین نے ان سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے' یعنی ایک اہم اور مؤکد حکم ہے' فرض نہیں' تاہم استطاعت کے باوجود اس سنتِ مؤکدہ سے گریز کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ ② قربانی مسلمانوں کی اجتماعیت کا مظہر ہے اور اس سے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ ③ قربانی نہ کرنے والا مسلمانوں کی خوشیوں میں شریک ہونے کا حق نہیں رکھتا' تاہم

٣١٢٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢١ من حديث ابن عياش به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٣٢، والذهبي.

www.KitaboSunnat.com

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے نماز عید پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ مقصد اسے تنبیہ کرنا ہے تاکہ وہ قربانی ترک نہ کرے۔

٣١٢٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الضَّحَايَا. أَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ قَالَ: ضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ.

۳۱۲۴- حضرت محمد بن سیرین ؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمان قربانی دیتے رہے اور یہی طریقہ جاری ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ. فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۳۱۲۴-(م) حضرت جبلہ بن سحیم ؒ سے روایت ہے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے یہی سوال کیا اور انھوں نے یہی جواب دیا۔

٣١٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ. قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو رَمْلَةَ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: كُنَّا وُقُوفاً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ، فِي كُلِّ عَامٍ،

۳۱۲۵- حضرت مخنف بن سلیم ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم عرفہ میں نبی ﷺ کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ (واجب) ہے۔''

٣١٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ١٤٧، ١٤٨، ح: ٦٢٦٤ من حديث إسماعيل به، وقال: "لم يرو هٰذا الحديث عن ابن عون إلا إسماعيل بن عياش"، وانظر، ح: ٧٥، ٥٩٥، ٢٣٦١ لعلته * إسماعيل ابن عياش ضعيف في غير رواية الشاميين وهٰذه منها.

٣١٢٤ـ م ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الدليل على أن الأضحية سنة، ح: ١٥٠٦ من حديث الحجاج به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر، ح: ٤٩٦، ٢٥٨٧ لعلته * حجاج بن أرطاة ضعيف مدلس وليس شاميًا.

٣١٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ماجاء في إيجاب الأضاحي، ح: ٢٧٨٨ من حديث عبدالله بن عون به، وحسنه الترمذي، ح: ١٥١٨، وضعفه عبدالحق الإشبيلي، والخطابي وغيرهما * وأبورملة مجهول الحال، جهله ابن القطان وغيره، ويغني عنه حديث النسائي، ح: ٤٢٣٦، وأبي داود، ح: ٢٨٣٠.

أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً» .

أَتَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ؟ هِيَ الَّتِي يُسَمِّيهَا النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ .

کیا تمھیں معلوم ہے کہ عتیرہ کیا ہے؟ وہی جسے لوگ رَجَبِیَّہ کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① کتاب الذبائح کے دوسرے باب میں وارد احادیث میں عتیرہ کی مشروعیت کی نفی کی گئی ہے۔ بعض علماء نے ان دونوں کو اس انداز سے جمع کیا ہے کہ عید کی قربانی واجب ہے اور رجب کی قربانی نفل' یعنی [لَا عَتِيرَةَ] ''کوئی عتیرہ نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ عتیرہ واجب نہیں۔ اور زیر مطالعہ حدیث کا مطلب ہو گا کہ عتیرہ مشروع ہے۔ بہت سے علماء نے عتیرہ کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ② مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن النسائي اور سنن أبي داود کی احادیث اس سے کفایت کرتی ہیں' دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٢٩/٤١٩' ٤٢٠' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حديث:٢٤٨٧)

(المعجم ٣) - بَابُ ثَوَابِ الْأُضْحِيَّةِ

(التحفة ٣)

باب:٣-قربانی کا ثواب

٣١٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [الدِّمَشْقِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُثَنّٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ. وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَشْعَارِهَا. وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَكَانٍ، قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ. فَطِيبُوا بِهَا نَفْساً» .

٣١٢٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کے دن آدم کا بیٹا کوئی ایسا عمل نہیں کرتا جو اللہ کو خون بہانے (جانور کی قربانی کرنے) سے زیادہ محبوب ہو۔ وہ (جانور) قیامت کے دن اپنے سینگوں' کھروں اور بالوں سمیت آئے گا (اور نیکی کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ قربانی کے جانور کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں (قبولیت کا) مقام حاصل کر لیتا ہے' اس لیے خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔''

٣١٢٦- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في فضل الأضحية، ح:١٤٩٣ من حديث عبدالله بن نافع به، وقال: "حسن غريب" ✽ أبوالمثنّى سليمان بن يزيد الكعبي ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣١٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنَا عَائِذُ اللهِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: «سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ» قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ» قَالُوا: فَالصُّوفُ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ».

۳۱۲۷- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تمھارے باپ ابراہیم ؑ کی سنت ہیں۔‘‘ انھوں نے کہا: اس میں ہمارے لیے کیا (ثواب) ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔‘‘ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور اون؟ فرمایا: ’’اون کے بھی ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔‘‘

(المعجم ٤) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ٤)

باب:۴- کون سی قربانی مستحب ہے؟

٣١٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ضَحّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ، يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ.

۳۱۲۸- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے زمینڈھے کی قربانی دی۔ وہ سیاہی میں کھاتا، سیاہی میں چلتا اور سیاہی میں دیکھتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا جانور دیکھنے میں بھی خوبصورت ہونا چاہیے۔ ② ’’نر‘‘ (فَحِيلٌ) سے مراد یہ ہے کہ وہ خصی نہ تھا۔ ③ نر اور خصی دونوں قسم کا جانور قربانی میں دینا جائز ہے۔ ④ سیاہی میں کھانے، چلنے اور

٣١٢٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٦١ من حديث سلام به، وانظر، ح: ١٤٨٥ لحال أبي داود نفيع بن الحارث الأعمٰى، وتلميذه المجاشعي ضعيف (تقريب).

٣١٢٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، ح: ٢٧٩٦ من حديث حفص به، وقال الترمذي، لا نعرفه إلا من حديث حفص"، ح: ١٤٩٦ "حسن صحيح غريب"، ولم أجد تصريح سماعه تقدم، ح: ١١١٤، ولحديثه شاهد عند مسلم، ح: ١٩٦٧ وغيره.

دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا منہ بھی سیاہ تھا‘ اس کے پاؤں بھی کالے تھے‘ اور اس کی آنکھوں کے اردگرد کی جگہ بھی سیاہ تھی۔ اس طرح کا مینڈھا خوبصورت سمجھا جاتا ہے‘ نیز دیکھنے میں بھی خوبصورت اور بھلا لگتا ہے۔

٣١٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ ابْنِ حَلْبَسٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي سَعِيدٍ [الزُّرَقِيِّ]، صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى شِرَاءِ الضَّحَايَا.

٣١٢٩- حضرت یونس بن میسرہ بن حلبس ؒ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی حضرت ابوسعید زرقی ؓ کے ساتھ قربانی کے جانور خریدنے گیا۔

قَالَ يُونُسُ: فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ إِلَى كَبْشٍ أَدْغَمَ، لَيْسَ بِالْمُرْتَفِعِ وَلَا الْمُتَّضِعِ فِي جِسْمِهِ. فَقَالَ لِي: اشْتَرِ لِي هٰذَا. كَأَنَّهُ شَبَّهَهُ بِكَبْشِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

یونس بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید ؓ نے ایک ایسے مینڈھے کی طرف اشارہ کیا جس کے کانوں اور گلے کا کچھ حصہ سیاہ تھا۔ وہ جسمانی طور پر نہ زیادہ اونچا تھا نہ زیادہ پست تھا۔ انھوں نے فرمایا: میرے لیے یہ خرید لو۔ گویا انھوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے مینڈھے کے مشابہ قرار دیا۔

فوائد ومسائل: ① بزرگ آدمی کے ساتھ اس کی ضروریات کے سلسلے میں جانا اس کی خدمت اور احترام میں شامل اور باعثِ ثواب ہے۔ ② قربانی کا جانور بالکل نکما نہیں ہونا چاہیے‘ ہاں‘ البتہ بہت زیادہ قیمتی اور نمایاں نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ③ صحابۂ کرام ؓ یہ کوشش کرتے تھے کہ ان کا ہر عمل رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ممکن حد تک مشابہ ہو‘ اسی لیے امام ابن ماجہ ؒ نے باب کے عنوان میں اسے مستحب قرار دیا ہے۔

٣١٣٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَائِذٍ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يُحَدِّثُ

٣١٣٠- حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن وہ ہے جو ایک رنگ کی دو چادروں پر مشتمل ہو اور بہترین قربانی سینگوں

٣١٢٩- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٤/ ٢٢٤، ح: ٢٢٠٩ عن عبدالرحمن بن إبراهيم دحيم به، وقال البوصيري: "إسناده صحيح ورجاله ثقات".

٣١٣٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب خير الأضحية الكبش، ح: ١٥١٧ من حديث أبي عائذ عفير به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٧٧٨ لعلته.

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ. وَخَيْرُ الضَّحَايَا الْكَبْشُ الأَقْرَنُ».

والا مینڈھا ہے۔"

(المعجم ٥) - **بَابٌ: عَنْ كَمْ تُجْزِئُ الْبَدَنَةُ وَالْبَقَرَةُ** (التحفة ٥)

باب:۵- اونٹ اور گائے (کی قربانی) کتنے افراد کی طرف سے کفایت کر سکتی ہے؟

٣١٣١- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَحَضَرَ الْأَضْحٰى. فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُورِ عَنْ عَشَرَةٍ، وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ.

۳۱۳۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ عید الاضحیٰ آ گئی چنانچہ ہم نے دس دس آدمیوں کی طرف سے ایک ایک اونٹ اور سات سات آدمیوں کی طرف سے ایک ایک گائے مشترکہ طور پر ذبح کی۔

٣١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَحَرْنَا بِالْحُدَيْبِيَةِ، مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

۳۱۳۲- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے حدیبیہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے اور ایک گائے سات افراد کی طرف سے ذبح کی۔

فائدہ: پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں' اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ امام مسلم ؒ نے حضرت جابر ؓ سے متعدد احادیث روایت کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج میں بھی اور عمرے میں بھی سات آدمیوں کو ایک اونٹ میں شریک کیا۔ (صحيح مسلم' الحج' باب جواز الاشتراك في الهدي' وإجزاء البدنة والبقرة كل واحدة منهما عن سبعة' حديث:١٣١٨) لیکن ان دونوں احادیث میں باہم کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ میں دس

٣١٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في الاشتراك في البدنة والبقرة، ح:٩٠٥، وحديث: ١٥٠١ من حديث الحسين به، وقال: "حسن غريب".

٣١٣٢ـ [صحيح] أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي وإجزاء البدنة والبقرة كل واحدة منهما عن سبعة، ح:١٣١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٤٨٦.

آدمیوں کی شرکت کا واقعہ عام قربانی کے موقع کا ہے جب کہ سات آدمیوں کی شرکت کا تعلق حج وعمرہ سے ہے۔ بنابریں حج وعمرہ میں گائے اور اونٹ دونوں میں صرف سات سات افراد ہی شریک ہوں گے' جب کہ عام قربانی میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس (۱۰) افراد شریک ہوسکتے ہیں۔ یہ فرق حدیث سے ثابت ہے۔

٣١٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ.

۳۱۳۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ان ازواج کی طرف سے' جنہوں نے عمرہ ادا کیا تھا' مشترکہ طور پر ایک گائے ذبح کی۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے ہمارے فاضل محقق نے کہا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے: تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني رقم:۱۵۳۷' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۳۱۳۳)

٣١٣٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي حَاضِرٍ الْأَزْدِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَلَّتِ الْإِبِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْحَرُوا الْبَقَرَ.

۳۱۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) اونٹوں کی قلت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے گایوں کو قربان کرنے کا حکم دے دیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف

٣١٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في هدي البقر، ح: ١٧٥١ من حديث الوليد به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٧٧، والحاكم: ١/ ٤٦٧ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * يحيى بن أبي كثير عنعن، وحديث البخاري برقم: ١٧٠٩، ومسلم: ١٢٥/ ١٢١١، ١٣١٩ يغني عنه.

٣١٣٤ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٨٥٥ لحال أبي بكر بن عياش.

سنن أبي داود (مفصل) للألباني تحت الحديث:۳۲۵‘ وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد‘ رقم:۳۱۳۴)

٣١٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ، أَبُو طَاهِرٍ: [أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ]: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ [عَمْرَةَ]، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، بَقَرَةً وَاحِدَةً.

۳۱۳۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں آلِ محمد ﷺ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

(المعجم ٦) - بَاب: كَمْ يُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ عَنِ الْبَدَنَةِ (التحفة ٦)

باب:٦- کتنی بکریاں اونٹ کے برابر ہیں؟

٣١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً. وَأَنَا مُوسِرٌ بِهَا. وَلَا أَجِدُهَا فَأَشْتَرِيَهَا. فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ فَيَذْبَحَهُنَّ.

۳۱۳۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے ذمے ایک اونٹ ہے (میں نے اسے ذبح کرنے کی نذر مانی ہے) اور میں (مالی طور پر) اس کی طاقت بھی رکھتا ہوں لیکن مجھے وہ ملتا نہیں کہ خرید لوں۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ سات بکریاں خرید کر ذبح کر دے۔

٣١٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ،

۳۱۳۷- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

٣١٣٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في هدي البقر، ح: ١٧٥٠ عن ابن السرح المصري به، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٢٩، وإسناده حسن.

٣١٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٢ عن محمد بن بكر به، وله طريق آخر عند البيهقي: ٥/ ١٦٩ عن عطاء به، ولم يصح عنه * وعطاء يدلس كما تقدم، ح: ٦٠٢، وفيه علة أخرٰى.

٣١٣٧ـ أخرجه البخاري، الشركة، باب من عدل عشرة من الغنم بجزور في القسم، ح: ٢٥٠٧، ٥٥٠٦، ٥٥٠٩، ومسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن وسائر العظام، ح: ١٩٦٨ من حديث سفيان الثوري به.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ. وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ. فَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَماً. فَعَجِلَ الْقَوْمُ. فَأَغْلَيْنَا الْقُدُورَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ. فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَأَمَرَ بِهَا. فَأُكْفِئَتْ. ثُمَّ عَدَلَ الْجَزُورَ بِعَشَرَةٍ مِنَ الْغَنَمِ.

تہامہ کے علاقے میں ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے۔ ہمیں (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملیں۔ لوگوں نے جلدی کی۔ (یعنی) ہم نے (غنیمت) تقسیم ہونے سے پہلے (جانور ذبح کر کے) دیگیں پکا لیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے حکم سے ان (دیگوں) کو الٹا دیا گیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا (اور اس کے مطابق مال غنیمت کے جانور تقسیم کیے۔)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ چونکہ اونٹ دس بکریوں کے برابر ہے' لہٰذا اونٹ میں دس آدمی شریک ہو کر قربانی کر سکتے ہیں' لیکن یہ دلیل واضح نہیں کیونکہ ممکن ہے اس وقت اونٹ کم اور بکریاں زیادہ ہونے کی وجہ سے ایک اونٹ کی قیمت دس بکریوں کے برابر شمار کی گئی ہو۔ یا اونٹ عمدہ اور بکریاں دبلی ہونے کی وجہ سے یہ شرح رکھی گئی ہو۔ دیکھیے: (فتح الباري:٩/٥٧٧) اور غنیمت تقسیم کرتے وقت حصوں کی قیمت برابر ہونے کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ ② غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے کوئی مجاہد غنیمت کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ ③ بعض اوقات کسی غلطی پر مالی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ ④ اس حدیث میں ذوالحلیفہ سے مراد وہ مشہور مقام نہیں جو اہل مدینہ کا میقات ہے بلکہ یہ یمن کے علاقے میں ہے۔ (محمد فواد عبدالباقی' حاشیہ سنن ابن ماجہ)

(المعجم ٧) - **بَاب: مَا يُجْزِئُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ** (التحفة ٧)

باب: ۷- کس عمر کے جانور کی قربانی درست ہے؟

٣١٣٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَماً. فَقَسَمَهَا عَلَى أَصْحَابِهِ ضَحَايَا. فَبَقِيَ عَتُودٌ. فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «ضَحِّ بِهِ أَنْتَ».

۳۱۳۸- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کچھ بکریاں دیں جو انھوں نے قربانی کے لیے (رسول اللہ ﷺ کے حکم سے) صحابۂ کرام میں تقسیم کر دیں۔ (ان کے پاس) بکری کا ایک سالہ بچہ (باقی) رہ گیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''اس کی قربانی تم دے دو۔''

٣١٣٨- أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة الشريك الشريك في القسمة وغيرها، ح: ٢٣٠٠ من حديث الليث به، ومسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٥ عن ابن رمح به.

فائدہ: ① حدیث میں عتود کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے: ”جو بچہ خود چرنے چگنے کے قابل ہو جائے اور ماں کا محتاج نہ رہے۔“ ② نواب وحید الزمان خان ؒ نے عتود کے معنی ایک سال کا بکری کا بچہ کیے ہیں۔ (ترجمہ حدیث زیر مطالعہ) ہم نے اپنے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

٣١٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَحْيٰى، مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّينَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ بِلَالٍ بِنْتُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «يَجُوزُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ أُضْحِيَّةً».

۳۱۳۹- حضرت ام بلال بنت ہلال ؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بھیڑ کے جذعہ کی قربانی جائز ہے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی حدیث اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے حسن لغیرہ قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۴/۶۳۲' ۶۳۳)

٣١٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ مُجَاشِعٌ، مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ. فَعَزَّتِ الْغَنَمُ. فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا تُوفِي مِنْهُ الثَّنِيَّةُ».

۳۱۴۰- حضرت عاصم بن کلیب ؒ نے اپنے والد (حضرت کلیب بن شہاب ؒ) سے روایت کی' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام حضرت مجاشع (بن مسعود) ؓ تھا جو کہ قبیلۂ بنو سلیم میں سے تھے۔ (قربانی کے لیے) بکریاں (تقسیم کی گئیں تو) کم پڑ گئیں' چنانچہ انھوں نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”بلاشبہ جَذَعه (ایک سالہ) ثَنِيَّه (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔“

٣١٣٩ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٨ عن أنس بن عياض به * أم محمد والدة محمد بن أبي يحيٰى مقبولة (أي مستورة، مجهولة الحال) كما في التقريب، والحديث الآتي يغني عنه.

٣١٤٠ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يجوز في الضحايا، ح: ٢٧٩٩ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٦، وابن حزم وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① ثَنِیّہ یا مُسِنّہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت ٹوٹ کر دو نئے دانت آ جائیں۔ ② جَذَعہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت نہ ٹوٹے ہوں۔ ③ مذکورہ بالا حدیث اور ام بلال رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث: ''بھیڑ کے جذعے کی قربانی کرو' اس لیے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔'' (مسند أحمد:٦/ ٣٦٨) سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں بھی بھیڑ کا جذعہ قربانی کیا جاسکتا ہے' البتہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت' جو کہ صحیح مسلم (١٩٦٣) میں ہے' کی رو سے مُسِنّہ (دودانتا) جانور قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فتح الباری میں لکھتے ہیں: ''امام نووی رحمہ اللہ نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو افضیلت پر محمول کیا ہے۔'' دیکھیے: (فتح الباري:١/ ٢٠) نیز راجح قول کے مطابق جَذَعہ صرف بھیڑ میں جائز ہے' یعنی دنبہ اور چھترا' دیگر جانوروں کے اس عمر کے بچوں کی قربانی کرنا جائز نہیں۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے اگلی حدیث کے فوائد میں بحث دیکھی جاسکتی ہے۔ ④ شیخ زہیر شاویش لکھتے ہیں: ''بھیڑ بکری اور گائے بیل میں مسنہ وہ ہوتا ہے جو تیسرے سال میں لگ جائے اور اونٹوں میں جو چھٹے سال میں لگ جائے۔ بھیڑ کے جذعے کے متعلق علمائے لغت اور اکثر علماء کا مشہور اور راجح قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ (بھیڑ کا بچہ) ہے جو پورے سال کا ہو جائے۔ امام شوکانی' امام نووی' حافظ ابن حجر رحمہم اللہ اور دیگر علماء نے یہی فرمایا ہے۔ (حاشیہ ضعیف سنن ابن ماجہ) لیکن یہ بات حتمی نہیں' الگ الگ ملکوں کی الگ الگ آب وہوا کی وجہ سے اس میں فرق بھی ہوسکتا ہے' اس لیے اصل اعتبار بکرے' گائے بیل اور اونٹ میں دودانتا ہونا ہے اور دنبے چھترے کا ایک سالہ ہونا۔

٣١٤١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنْبَأَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً. إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

٣١٤١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودانتے کے سوا کوئی جانور (قربانی میں) ذبح نہ کرو' سوائے اس کے کہ تمھارے لیے (دودانتا جانور تلاش کرنا) مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کردو۔''

فائدہ: علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جذعہ سے مراد بھیڑ کا جذعہ ہے' بکری کا جذعہ نہیں۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرلیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گوشت کی بکری ہے۔ (قربانی کی نہیں۔'') انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک بکری کا جذعہ ہے۔ (کیا میں اس کی قربانی دے دوں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قربان کردو لیکن تمھارے سوا کسی

٣١٤١ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٣ من حديث زهير به * وأبوالزبير صرح بالسماع عند أبي عوانة: ٥/ ٢٢٨، ولم يصب من ضعف الحديث.

اور کے لیے درست نہیں۔'' (صحيح البخاري، الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة ((ضح بالجذع من المعز، ولن تجزي عن أحد بعدك)) حديث:٥٥٥٦) علامہ البانی نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت ابوبردہ ؓ کی اس حدیث کی روشنی میں بکری کا جذعہ ذبح کرنے کی اجازت نہیں، البتہ حضرت مجاشع ؓ کی حدیث کی روشنی میں بھیڑ کا جذعہ (ایک سال کا بچہ جس کے دانت نہ ٹوٹے ہوں) جائز ہے۔ اور یہ جواز اس شرط کے ساتھ مشروط نہیں کہ دو دانتا (مسنہ) دستیاب نہ ہو، بلکہ مطلق جائز ہے۔ والله أعلم. (دیکھیے: حاشیہ ضعیف سنن ابن ماجہ، حدیث زیر مطالعہ، نیز حدیث:۳۱۵۴ کا فائدہ)۔

(المعجم ٨) - **بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يُضَحّٰى بِهِ** (التحفة ٨)

باب:۸- جس جانور کی قربانی دینا مکروہ ہے

٣١٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُضَحّٰى بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ أَوْ شَرْقَاءَ أَوْ خَرْقَاءَ أَوْ جَدْعَاءَ.

۳۱۴۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو، یا جس کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو، یا جس کا کان چرا ہوا ہو، یا جس کے کان میں (گول) سوراخ ہو، یا اس کا ہونٹ کٹا ہوا ہو۔

٣١٤٣- حَدَّثَنَا [عُثْمَانُ] بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ.

۳۱۴۳- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھ لیا کریں۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور کے کان سلامت ہونے چاہییں۔ ② آنکھیں دیکھ لینے کا مقصد یہ ہے کہ جانور کی دونوں آنکھیں سلامت ہوں۔ جس کو ایک آنکھ سے نظر نہ آتا ہو، اس کی قربانی

٣١٤٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٤ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي، "حسن صحيح"، ح: ١٤٩٨ وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٤، والذهبي، وللحديث شاهد حسن، انظر الحديث الآتي.

٣١٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ١٥٠٣ من حديث سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم.

درست نہیں۔ ③ قربانی کا اصل مقصد اللہ کے لیے اچھی چیز قربان کرنا ہے' اس لیے بے عیب جانور ذبح کرنا چاہیے۔ گوشت کھانا یا غریبوں کو کھلانا ایک اضافی فائدہ ہے' اصل مقصد نہیں۔ ورنہ آنکھ یا کان کا عیب گوشت کھانے کے مقصد میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

٣١٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ [أَبِي] عَدِيٍّ، وَأَبُو الْوَلِيدِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوزٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: حَدِّثْنِي بِمَا كَرِهَ أَوْ نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِيِّ. فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، هٰكَذَا بِيَدِهِ. وَيَدِي أَقْصَرُ عَنْ يَدِهِ: «أَرْبَعٌ لَا تُجْزِئُ فِي الْأَضَاحِيِّ: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا. وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا. وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلَعُهَا. وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي».

۳۱۴۴- حضرت عبید بن فیروز ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے کہا: مجھے بتایئے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے کس جانور کو ناپسند کیا ہے یا اس سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔ اور میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے کوتاہ ہے۔ (اور فرمایا:) ''قربانی میں چار جانور جائز نہیں: وہ کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو' بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو' لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔''

قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ نَقْصٌ فِي الْأُذُنِ. قَالَ: فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ، فَدَعْهُ. وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ.

عبید نے کہا: میں تو پسند نہیں کرتا کہ اس کے کان میں نقص ہو۔ حضرت براء ؓ نے فرمایا: جو چیز تمھیں پسند نہیں' اسے چھوڑ دو لیکن اسے کسی پر حرام نہ کرو۔

فوائد ومسائل: ① معمولی عیب جو گہری نظر سے دیکھے بغیر محسوس نہ ہو' قربانی میں رکاوٹ نہیں۔ ② [اَلْكَسِيرَة] کی تشریح محمد فواد عبدالباقی نے یوں کی ہے: ''جس کی ٹانگ ٹوٹی ہو اور وہ چلنے سے عاجز ہو۔'' (حاشیہ سنن ابن ماجہ) لیکن یہ صورت لنگڑا ہونے میں شامل ہے۔ نواب وحید الزمان خان نے اس کا ترجمہ ''دبلی'' کیا ہے۔ وہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابن اثیر ؒ نے اگرچہ [اَلْكَسِير اَلْبَيِّنَةُ الْكَسْر] کا وہی مطلب

٣١٤٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٢ من حديث شعبة به، وصححه الترمذي، ح: ١٤٩٧، وابن خزيمة، ح: ٢٩١٢، وابن حبان، ح: ١٠٤٦، ١٠٤٧، والنووي، والحاكم: ١/ ٤٦٧، ٤٦٨، والذهبي، وابن الجارود، ح: ٤٨١، ٩٠٧ وغيرهم.

بیان کیا ہے جو محمد فواد نے لکھا ہے۔ لیکن اس روایت میں [اَلْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي] کے الفاظ ہیں' یہاں یہ معنی درست معلوم نہیں ہوتے۔ ابن اثیر ؒ نے کَسْر کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا ہے "وہ ہڈی جس پر زیادہ گوشت نہ ہو۔" (النهاية، ماده كسر) اس مناسبت سے [كَسِيرَة] کا مطلب "دبلی پتلی (بکری)" زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ③ حضرت براء بن عازب ؓ کی رائے میں کان کٹا یا پھٹا ہوا ہونا ایسا عیب نہیں جو قربانی سے مانع ہو۔

٣١٤٥- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ جُرَيَّ بْنَ كُلَيْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُضَحّٰى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ.

۳۱۴۵- حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جانور کی قربانی دینے سے منع فرمایا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا یا کان کٹا ہوا ہو۔

(المعجم ٩) - بَابُ مَنِ اشْتَرٰى أُضْحِيَّةً صَحِيحَةً فَأَصَابَهَا عِنْدَهُ شَيْءٌ (التحفة ٩)

باب:٩- اگر قربانی کا جانور صحیح سلامت خریدنے کے بعد اس میں عیب پیدا ہو جائے تو؟

٣١٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، أَبُو بَكْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَرَظَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ابْتَعْنَا كَبْشاً نُضَحِّي بِهِ. فَأَصَابَ الذِّئْبُ مِنْ أَلْيَتِهِ وَأُذُنِهِ. فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ. فَأَمَرَنَا أَنْ نُضَحِّيَ بِهِ.

۳۱۴۶- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا۔ بھیڑیا اس کے سرینوں (چوتڑوں) اور کان سے کچھ حصہ کاٹ کر لے گیا۔ ہم نے نبی ﷺ سے (مسئلہ) دریافت کیا تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کی قربانی کر دیں۔

٣١٤٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٥٠٤.

٣١٤٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢ عن الثوري به، وتابعه شعبة عند أحمد: ٣/ ٧٨، ٨٦، وفيه: "سمعه من أبي سعيد محمد؟ قال: لا" وضعفه البوصيري من أجل جابر الجعفي تقدم، ح: ٣٥٦.

(المعجم ١٠) - بَابُ مَنْ ضَحّٰى بِشَاةٍ عَنْ أَهْلِهِ (التحفة ١٠)

٣١٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ صَيَّادٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيكُمْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ، فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ. فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ. ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَ كَمَا تَرٰى.

باب: ١٠- گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرنا

۳۱۴۷- حضرت عطاء بن یسار ؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے سوال کیا: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں تم لوگوں میں قربانیاں کس طرح ہوتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے زمانۂ مبارک میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کر دیا کرتا تھا۔ (اس میں سے) وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ بعد میں لوگ فخر (کے طور پر زیادہ جانور ذبح) کرنے لگے تو وہ حال ہو گیا جو آپ (آج کل) دیکھ رہے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① جن لوگوں کا کھانا پینا اور خرچ وغیرہ مشترک ہو وہ ایک گھر کے افراد ہیں۔ ان کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دینا یا گائے یا اونٹ کا ایک حصہ قربانی دینا کافی ہے۔ ② ایک سے زیادہ قربانیاں کرنا جائز ہیں لیکن تفاخر اور مقابلہ بازی کے انداز سے زیادہ جانور یا قیمتی جانور قربان کرنا قربانی کے اصل مقصد کو ختم کر دیتا ہے اس صورت میں کوئی ثواب نہیں ہوتا۔ ③ کسی بھی نیکی میں نیت کا صحیح ہونا اور دل کا خلوص لازمی شرط ہے۔

٣١٤٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا

۳۱۴۸- حضرت ابوسریحہ (حذیفہ بن اسید غفاری) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے گھر والوں نے مجھے غلط کام پر مجبور کر دیا جبکہ مجھے سنت طریقہ معلوم

٣١٤٧ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل البيت، ح: ١٥٠٥ من حديث الضحاك به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مالك عن عمارة بن صياد به، الموطأ، النسخة الباكستانية، ص: ٤٩٧، والسنن الكبرٰى للبيهقي: ٩/ ٢٦٨ وغيرهما.

٣١٤٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٦٩ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه زائدة، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٢٢٨، والذهبي.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، جَمِيعاً عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ بَيَانٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ: حَمَلَنِي أَهْلِي عَلَى الْجَفَاءِ، بَعْدَمَا عَلِمْتُ مِنَ السُّنَّةِ. كَانَ أَهْلُ الْبَيْتِ يُضَحُّونَ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ. وَالْآنَ يُبَخِّلُنَا جِيرَانُنَا.

ہے۔ ایک گھر والے ایک بکری یا دو بکریاں ذبح کیا کرتے تھے۔ اب تو (اگر ہم ایک بکری کی قربانی دیں تو) ہمارے ہمسائے ہمیں بخیل کہنے لگتے ہیں۔

(المعجم ١١) - بَابٌ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ فِي الْعَشْرِ مِنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ

(التحفة ١١)

باب:١١- جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اُسے (ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں اتارنے چاہئیں

٣١٤٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَلَا بَشَرِهِ شَيْئًا».

٣١٤٩- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ذوالحجہ کا (پہلا) عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے بالوں یا اپنی جلد سے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔“

فائدہ: ہاتھ نہ لگانے کا مطلب یہ ہے کہ بال نہ کاٹے اور جلد سے بال صاف نہ کرے۔ یہ پابندی ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہونے سے عید کے دن قربانی کرنے تک ہے۔

٣١٥٠- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ بَكْرٍ الضَّبِّيُّ، أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ

٣١٥٠- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں (کو کاٹنے) کے قریب بھی نہ جائے۔“

٣١٤٩- أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة، وهو يريد التضحية ... الخ، ح: ١٩٧٧/ ٣٩ من حديث ابن عيينة به.

٣١٥٠- أخرجه مسلم، الأضاحي، الباب السابق، ح: ١٩٧٧/ ٤١ من حديث يحيى بن كثير به.

وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ لَهُ شَعَرًا وَلَا ظُفْرًا».

(المعجم ١٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الْأُضْحِيَّةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- نمازِ عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان

٣١٥١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ، يَوْمَ النَّحْرِ، [يَعْنِي] قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ.

۳۱۵۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے قربانی کے دن نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ (قربانی) کرے۔

فوائد ومسائل: ① نماز سے مراد عید کی نماز ہے۔ حضرت براء ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن نبی ﷺ باہر (عیدگاہ میں) تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز عید ادا فرمائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ’’اس دن ہماری پہلی عبادت یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھیں، پھر (عیدگاہ سے) واپس جا کر جانور ذبح کریں......‘‘ (صحيح البخاري، العيدين، باب استقبال الإمام الناس في خطبة العيد، حديث:٩٧٦) ② عید کی نماز سے پہلے کی گئی قربانی کی حیثیت عام گوشت کی ہے۔ ایسے شخص کو قربانی کا ثواب نہیں ملے گا۔ ③ ثواب کا دارومدار عمل کے سنت کے مطابق ہونے پر ہے۔ ④ کوئی شخص غلطی سے نماز سے پہلے قربانی کر لے تو دوسرا جانور میسر ہونے کی صورت میں اسے نماز عید کے بعد دوسرا جانور قربان کرنا چاہیے۔

٣١٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۱۵۲- حضرت جندب (بن عبداللہ) بجلی ؓ سے

٣١٥١- أخرجه البخاري، العيدين، باب الأكل يوم النحر، ح: ٩٥٤، ٥٥٤٦، ٥٥٤٩، ٥٥٦١، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٢ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣١٥٢- أخرجه البخاري، الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد، ح: ٥٥٦٢ وغيره من حديث الأسود به، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٠/ ٢ب من حديث ابن عيينة به.

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: شَهِدْتُ الْأَضْحٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَذَبَحَ أُنَاسٌ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ ذَبَحَ مِنْكُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلْيُعِدْ أُضْحِيَّتَهُ. وَمَنْ لَا، فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ».

روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عید الاضحیٰ میں حاضر ہوا۔ کچھ لوگوں نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کر لیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کیا' وہ دوبارہ قربانی کرے۔ اور جس نے (پہلے ذبح) نہیں کیا' وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔''

٣١٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عُوَيْمِرِ بْنِ أَشْقَرَ أَنَّهُ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «أَعِدْ أُضْحِيَّتَكَ».

۳۱۵۳- حضرت عویمر بن اشقر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر لیا' پھر نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''دوبارہ قربانی دو۔''

٣١٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَقَالَ غَيْرُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، أَبُو مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِدَارٍ مِنْ دُورِ

۳۱۵۴- حضرت ابو زید (عمرو بن اخطب) انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک گھر کے پاس سے گزرے تو آپ کو گوشت پکنے (یا بھننے) کی خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے جس نے (پہلے ہی) ذبح کر لیا ہے؟'' ہمارا ایک (انصاری) آدمی آپ کی طرف باہر نکلا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں' میں نے نماز (عید) سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر لیا تھا تا کہ اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو کھلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوبارہ ذبح کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا:

٣١٥٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥٤، ٤/ ٣٤١ من حديث يحيٰى به، وسنده منقطع، عباد لم يسمع من عويمر، ولكن لحديثه شواهد، انظر الحديث السابق.

٣١٥٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٧ من حديث عبدالوارث به، وحسنه البوصيري * عمرو بن بُجدان جهله ابن القطان، والذهبي، ووثقه ابن حبان، وقال العجلي وهو معتدل: "بصري تابعي ثقه"، فتعديله راجح.

الْأَنْصَارِ. فَوَجَدَ رِيحَ قُتَارٍ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا الَّذِي ذَبَحَ؟» فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَّا. فَقَالَ: أَنَا. يَا رَسُولَ اللهِ! ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَجِيرَانِي. فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ. فَقَالَ: لَا. وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. مَا عِنْدِي إِلَّا جَذَعٌ أَوْ حَمَلٌ مِنَ الضَّأْنِ. قَالَ: «اِذْبَحْهَا، وَلَنْ يُجْزِئَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میرے پاس تو صرف بھیڑ کا ایک مینا ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’اسی کو ذبح کردے‘ تیرے بعد کسی کی طرف سے جذعہ (قربان کرنا) کافی نہیں ہوگا۔‘‘

فائدہ: مذکورہ روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے مطلق صحیح اور شیخ زبیر حفظہ اللہ نے بھی مطلق سنداً حسن کہا ہے‘ لیکن درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس روایت میں [أَوْ حَمَلٌ مِنَ الضَّأْنِ] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں کیونکہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکورہ جملے کی بجائے [مِنَ الْمَعْزِ] کے الفاظ ہیں۔ علاوہ ازیں مسند احمد کے محققین نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۳۲/۳۴) لہٰذا بھیڑ کا جذعہ (ایک سالہ دنبہ‘ چھترا) مطلق جائز ہے جیسا کہ حدیث ہے: [إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا تُوفِي مِنْهُ الثَّنِيَّةُ] (سنن ابن ماجه‘ الأضاحي‘ باب مايجزئ من الأضاحي‘ حديث: ۳۱۴۰) ’’جذعہ جانور دو دانتے کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔‘‘ تاہم افضلیت دو دانتا جانور قربانی کرنے میں ہے جیسا کہ تفصیل حدیث نمبر: ۳۱۴۰ کے فوائد میں گزر چکی ہے‘ نیز جذعہ (ایک سالہ دنبہ‘ چھترا) صرف بھیڑ کی قسم سے جائز ہے‘ بکری کا جذعہ (ایک سالہ) جائز نہیں۔ والله أعلم.

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا

۳۱۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْبَحُ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ، وَاضِعاً قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهَا.

۳۱۵۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے تھے اور اپ قدم مبارک اس کی گردن پر رکھا ہوا تھا۔

۳۱۵۵_ [صحيح] تقدم، ح: ۳۱۲۰.

فائدہ: قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے، جیسے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے ازواجِ مطہرات ؓ کی طرف سے قربانی دی۔ انھیں تب معلوم ہوا جب گوشت ان کے پاس پہنچا۔ (دیکھیے، حدیث:۲۹۸۱)

٣١٥٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ، مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَبَحَ أُضْحِيَّتَهُ عِنْدَ طَرَفِ الزُّقَاقِ، طَرِيقِ بَنِي زُرَيْقٍ، بِيَدِهِ، بِشَفْرَةٍ.

۳۱۵۶- رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو زریق کے محلے کی طرف جانے والے راستے پر گلی کے کنارے اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے چھری کے ساتھ ذبح کی۔

(المعجم ١٤) - بَابُ جُلُودِ الْأَضَاحِيِّ

(التحفة ١٤)

باب: ۱۴- قربانی کی کھالیں

٣١٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا، لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا لِلْمَسَاكِينِ.

۳۱۵۷- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ آپ کے (قربانی کے) تمام اونٹوں کا گوشت، ان کی کھالیں اور جھولیں غریبوں میں تقسیم کر دیں۔

فائدہ: قربانی کا گوشت کھانا اور کھالیں اپنے استعمال میں لانا اگرچہ جائز ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ غریبوں اور مسکینوں کو دیا جائے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الضَّحَايَا (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- قربانیوں کا گوشت کھانا

٣١٥٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۳۱۵۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

٣١٥٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، انظر، ح: ١١٠١ لعلته.

٣١٥٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٩٩.

٣١٥٨ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٣١ عن محمد بن ميمون أبي النضر الزعفراني به، وقال البوصيري: "هٰذا◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ مِنْ كُلِّ جَزُورٍ بِبَضْعَةٍ. فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ. فَأَكَلُوا مِنَ اللَّحْمِ، وَحَسَوْا مِنَ الْمَرَقِ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہر اونٹ کی ایک ایک بوٹی لے کر ہنڈیا میں ڈالی گئی (اور پکائی گئی۔) تب انھوں نے (رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے) کچھ گوشت کھایا اور کچھ شوربہ پیا۔

(المعجم ١٦) - بَابُ ادِّخَارِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ١٦)

باب:١٦-قربانیوں کا گوشت رکھ چھوڑنا

٣١٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ لِجَهْدِ النَّاسِ. ثُمَّ رَخَّصَ فِيهَا.

٣١٥٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت سنبھال رکھنے سے لوگوں کے فقر و فاقہ کی وجہ سے منع فرمایا تھا' پھر اجازت دے دی۔

٣١٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. فَكُلُوا وَادَّخِرُوا».

٣١٦٠- حضرت نبیشہ (بن عبداللہ ہذلی) ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تم کو قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا۔ اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔“

فوائد و مسائل: ① قربانی کا گوشت استعمال کرتے وقت دوسروں کے حالات کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر زیادہ

◀◀ إسناد صحيح".

٣١٥٩ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم وأسفارهم من الطعام واللحم وغيره، ح: ٥٤٢٣ وغيره، ومسلم، الزهد والرقائق، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٠/ ٢٣ من حديث سفيان به بألفاظ مختلفة، مطولاً ومختصرًا.

٣١٦٠ـ[صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب حبس لحوم الأضاحي، ح: ٢٨١٣ من حديث خالد به، وأصله عند مسلم، ح: ١١٤١ وغيره ﷺ خالد الحذاء سمعه من أبي قلابة كما في صحيح مسلم وغيره.

لوگ ضرورت مند ہوں تو ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ اپنے لیے معمولی مقدار میں رکھا جائے۔ اگر عام لوگ خوش حال ہوں تو حسب خواہش رکھ لیا جائے۔ ② شریعت میں مختلف حالات کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ امام کو چاہیے کہ جیسے حالات ہوں' ان کے مطابق شرعی احکام بیان کرے۔ ③ عوام میں مشہور ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئیں' ایک گھر والوں کے لیے' ایک رشتہ داروں کے لیے' ایک غریبوں اور مسکینوں کے لیے۔ بعض لوگ بالکل برابر تین حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں بلکہ گھر میں حسب ضرورت تھوڑا بہت رکھ کر باقی دوسروں میں تقسیم کیا جائے۔ اس میں غریب رشتہ داروں کو یا اڑوس پڑوس کے غریب لوگوں کو زیادہ اہمیت دی جائے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ الذَّبْحِ بِالْمُصَلّٰى

(التحفة ۱۷)

باب:۱۷-عیدگاہ میں جانور ذبح کرنا

۳۱۶۱- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى.

۳۱۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (قربانی) عیدگاہ میں ذبح کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مُصَلّٰی سے مراد وہ میدان ہے جہاں عیدین اور استسقا وغیرہ کی نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ ② عیدگاہ میں ذبح کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وہاں امیر غریب سب جمع ہوتے ہیں' لہٰذا تقسیم کرنے میں سہولت ہوتی ہے' تاہم عیدگاہ میں ذبح کرنا ضروری نہیں' گھر میں بھی ذبح کیا جا سکتا ہے۔

◆

۳۱۶۱_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الإمام يذبح بالمصلّى، ح: ۲۸۱۱ من حديث أسامة به، وله شواهد عند البخاري وغيره، ح: ۹۸۲، ۱۷۱۰، ۵۵۵۲.

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ذبح کی لغوی واصطلاحی تعریف، اس کی حکمت اور چند ضروری احکام ومسائل

✱ **لغوی معنی:** ذبح کے لغوی معنی کاٹنا اور جانور کی روح نکالنا ہیں۔

✱ **اصطلاحی تعریف:** [ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّقْدُورٍ عَلَيْهِ مُبَاحٌ أُكُلُهٗ بِقَطْعِ الْحُلْقُومِ وَالْمَرِيِّ] (الفقه الإسلامي و أدلّته: ٢٢٨/٣) ”جو جانور انسان کی دسترس میں ہیں اور جن کا کھانا حلال ہے ان کا حلق اور رگیں کاٹنا ذبح کہلاتا ہے۔“

✱ **ذبح اور نحر میں فرق:** ذبح سے مراد حلق اور نرخرے کی رگیں کاٹنا ہے جبکہ نحر سینے کے بالائی حصے لبہ میں چھرا گھونپنے کو کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر اور دوسرے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ نحر اور ذبح کا شرعی طریقہ تفصیلاً آگے آرہا ہے۔

✱ **ذبح کی حکمت:** انسانی صحت کی حفاظت کے لیے ذبح کو مشروع کیا گیا ہے۔ چونکہ خون کے اندر بے شمار مضر صحت جراثیم ہوتے ہیں، اس لیے اس خون کو ذبح کے ذریعے سے بہا دیا جاتا ہے تاکہ یہ مضر صحت جراثیم گوشت کے ساتھ مل کر نقصان نہ پہنچائیں۔

✱ **مشینی ذبیحہ:** یہی وجہ ہے کہ مشینی ذبیحہ جائز نہیں ہے جس میں جھٹکے سے جانور کو ہلاک کر دیا جاتا ہے، اس میں اس کا خون اندر ہی رہتا ہے، باہر نہیں نکلتا۔ بنابریں ذبح کا یہ طریقہ ناجائز اور اس قسم کے ذبیحہ کا

گوشت کھانا بھی حرام ہے۔

٭ ذبح کرنے کا شرعی طریقہ: کوئی بھی جانور ذبح کرنے کے لیے حسبِ ذیل شرائط مدنظر رکھنا ضروری ہیں: ① ذبح کرنے والے کی اہلیت‘ یعنی وہ عاقل (باشعور) مسلم ہو یا کتابی‘ یعنی اس کے والدین اہل کتاب میں سے ہوں۔ ② دوسری شرط آلہ ہے کہ اس آلے کے ساتھ جانور کو ذبح کرنا جائز ہے جو اپنی دھار کے ساتھ خون بہادے لیکن دانت اور ناخن کے ساتھ ذبح کرنا جائز نہیں۔ ③ تیسری شرط گلا کاٹنا ہے‘ گلے سے مراد سانس اور کھانے کی رگیں ہیں‘ نیز ذبح کرنے کی جگہ حلق اور لبہ ہے۔ لبہ سے مراد وہ گڑھا ہے جو گردن کی جڑ اور سینے کے درمیان ہوتا ہے‘ اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے ذبح کرنا جائز نہیں۔ ④ چوتھی شرط اللہ کا نام لینا ہے‘ یعنی ذبح کرنے والا ذبح کرنے کے لیے جب اپنے ہاتھ کو حرکت دے تو وہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھے۔

٭ نحر کرنے کا شرعی طریقہ: اونٹ ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ (الحج۲۲:۳۶) ”اور قربانی کے اونٹ جنھیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے بنایا ہے‘ تمھارے لیے ان میں بہت بھلائی ہے‘ لہٰذا (نحر کے وقت جب) وہ گھٹنا بندھے کھڑے ہوں تو اس حالت میں تم ان پر اللہ کا نام لو۔“

حضرت ابن عباس ؓ [صَوَآفَّ] کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنی [قِيَاماً] کے ہیں‘ یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحيح البخاري‘ الحج‘ باب نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبیٔ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح ذبح کرتے تھے۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام ؓ اونٹ کو اس حالت میں ذبح کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن أبي داود‘ المناسك‘ باب: كيف تنحر البدن‘ حديث: ۱۷۶۷) حضرت زیاد بن جبیر ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے

پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھڑا کر کے باندھ لو، یہی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔'' (صحیح البخاري، الحج، باب نحر الإبل مقیدۃ، حدیث: ۱۷۱۳)

*** ذبح کے متعلق چند ضروری احکام:** ① اگر مادہ جانور کے پیٹ سے ایسا بچہ نمودار ہو جس کی خلقت مکمل ہو چکی تھی تو اس کی ماں کو ذبح کرنے سے وہ بھی حلال ہو جائے گا۔

② اگر ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو ایسا جانور کھانا حلال ہے کیونکہ امت محمدیہ کو بھول چوک معاف ہے۔

③ اگر چھری کی تیزی کی وجہ سے جانور کی گردن علیحدہ ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔

④ ایسا جانور جو چوٹ لگنے، پہاڑ سے گرنے، گلا گھٹنے یا بیماری کی حالت میں مل جائے اور اسے ذبح کر لیا جائے تو اسے کھانا حلال ہے لیکن اگر اس کی روح نکل چکی ہو تو پھر حرام ہے۔

◆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٧) **أَبْوَابُ الذَّبَائِحِ** (التحفة ١٩)

ذبیحہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - **بَابُ الْعَقِيقَةِ** (التحفة ١)

٣١٦٢- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

باب:۱-عقیقہ کا بیان

۳۱۶۲- حضرت ام کرز ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ’’لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقے کے طور پر ذبح کی جائے۔‘‘)

فوائد و مسائل: ① بچے یا بچی کی ولادت پر عقیقہ کرنا سنت ہے۔ یہ اولاد کی نعمت پر اللہ کے شکر کا اظہار ہے تاہم یہ فرض یا واجب نہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ’’جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اگر وہ اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے تو کر لے۔‘‘ (موطأ إمام مالك‘ العقيقة‘ ما جاء في العقيقة‘ حديث:١‘وصحيح سنن أبي داود للألباني‘ ح:٢٨٤٢) ② [مُكَافِئَتَانِ] کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں: (ا) ہم عمر اور ہم جنس۔ (ب) ذبح ہونے میں برابر یعنی دونوں اکٹھی ذبح کی جائیں۔ (مثلاً یہ نہ ہو کہ ایک صبح کو ذبح کی جائے اور دوسری شام کو) (ج) قربانی کے جانور کے برابر۔ حافظ ابن حجر ؒ نے دوسرے قول کو ’’اچھا‘‘ قرار دیا ہے۔ (فتح الباري:۹/۷۳۳)

٣١٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۱۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں

٣١٦٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٥ من حديث سفيان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٩، والحاكم، والذهبي.

٣١٦٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في العقيقة، ح: ١٥١٣ من حديث ابن خثيم به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٨.

حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کے طور پر ذبح کریں۔

٣١٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةً، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَماً، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى».

۳۱۶۴- حضرت سلمان بن عامر ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''بچے کے ساتھ عقیقہ ہے' چنانچہ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کا میل کچیل دور کرو۔''

فوائد ومسائل: ① وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ''عقیقہ'' کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنی: کاٹنا اور شق کرنا ہیں۔ یہ لفظ ہر نوزائیدہ بچے کے ان بالوں پر بھی بولا جاتا ہے جو شکم مادر میں اگے ہوں' اور اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ ② خون بہانے کا مطلب جانور ذبح کرنا ہے۔ ③ میل کچیل دور کرنے کا مطلب سر کے بال اتارنا ہے۔

٣١٦٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ. تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ،

۳۱۶۵- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے گروی ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے (عقیقے کا جانور) ذبح کیا جائے اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔''

٣١٦٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٩ من حديث هشام به، وعلقه البخاري، ح: ٥٤٧١.

٣١٦٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٨ من حديث سعيد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٥٢٢ وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٠، والحاكم: ٤/ ٢٣٧، والذهبي، وعبدالحق الإشبيلي وغيرهم، ورواه شعبة بن الحجاج عن قتادة به عند أحمد وغيره، وحديث الحسن عن سمرة صحيح كما تقدم، ح: ٢١٨٣.

وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ، وَيُسَمَّى».

فوائد ومسائل: ① گروی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گروی چیز حاصل کرنے کے لیے قرض ادا کرنا ضروری ہوتا ہے' اسی طرح بچے سے پوری طرح برکت اور فائدے کا حصول اسی وقت ہوتا ہے جب اس کا عقیقہ کر دیا گیا ہو۔ ② عقیقہ ساتویں دن کیا جاتا ہے۔ اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودھویں یا اکیسویں دن بھی کیا جا سکتا ہے۔ سنن بیہقی کی ایک روایت میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ دیکھیے: (السنن الكبرى للبيهقي' الضحايا' باب ماجاء في وقت العقيقة:٩/٣٠٣) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کے ایک فتوے سے ہوتی ہے۔ (مستدرك الحاكم' الذبائح' حديث:٧٥٩٥) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی ؒ نے اس کو صحیح الجامع الصغیر میں درج کیا ہے' اس لیے کسی مجبوری کی صورت میں اس کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے' تاہم افضل یہی ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔ ③ بچے کے سر کے بال مونڈ کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنی چاہیے' یا اتنی چاندی کی قیمت صدقہ کر دی جائے۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث میں مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کو حضرت حسن ؓ کی ولادت کے موقع پر حکم دیا تھا کہ ان کے سر کے بال اتار کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کریں۔ (جامع الترمذي' الأضاحي' باب العقيقة بشاة' حديث:١٥١٩) اس کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن متعدد اسانید سے روایت ہونے کی وجہ سے اسے حسن (قابل اعتماد) قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے إرواء الغليل:٤/٤٠٢-٤٠٦) ④ نام ساتویں دن رکھنا چاہیے' تاہم اس سے پہلے بھی رکھا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض بچوں کا نام پہلے دن بھی تجویز فرمایا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا' اور کھجور کی گھٹی دی۔ (صحيح البخاري' العقيقة' باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه' وتحنيكه' حديث:٥٤٦٧' وصحيح مسلم' الآداب' باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته ...... وجواز تسميته يوم ولادته......' حديث:٢١٤٤) ظاہر ہے گھٹی پہلے دن ہی دی جاتی ہے۔

٣١٦٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ

۳۱۶۶- حضرت یزید بن عبد مزنی سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے' اور اس کے سر کو خون نہ لگایا جائے۔''

٣١٦٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الأوسط: ١/ ٢٢٣، ح: ٣٣٥ من حديث ابن وهب به، وفيه: "يزيد بن عبدالله المزني عن أبيه"، وهو الصواب، وسنده ضعيف من أجل جهالة يزيد، ولحديثه شاهد عند ابن حبان، ح: ١٠٥٧، وإسناده صحيح، وله شواهد أخرى عند أبي داود وغيره.

مُوسٰى أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ: حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ، وَلَا يُمَسُّ رَأْسُهُ بِدَمٍ».

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں بھی بچے کی طرف سے قربانی کی جاتی تھی اور جانور کا خون بچے کے سر پر لگایا جاتا تھا۔ اسلام نے جتنا کام صحیح تھا اسے قائم رکھا اور جو غلط تھا اس سے منع فرما دیا۔ (صحیح ابن حبان' العقیقة' باب ذکر الأمر لمن عق عن ولده......' حدیث:٥٢٨٤) ② غیر مسلموں کی رسموں پر عمل کرنا جائز نہیں' البتہ کسی چیز کی تائید قرآن وحدیث سے ہو جائے تو اتنا کام کرنا درست ہوگا۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْفَرَعَةِ وَالْعَتِيرَةِ

(التحفة ٢)

باب:٢-فرعہ اور عتیرہ کی قربانی

٣١٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: نَادٰى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ. فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَ. وَبَرُّوا لِلّٰهِ، وَأَطْعِمُوا» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَمَا تَأْمُرُنَا بِهِ؟ قَالَ: «كُلُّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ. حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ، فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ - أُرَاهُ قَالَ - عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ».

٣١٦٧- حضرت نبیشہ (بن عبداللہ ہذلی) ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دے کر (اپنی طرف متوجہ کیا اور) کہا: اے اللہ کے رسول! ہم زمانۂ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نام پر ذبح کرو' چاہے کسی مہینے میں ہو۔ اور اللہ (کی رضا) کے لیے نیکی کرو اور کھانا کھلاؤ۔'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں فرع کے نام سے جانور ذبح کرتے تھے۔ اب ہمیں آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: ''ہر چرنے والے جانوروں (کے ریوڑ) میں فرع (مشروع) ہے' جو تیرے مویشی سے پیدا ہوتی کہ جب وہ بوجھ اٹھانے (یا جفتی) کے قابل ہو جائے تو تو اسے ذبح کر

٣١٦٧ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العتيرة، ح: ٢٨٣٠ من حديث خالد عن أبي قلابة عن أبي المليح عن نبيشة به، وإسناده صحيح، وفي رواية النسائي، "ربما قال عن أبي المليح، وربما ذكر أبا قلابة"، ح: ٤٢٣٦، ٤٢٣٧، يعني الاختلاف من خالد نفسه.

کے اس کا گوشت مسافروں پر صدقہ کر دے' یہی بات بہتر ہے۔''

٣١٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا فَرَعَةَ وَلَا عَتِيرَةَ».

٣١٦٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی فرعہ نہیں اور کوئی عتیرہ نہیں۔''

قَالَ هِشَامٌ، فِي حَدِيثِهِ: وَالْفَرَعَةُ أَوَّلُ النَّتَاجِ. وَالْعَتِيرَةُ الشَّاةُ يَذْبَحُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ فِي رَجَبٍ.

(امام ابن ماجہ کے استاد) حضرت ہشام بن عمار ؒ بیان کرتے ہیں: فرعہ (جانور کا) پہلا بچہ ہوتا تھا اور عتیرہ اس بکری کو کہتے تھے جو گھر والے رجب میں ذبح کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جاہلیت میں بتوں کے نام کی مختلف قربانیاں دی جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک فرعہ بھی ہے۔ لیکن جب قربانی کا حکم ہوا تو اس خاص صفت کا اہتمام کرتے ہوئے قربانی دینا منسوخ ہو گیا' البتہ اللہ کے نام پر حسبِ توفیق جانور ذبح کر کے مسکینوں کو کھلانا ایک نیکی ہے جو منسوخ نہیں' یہ بات یاد رہے کہ شریعت میں ثابت قربانی (عیدالاضحیٰ اور عقیقہ) کے علاوہ کسی اور دن کو خاص کر کے قربانی یا صدقہ دینا درست نہیں۔ ② عتیرہ کی قربانی رجب کے مہینے میں دی جاتی تھی۔ اب وہ بھی منسوخ ہے لیکن دن اور جگہ کی تعیین کے بغیر اللہ کے نام پر حسبِ توفیق جانور ذبح کرنا منسوخ نہیں بلکہ مستحب ہے' صرف وجوب منسوخ ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ٣١٢٥ کے فوائد ومسائل۔

٣١٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي [عُمَرَ] الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا فَرَعَةَ وَلَا عَتِيرَةَ».

٣١٦٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی فرعہ نہیں اور کوئی عتیرہ نہیں۔''

٣١٦٨ـ أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح: ٥٤٧٤ من حديث سفيان به، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ١٩٧٦ عن ابن أبي شيبة به.

٣١٦٩ـ **[صحيح]** وصححه البوصيري، وفيه علة، تقدم، ح: ٢١١٣، والحديث السابق شاهد له.

قَالَ ابْنُ مَاجَه : هٰذَا مِنْ فَرَائِدِ الْعَدَنِيِّ .

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: یہ حدیث عدنی کی نادر حدیثوں میں سے ہے۔

فائدہ: امام ابن ماجہ ؒ کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ صرف اس سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے۔ باقی علماء اسے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن ابوعمر عدنی ؒ امام ابن ماجہ کے استاد ہیں۔

(المعجم ۳) - بَابٌ: إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ (التحفة ۳)

باب: ۳- جب ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو

۳۱۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ. فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ. وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ. وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۳۱۷۰- حضرت شداد بن اوس (بن ثابت) ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھے انداز سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو۔ آدمی کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ نے موذی جانور اور بعض جرائم کا ارتکاب کرنے والے انسان کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ ② قتل اور ذبح میں بھی رحم کو پیش نظر رکھا جا سکتا ہے اور رکھا جانا چاہیے۔ ③ اچھے طریقے سے قتل یہ ہے کہ ایک ضرب سے قتل کیا جائے یا اگر ایک ضرب سے ممکن نہ ہو تو ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے جلد روح پرواز کر جائے۔ ④ سزائے موت کے مستحق کے لیے بہترین طریقہ تلوار سے قتل کرنا ہے۔ ⑤ موذی جانور کو قتل کرنے کے لیے پانی میں ڈبونے یا آگ میں ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑥ اچھے طریقے سے ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے زخمی نہ کیا جائے اور کند چھری سے ذبح نہ کیا جائے نیز پوری طرح روح پرواز کرنے سے پہلے کھال اتارنا شروع نہ کی جائے۔ ⑦ جانور کو آرام پہنچانے کا مطلب کم سے کم تکلیف پہنچانا ہے۔

۳۱۷۰- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة، ح: ۱۹۵۵/۵۷ من حديث عبدالوهاب به.

⑧ ذبح کرنے کا شرعی طریقہ کتاب الذبائح کی ابتدا میں ملاحظہ فرمائیں۔

٣١٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ، وَهُوَ يَجُرُّ شَاةً بِأُذُنِهَا. فَقَالَ: «دَعْ أُذُنَهَا، وَخُذْ بِسَالِفَتِهَا».

۳۱۷۱- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچے لیے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا کان چھوڑ دے۔ گردن سے پکڑ لے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم جانوروں پر رحم کرنے کے احکام کے تحت اس کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے کہ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے اس کو اذیت ہو، مثلاً: بعض لوگ زندہ مرغیوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر الٹا لٹکا لیتے ہیں، اس طرح لے جانے میں انھیں تکلیف ہوتی ہے۔ ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح کرنا بھی رحم کے منافی ہے، البتہ جہاں یہ احتیاط ممکن نہ ہو، وہاں کیا جا سکتا ہے۔

٣١٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، ابْنُ أَخِي حُسَيْنٍ الْجُعْفِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنِي قُرَّةُ بْنُ حَيْوَئِيلَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَدِّ الشِّفَارِ، وَأَنْ تُوَارٰى عَنِ الْبَهَائِمِ. وَقَالَ: «إِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ».

۳۱۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چھری کو تیز کرنے اور جانوروں سے چھپا کر رکھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص ذبح کرے تو جلدی سے ذبح کر ڈالے۔''

٣١٧١- [**إسناده ضعيف جدًا**] وضعفه البوصيري من أجل موسى بن محمد بن إبراهيم، وتقدم، ح: ١٤٣٨، وذكره ابن أبي حاتم في العلل: ٢/ ٢٤١، ح: ٢٢١٤ من حديث عقبة به، وقال أبوحاتم: "هذه أحاديث منكرة كأنها موضوعة، موسى ضعيف الحديث جدًا، وأبوه لم يسمع من جابر ولا أبي سعيد".

٣١٧٢- [**إسناده ضعيف**] وضعفه البوصيري * ابن لهيعة تقدم، ح: ٣٣٠، وفيه علة أخرى، والحديث ضعيف من طريقه.

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت ایک دوسری سند سے بھی نبی ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الذَّبْحِ

(التحفة ٤)

باب:۴-ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا

۳۱۷۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ﴾ [الأنعام: ١٢١] قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ اللهِ فَلَا تَأْكُلُوا. وَمَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ. فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١٢١].

۳۱۷۳-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (انھوں نے یہ آیت پڑھی): ﴿وَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِیٰٓئِهِمْ﴾ ”بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف الہام کرتے ہیں۔“ (پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: (مشرک) لوگ کہتے تھے: جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے وہ نہ کھاؤ' اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے' وہ کھا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے (ان کی تردید میں) یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾ ”جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں سے (کچھ) نہ کھاؤ۔“

فوائد ومسائل: ① یہ بھی دورِ جاہلیت کے غلط رواجوں میں سے ایک رواج تھا کہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ کھاتے تھے۔ اور اس جانور کا گوشت بھی کھا لیتے تھے جس پر اللہ کا نام جان بوجھ کر نہ لیا گیا ہو۔ اور اسے شرعی مسئلہ سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا افْتِرَآءً عَلَیْهِ﴾ (الأنعام ۱۳۸:۶) ”اور کچھ جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے' اللہ کے ذمے جھوٹی بات لگاتے ہوئے۔“ ② آیت مبارکہ کی شانِ نزول میں یہ بھی روایت ہے کہ مشرکین کہتے تھے: مسلمان اپنا مارا ہوا (ذبح شدہ) جانور تو کھا لیتے ہیں' اللہ کا مارا ہوا (مردار) جانور نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اور مسلمانوں کو ان (مشرکین) کے پیدا کردہ شبہات سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ

۳۱۷۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في ذبائح أهل الكتاب، ح: ۲۸۱۸ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن كثير: ۲/ ۱۷۷، الأنعام، الآية: ۲۲۱، وله شاهد ضعيف عند الطبراني في الكبير، ح: ۱۱٦۱٤.

لَمُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام٦:١٢١) ''اگر تم ان کی بات مانو گے تو تم لوگ بھی مشرک ہو جاؤ گے۔'' (جامع الترمذي' التفسير' [باب] ومن سورة الأنعام' حديث:٣٠٦٩) ③ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔ ④ مسلمان کے بارے میں ظاہری طور پر یہی یقین ہوتا ہے کہ اس نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہوگا' لہٰذا خواہ مخواہ شک کرنا مناسب نہیں۔ اہل کتاب کے بارے میں اگر یقین ہو کہ اس نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے' مثلاً: خود ذبح کرتے دیکھا ہو یا کسی قابل اعتماد مسلمان نے دیکھا ہو' تو اہل کتاب کے اس شخص کا ذبح کیا ہوا بھی درست ہے۔ دوسرے غیر مسلموں (ہندو' بدھ' پارسی وغیرہ) کا ذبح کیا ہوا جائز نہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح سنن أبي داود' (مفصل) للألباني' حديث:٢٥٠٩)

٣١٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ قَوْماً قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَّا بِلَحْمٍ، لَا نَدْرِي: ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ قَالَ: «سَمُّوا أَنْتُمْ وَكُلُوا». وَكَانُوا حَدِيثَ عَهْدٍ بِالْكُفْرِ.

۳۱۷۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بعض افراد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں (تو ہم کیا کریں؟) آپ نے فرمایا: ''تم اللہ کا نام لے لو اور کھا لو۔'' یہ لوگ نئے نئے کفر سے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

فائدہ: شبہ کی وجہ یہ تھی کہ یہ نو مسلم افراد شاید یہ مسئلہ نہ جانتے ہوں کہ اللہ کے نام سے ذبح کرنا چاہیے۔ تو بتایا گیا کہ شبہ نہ کرو بلکہ بسم اللہ پڑھ کر کھا لو۔

(المعجم ٥) - بَابُ مَا يُذَكَّى بِهِ (التحفة ٥)

باب:۵- کس چیز سے ذبح کیا جائے؟

٣١٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: ذَبَحْتُ أَرْنَبَيْنِ بِمَرْوَةٍ. فَأَتَيْتُ بِهِمَا النَّبِيَّ ﷺ.

۳۱۷۵- حضرت محمد بن صیفی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دو خرگوش پتھر سے ذبح کیے اور انھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو آپ نے مجھے ان کو کھا لینے کا حکم دیا۔

٣١٧٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ٨٣، ح: ١٩٨٢ من حديث عبدالرحيم به.

٣١٧٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٢ من حديث عاصم به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٩، والحاكم، والذهبي.

فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا .

فوائد ومسائل: ① تیز کنارے والا پتھر جس سے جانور کی کھال کاٹی جا سکے، اس سے ذبح کرنا جائز ہے۔ ② ذبح کرنے کے لیے لوہے کی چھری یا چاقو ہونا ضروری نہیں۔ ③ عوام میں مشہور ہے کہ ذبح صرف اس چھری سے کرنا چاہیے جس کا دستہ لکڑی کا ہو اور اس میں تین کیل لگے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں بے بنیاد ہیں۔ ④ خرگوش حلال ہے، اس کا گوشت کھانا مکروہ نہیں۔

٣١٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ حَاضِرَ ابْنَ مُهَاجِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ ذِئْباً نَيَّبَ فِي شَاةٍ، فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ. فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أَكْلِهَا .

٣١٧٦- حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ کسی بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے (اور اسے زخمی کر دیا) تو مالکوں نے اسے پتھر سے ذبح کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اسے کھا لینے کی اجازت دے دی۔

فائدہ: جو جانور درندے سے زندہ چھڑا لیا جائے، اسے تکبیر کہہ کر ذبح کر لینا چاہیے۔

٣١٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ مُرَيِّ بْنِ قَطَرِيٍّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَصِيدُ الصَّيْدَ فَلَا نَجِدُ سِكِّيناً إِلَّا الظِّرَارَةَ وَشِقَّةَ الْعَصَا. قَالَ: «أَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ» .

٣١٧٧- حضرت عدی بن حاتم طائی ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ شکار کرتے ہیں (بعض اوقات) ہمیں (ذبح کرنے کے لیے) تیز پتھر یا ڈنڈے کی پھچی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہا لو اور اس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لے لو۔“

٣١٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الضحايا، باب إباحة الذبح بالمروة، ح: ٤٤٠٥، ٤٤١٢ من حديث غندر به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١٠٧٦، والحاكم: ٤/ ١١٣، ١١٤، والذهبي * حاضر حسن الحديث على الراجح، وتابعه زيد بن أبي عتاب، سنن البيهقي: ٩/ ٢٥٠ .

٣١٧٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٤ من حديث سماك به، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤٠، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة، والثوري عن سماك به * ومري بن قطري وثقه ابن حبان، والحاكم واختلف قول الذهبي فيه، وتعديله راجح .

فائدہ: ڈنڈے کی کھپچی سے مراد لکڑی کا باریک دھار دار کونے والا ٹکڑا ہے جسے چھری کی طرح استعمال کر کے ذبح کرنا ممکن ہو‘ تاہم رگوں کا کٹ کر خون بہنا شرط ہے تاکہ وہ ذبح ہو‘ کسی چیز کے دباؤ سے گلا گھونٹ کر مارنے میں شمار نہ ہو۔

٣١٧٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَغَازِي، فَلَا يَكُونُ مَعَنَا مُدًى. فَقَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، فَكُلْ. غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفْرِ. فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ، وَالظُّفْرَ مُدَى الْحَبَشَةِ».

٣١٧٨- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جنگوں میں جاتے ہیں اور (مال غنیمت میں ملنے والے جانور ذبح کرنے کے لیے) ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس چیز کے ساتھ خون جاری ہو جائے‘ اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو (اس طرح ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت) کھا لے سوائے دانت اور ناخن کے کیونکہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① لوہے کی چھری کے علاوہ نیزے‘ تلوار اور شیشے کے ٹکڑے وغیرہ سے ذبح کرنا بھی جائز ہے۔ ② اگر ہڈی کا ٹکڑا ٹوٹ کر تیز دھار کی طرح بن گیا ہو اور اس سے ذبح کرنا ممکن ہو‘ تب بھی اس سے ذبح نہیں کرنا چاہیے۔ ③ کسی چھوٹے جانور یا پرندے کو دانت سے گلا کاٹ کر ذبح کر لیا جائے تو یہ ذبح نہیں ہوگا کیونکہ یہ ممنوع ہے۔ ④ اسی طرح ناخن سے خون نکال کر جانور کو بے جان کرنا بھی جائز نہیں۔ ⑤ حبشیوں سے مراد غیر مسلم حبشی ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ان لوگوں کی غالب اکثریت غیر مسلموں پر مشتمل تھی۔ ⑥ غیر مسلموں کے رسم و رواج اور طور طریقوں سے زیادہ سے زیادہ پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ناخن سے ذبح کرنے کی ممانعت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ یہ غیر مسلم حبشیوں کا طریقہ ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ السَّلْخِ (التحفة ٦)

باب:٦- کھال اتارنا

٣١٧٩- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

٣١٧٩- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت

٣١٧٨ـ تقدم، ح: ٣١٣٧ من حديث الثوري (وغيره) عن سعيد بن مسروق به.

٣١٧٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من مس اللحم النيء وغسله، ح: ١٨٥ عن أبي كريب به.

مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ مَيْمُونٍ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ عَطَاءٌ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِغُلَامٍ يَسْلَخُ شَاةً. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَنَحَّ حَتَّى أُرِيَكَ» فَأَدْخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَدَحَسَ بِهَا حَتَّى تَوَارَتْ إِلَى الْإِبِطِ. وَقَالَ: «يَا غُلَامُ! هٰكَذَا فَاسْلَخْ» ثُمَّ مَضٰى وَصَلّٰى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ہے' رسول اللہ ﷺ ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ایک طرف ہو جا' میں تجھے (کھال اتارنا) سکھاتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان رکھا اور اسے زور سے داخل فرمایا حتی کہ بغل تک بازو چھپ گیا۔ فرمایا: ''لڑکے! اس طرح کھال اتار'' پھر آپ چل دیے اور (جا کر) لوگوں کو نماز پڑھائی اور (نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① کوئی کام سکھانے کے لیے عملی نمونہ پیش کرنا بہترین طریقہ ہے۔ ② اگر کوئی نو آموز کسی کام کو اچھی طرح انجام نہ دے رہا ہو تو بزرگوں کو چاہیے کہ اسے ڈانٹنے جھڑکنے کے بجائے خود وہ کام کر کے دکھائیں اور مناسب رہنمائی کریں۔ ③ کھال اتارنے یا گوشت بنانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ④ نماز کے لیے جاتے ہوئے راستے میں اگر چھوٹا موٹا کام کر دیا جائے' جس سے نماز میں تاخیر نہ ہو' تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ (التحفة ٧)

باب: ٧- دودھ والا جانور ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان

٣١٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَنْبَأَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ. فَأَخَذَ الشَّفْرَةَ لِيَذْبَحَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ».

٣١٨٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جانور ذبح کرنے کے ارادے سے چھری پکڑی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''دودھ دینے والا جانور ذبح کرنے سے اجتناب کرنا۔''

٣١٨٠_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك ... الخ، ح: ٢٠٣٨/ ١٤٠ عن ابن أبي شيبة به مطولاً.

فوائد و مسائل: ① مہمان کی مناسب خدمت کرنا مسلمان کی خوبی ہے۔ ② جو گائے بھینس یا بکری وغیرہ دودھ دیتی ہو‘ اسے ذبح کرنے سے یہ فائدہ ختم ہو جاتا ہے جب کہ گوشت دوسرے جانور سے بھی حاصل ہو سکتا ہے‘ اس لیے بہتر یہی ہے کہ دودھ نہ دینے والا جانور ذبح کیا جائے۔

٣١٨١- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ [عُبَيْدِ اللهِ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَلِعُمَرَ: «انْطَلِقَا بِنَا إِلَى الْوَاقِفِيِّ» قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فِي الْقَمَرِ حَتَّى أَتَيْنَا الْحَائِطَ. فَقَالَ: مَرْحَباً وَأَهْلًا. ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ. ثُمَّ جَالَ فِي الْغَنَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ» أَوْ قَالَ: «ذَاتَ الدَّرِّ».

۳۱۸۱- حضرت ابوبکر بن ابو قحافہ ؓ (خلیفہ رسول ﷺ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اور حضرت عمر ؓ سے فرمایا: ”چلو (ہرمی بن عبداللہ بن رفاعہ) واقفی (انصاری ؓ) کے ہاں چلیں۔“ ہم چاند کی چاندنی میں چل کر (ان کے) باغ میں پہنچے۔ انھوں نے خوش آمدید کہا‘ پھر چھری لے کر بکریوں میں چکر لگایا (تاکہ مناسب بکری دیکھ کر ذبح کی جائے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دودھ دینے والی (کو ذبح کرنے) سے پرہیز کرنا۔“

(المعجم ٨) - بَابُ ذَبِيحَةِ الْمَرْأَةِ

(التحفة ٨)

باب:۸- عورت کا ذبح کیا ہوا جانور

(کھانے میں کوئی حرج نہیں)

٣١٨٢- **حَدَّثَنَا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ. فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْساً.

۳۱۸۲- حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پتھر کے ساتھ بکری ذبح کر لی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

فوائد و مسائل: ① عورت کا ذبح کرنا مکروہ نہیں۔ ② تیز نوک یا دھار والے پتھر سے ذبح کرنا درست ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ ذَكَاةِ النَّادِّ مِنَ الْبَهَائِمِ

(التحفة ٩)

باب:۹- بھاگ نکلنے والے جانور کو ذبح کرنے کا طریقہ

٣١٨١ـ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٦٠٩ لحال يحيى بن عبيدالله، وفيه علة أخرى.

٣١٨٢ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ذبيحة المرأة والأمة، ح: ٥٥٠٤ من حديث عبدة به.

٣١٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَنَدَّ بَعِيرٌ. فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ أَحْسِبُهُ قَالَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ. فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا».

۳۱۸۳- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک سفر میں ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ ایک آدمی نے اس پر تیر چلا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان (مویشیوں) میں کچھ بھاگ نکلنے والے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور (انسان سے دور) بھاگتے ہیں لہٰذا ان میں سے جو تم پر غالب آ جائے (قابو نہ آئے) اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① بھاگنے سے مراد مالک سے چھوٹ کر بھاگ جانا ہے کہ اس پر قابو پانا مشکل ہو۔ ② بھاگے ہوئے بے قابو جانور کو دور سے تیر یا نیزہ وغیرہ (تکبیر کہہ کر) مارا جائے تو اس کا حکم شکار کا ہو جاتا ہے یعنی اگر اس تک لوگوں کے پہنچنے سے پہلے اس کی جان نکل جائے تو وہ ذبیحہ کے حکم میں ہے۔ اور اگر لوگوں کے پہنچنے تک زندہ ہو تو باقاعدہ تکبیر پڑھ کر ذبح یا نحر کیا جائے۔

٣١٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ؟ قَالَ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَكَ».

۳۱۸۴- حضرت ابو العشراء (اسامہ بن مالک) رحمہ اللہ اپنے والد (مالک بن قہطم) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا ذبح صرف حلق اور گردن ہی سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو اس کی ران میں نیزہ مار دے تب بھی کافی ہوگا۔“

(المعجم ١٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ وَعَنِ الْمُثْلَةِ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- جانور کو باندھ کر قتل کرنے اور ان کی شکل بگاڑنے کی ممانعت کا بیان

٣١٨٣ـ تقدم، ح: ٣١٣٧ من حديث الثوري (وغيره) عن سعيد بن مسروق به.

٣١٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في ذبيحة المتردية، ح: ٢٨٢٥ من حديث حماد به، وقال الترمذي: "غريب"، ح: ١٤٨١، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٠٧ * أبوالعُشَرَاء حسن الحديث، ولكن قال البخاري: "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي: ٤/ ٣٤.

٣١٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُمَثَّلَ بِالْبَهَائِمِ.

٣١٨٥- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جانوروں کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٣١٨٦- [حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ].

٣١٨٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے (نشانہ بازی کے لیے) جانور کو باندھنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانوروں کو بلاوجہ ظلم وستم کا نشانہ بنانے کے مترادف ہے جو ایک مسلمان کی رحم دلی کے منافی ہے۔ ② ذبح کرنے کے بجائے قتل کرنے سے جانور مردار میں شامل ہو جاتا ہے جو غذا کو ضائع کرنے کا ایک برا طریقہ ہے۔ اور غذا کو ضائع کرنا گناہ ہے۔ ③ تیراندازی کی مشق کے نتیجے میں اس جانور کی کھال بھی ناقابل استعمال ہو جاتی ہے۔ یہ بھی مال کو ضائع کرنا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

٣١٨٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا».

٣١٨٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں روح موجود ہو اسے (مشق کے لیے تیروں وغیرہ کا) نشانہ نہ بناؤ“

٣١٨٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣١٧١ للكلام عليه.

٣١٨٦ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٣، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٦ من حديث شعبة به.

٣١٨٧ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في كراهية أكل المصبورة، ح: ١٤٧٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وفيه علتان، ح: ١٦٢، ١٧١، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٩٥٧، وغيره، وبه صح الحديث.

٣١٨٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ : أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا .

٣١٨٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کسی جانور کو باندھ کر قتل کیا جائے۔

فائدہ: اس کا مفہوم بھی مذکورہ بالا حدیث کے مطابق ہے۔ ذبح کرنے کے لیے اس کی ٹانگیں باندھنا تاکہ بے قابو نہ ہو جائے، اس ممانعت میں شامل نہیں۔

(المعجم ١١) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ١١)

باب: ١١- نجاست خور جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان

٣١٨٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا .

٣١٨٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نجاست کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو گندگی کا اس حد تک عادی ہو جائے کہ اس کا گوشت اور دودھ اس سے متاثر ہو جائے۔ ② بعض علماء کے نزدیک اگر ایسے جانور کو باندھ کر رکھا جائے اور پاک صاف غذا کھلائی جائے حتی کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو یہ جانور جلالہ کی صفت سے نکل جاتا ہے، لہٰذا اس کا گوشت کھانا اور دودھ پینا جائز ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو) طبع دارالسلام) حدیث: ٣٧٨٧ کے فوائد)

(المعجم ١٢) - بَابُ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ١٢)

باب: ١٢- گھوڑوں کا گوشت

٣١٨٨ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٩ من حديث ابن جريج به .

٣١٨٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب النهي عن أكل الجلالة وألبانها، ح: ٣٧٨٥ من حديث ابن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه، ولا سماع ابن أبي نجيح من مجاهد، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه أبوداود، ح: ٣٧٨٧ وغيره .

٣١٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۳۱۹۰- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم نے اپنا گھوڑا ذبح کر کے اس کا گوشت کھایا۔

٣١٩١- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: أَكَلْنَا، زَمَنَ خَيْبَرَ، الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ.

۳۱۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے غزوۂ خیبر کے زمانے میں گھوڑوں اور جنگلی گدھوں کا گوشت کھایا۔

فوائد و مسائل: ① جنگلی گدھے کو گورخر بھی کہتے ہیں۔ (اس کی وضاحت کے لیے دیکھیے: حدیث: ۳۰۹۰ کا فائدہ نمبر:۱) ② عام گدھا حمار أهلي (پالتو گدھا) کہلاتا ہے۔ یہ حرام ہے جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔ ③ بعض علماء نے گھوڑے کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل ١٦:٨) ''اور (اللہ نے تمھارے لیے) گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کیے) تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ تمھاری) زینت (ہوں۔)'' یہاں کھانے کا ذکر نہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ ایک فائدے کے ذکر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا دوسرا کوئی فائدہ نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو طبع دارالسلام) حدیث: ۳۷۹۰ کے فوائد)

(المعجم ١٣) - بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- پالتو گدھوں کا گوشت

٣١٩٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۱۹۲- حضرت ابواسحاق (سلیمان بن ابی سلیمان)

٣١٩٠ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب النحر والذبح، ح: ٥٥١٠ـ٥٥١٢، وحديث: ٥٥١٩ من حديث هشام به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤٢ من حديث وكيع به.

٣١٩١ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤١/ ٣٧ من حديث أبي عاصم به.

٣١٩٢ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ٣١٥٥، وحديث: ٤٢٢٠ من حديث الشيباني به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٣٧ من حديث علي بن مسهر به.

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ: أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ، يَوْمَ خَيْبَرَ، وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ أَصَابَ الْقَوْمُ حُمُرًا خَارِجاً مِنَ الْمَدِينَةِ. فَنَحَرْنَاهَا. وَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي، إِذْ نَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا. فَأَكْفَأْنَاهَا.

شیبانی ؒ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے پالتو گدھوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: جنگ خیبر کے موقع پر جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے' ہمیں (خوراک کی قلت کی وجہ سے) بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ ساتھیوں کو شہر سے باہر کچھ گدھے ہاتھ لگ گئے۔ ہم نے انھیں ذبح کر لیا۔ ہماری دیگیں ابل رہی تھیں کہ نبی ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا: دیگیں الٹا دو اور گدھوں کا گوشت بالکل نہ کھاؤ' چنانچہ ہم نے وہ (دیگیں) الٹ دیں۔

فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى: حَرَّمَهَا تَحْرِيماً؟ قَالَ: تَحَدَّثْنَا أَنَّمَا حَرَّمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَتَّةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

ابو اسحاق ؒ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے انھیں بالکل حرام کر دیا؟ انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (صحابۂ کرام) یہ باتیں کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں قطعی طور پر حرام کر دیا کیونکہ وہ نجاست کھاتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① گدھے کا گوشت حرام ہے۔ ② خیبر میں ان سے ممانعت کی ایک وجہ وہ بھی ہو سکتی ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے' تاہم اگلی حدیث میں اشارہ ہے کہ یہ حرمت وقتی نہیں' قطعی ہے۔ ③ اگر غلطی سے حرام گوشت پکا لیا جائے تو معلوم ہونے پر اسے ضائع کر دینا چاہیے۔ واللہ أعلم.

٣١٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ جَابِرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَرَّمَ أَشْيَاءَ. حَتّٰى ذَكَرَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ.

٣١٩٣- حضرت مقدام بن معدی کرب کندی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد اشیاء کی حرمت بیان فرمائی حتی کہ پالتو گدھوں کا بھی ذکر فرمایا۔

٣١٩٣_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ عن زيد بن الحباب به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ١٢.

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دوسری ممنوع اشیاء ہمیشہ کے لیے حرام ہیں' اسی طرح گدھا بھی حرام ہے جیسے کہ حدیث: ۳۱۹۶ میں اسے ''ناپاک'' قرار دیا گیا ہے۔

۳۱۹٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُلْقَى لُحُومُ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيئَةً وَنَضِيجَةً، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِهِ بَعْدُ.

۳۱۹۴- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پالتو گدھوں کا کچا اور پکا ہوا (دونوں طرح کا) گوشت پھینک دینے کا حکم دیا' پھر اس کے بعد (کبھی) اس (کو کھانے) کا حکم نہیں دیا۔

۳۱۹٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ خَيْبَرَ. فَأَمْسَى النَّاسُ قَدْ أَوْقَدُوا النِّيرَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَامَ تُوقِدُونَ؟» قَالُوا: عَلٰى لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. فَقَالَ: «أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَاكْسِرُوهَا» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَوْ نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ ذَاكَ».

۳۱۹۵- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں خیبر کی جنگ لڑی۔ شام کو لوگوں نے (جگہ جگہ) آگ روشن کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کس چیز (کو پکانے) کے لیے آگ جلا رہے ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کے گوشت کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ''ان (برتنوں) میں جو کچھ ہے گرا دو' اور ان (برتنوں) کو توڑ دو۔'' ایک آدمی نے کہا: یا (اگر آپ اجازت دیں تو) ہم ان کے اندر جو کچھ ہے گرا دیں اور ان برتنوں کو دھو لیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یا ایسے کر لو۔''

فوائد ومسائل: ① غلط کام کی اطلاع ملتے ہی سختی سے روک تھام کرنی چاہیے۔ ② امام اور قائد یا عالم کو اپنے متبعین کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے۔ ③ حرام چیز برتن میں ڈالنے یا پکانے سے برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔ ④ ناپاک برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

۳۱۹٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٦، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح: ١٩٣٨/ ٣١ من حديث عاصم به.

۳۱۹٥ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب آنية المجوس والميتة، ح: ٥٤٩٧ وغيره، ومسلم، الجهاد، باب غزوة خيبر، ح: ١٨٠٢ بعد، حديث: ١٣٦٥ من حديث يزيد به.

٣١٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مُنَادِيَ النَّبِيِّ ﷺ نَادٰى: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

۳۱۹۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) تمھیں پالتو گدھوں کے گوشت (کے کھانے) سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ لُحُومِ الْبِغَالِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- خچر کا گوشت

٣١٩٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ وَ مَعْمَرٌ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ. قُلْتُ: فَالْبِغَالُ؟ قَالَ: لَا.

۳۱۹۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم گھوڑوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ (عطاء ؒ فرماتے ہیں:) میں نے کہا: خچروں کا (کیا حکم ہے؟) انھوں نے فرمایا: نہیں (ہم ان کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔)

فوائد ومسائل: ① خچر کا گوشت کھانا منع ہے۔ ② خچر کی پیدائش گدھے اور گھوڑی کے اختلاط سے ہوتی ہے۔ گدھا حرام ہے اور گھوڑی حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک چیز میں حلت کا پہلو بھی موجود ہو اور حرمت کا بھی تو حرمت کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوگی اور وہ چیز حرام ہوگی۔

٣١٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى:

۳۱۹۸- حضرت خالد بن ولید ؓ سے روایت ہے

٣١٩٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب التكبير عند الحرب، ح: ٢٩٩١ من حديث أيوب به.

٣١٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيد والذبائح، تحريم أكل لحوم الخيل، ح: ٤٣٣٨ من حديث سفيان به.

٣١٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل لحوم الخيل، ح: ٣٧٩٠ من حديث بقية به * صالح بن يحيٰى لين (تقريب)، وقال البخاري: فيه نظر، ويحيى بن المقدام مستور، والحديث ضعفه موسى بن هارون الحافظ، والبيهقي وغيرهما.

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ** (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- پیٹ کے بچے کا ذبح ہونا اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی ہے

٣١٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَنِينِ. فَقَالَ: «كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ. فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ».

۳۱۹۹- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ”ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (ذبح ہونے والے مادہ جانور کے) پیٹ کے بچے کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: سَمِعْتُ الْكَوْسَجَ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: فِي قَوْلِهِمْ: فِي الذَّكَاةِ لَا يُقْضَى بِهَا مَذِمَّةٌ. قَالَ: مَذِمَّةٌ بِكَسْرِ الذَّالِ مِنَ الذِّمَامِ. وَبِفَتْحِ الذَّالِ مِنَ الذَّمِّ.

امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ) کہتے ہیں: میں نے کوسج اسحاق بن منصور کو ذبح کے متعلق کہتے ہوئے سنا: (جو ماں کے ذبح کرنے سے پیٹ کے بچے کے ذبح ہونے کے قائل نہیں ہیں ان کا کہنا ہے) ماں کے ذبح ہونے سے جنین کے ذبح ہونے کا حق ادا نہیں ہوتا۔ (اسحاق نے) کہا مَذِمّۃ ذال کے کسرہ کے ساتھ ذِمام (حق وحرمت) سے اور ذال کے فتحہ کے ساتھ ذَمّ (مزمت) سے ماخوذ ہے، یعنی مذکورہ عبارت میں لفظ مَذِمّۃ حق وحرمت کے معنی میں ہے نہ کہ مذمت کے معنی میں۔

٣١٩٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ماجاء في ذكاة الجنين، ح: ٢٨٢٧ من حديث مجالد به، وحسنه الترمذي، ح: ١٤٧٦، والبغوي ※ مجالد تقدم، ح: ١١، وتابعه يونس بن أبي إسحاق عند أحمد وغيره، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٧، وله طرق أخرٰى.

فوائد ومسائل: ① پیدائش سے پہلے بچے کی زندگی اور موت ماں کی زندگی اور موت کے تابع ہوتی ہے' اس لیے ماں کو ذبح کرنا گویا بچے کو بھی ذبح کرنا ہے۔ ② بعض علماء نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس بچے کو بھی اس کی ماں کی طرح ذبح کیا جائے لیکن اس قول پر دل مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ بچہ اگر زندہ برآمد ہو تو اس کے بارے میں شک نہیں ہو سکتا کہ اسے ذبح کرنا ہی چاہیے۔ شک تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ماں کے ذبح کرنے سے وہ بھی جان دے دے۔ اسی کے بارے میں سوال کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی اجازت دے دی۔ واللہ أعلم.

◆

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

صید (شکار) کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس کی مشروعیت

✸ **لغوی معنی:** [اَلصَّیُد] صَادَ یَصِیدُ سے مصدر ہے۔ صَادَ کا مطلب ہے: پکڑنا، حاصل کرنا۔

✸ **اصطلاحی تعریف:** [هُوَ أَخذُ مُبَاحٍ أَكْلُهُ غَيْرُ مَقْدُورٍ عَلَيْهِ مِنْ وَّحْشٍ أَوْ طَيْرٍ أَوْ حَيَوَانِ بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ بِقَصْدٍ] ''خشکی یا سمندر کے ایسے وحشی جانور یا پرندے کو ارادتاً پکڑنا یا شکار کرنا جو انسانوں کے دسترس میں نہ ہو اور جس کا کھانا حلال ہو۔''

✸ **شکار کی مشروعیت:** شکار کرنا قرآن و سنت کے دلائل سے ثابت ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المآئدة ۵:۲)

''اور جب احرام سے حلال ہو جاؤ (احرام کھول دو) تو شکار کر سکتے ہو۔''

رسول اکرم ﷺ شکار کی حلت کے بارے میں فرماتے ہیں:

[وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ، ثُمَّ كُلْ] (صحيح البخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التَّصَيُّد، حديث: ۵۴۸۸)

''اور جو تو سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرے، اس پر اللہ کا نام ذکر کر، پھر کھالے۔''

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٨) أَبْوَابُ الصَّيْدِ (التحفة ٢٠)

شکار سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ قَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ (التحفة ١)

باب:١- شکار یا کھیتی (کی رکھوالی) کے کتے کے سوا تمام کتے قتل کرنا

٣٢٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفاً يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا لَهُمْ وَلِلْكِلَابِ؟» ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ.

٣٢٠٠- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: ”ان لوگوں کو کتوں سے کیا تعلق؟“ پھر (بعد میں) شکاری کتا رکھنے کی اجازت دے دی۔

٣٢٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفاً عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. ثُمَّ قَالَ: «مَا لَهُمْ وَلِلْكِلَابِ؟» ثُمَّ رَخَّصَ لَهُمْ

٣٢٠١- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا: ”ان لوگوں کو کتوں سے کیا تعلق؟“ پھر انھیں کھیتی اور باغ (کی رکھوالی) کے کتے کی اجازت دے دی۔

٣٢٠٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٥، انظر الحديث الآتي.

٣٢٠١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

فِي كَلْبِ الزَّرْعِ وَكَلْبِ الْعِينِ.

قَالَ بُنْدَارٌ: اَلْعِينُ حِيطَانُ الْمَدِينَةِ.

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد محمد بن بشار) بندار نے فرمایا: ''عین'' سے مراد مدینہ کے باغات ہیں۔

٣٢٠٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

۳۲۰۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے قتل کرنے کا حکم دیا۔

٣٢٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، رَافِعاً صَوْتَهُ، يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ. إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

۳۲۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز کے ساتھ کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیتے سنا' چنانچہ شکار یا مویشیوں کے کتے کے سوا تمام کتے قتل کر دیے جاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حلال جانوروں کا شکار کرنا جائز ہے۔ ② شکار میں کتوں سے مدد لینا جائز ہے۔ ③ جائز مقصد کے لیے کتے پالنا جائز ہے۔ ④ احادیث میں دو جائز مقصد مذکور ہیں: شکار کرنا' کھیت' باغ یا مویشیوں کی حفاظت۔ بعد میں کتوں کے جائز استعمال کی اور بھی صورتیں سامنے آئی ہیں' مثلاً: مجرموں کا کھوج لگانا' یا نابینا آدمی کی رہنمائی کرنا وغیرہ۔ اگر مستقبل میں جائز مقصد کے لیے کوئی اور فائدہ بھی سامنے آیا تو اس مقصد کے لیے بھی کتا پالنا شرعاً جائز ہوگا۔ ⑤ محض دل لگی کے لیے شوق کے طور پر کتے پالنا اور گھروں میں رکھنا شرعاً ممنوع ہے' جیسے اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

(التحفة ٢)

باب: ۲- شکار' کھیتی یا مویشیوں کے کتے کے سوا کوئی کتا رکھنا منع ہے

٣٢٠٢ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ... الخ، ح: ٣٣٢٣، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، وبيان نسخه، وبيان تحريم اقتنائها ... الخ، ح: ١٥٧٠/ ٤٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ٢/ ٩٦٩.

٣٢٠٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيد والذبائح، الأمر بقتل الكلاب، ح: ٤٢٨٣ من حديث ابن وهب به.

٣٢٠٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ، كُلَّ يَوْمٍ، قِيرَاطٌ. إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ».

۳۲۰۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کتا رکھا‘ اس کے عملوں سے روزانہ ایک قیراط (ثواب) کم ہو جائے گا‘ سوائے اس کے کہ کھیتی یا مویشیوں (کی حفاظت) کا کتا ہو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ممنوع کام کے ارتکاب کی سزا یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلے سے کیے ہوئے نیک کاموں کا ثواب ضائع ہو جائے۔ ② قیراط ایک چھوٹا سا وزن ہے جو ایک ماشہ یا اس سے کم ہوتا ہے جبکہ نبی ﷺ نے جنازے میں شرکت کی ترغیب میں اس کی مقدار اُحد پہاڑ کے برابر بیان فرمائی ہے۔ اس حدیث میں مذکور قیراط سے کیا مراد ہے، اس کی بابت رسول اللہ ﷺ سے وضاحت نہیں ملتی‘ لہٰذا اس سے کوئی سا بھی وزن مراد لے لیا جائے ایک مسلمان کے لیے باعث حسرت وندامت ہے کہ روزانہ اس کے اجر وثواب سے اُحد پہاڑ کے برابر یا ایک قیراط معروف وزن کے برابر ثواب کم کر دیا جائے۔ واللہ أعلم۔

٣٢٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي شِهَابٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ، لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا. فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ. وَمَا مِنْ قَوْمٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا، إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ، إِلَّا نَقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ، كُلَّ يَوْمٍ، قِيرَاطَانِ».

۳۲۰۵- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی (اللہ کی مخلوق اور) امتوں میں سے ایک امت ہیں تو میں انھیں قتل کرنے (اور سب کتوں کو ختم کر دینے) کا حکم دے دیتا۔ (بہر حال) تم بالکل سیاہ کتے کو قتل کر دیا کرو۔ جو لوگ مویشیوں‘ شکار یا کھیتی کے کتے کے سوا کوئی کتا رکھتے ہیں‘ ان کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔‘‘

٣٢٠٤ـ [صحيح] أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، وبيان نسخه ... الخ، ح: ١٥٧٥/ ٥٩ب من حديث الأوزاعي به.

٣٢٠٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصيد، باب اتخاذ الكلب للصيد وغيره، ح: ٢٧٤٥ من حديث يونس به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ١٤٨٦، ١٤٨٩ * الحسن عنعن، وله شواهد ذكرتها في نيل المقصود.

فوائد ومسائل: ① موذی جانوروں کو قتل کر دینا جائز ہے۔ ② آوارہ کتوں کو ختم کر دینا چاہیے۔ ③ کسی مخلوق کو بالکل ختم کر دینا کہ اس کا نام ونشان مٹ جائے، یہ اللہ کی حکمت کے منافی ہے، لہٰذا جو موذی جانور انسانوں سے دور زندگی گزارتے ہیں، انھیں ختم کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور جو انسانوں میں رہتے ہیں، انھیں ایک مناسب حد تک ختم کیا جائے۔ ④ بالکل سیاہ کتا جس میں کوئی دوسرا رنگ نہ ہو، زیادہ برا اور فرشتوں کو زیادہ ناپسند ہے۔ ⑤ اس حدیث میں بلا ضرورت کتا پالنے والوں کے ثواب میں دو قیراط روزانہ کی کمی کا ذکر ہے جب کہ گزشتہ حدیث میں ایک قیراط، مذکور ہے۔ اس کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں، مثلاً: مکہ اور مدینہ میں کتا پالنے سے دو قیراط ثواب کم ہوتا ہے۔ دوسرے شہروں میں ایک قیراط، یا عام کتوں کے پالنے سے ایک قیراط اور خطرناک قسم کا کتا پالنے سے دو قیراط ثواب کم ہوتا ہے۔ ممکن ہے سیاہ کتا پالنے سے دو قیراط ثواب کم ہوتا ہو اور دوسرے رنگ کا کتا پالنے سے ایک قیراط۔ والله أعلم.

٣٢٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيفَةَ، عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعاً وَلَا ضَرْعاً، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ، كُلَّ يَوْمٍ، قِيرَاطٌ».

۳۲۰۶- حضرت سفیان بن ابوزہیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جس نے کتا پالا، جب کہ وہ اسے کھیتی یا مویشیوں میں فائدہ نہ دیتا ہو، اس کے عملوں میں سے روزانہ ایک قیراط (عمل) کم ہو جاتے ہیں۔“

فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِي وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

ان سے کہا گیا: کیا آپ نے یہ بات نبی ﷺ سے (براہ راست) سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! قسم ہے اس مسجد کے رب کی!

(المعجم ٣) - بَابُ صَيْدِ الْكَلْبِ (التحفة ٣)

باب: ۳- کتے کا کیا ہوا شکار

٣٢٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

۳۲۰۷- حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت

٣٢٠٦ـ أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث، ح: ٢٣٢٣، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٦/ ٦١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٣/ ٩٦٩.

٣٢٠٧ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التصيد، ح: ٥٤٨٨، :٥٤٩٦، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٣٠ من حديث حيوة به.

حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ. أَخْبَرَنِي أَبُوإِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ، نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ. وَبِأَرْضِ صَيْدٍ، أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِيَ الْمُعَلَّمِ، وَأَصِيدُ بِكَلْبِيَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ فِي أَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلَا تَأْكُلُوا فِي آنِيَتِهِمْ. إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا. فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ الصَّيْدِ، فَمَا أَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَكُلْ. وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ، فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَكُلْ. وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ، فَكُلْ».

ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں' ان کے برتنوں میں کھا لیتے ہیں۔ اور شکار کے علاقے میں رہتے ہیں (ہمارے ہاں شکار زیادہ کیا جاتا ہے۔) میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں' اپنے سکھائے ہوئے کتے کے ساتھ بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے کے ساتھ بھی شکار کر لیتا ہوں جو سکھایا (اور سدھایا) ہوا نہیں۔ (کیا یہ کام جائز ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے جو بیان کیا ہے کہ تم لوگ اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہو تو (جواب یہ ہے کہ) ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو' سوائے اس کے کہ اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اگر ایسی مجبوری ہو تو ان (برتنوں) کو دھو کر ان میں کھا لیا کرو۔ اور جو تو نے شکار کی بات کی ہے' تو جس جانور کو تو اپنی کمان سے شکار کرے اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لے' اور جو تو اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرے' اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لے' اور جو تو اپنے بن سدھائے کتے سے شکار کرے' پھر اسے ذبح کرنے کا موقع مل جائے تو اسے (ذبح کر کے) کھا لے۔''

فوائد ومسائل: ① اہل کتاب (عیسائی) اللہ کا نام لیے بغیر ذبح کرتے ہیں جو مردار کے حکم میں ہے۔ اور جس برتن میں مردار گوشت پکایا جائے وہ بھی ناپاک ہے۔ ایسا برتن دھوئے بغیر استعمال کرنا منع ہے۔ ② یہودیوں اور عیسائیوں کے جو فرقے اللہ کا نام لیے بغیر ذبح نہیں کرتے' ان کا ذبح شدہ حلال ہے۔ ③ ہمارے ملک میں بعض عیسائی جب گوشت کھانا چاہتے ہیں تو مسلمان قصاب کے ہاں سے خریدتے ہیں' یا کسی مسلمان سے ذبح کروا لیتے ہیں۔ جس عیسائی کی یہ عادت معلوم ہو' اس کے برتن پاک ہیں۔ ان میں پکا ہوا کھانا حلال ہے۔ ④ کتا شکار پر چھوڑتے وقت تکبیر پڑھ کر چھوڑنا چاہیے۔ اس کے بعد اگر کتا اسے مالک کے پاس زندہ نہ لا سکے' تب بھی وہ مذبوح کے حکم میں ہے۔ اگر مالک کے پاس جانور زندہ پہنچ جائے تو اسے تکبیر

پڑھ کر ذبح کرلیا جائے۔

٣٢٠٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ. قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا، فَكُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ. إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ. فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ. فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ. وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ أُخَرُ، فَلَا تَأْكُلْ».

۳۲۰۸- حضرت عدی بن حاتم طائی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، اور کہا: ہم لوگ ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑے اور ان پر اللہ کا نام لے تو اگر وہ (شکار کو) قتل کر دیں تو جس (شکار کیے ہوئے جانور) کو وہ تمھارے لیے بچا رکھیں، اسے تو کھا سکتا ہے، سوائے اس کے کہ کتے نے (اس میں سے کچھ) کھایا ہو۔ اگر کتے نے کھایا ہو، تب تو نہ کھا کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہوگا۔ اور اگر اس کے ساتھ دوسرے کتے بھی شریک ہوں تو پھر تو نہ کھا۔“

قَالَ ابْنُ مَاجَةَ: سَمِعْتُهُ، يَعْنِي عَلِيَّ ابْنَ الْمُنْذِرِ يَقُولُ: حَجَجْتُ ثَمَانِيَةً وَخَمْسِينَ حَجَّةً. أَكْثَرُهَا رَاجِلٌ.

امام ابن ماجہ ؒ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے استاد علی بن منذر سے سنا، انھوں نے فرمایا: میں نے اٹھاون حج کیے ہیں جن میں سے اکثر میں پیدل سفر کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سدھایا ہوا کتا جب تکبیر پڑھ کر چھوڑا جائے تو اس کا مارا ہوا جانور حلال ہے۔ ② اگر کتا شکار میں سے خود بھی کچھ کھا لے تو اس جانور کا باقی حصہ حرام ہے، وہ بھی کتے ہی کو کھلا دینا چاہیے۔ ③ اگر جانور کے شکار میں دو کتے شریک ہیں، ایک پر تکبیر پڑھی گئی ہے دوسرے پر نہیں پڑھی گئی، تب بھی وہ شکار حرام ہے کیونکہ ممکن ہے اسے دوسرے کتے نے مارا ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ [وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ] (التحفة ٤)

باب: ۴- مجوس کے کتے کا کیا ہوا شکار اور بالکل سیاہ کتے کا حکم

٣٢٠٨ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا أكل الكلب ... الخ، ح: ٥٤٨٣، ٥٤٨٧، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٢ من حديث ابن فضيل به.

٣٢٠٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: نُهِينَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِهِمْ وَطَائِرِهِمْ. يَعْنِي الْمَجُوسَ.

۳۲۰۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہمیں ان، یعنی مجوسیوں کے کتے اور پرندے کے کیے ہوئے شکار سے منع کیا گیا ہے۔

٣٢١٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ. فَقَالَ: «شَيْطَانٌ».

۳۲۱۰- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کالے سیاہ کتے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''وہ شیطان ہے۔''

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ ایسا کتا نہیں رکھنا چاہیے جس کا پورا جسم سیاہ ہو۔ ایسا کتا رکھنا منع ہے تو شکار کے لیے پالنا یا استعمال کرنا بھی منع ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥) - بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

(التحفة ٥)

باب: ۵- کمان (اور تیر) سے شکار کرنا

٣٢١١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ النَّحَّاسُ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ

۳۲۱۱- حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شکار کمان کے ذریعے سے حاصل ہو، وہ کھالے۔''

٣٢٠٩- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في صيد كلب المجوسي، ح: ١٤٦٦ من حديث وكيع به، وقال: "غريب"، وضعفه البوصيري لتدليس حجاج بن أرطاة، تقدم، ح: ١١٢٩.

٣٢١٠- **[صحيح]** تقدم، ح: ٩٥٢.

٣٢١١- **[إسناده صحيح]** وله شواهد عند أبي داود، ح: ٢٨٥٦، ٢٨٥٧ وغيره.

ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ».

٣٢١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَرْمِي. قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ وَخَزَقْتَ، فَكُلْ مَا خَزَقْتَ».

۳۲۱۲- حضرت عدی بن حاتم (طائی) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ تیر چلاتے ہیں (شکار کے عادی ہیں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو تیر چلا کر پھاڑ ڈالے تو جسے تو نے پھاڑا ہے اسے کھالے۔“

فوائد ومسائل: ① جب تیر شکار کے جسم میں گھس کر اسے زخمی کر دے تو تکبیر پڑھ کر چھوڑے ہوئے اس تیر سے کیا ہوا شکار حلال ہے۔ ② رائفل کی گولی یا چھرے کا عمل بھی اس کی تیزی کی وجہ سے تیر سے مشابہ ہے لہٰذا اس کا شکار بھی حلال ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦) - بَابُ الصَّيْدِ يَغِيبُ لَيْلَةً

(التحفة ٦)

باب: ٦- اگر شکار رات بھر لا پتہ رہے

٣٢١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنِّي لَيْلَةً؟ قَالَ: «إِذَا وَجَدْتَ فِيهِ سَهْمَكَ، وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ شَيْئًا غَيْرَهُ، فَكُلْهُ».

۳۲۱۳- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شکار پر تیر چلاتا ہوں وہ رات بھر مجھ سے غائب رہتا ہے۔ (اگلے دن ملتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ”جب تجھے اس میں اپنا تیر لگا ہوا ملے اور اس میں تجھے اس کے سوا کچھ اور نہ ملے تو کھالے۔“

فوائد ومسائل: ① بے جان شکار میں اپنا تیر موجود ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسی تیر سے مرا ہے۔ چونکہ تیر چلاتے وقت تکبیر پڑھی گئی تھی لہٰذا وہ ذبح شدہ کے حکم میں ہے۔ ② تیر کے سوا کچھ اور نہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ یقین ہو کہ اس کی موت کی کوئی اور وجہ نہیں، مثلاً: وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو ممکن ہے تیر سے نہ مرا ہو،

٣٢١٢ـ [صحيح] ضعفه البوصيري من أجل مجالد، وتقدم، ح: ١١، وله شواهد عند البخاري، ح: ٧٣٩٧، ومسلم، الصيد، ح: ١٩٢٩ وغيرهما.

٣٢١٣ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٤، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٦، ٧ من حديث عاصم به مطولاً.

ڈوبنے سے مرا ہو۔ اسی طرح اگر کسی درندے کے کھانے کے اثرات ہیں تو ممکن ہے شکار اس درندے سے مرا ہو‘ تیر سے نہ مرا ہو‘ اس لیے ایسے مشکوک شکار سے پرہیز کیا جائے۔

(المعجم ۷) - **بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ**

(التحفة ۷)

باب: ۷- معراض سے شکار کرنا

٣٢١٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ [أَبِي] زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ بِالْمِعْرَاضِ. قَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ، فَكُلْ. وَمَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ، فَهُوَ وَقِيذٌ».

۳۲۱۴- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے‘ **انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض سے کیے ہوئے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”جو اس کی نوک سے مرے‘ وہ کھا لے۔ اور جو اس کے چوڑائی کے رخ لگنے سے مرے‘ اسے نہ کھا کیونکہ وہ چوٹ سے مرا ہوا جانور ہے۔“**

٣٢١٥- حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ؟ فَقَالَ: «لَا تَأْكُلْ إِلَّا أَنْ يَخْزِقَ».

۳۲۱۵- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے‘ **انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”نہ کھا‘ سوائے اس کے کہ وہ پھاڑ دے۔“**

فوائد و مسائل: ① معراض ایک قسم کا تیر ہوتا تھا جو صرف لکڑی کے ایک نوک دار ٹکڑے پر مشتمل ہوتا تھا‘ اس میں لوہے کا پھل وغیرہ نہیں لگا ہوتا تھا۔ ② اگر معراض شکار کو نوک کی طرف سے لگے تو وہ بدن میں گھس کر زخمی کرتا ہے‘ اس صورت میں وہ عام تیر کا کام کرتا ہے‘ اس لیے اس صورت میں وہ شکار حلال ہے‘ لیکن چوڑائی کے رخ لگنے پر وہ لاٹھی کی طرح چوٹ لگاتا ہے‘ اس سے اگر جانور مر جائے تو وہ حرام ہے۔

٣٢١٤- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الصيد، ح: ٥٤٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٤ من حديث زكريا به.

٣٢١٥- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح: ٥٤٧٧، ٧٣٩٧، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩ من حديث منصور به.

(المعجم ٨) - بَابُ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ (التحفة ٨)

باب: ۸- زندہ جانور کے جسم سے کاٹے ہوئے گوشت کا حکم

٣٢١٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ، فَمَا قُطِعَ مِنْهَا فَهُوَ مَيْتَةٌ».

۳۲۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر جانور سے کچھ کاٹ لیا جائے جب کہ وہ زندہ ہو تو جو کچھ اس سے کاٹا گیا' وہ مردار ہے۔''

فوائد ومسائل: ① زندہ جانور سے اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنا حرام ہے۔ ② اس طرح کاٹا ہوا گوشت حرام ہے اگرچہ تکبیر پڑھ کر ہی کاٹا جائے۔

٣٢١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُجِبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ، وَيَقْطَعُونَ أَذْنَابَ الْغَنَمِ. أَلَا، فَمَا قُطِعَ مِنْ حَيٍّ، فَهُوَ مَيِّتٌ».

۳۲۱۷- حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو اونٹوں کے کوہان کاٹ لیا کریں گے اور بھیڑ بکریوں کی دمیں (مثلاً دنبے کی چکتی) کاٹ لیا کریں گے۔ سنو! زندہ کا جو حصہ کاٹا جائے' وہ مردار (کے حکم میں) ہے۔''

(المعجم ٩) - بَابُ صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَادِ (التحفة ٩)

باب: ۹- مچھلیوں اور ٹڈی دَل کا شکار

٣٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا

۳۲۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٣٢١٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٤ من حديث معن به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٢٨٥٨ وغيره.

٣٢١٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري لضعف الهذلي، تقدم، ح: ٩٢١، وفيه علة أخرٰى.

٣٢١٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩٧ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٢٣٨، وتابعه أخواه أسامة، وعبدالله (هق: ١/ ٢٥٤)، وأخرج البيهقي بإسناد صحيح عن عبدالله بن عمر قال: "أحلت لنا ميتتان ودمان: الجراد والحيتان، والكبد والطحال"، وقال: "هٰذا إسناد صحيح"، وهٰذا الأثر له حكم الرفع.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ: اَلْحُوتُ وَالْجَرَادُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں حلال کردی گئی ہیں: مچھلی اور ٹڈی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مچھلی پانی سے نکلنے کے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر رحمت کرتے ہوئے اسے ذبح کرنے کی شرط نہیں لگائی، اس لیے یہ بغیر ذبح ہی کے حلال ہے۔ ② ہر قسم کی مچھلی حلال ہے، خواہ وہ ندیوں، نہروں اور دریاؤں کی مچھلی ہو، یا سمندر کی عظیم الجثہ مچھلی۔ ③ ’’ٹڈی‘‘ سے مراد حشرات کی وہ قسم ہے جو بعض اوقات جھنڈ کی صورت میں اکٹھی اڑتی ہوئی آتی ہیں اور جس کھیت یا فصل پر بیٹھ جائیں اسے چٹ کر جاتی ہیں، درختوں کے پتے کھا جاتی ہیں۔ اسے پنجابی میں مکڑی کہتے ہیں۔ اُردو میں اس کا عظیم جھنڈ ’’ٹڈی دَل‘‘ کہلاتا ہے۔ اہل عرب اسے بھون کر کھاتے ہیں۔

۳۲۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، ونَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَرَادِ؟ فَقَالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ اللهِ. لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

۳۲۱۹- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ٹڈی دل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ’’یہ اللہ کا سب سے زیادہ تعداد والا لشکر ہے۔ میں اسے نہ کھاتا ہوں، نہ حرام کہتا ہوں۔‘‘

۳۲۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي [سَعْدٍ] الْبَقَّالِ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَهَادَيْنَ الْجَرَادَ عَلَى الْأَطْبَاقِ.

۳۲۲۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) ایک دوسری کو ٹڈیوں کی پلیٹیں تحفے کے طور پر بھیجا کرتی تھیں۔

۳۲۱۹۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الجراد، ح: ۳۸۱٤ من حديث زكريا به * أبوالعوام فائد لم يوثقه غير ابن حبان، ولعله دلسه منه سليمان التيمي، والله أعلم، وروي مرسلاً.

۳۲۲۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹/ ۲۵۸، وابن عدي: ۳/ ۱۲۲ من حديث أبي سعد البقال به، وضعفه البوصيري لضعف البقال سعيد بن المرزبان، وقال الحافظ في التقريب: "ضعيف مدلس"، وفي مصنف عبدالرزاق: ٤/ ۵۳۳، ح: ۸۷٦۳ عن ابن عيينة عن أبي يعفور (أو أبي يعقوب) عن أنس نحوه، ولعله تصحيف، وفيه علة أخرٰى.

۳۲۲۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ، قَالَ: «اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ كِبَارَهُ. وَاقْتُلْ صِغَارَهُ. وَأَفْسِدْ بَيْضَهُ. وَاقْطَعْ دَابِرَهُ. وَخُذْ بِأَفْوَاهِهَا عَنْ مَعَايِشِنَا وَأَرْزَاقِنَا. إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَدْعُو عَلَى جُنْدٍ مِنْ أَجْنَادِ اللهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الْجَرَادَ نَثْرَةُ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ».

۳۲۲۱- حضرت جابر اور حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب ٹڈی دَل کے خلاف بددعا فرماتے تو یوں کہتے: ”اے اللہ! بڑی ٹڈیوں کو تباہ کر دے، اور چھوٹی ٹڈیوں کو مار ڈال، ان کے انڈے خراب کر دے، ان کی جڑ کاٹ دے، ان کے منہ ہماری روزی اور ہمارا رزق کھانے سے بند کر دے، بے شک تو دعا سننے والا ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس طرح اللہ کے ایک لشکر کی جڑ کاٹنے کی دعا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ٹڈی دَل سمندر میں ایک بڑی مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوتا ہے۔“

قَالَ هَاشِمٌ: قَالَ زِيَادٌ: فَحَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الْحُوتَ يَنْثُرُهُ.

(حدیث کے راوی) ہاشم بیان کرتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ ؒ نے کہا: مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے مچھلی کی چھینک سے ٹڈی کو بکھرتے دیکھا ہے۔

۳۲۲۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ. فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، أَوْ ضَرْبٌ مِنْ جَرَادٍ.

۳۲۲۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ حج یا عمرے کے لیے روانہ ہوئے۔ (راستے میں) ٹڈی کی ایک ٹکڑی سامنے سے آ گئی۔ ہم انھیں اپنے کوڑوں اور جوتوں سے مارنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھاؤ، یہ بھی

۳۲۲۱ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الدعاء على الجراد، ح: ۱۸۲۳ من حديث هاشم به، وقال: "غريب"، وضعفه البوصيري لضعف موسى بن إبراهيم، ح: ۱٤۳۸، وانظر، ح: ۳۱۷۱.

۳۲۲۲ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في صيد البحر للمحرم، ح: ۸٥۰ من حديث وكيع، وأبوداود، ح: ۱۸٥٤ من حديث أبي المهزم به، وقال الترمذي: "غريب"، وانظر، ح: ۳۰۸٦ لحال أبي المهزم.

فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُنَّ بِأَسْوَاطِنَا وَنِعَالِنَا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُوهُ. فَإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

سمندر کے شکار میں شامل ہے۔''

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْ قَتْلِهِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- جن جانوروں کو قتل کرنا منع ہے

۳۲۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ الصُّرَدِ وَالضِّفْدَعِ وَالنَّمْلَةِ وَالْهُدْهُدِ.

۳۲۲۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مولا، مینڈک، چیونٹی اور ہدہد کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مولا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کا سر بڑا، پیٹ سفید اور پیٹھ سبز ہوتی ہے۔ چھوٹے پرندوں اور حشرات وغیرہ کا شکار کرتا ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ از محمد فواد عبدالباقی بحوالہ المنجد) ابن اثیر ؒ نے فرمایا: ''یہ بڑے سر اور بڑی چونچ والا ایک پرندہ ہے۔ اس کے پر آدھے سفید اور آدھے سیاہ ہوتے ہیں۔'' (النہایہ۔ مادہ صرد) ② مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت قابل حجت ہے، تاہم قتل نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کو خوراک کے طور پر استعمال کرنا منع ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۱۴۳/۸)

۳۲۲٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ.

۳۲۲۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور مولا۔

۳۲۲۳۔ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لضعف إبراهيم بن الفضل، وتقدم، ح: ۲۵٤٥، والحديث الآتي شاهد له.

۳۲۲٤۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في قتل الذر، ح: ٥۲٦۷ من حديث عبدالرزاق به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۷۸ ❁ الزهري عنعن، تقدم، ح: ۷۰۷، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة.

٣٢٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْمِصْرِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَرَصَتْهُ نَمْلَةٌ. فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ. فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: فِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ، أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ؟».

۳۲۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹ لیا۔ ان کے حکم سے چیونٹیوں کی بستی کو جلا دیا گیا۔ اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا، اس کی وجہ سے تو نے تسبیح کرنے والی ایک قوم کو تباہ کر دیا۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ. وَقَالَ: قَرَصَتْ.

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے نبی ﷺ سے یہ روایت اسی طرح بیان کی۔ اور (راوئ حدیث نے) قَرَصَتْهُ کی جگہ قَرَصَتْ کے الفاظ بیان کیے۔

فوائد ومسائل: ① حشرات کو قتل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، البتہ وہ حشرات جن سے انسانوں کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور بظاہر کوئی فائدہ نہیں پہنچتا انھیں قتل کرنا جائز ہے، جیسے چوہا وغیرہ۔ ② اللہ کی ہر مخلوق اللہ کی تسبیح اور عبادت کرتی ہے۔

(المعجم ١١) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- کنکری پھینکنے کی ممانعت

٣٢٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ قَرِيباً لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ

۳۲۲۶- حضرت سعید بن جبیر ؒ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ کے ایک عزیز نے کنکری پھینکی۔ انھوں نے منع کیا اور فرمایا: نبی ﷺ نے کنکری

٣٢٢٥ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: ١٥٣، ح: ٣٠١٩، ومسلم، السلام، باب النهي عن قتل النمل، ح: ١٤٨/٢٢٤١ عن ابن السرح به من حديث يونس به.

٣٢٢٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧.

خَذَفَ. فَنَهَاهُ، وَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ. وَقَالَ: «إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا. وَلٰكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ» قَالَ: فَعَادَ. فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهُ ثُمَّ عُدْتَ؟ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا.

پھینکنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ”یہ (کنکری) نہ شکار مارتی ہے، نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے لیکن دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔“ اس نے دوبارہ یہی حرکت کی تو حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں تجھے حدیث سنا رہا ہوں کہ نبی ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے اس کے باوجود تو نے پھر وہی حرکت کی۔ میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔

فوائد ومسائل: ① خذف کا مطلب غلیل وغیرہ سے کنکر پھینکنا‘ یا انگلیوں میں پکڑ کر کنکر دور پھینکنا ہے۔ ② ایسی تفریح سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے کسی کو غیر ارادی طور پر نقصان پہنچ سکتا ہو۔ ③ ایسی چیزوں کے استعمال کی مشق کرنا بہتر ہے جن سے جہاد میں کام لیا جاسکے‘ تاہم اس مشق میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ ④ مسئلہ بتاتے وقت ساتھ دلیل ذکر کرنا بہتر ہے‘ اس سے سائل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور عمل کرنے والے کو عمل کی ترغیب ہوتی ہے۔ ⑤ کسی کو برائی سے منع کرنے کے لیے اس سے بات چیت بند کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے منفی اثرات ظاہر ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ ⑥ اس سے حدیث نبوی کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ صحابی نے حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اپنے عزیز کو زجر وتوبیخ کی اور اس سے بات چیت بند کردی۔ ⑦ امر ونہی بیان کرتے وقت اس کی حکمت بھی ذکر کرنا مفید ہے۔

٣٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ: «إِنَّهَا لَا تَقْتُلُ صَيْدًا وَلَا تَنْكِي الْعَدُوَّ. وَلٰكِنَّهَا تَفْقَأُ

٣٢٢٧- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا: ”یہ نہ شکار مارتی ہے‘ نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے لیکن آنکھ پھوڑ دیتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے۔“

٣٢٢٧- أخرجه البخاري، الأدب، باب النهي عن الخذف، ح: ٦٢٢٠، ٤٨٤١ من حديث شعبة به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو وكراهة الخذف، ح: ١٩٥٤/ ٥٥ من حديث محمد بن جعفر به.

الْعَيْنَ وَتَكْسِرُ السِّنَّ» .

(المعجم ١٢) - بَابُ قَتْلِ الْوَزَغِ

(التحفة ١٢)

باب: ١٢- گرگٹ (یا چھپکلی) کو مارنا

٣٢٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ.

٣٢٢٨- حضرت ام شریک انصاریہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں چھپکلیوں کو مارنے کا حکم دیا۔

فائدہ: وزغ کا ترجمہ بعض علماء نے گرگٹ اور بعض نے چھپکلی کیا ہے۔ دوسرا ترجمہ زیادہ صحیح ہے۔

٣٢٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغاً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً. وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا أَدْنٰى مِنَ الْأُولٰى وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً أَدْنٰى مِنَ الَّذِي ذَكَرَهُ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ» .

٣٢٢٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی (یا گرگٹ) کو مارا اسے اتنی نیکیاں ملیں گی اور جس نے اسے دوسری ضرب میں مارا اسے اتنی اتنی (پہلی سے کم) نیکیاں ملیں گی اور جس نے اسے تیسری ضرب میں مارا اسے اتنی اتنی (دوسری سے کم) نیکیاں ملیں گی۔“

فائدہ: پہلی ضرب میں مار ڈالنے کا ثواب اس لیے زیادہ ہے کہ قتل کرنے میں بھی بہتر طریقہ اختیار کرنے کا حکم ہے جس سے جانور کی جان جلد نکل جائے۔ یہ قتل میں رحم دلی کا اظہار ہے اور اس لیے بھی کہ ایک ضرب سے مارنے سے حکم کی تعمیل کا جذبہ اور قوت ظاہر ہوتی ہے جو مستحسن ہے۔

٣٢٢٨ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٧ من حديث سفيان به، ومسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٧/ ١٤٢ عن ابن أبي شيبة به.

٣٢٢٩ـ أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٤٠/ ١٤٦، ١٤٧ من حديث سهيل به.

٣٢٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: «الْفُوَيْسِقَةُ».

٣٢٣٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو فاسق (نافرمان) فرمایا۔

٣٢٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَائِبَةَ، مَوْلَاةِ الْفَاكِهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ فَرَأَتْ فِي بَيْتِهَا رُمْحاً مَوْضُوعًا. فَقَالَتْ: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا تَصْنَعِينَ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: نَقْتُلُ بِهِ هٰذِهِ الْأَوْزَاغَ. فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخْبَرَنَا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ، [لَمَّا] أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا أَطْفَأَتِ النَّارَ. غَيْرَ الْوَزَغِ. فَإِنَّهَا كَانَتْ تَنْفُخُ عَلَيْهِ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِهِ.

٣٢٣١- حضرت فاکہ بن مغیرہ کی آزاد کردہ لونڈی سائبہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس گئیں تو ان کے گھر میں ایک نیزہ پڑا ہوا دیکھا۔ انھوں نے کہا: ام المومنین! آپ اس (نیزے) کا کیا کرتی ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہم اس کے ساتھ چھپکلیاں مارتے ہیں کیونکہ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم ؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین میں جو بھی جانور تھا اس نے آگ بجھائی' سوائے چھپکلی کے۔ وہ تو (آگ تیز کرنے کے لیے) پھونکیں مارتی تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① چھپکلی کو مار دینا چاہیے۔ ② جس چھپکلی نے حضرت ابراہیم ؑ کے لیے جلائی ہوئی آگ میں پھونکیں ماریں' وہ تو صدیوں پہلے مر گئی لیکن اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ جانور طبعاً شریر ہے۔ جس طرح گدھا اپنی طبیعت کے لحاظ سے شیطان سے مناسبت رکھتا ہے۔ ③ چھپکلی نقصان دہ جانور ہے اور ایسے جانور کو قتل کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس سے واقعی نقصان پہنچے' جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ کو قتل کیا جاتا ہے' خواہ انھوں نے کسی کو نہ کاٹا ہو اور نہ ڈنگ مارا ہو۔

٣٢٣٠۔ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٦ من حديث ابن وهب به، ومسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٩/ ١٤٥ عن ابن السرح به.

٣٢٣١۔ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٣، ١٠٩ من حديث جرير به، وصححه البوصيري، وابن حبان (موارد)، ح: ١٠٨٢ * ابن حازم صرح بالسماع، وتابعه أيوب، وسائبة وثقها البوصيري، وابن حبان، ولها متابعة عند النسائي، وللحديث شواهد عند البخاري وغيره.

(المعجم ١٣) - بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے

٣٢٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ. أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۳۲۳۲- حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا حَتّٰى دَخَلْتُ الشَّامَ.

امام زہری ؒ بیان کرتے ہیں: میں نے شام میں داخل ہونے تک یہ حدیث نہیں سنی تھی۔

فوائد ومسائل: ① کچلی نوکیلے تیز دانت کو کہتے ہیں۔ انسانوں میں یہ دانت سامنے کے چار دانتوں کے بعد اور ڈاڑھوں سے پہلے ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف ہوتا ہے' اوپر بھی اور نیچے بھی۔ پرندوں میں یہ دانت نہیں ہوتے۔ ② درندوں میں یہ دانت دوسرے دانتوں کی نسبت واضح طور پر بڑے اور لمبے ہوتے ہیں' جیسے کتے اور بلی وغیرہ میں۔ ③ ان دانتوں (کچلیوں) کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ جانور درندوں کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے' خواہ وہ عملی طور پر شکار نہ کرتا ہو' یا بہت کم کرتا ہو۔ ④ ممکن ہے کہ کوئی حدیث صحیح ہونے کے باوجود ایک امام کو معلوم نہ ہو' اس صورت میں اس کے لیے اجتہاد کرنا درست ہے۔ بعد میں اگر معلوم ہو جائے کہ یہ اجتہاد درست نہ تھا تو امام کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا' تاہم بعد والوں کے لیے اس اجتہاد پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

٣٢٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ سِنَانٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، [قَالَا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا

۳۲۳۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔''

٣٢٣٢ـ أخرجه البخاري، الطب، باب ألبان الأتن، ح: ٥٧٨٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير، ح: ١٩٣٢/ ١٢ من حديث سفيان به.

٣٢٣٣ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، الباب السابق، ح: ١٩٣٣/ ١٥ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو في الموطأ(يحيٰى): ٢/ ٤٩٦.

مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ».

٣٢٣٤- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ خَيْبَرَ، عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۲۳۴-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر ہر کچلی والے درندے اور ہر ناخن دار پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے کو کھانے سے منع فرمادیا۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا کہ سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء‘ رقم:۲۴۸۸)
② مِخلَب شکاری پرندے کے پنجے کے ناخنوں کو کہتے ہیں جن سے وہ اپنے شکار کو پکڑتا اور چیرتا پھاڑتا ہے۔
③ شکاری پرندوں میں باز‘ چیل‘ گدھ اور شاہین وغیرہ شامل ہیں۔ ان سب کا گوشت حرام ہے‘ جب کہ دانہ دنکا کھانے والے سب پرندے حلال ہیں‘ مگر کوا حرام ہے۔ (دیکھیے حدیث:۳۲۴۸)

(المعجم ١٤) - بَابُ الذِّئْبِ وَالثَّعْلَبِ

(التحفة ١٤)

باب:۱۴- بھیڑیے اور لومڑی کا بیان

٣٢٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ،

۳۲۳۵- حضرت خزیمہ بن جزء ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے زمین کے (جنگلی) جانوروں کے

٣٢٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب ماجاء في أكل السباع، ح: ٣٨٠٥ من حديث ابن أبي عدي به، وفيه علة، والحديث السابق يغني عنه.

٣٢٣٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الضبع، ح: ١٧٩٢ من حديث عبدالكريم به، وتقدم، ح: ٤٢٩، وقال: "ليس إسناده بالقوي"، وضعفه البوصيري.

عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ، عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْتُكَ لِأَسْأَلَكَ عَنْ أَحْنَاشِ الْأَرْضِ، مَا تَقُولُ فِي الثَّعْلَبِ؟ قَالَ: «وَمَنْ يَأْكُلُ الثَّعْلَبَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي الذِّئْبِ؟ قَالَ: «وَيَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ؟».

بارے میں سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ لومڑی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لومڑی کون کھاتا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھیڑیے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیا بھیڑیے کو کوئی ایسا شخص کھا سکتا ہے جس میں بھلائی موجود ہو؟''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل کی رو سے لومڑی اور بھیڑیا گوشت خور جانور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الضَّبُعِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- لگڑ بھگے کا بیان

٣٢٣٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الضَّبُعِ، أَصَيْدٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَشَيْءٌ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۳۲۳۶- حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمار ؒ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے لگڑ بھگے کے بارے میں پوچھا: کیا وہ شکار ہے؟ جابر ؓ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: میں اسے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا یہ مسئلہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

فوائد و مسائل: ① لگڑ بھگا ایک جنگلی جانور ہے جسے لگڑ بگڑ بھی کہتے ہیں۔ یہ حلال ہے۔ ② بعض حضرات نے ضبع کا ترجمہ بجو کیا ہے جو درست نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداود (اردو) طبع دارالسلام' حدیث: ۳۸۰۱)

٣٢٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ،

۳۲۳۷- حضرت خزیمہ بن جزء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

٣٢٣٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٨٥.

٣٢٣٧_ [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٢٣٥.

عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ حِبَّانَ ابْنِ جَزْءٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي الضَّبُعِ؟ قَالَ: «وَمَنْ يَأْكُلُ الضَّبُعَ؟».

رسول! آپ لگڑ بگڑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’لگڑ بگڑ کو کون کھاتا ہے؟‘‘

(المعجم ١٦) - بَابُ الضَّبِّ (التحفة ١٦)

باب:١٦-سانڈے کا بیان

٣٢٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَأَصَابَ النَّاسُ ضَبًّا. فَاشْتَوَوْهَا فَأَكَلُوا مِنْهَا. فَأَصَبْتُ مِنْهَا ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ. ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ. فَأَخَذَ جَرِيدَةً فَجَعَلَ يَعُدُّ بِهَا أَصَابِعَهُ. فَقَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ. وَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا هِيَ» فَقُلْتُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اشْتَوَوْهَا فَأَكَلُوهَا. فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ.

٣٢٣٨-حضرت ثابت بن یزید انصاری ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ہمراہ (سفر میں) تھے۔ لوگوں نے سانڈے پکڑے اور انھیں بھون کر کھانے لگے۔ مجھے بھی ایک سانڈا ملا‘ میں نے اسے بھونا اور اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ ﷺ نے ایک چھڑی لی اور اس کے ذریعے سے اس (سانڈے) کی انگلیاں گننے لگے‘ پھر فرمایا: ’’بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ ہو کر زمین میں رینگنے والے جانوروں کی صورت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں شاید یہ وہی قوم ہو۔‘‘ میں نے کہا: لوگ تو انھیں بھون کر کھا بھی گئے۔ تو نبی ﷺ نے نہ کھایا‘ نہ منع فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① [ضب] کا ترجمہ سانڈا بھی کیا گیا ہے اور گوہ بھی۔ ضب کے بارے میں علماء نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی دم بہت گرہ دار ہوتی ہے۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ - محمد فواد عبدالباقی) اور یہ جانور پانی نہیں پیتا‘ اس لیے عرب میں اگر کوئی شخص یہ کہنا چاہے کہ میں فلاں کام کبھی نہیں کروں گا تو وہ یہ محاورہ بولتا ہے: لَا أَفْعَلُ كَذَا حَتّٰى يَرِدَ الضَّبُّ ’’میں یہ کام نہیں کروں گا حتی کہ ضب پانی پینے آئے۔‘‘ کیونکہ ضب پانی نہیں پیتا بلکہ اسے ٹھنڈی ہوا کی نمی کافی ہوتی ہے۔ (فتح الباري: ٩/٨٢٠) اس وضاحت کی روشنی میں ضب کا ترجمہ ’’سانڈا‘‘ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ والله أعلم. ② نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ’’اللہ تعالیٰ نے مسخ شدہ لوگوں کی نسل نہیں چلائی۔‘‘ (صحيح مسلم‘ القدر‘ باب بيان أن الآجال والأرزاق

٣٢٣٨ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الضب، ح: ٣٧٩٥ من حديث حصين به، وصححه الحافظ في الفتح: ٩/ ٦٦٣، وله شواهد عند مسلم وغيره.

وغیرھا' لاتزید ولا تنقص عما سبق به القدر' حدیث: ۲۶۶۳) ممکن ہے زیر مطالعہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا سانڈے کے بارے میں اظہار خیال وحی کے ذریعے سے یہ قانون معلوم ہونے سے پہلے کا ہو۔ ③ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نبی ﷺ نے گو اپنی طبعی کراہت کی وجہ سے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا لیکن آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے سے منع بھی نہیں فرمایا' چنانچہ جسے پسند ہو وہ کھا لے، جیسے کہ آپ ﷺ کے دستر خوان پر اسے کھایا گیا ہے' اور جسے پسند نہ ہو وہ نہ کھائے۔

۳۲۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُحَرِّمِ الضَّبَّ. وَلٰكِنْ قَذِرَهُ. وَإِنَّهُ لَطَعَامُ عَامَّةِ الرِّعَاءِ. وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَنْفَعُ بِهِ غَيْرَ وَاحِدٍ. وَلَوْ كَانَ عِنْدِي لَأَكَلْتُهُ.

۳۲۳۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے سانڈے کو حرام قرار نہیں دیا لیکن اسے ناپسند فرمایا۔ اور یہ اکثر چرواہوں کی خوراک ہے۔ اللہ عزوجل اس کے ذریعے سے کئی لوگوں کو فائدہ دیتا ہے۔ اگر میرے پاس (سانڈہ) ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

(م) امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی یہ روایت بھی نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

۳۲۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۳۲۴۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب صفہ میں سے ایک آدمی نے نبی ﷺ کو

۳۲۳۹- [صحيح] انظر الحديث الآتي.

۳۲۳۹- م - [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۹ من حديث سعيد به، وتقدم، ح: ٤٢٩، وفيه علتان، إحداهما عنعنة قتادة، وقد تقدم، ح: ۱۷٥، وأما الرواية عن كتاب فصحيحة، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ۱۹٥۰، وبه صح الحديث.

۳۲٤۰- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹٥۱/ ٥۰ من حديث داود به.

الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَادٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ، حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ مَضَبَّةٌ. فَمَا تَرٰى فِي الضِّبَابِ؟ قَالَ: «بَلَغَنِي أَنَّ أُمَّةً مُسِخَتْ» فَلَمْ يَأْمُرْ بِهِ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ.

مخاطب کر کے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں سانڈے بہت ہوتے ہیں۔ آپ کا سانڈوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ ایک قوم تھی جو مسخ کر دی گئی۔“ چنانچہ آپ نے نہ اسے کھانے کا حکم دیا‘ نہ اس سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① [فَمَاتَرٰی] ”آپ کا کیا خیال ہے؟“ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا کیا فیصلہ ہے یہ حلال ہے یا حرام ہے؟ ② [بَلَغَنِي] ”مجھے یہ بات پہنچی ہے۔“ اس لفظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بات نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے معلوم نہیں ہوئی تھی بلکہ ممکن ہے علمائے یہود سے سنی ہو۔ چونکہ ایسی باتوں کی تصدیق یا تکذیب نہیں کی جا سکتی جب تک وحی کے ذریعے سے ان کا صحیح یا غلط ہونا معلوم نہ ہو جائے‘ اس لیے نبی ﷺ نے دوٹوک فیصلہ نہیں فرمایا۔ ③ مشکوک چیز سے احتیاطاً اجتناب کیا جا سکتا ہے‘ تاہم اسے صراحتاً حرام نہیں کہا جا سکتا۔

۳۲۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ، فَأَهْوٰى بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ [مِنْهُ]. فَقَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَهُ: [يَارَسُولَ اللهِ] إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ. فَرَفَعَ يَدَهُ عَنْهُ. فَقَالَ لَهُ خَالِدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ الضَّبُّ؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ

۳۲۴۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا سانڈا پیش کیا گیا اور (کھانا کھانے کے وقت) نبی ﷺ کے سامنے رکھا گیا۔ آپ نے کھانے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سانڈے کا گوشت ہے‘ چنانچہ آپ نے اس سے ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت خالد ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں‘ یہ میرے علاقے میں نہیں ہوتا تھا‘ اس لیے میں اس سے کراہت محسوس کرتا ہوں۔“ حضرت خالد ؓ نے سانڈے کی طرف ہاتھ

۳۲۴۱_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ لا يأكل حتى يسمى له فيعلم ما هو؟، ح: ۵۳۹۱ وغيره، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ۱۹۴۵/ ۴۳ من حديث الزهري به.

بِأَرْضِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ». قَالَ: فَأَهْوٰى خَالِدٌ إِلَى الضَّبِّ، فَأَكَلَ مِنْهُ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيْهِ.

بڑھا کر اس میں سے کچھ کھایا اور رسول اللہ ﷺ انھیں دیکھ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① جو چیز دل کو اچھی نہ لگے اسے نہ کھانا جائز ہے۔ یہ حلال چیز کو حرام قرار دینے میں شامل نہیں۔ ② ”میرے علاقے میں۔“ اور ایک روایت میں [بِأَرْضِ قَوْمِي] ”میری قوم کے علاقے میں۔“ اس سے مراد مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار کا علاقہ ہے جو قریش کا مسکن تھا۔ حجاز کے دوسرے حصوں میں ضب (سانڈے) بکثرت موجود ہیں۔ (فتح الباري: ۸۲۲/۹)

٣٢٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أُحَرِّمُ» يَعْنِي الضَّبَّ.

۳۲۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کے بارے میں فرمایا: ”میں حرام نہیں کہتا۔“

(المعجم ١٧) - بَابُ الْأَرْنَبِ (التحفة ١٧)

باب: ۱۷- خرگوش کا بیان

٣٢٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأَنْفَجْنَا أَرْنَباً. فَسَعَوْا عَلَيْهَا. فَلَغَبُوا. فَسَعَيْتُ حَتَّى أَدْرَكْتُهَا. فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَاطَلْحَةَ، فَذَبَحَهَا. فَبَعَثَ بِعَجُزِهَا وَوَرِكِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَبِلَهَا.

۳۲۴۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم مقام مرالظہران سے گزرے۔ (وہاں) ہم نے ایک خرگوش کو (اس کی پناہ گاہ سے) نکالا۔ (قافلے کے افراد) اس کے پیچھے بھاگے (لیکن) وہ تھک گئے (اور پکڑ نہ سکے۔) میں نے تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ ؓ کے پاس لے گیا۔ انھوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی ران اور پشت کا گوشت نبی ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے

٣٢٤٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩، ١٠ عن سفيان به، وأخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الضب، ح: ٥٥٣٦ من حديث ابن دينار به؛ وقال في تحفة الأشراف: ٥/ ٤٥٣ "كان في الأصل: عن محمد بن المصفّٰى بدل محمد بن الصباح، وهو وهم".

٣٢٤٣_ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول هدية الصيد، ح: ٢٥٧٢ وغيره من حديث شعبة به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ١٩٥٣/ ٥٣ من حديث محمد بن جعفر به.

اسے قبول فرمالیا۔

٣٢٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبَيْنِ، مُعَلِّقَهُمَا. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ هٰذَيْنِ الْأَرْنَبَيْنِ، فَلَمْ أَجِدْ حَدِيدَةً أُذَكِّيهِمَا بِهَا. فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ أَفَآكُلُ؟ قَالَ: «كُلْ».

٣٢٤٤- حضرت محمد بن صفوان ؓ سے روایت ہے کہ وہ دو خرگوش (ہاتھ میں) لٹکائے نبی ﷺ کے پاس سے گزرے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ دو خرگوش میرے ہاتھ لگے ہیں، میرے پاس انھیں ذبح کرنے کے لیے لوہے کی کوئی چیز (چھری وغیرہ) نہیں تھی، چنانچہ میں نے انھیں ایک پتھر کے ساتھ ذبح کر لیا۔ کیا میں انھیں کھالوں؟ آپ نے فرمایا: ”کھالے۔“

فوائد و مسائل: ① خرگوش حلال جانور ہے۔ ② جنگل میں موجود حلال جانور کا شکار جائز ہے۔ ③ معمولی تحفہ بھی پیش کرنا اور قبول کرنا چاہیے۔ ④ ذبح کے لیے لوہے کی چیز ہونا ضروری نہیں۔ ⑤ کسی عام سے مسئلے میں بھی شک ہو جائے تو پوچھ لینا چاہیے۔ ⑥ عالم سے جب مسئلہ پوچھا جائے تو بتا دے، خواہ کتنا مشہور مسئلہ ہو، یہ نہ کہے ”تمھیں یہ بھی معلوم نہیں۔“ ⑦ مروہ ایک قسم کا سفید پتھر ہے جس کا ٹکڑا چاقو چھری کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ابن اثیر ؒ فرماتے ہیں: حدیث میں اس سے مطلقاً پتھر مراد ہے (کسی بھی قسم کا ہو) خاص سفید پتھر مراد نہیں۔ (النهاية، مادة: مَرَا)

٣٢٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ، عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! جِئْتُكَ لِأَسْأَلَكَ عَنْ أَحْنَاشِ الْأَرْضِ. مَاتَقُولُ فِي الضَّبِّ؟ قَالَ: «لَا آكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ» قَالَ: قُلْتُ: فَإِنِّي آكُلُ مِمَّا لَمْ تُحَرِّمْ. وَلِمَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ.

٣٢٤٥- حضرت خزیمہ بن جزء ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے زمین کے چھوٹے (جنگلی) جانوروں کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ سانڈے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں اسے نہیں کھاتا اور اسے حرام بھی قرار نہیں دیتا۔“ میں نے کہا: جس چیز کو آپ حرام قرار نہیں دیتے، میں اسے کھالوں گا۔ لیکن اللہ کے رسول! (آپ) کیوں (نہیں کھاتے؟) آپ نے فرمایا: ”ایک

٣٢٤٤۔ [صحيح] تقدم، ح: ٣١٧٥ من حديث عاصم عن الشعبي به.

٣٢٤٥۔ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٢٣٥.

وَرَأَيْتُ خَلْقًا رَابَنِي» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي الْأَرْنَبِ؟ قَالَ: «لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ» قُلْتُ: فَإِنِّي آكُلُ مِمَّا لَمْ تُحَرِّمْ. وَلِمَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «نُبِّئْتُ أَنَّهَا تَدْمَى».

قوم لاپتہ ہوگئی تھی۔ اور مجھے ایسی (ظاہری) شکل و صورت نظر آئی جس سے مجھے شک ہوا (کہ شاید بنی اسرائیل کی مسخ شدہ قوم یہی ہو۔‘‘) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ خرگوش کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’میں اسے نہیں کھاتا‘ اور اسے حرام بھی قرار نہیں دیتا۔‘‘ میں نے کہا: جس چیز کو آپ حرام قرار نہیں دیتے‘ میں اسے کھالوں گا۔ لیکن‘ اے اللہ کے رسول! (آپ) کیوں (نہیں کھاتے؟) آپ نے فرمایا: ’’مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے خون (حیض) آتا ہے۔‘‘

(المعجم ١٨) - **بَابُ الطَّافِي مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ** (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- سمندر کا شکار (مرکر پانی پر) تیر آئے تو کیا حکم ہے؟

٣٢٤٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ: حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَحْرُ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

۳۲۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔‘‘

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: بَلَغَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْجَوَادِ أَنَّهُ قَالَ: هٰذَا نِصْفُ الْعِلْمِ. لِأَنَّ الدُّنْيَا بَرٌّ وَبَحْرٌ. فَقَدْ أَفْتَاكَ فِي الْبَحْرِ، وَبَقِيَ الْبَرُّ.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: مجھے ابوعبیدہ جواد ؒ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا: یہ حدیث آدھا علم ہے‘ اس لیے کہ دنیا بر و بحر (خشکی اور سمندر) پر مشتمل ہے۔ نبی ﷺ نے (اس حدیث کے ذریعے سے) سمندر کے بارے میں فتویٰ دے دیا‘ باقی خشکی

٣٢٤٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٦.

رہ گئی (کہ خشکی کے کون سے جانور حرام ہیں اور کون سے حلال۔)

فوائد ومسائل: ① سمندر کے پانی کا ذائقہ عام پانی سے مختلف ہوتا ہے' اس لیے صحابی کو اس کے بارے میں شک ہوا کہ اس سے وضو درست ہے یا نہیں، تب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ (دیکھیے سنن ابن ماجہ' حدیث:۳۸۶'۳۸۷'۳۸۸) ② سمندر میں رہنے والا جانور سمندر میں مرجائے تب بھی حلال ہے۔ اور باہر نکالنے سے مرجائے تب بھی حلال ہے۔ ③ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ کیجیے: (سنن ابن ماجہ' الطھارۃ' باب الوضوء بماء البحر' حدیث:۳۸۶'۳۸۷'۳۸۸)

٣٢٤٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ. وَمَا مَاتَ فِيهِ فَطَفَا، فَلَا تَأْكُلُوهُ».

۳۲۴۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کو سمندر باہر پھینک دے' یا پانی اس سے پیچھے ہٹ جائے (اور وہ پانی سے باہر رہ جانے کی وجہ سے مرجائے)' اسے کھالو اور جو اس میں مرکر تیر آئے اسے نہ کھاؤ۔''

(المعجم ١٩) - **بَابُ الْغُرَابِ** (التحفة ١٩)

باب:۱۹- کوے کا بیان

٣٢٤٨- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ يَأْكُلُ الْغُرَابَ؟ وَقَدْ سَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَاسِقًا». وَاللهِ! مَا هُوَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ.

۳۲۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کوے کو کون کھا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ''فاسق'' رکھ دیا ہے؟ اللہ کی قسم! وہ پاک چیزوں میں شامل نہیں۔

فوائد ومسائل: ① حدیث میں مندرجہ ذیل اشیاء کو فاسق کہا گیا ہے: سانپ' بچھو' چوہا' کوا' چیل اور کاٹنے

٣٢٤٧ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الطافي من السمك، ح: ٣٨١٥ عن أحمد بن عبدة به، ولم أجد تصريح سماع أبي الزبير، ح: ٣٩٥.

٣٢٤٨ـ **[حسن]** أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١٧ من حديث أحمد بن الأزهر به، وصححه البوصيري، وفيه علة تقدم، ح: ٢٥٥٧، وله شاهد عند البزار، مجمع الزوائد: ٤/ ٤٠، قال الهيثمي: "رجاله ثقات".

والا کتا۔ (صحیح مسلم، الحج، باب ماینذب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواب فی الحل والحرم، حدیث:۱۱۹۸) ② کوے سے مراد وہ کوا ہے جس کی پیٹھ اور پیٹ میں سفید رنگ ہو۔ اسے حدیث میں اَلْغُرَابُ الْأَبْقَعُ کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم حوالہ مذکورہ بالا) ③ جن چیزوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ حرام ہیں کیونکہ اگر وہ حلال ہوتیں تو انھیں ذبح کیا جاتا، قتل نہ کیا جاتا۔

٣٢٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: [حَدَّثَنَا] الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ، وَالْعَقْرَبُ فَاسِقٌ، وَالْفَأْرَةُ فَاسِقٌ، وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ».

٣٢٤٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سانپ فاسق ہے، بچھو فاسق ہے، چوہیا فاسق ہے اور کوا فاسق ہے۔“

فَقِيلَ لِلْقَاسِمِ: أَيُؤْكَلُ الْغُرَابُ؟ قَالَ: مَنْ يَأْكُلُهُ؟ بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «فَاسِقًا».

قاسم بن محمد بن ابی بکر ؒ سے سوال کیا گیا: کیا کوا کھایا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے اسے فاسق کہہ دیا تو پھر اسے کون کھا سکتا ہے؟

فائدہ: ”فاسق“ گناہ گار، بدکار اور بدمعاش کو کہتے ہیں۔ ان جانوروں کو فاسق اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ انسان کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْهِرَّةِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- بلی کا بیان

٣٢٥٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ،

٣٢٥٠- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بلی کو اور اس کی قیمت کو

٣٢٤٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٠٩ عن وكيع عن المسعودي به، وسماع وكيع من المسعودي قديم كما في الكواكب النيرات، ص: ٥٦، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

٣٢٥٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في ثمن السنور، ح: ٣٤٨٠، ٣٨٠٧ من حديث عبدالرزاق به، وقال الترمذي "غريب"، ح: ١٢٨٠، وأخرجه الحاكم في المستدرك: ٢/ ٣٤ فقال الذهبي: "عمر واهٍ" يعني عمر بن زيد ضعيف (كما في التقريب وغيره)، وروى مسلم عن أبي الزبير قال: سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور قال: "زجر النبي ﷺ عن ذلك" وأكل الهرة حرام بدليل، ح: ٣٢٣٣ وغيره، فالحديث صحيح.

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْهِرَّةِ وَثَمَنِهَا .

کھانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: بلی ''کچلی والا جانور'' ہے لہٰذا یہ حرام ہے۔ کچلی کی وضاحت کے لیے دیکھیے' فوائد حدیث: ۳۲۳۲۔

◆

طعام (کھانے) کی تعریف، حکم اور کھانا کھانے کے چند ضروری احکام و آداب

✱ **طعام کی تعریف:** طعام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بطور خوراک کھائی جائے، مثلاً: گندم، چاول، کھجور اور گوشت وغیرہ۔

✱ **کھانے کا حکم:** اسلام نے جسم اور نفس کے حقوق رکھے ہیں۔ نفسِ انسانی کو بچانے اور اسے واجباتِ دینی کی ادائیگی کے قابل بنانے کے لیے کھانا مشروع کیا ہے، اس لیے ہر چیز حلال کر دی سوائے ان چیزوں کے جن کی حرمت بیان کر دی گئی ہے کیونکہ وہ انسانی جسم کے لیے مضر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾ (البقرۃ ۲:۲۹) ''اُس اللہ ہی نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمھارے لیے پیدا کیا ہے۔'' نیز فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ (البقرۃ ۲:۱۶۸) ''لوگو! زمین میں موجود حلال پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔'' جبکہ رسول اکرم ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: [كُلُوا وَ تَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيلَةٍ] (سنن النسائي، الزكاة، الاختيال في الصدقة، حديث: ۲۵٦۰) ''کھاؤ، صدقہ کرو اور لباس پہنو جب تک اسراف اور تکبر و غرور کا پہلو اس میں شامل نہ ہو۔'' نیز فرمایا: [مَنْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلٰى خَلْقِهِ] (مسند أحمد: ۴/۴۳۸) ''اللہ تعالیٰ جسے کسی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اس

پر دیکھیے۔"

٭ چند ممنوع کھانے: ① دوسرے مسلمان بھائی کا مال جو اس کی ملکیت نہ ہو۔

② مچھلی اور ٹڈی کے علاوہ کوئی بھی جانور جو طبعی موت مر گیا' یا اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا یا وہ چوٹ لگنے سے مر گیا ہو۔

③ ذبح کے وقت بہنے والا خون۔

④ خنزیر کا گوشت' چربی اور دیگر اجزاء۔

⑤ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور۔

⑥ قبروں اور بتوں کی نذر کیا جانے والا جانور اور کھانا وغیرہ۔

٭ کھانا کھانے کے چند ضروری احکام و آداب: ① مسلمان کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کھانی جائز ہیں۔

② کھانے سے مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تقویت کا حصول ہو تو یہ کھانا کھانا باعث اجر بن جائے گا۔

③ کھانا ٹیک لگائے بغیر' تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہیے۔

④ کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیے' البتہ پسند نہ آئے تو نہ کھائے۔

⑤ مہمان کو اہل خانہ کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔

⑥ کھانے کے شروع میں بسم اللہ اور بعد میں الحمد للہ پڑھنا چاہیے۔

⑦ کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔

⑧ اگر لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔

⑨ کھانا گرم ہو تو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکیں نہ مارے۔

⑩ مجلس میں موجود بڑے اور معزز افراد کو پہلے کھانا پیش کرنا چاہیے بشرطیکہ وہ دائیں جانب بیٹھے ہوں۔

⑪ کھانے کے دوران میں ساتھیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ ہے کہ سب کچھ اپنی ہی پلیٹ میں ڈال لیا جائے۔

⑫ کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے یا انھیں صاف کر لے یا دھو لے۔ اسی طرح برتن کو انگلی سے چاٹ چاٹ کر صاف کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٩) أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ (التحفة ٢١)

کھانوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ إِطْعَامِ الطَّعَامِ

(التحفة ١)

٣٢٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ، انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ. وَقِيلَ: [قَدْ] قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ [ﷺ]. قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ [ﷺ]. ثَلَاثاً. فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ. فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ، عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

باب:۱- کھانا کھلانے کا بیان

۳۲۵۱- حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جلدی جلدی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور (گلیوں بازاروں میں عام لوگ) کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ تین بار (کہا۔) میں بھی لوگوں کے ساتھ زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ جب میں نے نبی ﷺ کے چہرۂ اقدس پر توجہ سے نظر ڈالی تو مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹ بولنے والے کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ کا جو ارشاد میں نے سب سے پہلے سنا وہ یہ تھا: ''اے لوگو! سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم رات کو نماز (تہجد) پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

فوائد و مسائل: ① کسی عظیم نیک شخصیت یا بڑے عالم کی تشریف آوری پر اس کا استقبال کرنا چاہیے اور اس

٣٢٥١_[صحيح] تقدم، ح: ١٣٣٤ من حديث عوف بن أبي جميلة عن زرارة عن عبدالله بن سلام به.

سے ملاقات کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ ② نیک آدمی کی نیکی اور برے کی برائی چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے لیکن بعض لوگ اس کی پہچان نہیں رکھتے۔ ③ جب لوگ کسی عالم کی زیارت کے لیے جمع ہوں تو اسے چاہیے کہ مناسب وعظ ونصیحت کرے۔ ④ سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کہا جائے اور جب بھی ملاقات ہو سلام کہا جائے۔ اور جسے سلام کہا جائے وہ اس کا جواب دے۔ ⑤ کھانا کھلانے سے مراد مہمانوں کی خدمت بھی ہے اور غریب و مستحق افراد کی امداد بھی۔ ⑥ صلہ رحمی سے مراد قریبی رشتے داروں سے حسن سلوک ہے جس میں ان سے میل ملاقات، مشکل میں ان کی مدد اور حسن سلوک کی دیگر سب صورتیں شامل ہیں۔ ⑦ نماز تہجد ایک عظیم نیکی ہے جس میں خلوص، اللہ کی طرف توجہ، دعا ومناجات اور بہت سے فوائد اور برکات موجود ہیں۔ ⑧ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے جنت ملتی ہے۔

٣٢٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى حُدِّثْنَا عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

٣٢٥٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کرو، کھانا کھلاؤ، اور جس طرح اللہ عزوجل نے تمھیں حکم دیا ہے اس طرح بھائی بھائی بن کر رہو۔“

فائدہ: حسن خلق اور حقوق العباد کی ادائیگی سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں معاشرے میں امن وامان قائم رہتا ہے۔

٣٢٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ [بْنُ سَعْدٍ] عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ

٣٢٥٣- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اسلام کا کون سا عمل بہتر ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تو کھانا کھلائے اور جسے تو جانتا ہے

٣٢٥٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٦ من حديث ابن جريج به، وفي بعض نسخ مسند الإمام أحمد: ٩/ ١٧٤، ١٧٥، ح: ٦٤٥٠ بتحقيق أحمد شاكر "عن ابن جريج قال: قال لي سليمان، قلت: ابن جريج صرح بالسماع، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٥٦٣/ ٣٠ب من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

٣٢٥٣- أخرجه البخاري، الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، ح: ١٢، ٢٨ وغيرهما من حديث الليث به، ومسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام، وأي أموره أفضل، ح: ٣٩ عن ابن رمح به.

الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ».

اسے بھی سلام کرے اور جسے نہیں جانتا اسے بھی سلام کرے۔''

فائدہ: ہر واقف اور ناواقف کو سلام کرنے کا مطلب عزیز دوست اور اجنبی، یعنی ہر مسلمان کو سلام کرنا ہے۔ جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ غیر مسلم ہے، اسے سلام نہیں کرنا چاہیے۔ یہ غیر مسلم کا فرض ہے کہ مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ جب وہ سلام کرے تو مسلمان کو چاہیے کہ اسے سلام کے جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہے۔

(المعجم ۲) - بَابٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ (التحفة ۲)

باب:۲- ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوجاتا ہے

۳۲۵٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ. وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ».

۳۲۵۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کا کھانا چار افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور چار افراد کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کھانا کم ہو تو مسلمان کو چاہیے کہ دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھ کر کھائے۔ ② مل کر کھانا کھانے سے تھوڑا کھانا زیادہ افراد کے لیے کافی ہوجاتا ہے اور کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ ③ باہمی ہمدردی اور خیر خواہی مسلمانوں کی امتیازی خوبی ہے۔

۳۲۵۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ،

۳۲۵۵- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو افراد کا کھانا تین اور چار کے

۳۲۵٤ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة المواساة في الطعام القليل... الخ، ح: ۲۰۵۹/ ۱۷۹ من حديث ابن جريج به.

۳۲۵۵ـ [صحيح] أخرجه البزار (كشف الأستار): ۲/ ۵۱، ۵۲، ح: ۱۱۸۵ من حديث الحسن بن موسٰى به، وقال: "تفرد به عمرو بن دينار وهو لين"، والحديث السابق شاهد له، والحديث ضعفه البوصيري من أجل قهرمان آل الزبير.

قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ. وَإِنَّ طَعَامَ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ. وَإِنَّ طَعَامَ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الْخَمْسَةَ وَالسِّتَّةَ».

لیے کافی ہوتا ہے اور چار آدمیوں کا کھانا پانچ چھ افراد کے لیے کافی ہوتا ہے۔"

(المعجم ٣) - بَابُ الْمُؤْمِنِ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

(التحفة ٣)

باب:۳- مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

٣٢٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ».

۳۲۵۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① سات آنتوں میں کھانے سے مراد بہت زیادہ کھانا ہے۔ ② حرص اور لالچ مومن کی شان کے لائق نہیں۔ ③ زیادہ پیٹ بھر کر کھانا صحت کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے صرف اسی قدر کھانا کھانا چاہیے جو آسانی سے ہضم ہو جائے۔ ④ مومن اللہ کا نام لے کر کھاتا ہے، اس لیے اس کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ کافر اللہ کا نام لے کر نہیں کھاتا، اس لیے اس کے کھانے میں برکت نہیں ہوتی، اور کھانے میں اس کے ساتھ شیطان شریک ہو جاتا ہے۔

٣٢٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۳۲۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٣٢٥٦- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المؤمن يأكل في مِعًى واحد، فيه أبو هريرة عن النبي ﷺ، ح: ٥٣٩٧ من حديث شعبة به.

٣٢٥٧- أخرجه مسلم، الأشربة، باب المؤمن يأكل في مِعًى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح: ٢٠٦٠ من ◀◀

عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔''

٣٢٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ».

٣٢٥٨- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔''

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُعَابَ الطَّعَامُ (التحفة ٤)

باب:۴- کھانے میں عیب نکالنے کی ممانعت کا بیان

٣٢٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ. إِنْ رَضِيَهُ أَكَلَهُ، وَإِلَّا تَرَكَهُ.

٣٢٥٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوتا تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

٣٢٥٩- (م) امام ابن ماجہ ؒ نے اس معنی میں ایک اور حدیث اپنے دوسرے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ کی سند سے بھی نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

◀◀ حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٢٥٨ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب المؤمن يأكل في مِعًى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح: ٢٠٩٢ عن أبي كريب به.

٣٢٥٩ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح: ٥٤٠٩، ٣٥٦٣، ومسلم، الأطعمة، باب: لا يعيب الطعام، ح: ٢٠٦٤ من حديث سفيان الثوري به.

٣٢٥٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب: لا يعيب الطعام، ح: ٢٠٦٤/ ١٨٨ عن ابن أبي شيبة به، وانظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: نُخَالِفُ فِيهِ. يَقُولُونَ: عَنْ أَبِي حَازِمٍ.

امام ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ نے کہا: سند میں ہمارا اختلاف ہے۔ وہ حضرت ابوہریرہ کے شاگرد (ابویحییٰ کی بجائے) ابوحازم سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اگر پکانے والے سے کھانا پکانے میں کوئی کمی رہ جائے تو برداشت کرنی چاہیے۔ معمولی بات پر آپے سے باہر ہوجانا اخلاق کے منافی ہے۔ ② بعض اوقات کوئی کھانا انسان کو پسند نہیں ہوتا، تب طبیعت پر جبر کر کے کھانا ضروری نہیں، اور نہ پیش کرنے والے ہی پر ناراض ہونا چاہیے کہ یہ کھانا کیوں پکایا گیا۔

(المعجم ٥) - بَابُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الطَّعَامِ (التحفة ٥)

باب: ٥- کھانا کھاتے وقت ہاتھ منہ دھونا

٣٢٦٠- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ. سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُكْثِرَ اللهُ خَيْرَ بَيْتِهِ، فَلْيَتَوَضَّأْ إِذَا حَضَرَ غَدَاؤُهُ، وَإِذَا رُفِعَ».

٣٢٦٠- حضرت انس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں زیادہ برکت دے، اسے چاہیے کہ جب کھانا پیش کیا جائے اور جب (فارغ ہونے کے بعد) کھانا اٹھایا جائے تو وضو کرے۔“

فائدہ: اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ منہ دھونا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے ہاتھ اگر صاف ہوں تو دھوئے بغیر بھی کھانا کھانا جائز ہے۔ اسی طرح کھانے کے بعد کا مسئلہ ہے، اگر صفائی کی ضرورت ہو تو ہاتھ ضرور دھونے چاہئیں ورنہ دھونا شرعاً ضروری نہیں۔

٣٢٦١- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا صَاعِدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ. فَأُتِيَ بِطَعَامٍ. فَقَالَ

٣٢٦١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا میں نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہوں؟“

٣٢٦٠ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/ ٢٠٨٤ من حديث جبارة به، وتابعه قتيبة بن سعيد عنده، وضعفه البوصيري، وقال أبوزرعة: هٰذا حديث منكر، العلل: ١/ ٢٢، وانظر، ح: ١٨٦٢ لحال كثير بن سليم.

٣٢٦١ـ **[صحيح]** * صاعد مستور، ولحديثه شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ٣٧٤/ ١١٨، وبه صح الحديث.

رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَا آتِيكَ بِوَضُوءٍ؟

قَالَ: «أُرِيدُ الصَّلَاةَ؟».

فوائد ومسائل: ① کھانا کھانے کے لیے نماز والا وضو کرنا ثابت نہیں۔ ② شریعت نے جو پابندی نہیں لگائی، صفائی یا تقویٰ وغیرہ کے نام پر وہ پابندی لگانا درست نہیں۔ ③ نماز کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا (التحفة ٦)

باب:۶- ٹیک لگا کر کھانا کھانے کا بیان

۳۲۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا آكُلُ مُتَّكِئًا».

۳۲۶۲- حضرت ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ) ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

۳۲۶۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ قَالَ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةً. فَجَثَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رُكْبَتَيْهِ يَأْكُلُ. فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا».

۳۲۶۳- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے ایک بکری نبی ﷺ کی خدمت میں ہدیے کے طور پر پیش کی، رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانے لگے۔ ایک اعرابی نے (تعجب سے) کہا: بیٹھنے کا یہ کیسا انداز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے شریف بندہ بنایا ہے، متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔''

فوائد ومسائل: ① محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے اِتّکاء (ٹیک لگانے) کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں: (ا) چار زانو (چوکڑی مار کر) بیٹھنا۔ (ب) اچھی طرح کھل کر بیٹھنا۔ (ج) پیٹھ کسی چیز (دیوار وغیرہ) سے لگا کر بیٹھنا۔ (د) ایک ہاتھ زمین پر رکھ کر (اس پر سہارا لے کر) بیٹھنا۔ عام طور پر اس لفظ سے تیسرا مفہوم مراد لیا جاتا ہے۔ ② گھٹنوں کے بل بیٹھنے سے مراد تشہد کی طرح بیٹھنا یا اکڑوں بیٹھنا ہے، یعنی پنڈلیاں کھڑی کر کے پاؤں کے

۳۲۶۲۔ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح: ٥٣٩٨ من حديث مسعر به.

۳۲۶۳۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل من أعلى الصحفة، ح: ٣٧٧٣ عن عمرو بن عثمان به مطولاً.

پورے تلوے زمین پر لگا کر ان پر بیٹھنا۔ ③ تکبر کی ہر صورت مذموم ہے۔ اور ہر کام میں تواضع قابل تعریف ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الطَّعَامِ

(التحفة ٧)

٣٢٦٤- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَ قَالَ: بِسْمِ اللهِ، لَكَفَاكُمْ. فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ. فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللهِ، فِي أَوَّلِهِ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ، فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ».

باب: ۷- کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

۳۲۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے چھ اصحاب کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی (بدو) آیا، وہ (سارا کھانا) دو لقموں میں کھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ شخص بسم اللہ پڑھ لیتا تو کھانا تمھارے لیے کافی ہو جاتا، چنانچہ تم میں سے جو شخص کھانا کھائے اسے چاہیے کہ بسم اللہ پڑھ لے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو (یاد آنے پر) یوں کہہ لے: [بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ] ”اللہ کے نام کے ساتھ (کھانا شروع کرتا ہوں) اس کے شروع اور اس کے آخر میں۔“

فوائد ومسائل: ① بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور تھوڑا کھانا زیادہ لوگوں کو کافی ہو جاتا ہے۔ ② اگر چند افراد مل کر ایک برتن میں کھانا کھا رہے ہوں تو سب کو بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ اگر ایک آدمی بھی بغیر بسم اللہ کے کھانے لگے تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، یاد نہ رہے تو یاد آنے پر [بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ] یا [بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَ آخِرِهِ] پڑھ لے۔

٣٢٦٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

۳۲۶۵- حضرت عمر بن ابو سلمہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں کھانا کھا رہا تھا تو مجھ سے

٣٢٦٤ـ [صحيح] أخرجه الدارمي: ٢/ ٩٤، ح: ٢٠٢٦ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٤١، وأخرجه الترمذي، ح: ١٨٥٨ من طريق وكيع عن هشام الدستوائي عن بديل بن ميسرة العقيلي عن عبدالله ابن عبيد بن عمير عن أم كلثوم عن عائشة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٠٨، ووافقه الذهبي، وهو كما قالا.

٣٢٦٥ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، ح: ١٨٥٧ من حديث هشام به، وإسناده حسن.

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ، وَأَنَا آكُلُ: «سَمِّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا نام لے (بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ۔)''

(المعجم ٨) - بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ

(التحفة ٨)

باب:۸- دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے

٣٢٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَ[لْيَشْرَبْ] بِيَمِينِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ».

۳۲۶۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے' دائیں ہاتھ سے پیئے' دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے' بائیں ہاتھ سے پیتا ہے' بائیں ہاتھ سے دیتا اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① وہ تمام کام جو عرف میں اچھے سمجھے جاتے ہیں یا طبعاً ناگوار نہیں' ان میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ دوسرے کاموں میں بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے۔ ② احادیث میں بہت سے کاموں کے بارے میں دائیں جانب کو اہمیت دینے کا ذکر موجود ہے' مثلاً: کھانا' پینا' لینا' دینا' وضو' غسل' کنگھی کرنا' کپڑا پہننا' جوتا پہننا' سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا' لکھنا' مسجد میں داخل ہونا' بیت الخلا سے باہر آنا وغیرہ۔ اور بہت سے دوسرے کاموں میں بائیں جانب کا ذکر ہے' مثلاً: استنجا کرنا' بیت الخلا میں داخل ہونا' مسجد سے باہر آنا' لباس یا جوتا اتارنا وغیرہ۔ ③ جو کام شیطان کو پسند ہیں مومن کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

٣٢٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ وَهْبِ

۳۲۶۷- حضرت عمر بن ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی کفالت میں پرورش پانے والا ایک بچہ تھا۔ (ایک دن کھانا کھاتے

٣٢٦٦ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ٣٩٧، ح: ٦٧٧١ من حديث هشام بن عمار به، وقال: "تفرد به هشام"، وصححه البوصيري، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٠٢٠ وغيره.

٣٢٦٧ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، ح: ٥٣٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٢/ ١٠٨ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

ابْنِ كَيْسَانَ، سَمِعَهُ مِنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَاماً فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ. فَقَالَ لِي: «يَا غُلَامُ! سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ».

ہوئے) میرا ہاتھ پلیٹ میں (ادھر ادھر) گھوم رہا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''بچے! اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ یہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ۴ ہجری میں فوت ہوئے تو ان کی بیوہ حضرت ام سلمہ ہند بنت ابوامیہ ؓ کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح ان کے بیٹے عمر بن ابوسلمہ ؓ اور بیٹی زینب بنت ابوسلمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ آ گئے۔ ② بچے غلطی کریں تو نرمی سے سمجھا دینا چاہیے۔ ③ بچوں کو واضح اور آسان اسلوب میں سمجھانا چاہیے اور اختصار پیش نظر رکھا جائے۔ ④ جب برتن میں ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو ہر ایک کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے البتہ اگر مختلف قسم کی چیزیں (کھجوریں یا مٹھائی وغیرہ) ہوں تو اپنی پسند کی چیز دوسری طرف سے بھی لی جا سکتی ہے۔

٣٢٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ».

۳۲۶۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بائیں ہاتھ سے نہ کھایا کرو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔''

(المعجم ٩) - بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ

(التحفة ٩)

باب:۹- انگلیاں چاٹنے کا بیان

٣٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

۳۲۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے جب تک اسے چاٹ نہ لے

٣٢٦٨ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠١٩ عن محمد بن رمح به.

٣٢٦٩ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمناديل، ح: ٥٤٥٦ من حديث ابن عيينة به، ومسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من الأذى . . . الخ، ح: ٢٠٣١ عن محمد بن أبي عمر به.

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَاماً، فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ، حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا».

یا چٹوانہ لے۔''

قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ قَيْسٍ يَسْأَلُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ: أَرَأَيْتَ حَدِيثَ عَطَاءٍ: «لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا» عَمَّنْ هُوَ؟ قَالَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَإِنَّهُ حُدِّثْنَاهُ عَنْ جَابِرٍ. قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ جَابِرٌ عَلَيْنَا. وَإِنَّمَا لَقِيَ عَطَاءٌ جَابِرًا فِي سَنَةٍ جَاوَرَ فِيهَا بِمَكَّةَ.

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عمر بن قیس کو عمرو بن دینار سے سوال کرتے ہوئے سنا' انھوں نے پوچھا: عطاء کی اس حدیث [لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا] کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کس (صحابی) سے مروی ہے؟ عمرو بن دینار نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ عمر بن قیس نے کہا: ہمیں یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا: حضرت جابر کے ہمارے پاس آنے سے پہلے ہم نے یہ حدیث عطاء عن ابن عباس سے یاد کی ہوئی ہے۔ اور عطاء رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس سال ملاقات کی ہے جب مکہ میں وہ ان کے پاس مقیم تھے۔

۳۲۷۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنْبَأَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ».

۳۲۷۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنا ہاتھ نہ پونچھے جب تک اسے چاٹ نہ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کھانا کھانے کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کو زبان سے صاف کر لینا چاہیے۔ ② غذا کا معمولی حصہ ضائع کرنا بھی نعمت کی ناشکری ہے۔ ③ بغیر صاف کیے ہاتھ کو کپڑے سے پونچھنا یا پانی سے دھونا مناسب نہیں کیونکہ اس طرح کپڑا خراب ہوگا یا پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا پڑے گا اور ہاتھ کو لگے ہوئے غذا کے ذرات نالی میں جائیں گے جو رزق کی نعمت کی ناقدری ہے۔ ④ برکت ایک معنوی اور غیر محسوس چیز ہے۔ اس کے حصول کے لیے نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے اور رزق کو ضائع کرنے سے پرہیز کرنا

۳۲۷۰- أخرجه مسلم، الأشربة، الباب السابق، ح: ۲۰۳۳/ ۱۳٤ من حديث أبي داود الحفري به نحو المعنٰى.

چاہیے۔ ⑤ کسی سے چٹوانا اس وقت درست ہے جب دوسرا آدمی اس میں کراہت محسوس نہ کرے، مثلاً: بیوی یا اولاد وغیرہ ہو۔

(المعجم ١٠) - بَابُ تَنْقِيَةِ الصَّحْفَةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- پلیٹ صاف کرنا

٣٢٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْبَرَّاءُ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ. فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ، فَلَحِسَهَا، اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ».

۳۲۷۱- حضرت ام عاصم ؒ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ حضرت نبیشہ بن عبداللہ ؓ ہمارے ہاں تشریف لائے جب کہ ہم ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پیالے میں کھانا کھائے‘ پھر اس (پیالے) کو چاٹ لے تو پیالہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔“

٣٢٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي عَنْ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُ نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ لَنَا. فَقَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا، اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ».

۳۲۷۲- حضرت ابوالیمان معلّٰی بن راشد ؒ اپنی دادی (ام عاصم) ؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے قبیلہ ہذیل کے ایک صاحب حضرت نبیشة الخیر ؓ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہم ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے کہ نبیشہ ؓ تشریف لے آئے۔ انھوں نے کہا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ”جو شخص پیالے میں کھانا کھا کر اسے چاٹتا ہے‘ پیالہ اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔“

فائدہ: مذکورہ باب کی دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں‘ تاہم پیالے اور پلیٹ وغیرہ کو انگلیوں سے صاف کرنے کا ذکر صحیح مسلم کی روایت میں موجود ہے۔ حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کر لیا کریں۔ (صحيح مسلم‘ الأشربة‘ باب استحباب لعق

٣٢٧١ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في اللقمة تسقط، ح: ١٨٠٤ من حديث أبي اليمان البرّاء (معلى بن راشد الهذلي) به، وقال: "غريب" * أم عاصم لم أجد لها توثيقًا، والله أعلم، وباقي السند حسن.

٣٢٧٢ـ **[إسناده ضعيف]** انظر الحديث السابق.

الأصابع.....' حدیث: ۲۰۳۴)' نیز صحیح مسلم کی اسی روایت میں پلیٹ کو انگلیوں سے صاف کرنے کا سبب وہی بیان ہوا ہے جو گزشتہ باب میں انگلیاں چاٹنے کا بیان ہوا تھا۔ خاص طور پر آج کل کے ماحول میں جس طرح بعض لوگ برتن میں زیادہ کھانا لے لیتے ہیں اور تھوڑا سا کھا کر باقی ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ انتہائی بری عادت ہے۔ اس سے کھانے کی بے قدری ہوتی ہے۔ اور بلا ضرورت ضائع کرنا تبذیر میں شامل ہے جس کے مرتکب کو قرآن نے ''شیطان کا بھائی'' کہا ہے۔ اسلامی اخلاق کا تقاضا ہے کہ کھانا کھاتے وقت پلیٹ میں صرف ضرورت کے مطابق لیا جائے اور اس میں بچایا نہ جائے۔ اور جو پکا ہوا کھانا بچ جائے' وہ پھینکنے کے بجائے ضرورت مندوں' غریبوں اور ہمسایوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(المعجم ١١) - بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيكَ (التحفة ١١)

باب: ۱۱- اپنے سامنے سے کھانا

٣٢٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا [عُبَيْدُ اللهِ]: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلْيَأْكُلْ مِمَّا يَلِيهِ، وَلَا يَتَنَاوَلْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ جَلِيسِهِ».

۳۲۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دسترخوان پر کھانا لگا دیا جائے تو آدمی کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے' اپنے ساتھی کے آگے سے نہ کھائے۔''

فائدہ: ''مائدہ'' اس دسترخوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا رکھا جا چکا ہو' اس لیے وُضِعَتِ المَائِدَۃُ کا مطلب صرف دسترخوان بچھانا نہیں بلکہ اس پر کھانا لگانا ہوگا۔ خالی دسترخوان کو عربی میں خِوَان کہتے ہیں۔

٣٢٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي السَّوِيَّةِ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِكْرَاشٍ

۳۲۷۴- حضرت عکراش بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا پیالہ پیش کیا گیا جس میں بہت سا ثرید اور

٣٢٧٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء: ٣/ ٧٤، والبيهقي في شعب الإيمان: ٥/ ٨٤، ح: ٥٨٦٥، وابن حبان في المجروحين: ٢/ ١٥٦ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وسيأتي، ح: ٣٢٩٥ * عبدالأعلى بن أعين ضعيف، كما في التقريب وغيره.

٣٢٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في التسمية في الطعام، ح: ١٨٤٨ عن ابن بشار به، وقال: "غريب" * العلاء بن الفضل ضعيف (تقريب وغيره)، وعبيدالله بن عكراش، قال البخاري: "لا يثبت حديثه".

عَنْ أَبِيهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَفْنَةٍ كَثِيرَةِ الثَّرِيدِ وَالْوَدَكِ. فَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا. فَخَبَطْتُ يَدِي فِي نَوَاحِيهَا. فَقَالَ: «يَاعِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ» ثُمَّ أُتِينَا بِطَبَقٍ فِيهِ أَلْوَانٌ مِنَ الرُّطَبِ. فَجَالَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ: «يَا عِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ. فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ».

چکنائی تھی۔ ہم لوگ اس میں سے کھانے لگے تو میرا ہاتھ اس میں ہر طرف گھوم رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ’’عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ‘ یہ ایک ہی کھانا ہے۔‘‘ پھر ہمارے سامنے ایک تھال رکھا گیا جس میں مختلف قسم کی تازہ کھجوریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھال میں گھومنے لگا اور آپ نے (مجھ سے) فرمایا: ’’اے عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ۔ یہ ایک ہی قسم نہیں۔‘‘

فائدہ: مذکورہ باب کی دونوں روایات ضعیف ہیں‘ تاہم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن ابوسلمہ سے فرمایا: ’’بچے! اللہ کا نام لو‘ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔‘‘ (صحیح البخاري‘ الأطعمة‘ حدیث:۵۳۷۶‘ و صحیح مسلم‘ الأشربة‘ حدیث:۲۰۲۲) لہٰذا جب برتن میں ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو ہر ایک کو اپنے سامنے ہی سے کھانا چاہیے‘ البتہ اگر مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو اپنی پسند کی چیز دوسری طرف سے بھی لی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے‘ حدیث:۳۲۶۷ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ۱۲) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ ذُرْوَةِ الثَّرِيدِ** (التحفة ۱۲)

باب:۱۲- ثرید کے اوپر (درمیان) سے کھانا منع ہے

۳۲۷۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ [بْنِ سَعِيدِ] بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ الْيَحْصِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِقَصْعَةٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا. وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا، يُبَارَكْ فِيهَا».

۳۲۷۵- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اس کے کناروں سے کھاؤ۔ اس کی چوٹی چھوڑ دو‘ اس میں برکت ڈالی جائے گی۔‘‘

۳۲۷۵_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل من أعلى الصحفة، ح: ۳۷۷۳ عن عمرو بن عثمان به، وصححه الحاكم: ۱۰۷/۴، والذهبي.

فوائد ومسائل: ① چوٹی سے مراد برتن کے درمیان کا کھانا ہے جو برتن بھرا ہوا ہونے کی صورت میں کناروں کی نسبت کچھ بلند ہوتا ہے۔ ② جب ایک برتن میں کھانے والے اپنے اپنے سامنے سے کھائیں تو اس حدیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے کیونکہ درمیان کا کھانا کناروں سے کھائے جانے کے بعد کھایا جاتا ہے۔ ③ حدیث نبوی پر عمل کرنے سے رزق میں برکت حاصل ہوتی ہے۔

۳۲۷٦- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُوحَفْصٍ عُمَرُ بْنُ الدَّرْفَسِ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي قَسِيمَةَ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ اللَّيْثِيِّ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَأْسِ الثَّرِيدِ، فَقَالَ: «كُلُوا بِسْمِ اللهِ مِنْ حَوَالَيْهَا، وَاعْفُوا رَأْسَهَا. فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَأْتِيهَا مِنْ فَوْقِهَا».

۳۲۷٦- حضرت واثلہ بن اسقع لیثی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ثرید کی چوٹی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ’’اللہ کا نام لے کر اس کے کناروں سے کھاؤ اور اس کا اونچا (درمیان والا) حصہ رہنے دو (بعد میں کھانا) کیونکہ اس میں برکت اوپر سے آتی ہے۔‘‘

۳۲۷۷- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ، فَخُذُوا مِنْ حَافَتِهِ، وَذَرُوا وَسَطَهُ. فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهِ».

۳۲۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب کھانا رکھا جائے تو اس کے کنارے سے لو اور اس کا درمیان چھوڑ دو کیونکہ برکت اس کے وسط میں نازل ہوتی ہے۔‘‘

(المعجم ۱۳) - بَابُ اللُّقْمَةِ إِذَا سَقَطَتْ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- اگر لقمہ ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے؟

۳۲۷۸- **حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۲۷۸- حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت

۳۲۷٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۲/ ۹۰، ح: ۲۱٦ من حديث هشام بن عمار به، وله طريق آخر عند أحمد: ۳/ ٤۹۰، والحديث السابق شاهد له.

۳۲۷۷ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الأكل من أعلى الصحفة، ح: ۳۷۷۲ من حديث شعبة عن عطاء بن السائب به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ۱۸۰۵.

۳۲۷۸ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ۲/ ۹٦، ح: ۲۰۳۵ من حديث يزيد بن زريع به، قال ◄◄

يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: بَيْنَمَا [هُوَ] يَتَغَدَّى، إِذَا سَقَطَتْ مِنْهُ لُقْمَةٌ. فَتَنَاوَلَهَا فَأَمَاطَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ أَذًى فَأَكَلَهَا. فَتَغَامَزَ بِهِ الدَّهَاقِينُ. فَقِيلَ: أَصْلَحَ اللهُ الْأَمِيرَ. إِنَّ هٰؤُلَاءِ الدَّهَاقِينَ يَتَغَامَزُونَ مِنْ أَخْذِكَ اللُّقْمَةَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ هٰذَا الطَّعَامُ. قَالَ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِهٰذِهِ الْأَعَاجِمِ. إِنَّا كُنَّا نَأْمُرُ أَحَدَنَا، إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَتُهُ، أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمِيطَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ أَذًى وَيَأْكُلَهَا وَلَا يَدَعَهَا لِلشَّيْطَانِ.

ہے‘ وہ کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں ان (کے ہاتھ) سے ایک لقمہ گر گیا۔ انھوں نے اسے اٹھایا اور اسے جو گرد وغبار وغیرہ لگ گیا تھا‘ اسے دور کیا‘ پھر وہ لقمہ کھا لیا۔ زمینداروں نے ایک دوسرے کو اشارے کیے (کہ دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں۔) انھیں کہا گیا: اللہ تعالیٰ گورنر صاحب (آپ) کو درست رکھے‘ آپ کے لقمہ اٹھانے کی وجہ سے زمیندار ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہیں جب کہ آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے (پھر گرا ہوا لقمہ نہ اٹھاتے تو کیا حرج تھا‘ خواہ مخواہ ان لوگوں کے مذاق کا نشانہ بنے۔) انھوں نے فرمایا: میں ان عجمیوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث پر عمل کرنا ترک نہیں کر سکتا۔ ہم تو، جب کسی کا لقمہ گر پڑتا تھا‘ اسے حکم دیا کرتے تھے کہ اسے اٹھا کر اس پر لگی ہوئی چیز (تنکا‘ غبار وغیرہ) دور کرے اور اسے کھا لے‘ اور اسے شیطان کے لیے نہ رہنے دے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور مزید کہا ہے کہ درج ذیل روایت اس کی شاہد ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم میں حضرت جابر ؓ کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر پڑے تو اسے چاہیے کہ اسے جو گرد وغبار لگا ہوا ہے دور کرے‘ پھر اس (لقمے) کو کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے.....“ (صحیح مسلم‘ الأشربة‘ باب استحباب لعق الأصابع والقصعة‘ وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح مايصيبها من أذى.....‘ حدیث: ۲۰۳۳) حضرت انس ؓ کی حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد انھی الفاظ میں روایت کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم۔ حوالہ مذکورہ) ② اگر ہاتھ سے گرا ہوا لقمہ اٹھایا نہ جائے تو شیطان اسے کھا لیتا ہے‘ یا شیطان کو اس سے کھانے کو ملتا ہے۔

◀◀ البوصيري: "منقطع"، وقال أبو حاتم: "الحسن لم يسمع من معقل بن يسار"، والحديث الآتي شاهد له.

٣٢٧٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَقَعَتِ اللُّقْمَةُ مِنْ يَدِ أَحَدِكُمْ، فَلْيَمْسَحْ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْأَذٰى، وَلْيَأْكُلْهَا».

۳۲۷۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو وہ اس پر لگے گرد وغبار کو صاف کرے اور اسے کھا لے۔''

(المعجم ١٤) - بَابُ فَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۴- کھانوں پر ثرید کی فضیلت

٣٢٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ. وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ».

۳۲۸۰- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مردوں میں سے بہت افراد کامل ہوئے لیکن عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران (علیہا السلام) اور فرعون کی بیوی آسیہ (رحمہا اللہ) کامل ہوئیں۔ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو دوسری عورتوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔''

٣٢٨١- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا مُسْلِمُ بْنُ

۳۲۸۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں پر عائشہ ؓ کی

٣٢٧٩- أخرجه مسلم، الأطعمة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، وأكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من الأذى ... الخ، ح: ٢٠٣٣/١٣٥ من حديث ابن فضيل به.

٣٢٨٠- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: "وضرب الله مثلاً للذين أمنوا امرأت فرعون ... الخ"، ح: ٣٤١١، ٣٤٣٣ من حديث شعبة به، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل خديجة [أم المؤمنين] رضي الله تعالى عنها، ح: ٢٤٣١ عن ابن بشار به.

٣٢٨١- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ح: ٣٧٧٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٦ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به.

خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ».

فضیلت ایسے ہی ہے، جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہوتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① انسانوں میں کمال کا سب سے بلند مقام نبوت کا ہے جو عورتوں کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا﴾ (یوسف ۱۲:۱۰۹) ”(اے نبی!) ہم نے آپ سے پہلے صرف مرد ہی (رسول بنا کر) بھیجے ہیں۔“ اس لیے حدیث میں وہ کمال مراد ہے جو صرف وہبی نہیں بلکہ اس میں کسب کا بھی حصہ ہے، یعنی صدیقیت کا مقام۔ گزشتہ امتوں کی عورتوں میں صدیقیت کا اعلیٰ ترین مقام حضرت مریم ؑ اور حضرت آسیہ ؓ کو حاصل ہوا۔ امت محمدیہ میں یہ مقام حضرت عائشہ ؓ کو حاصل ہوا۔ ② ثرید، روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا ایک قسم کا کھانا ہے۔ اس دور کے ماحول میں یہ بہترین کھانا تھا جو غذائیت کے لحاظ سے بھی بہترین ہے اور لذت کے لحاظ سے بھی، اس کے علاوہ آسانی سے تیار ہو جاتا ہے، جلدی ہضم ہوتا ہے اور بہت سے فوائد کا حامل ہے۔

(المعجم ۱۵) - **بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بَعْدَ الطَّعَامِ** (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے کا بیان

۳۲۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيُّ، أَبُو الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا، زَمَانَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَلِيلٌ مَا نَجِدُ الطَّعَامَ. فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ، لَمْ تَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَأَقْدَامُنَا. ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ.

۳۲۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں کھانا کم ملتا تھا۔ (زیادہ گزارہ کھجوروں وغیرہ پر تھا۔) پھر جب ہمیں کھانا میسر آتا تو ہمارے پاس رومال نہیں ہوتے تھے، سوائے ہاتھوں، کلائیوں اور پاؤں کے۔ (ہاتھ کو لگی ہوئی چکنائی وغیرہ اس طرح ادھر ادھر مل لیتے تھے۔) پھر (نیا) وضو کیے بغیر ہی نماز پڑھ لیتے تھے۔

۳۲۸۲ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المناديل، ح: ٥٤٥٧ عن محمد بن أبي يحيٰى به، وهو محمد بن فليح بن سليمان.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : غَرِيبٌ ، لَيْسَ إِلَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ .

امام ابن ماجہ نے کہا: یہ روایت غریب ہے۔ اسے صرف محمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- کھانے سے فارغ ہو کر کیا کہنا چاہیے؟

٣٢٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ ، عَنْ [رِيَاحِ] بْنِ عَبِيدَةَ ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَكَلَ طَعَاماً قَالَ : «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ» .

۳۲۸۳- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو فرماتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ] ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا' پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح احادیث میں دیگر دعائیں مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ ان میں سے دو دعائیں درج ذیل روایات میں مروی ہیں۔

٣٢٨٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا ثَوْرُ ابْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ، إِذَا رُفِعَ طَعَامُهُ أَوْ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ : «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ . رَبَّنَا» .

۳۲۸۴- حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ کے سامنے موجود کھانا (فارغ ہونے پر) اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا' غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا] ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو' پاکیزہ ہو اور اس میں برکت دی گئی ہو' نہ کفایت کیا گیا (کہ مزید

٣٢٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ٣٤٥٧ من حديث أبي خالد به * حجاج بن أرطاة تقدم حاله، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، ومولى لأبي سعيد مجهول، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٣٨٥٠، وفيه إسماعيل بن رياح مجهول (تقريب) و"غيره" مجهول، فالسند مظلم، وله طريق آخر عند النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩٠، وفيه إسماعيل بن(أبي) إدريس، وهو مجهول(تقريب) والسند إليه ضعيف، وحسن الحافظ ابن حجر أحد طرقه.

٣٢٨٤ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه، ح: ٥٤٥٨ من حديث ثور به.

کی ضرورت نہ رہے)، نہ یہ آخری کھانا ہے، نہ اس سے بے نیازی ہو سکتی ہے اے ہمارے رب!“

فوائد ومسائل: ① اس دعا کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے: ”یہ تعریف کافی نہیں سمجھی گئی (کیونکہ انسان کما حقہ حمد کر ہی نہیں سکتا) نہ چھوڑی گئی (بلکہ یہ حمد و شکر مسلسل ہے کیونکہ رب کی نعمتیں مسلسل حاصل ہو رہی ہیں)، نہ اس تعریف سے بے نیازی ہو سکتی ہے (کیونکہ حاصل نعمتوں کو قائم رکھنے کے لیے اور مزید نعمتوں کے حصول کے لیے بندے کو حمد و شکر کی ضرورت رہتی ہے۔)“ ② کھانے کے آخر میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

۳۲۸۵- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ طَعَاماً فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۳۲۸۵- حضرت معاذ بن انس جہنی ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کھانا کھا کر یہ دعا پڑھی: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ] ”ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے جس نے یہ (کھانا) مجھے کھلایا اور مجھے یہ (کھانا) عطا کیا بغیر میری کسی طاقت کے اور بغیر میری کسی قوت کے۔“ اس کے گزشتہ (تمام) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ② شکر گناہوں کی معافی کا باعث ہے۔ ③ رزق کے حصول کے لیے اگرچہ ایک حد تک انسان بھی کوشش اور تدبیر سے کام لیتا ہے، تاہم اس کوشش کو کامیاب کرنا اور تدبیر سجھانا بھی اللہ ہی کا فضل ہے اور اسی کی توفیق سے ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- مل کر کھانا کھانے کا بیان

۳۲۸۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ،

۳۲۸۶- حضرت وحشی بن حرب ؓ سے روایت

۳۲۸۵ـ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، ح: ٤٠٢٣ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٣٤٥٨، وحسنه الحافظ ابن حجر، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٢، ١٩٣، وتعقبه الذهبي، وتعقبه مرجوح.

۳۲۸٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب في الاجتماع على الطعام، ح: ٣٧٦٤ من حديث الوليد به، وتقدم، ح: ٢٥٥، ولم يصرح بالسماع المسلسل * وحرب بن وحشي لم يوثقه غير ابن حبان، وقال البزار: ◀◀

وَدَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبِ بْنِ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ وَحْشِيٍّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ. قَالَ: «فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُونَ مُتَفَرِّقِينَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «فَاجْتَمِعُوا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ».

ہے' صحابہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں تو سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مل کر کھانا کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لو' تمھارے لیے اس میں برکت ہو جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۵/۳۸۶' والصحيحة للألباني' رقم: ۶۶۴) بنابریں مل کر کھانا برکت کا باعث ہے' تاہم الگ الگ کھانا بھی جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ (النور ۲۴:۶۱) ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' ② بسم اللہ پڑھنا بھی برکت کا باعث ہے۔

٣٢٨٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا. فَإِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ».

۳۲۸۷- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مل کر کھاؤ' الگ الگ نہ کھاؤ کیونکہ برکت جماعت (اور اجتماعیت) کے ساتھ ہے۔''

» مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة، منها الحديث الآتي، وحديث ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر رفعه: إن أحب الطعام إلى الله ما كثرت عليه الأيدي، وأخرجه أبويعلى: ٤/٣٩، ح: ٢٠٤٥، وإسناده ضعيف.

٣٢٨٧_[حسن] تقدم ح: ٣٢٥٥، وهٰذا طرف منه.

(المعجم ١٨) - بَابُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ (التحفة ١٨)

٣٢٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْفُخُ فِي طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ. وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ.

باب:۱۸-کھانے کی چیز میں پھونک مارنا

۳۲۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھانے پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارتے تھے اور برتن میں سانس نہیں لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔“ (دیکھیے سنن ابن ماجہ حدیث:۳۴۲۹) ② حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے کہا: اگر برتن میں کوئی ناپسندیدہ چیز (تنکا وغیرہ) نظر آ جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ”اسے انڈیل دو۔“ (تھوڑا سا پانی انڈیل دو تا کہ وہ بھی نکل جائے) اس نے کہا: میں ایک سانس سے (پیتا ہوں تو) سیر نہیں ہوتا۔ فرمایا: ”پیالے کو منہ سے ہٹا لیا کرو۔“ (جامع الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، حديث:۱۸۸۷) اس سے معلوم ہوا کہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ (التحفة ١٩)

٣٢٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ. سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ

باب:۱۹-جب خادم کھانا لائے تو اس کھانے میں سے اسے بھی کچھ کھانا دینا چاہیے

۳۲۸۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کے پاس اس کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے اور وہ (خادم) اس (مالک) کے

٣٢٨٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في النفخ في الشراب والتنفس فيه، ح:٣٧٢٨ من حديث عبدالكريم الجزري به بألفاظ أخرٰى، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:١٨٨٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٢٨٩- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الأكل مع المملوك والعيال، ح:١٨٥٣ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح" * إسماعيل عنعن، تقدم ح:١٦١٢، ورواه عنه يحيى بن سعيد القطان، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

بِطَعَامِهِ، فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ. فَإِنْ أَبَى، فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ».

ساتھ کھائے۔ اگر ایسے نہیں کرسکتا تو اسے اس میں سے کچھ (کھانا) دے دے۔“

٣٢٩٠- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَحَدُكُمْ قَرَّبَ إِلَيْهِ مَمْلُوكُهُ طَعَاماً قَدْ كَفَاهُ عَنَاءَهُ وَحَرَّهُ، فَلْيَدْعُهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ. فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، فَلْيَأْخُذْ لُقْمَةً، فَلْيَجْعَلْهَا فِي يَدِهِ».

٣٢٩٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا غلام اسے کھانا پیش کرے جس کی (تیاری کی) مشقت اور (اس کے لیے آگ کی) حرارت اس نے برداشت کی ہے تو اسے بلا کر اپنے ساتھ کھلائے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو ایک لقمہ لے کر اس کے ہاتھ میں رکھ دے۔“

٣٢٩١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، أَوْ لِيُنَاوِلْهُ مِنْهُ. فَإِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ».

٣٢٩١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لائے تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے یا اسے تھوڑا سا کھانا دے دے کیونکہ اس نے اس کی گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① خادم اور نوکر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کرنا چاہیے۔ ② اگر کوئی خاص کھانا تیار کیا گیا ہو تو نوکر اور ملازم کو بھی گنجائش کے مطابق دیا جائے تاکہ اس کے دل میں حسرت نہ رہے۔ اس سے اس کے دل میں مالک کی محبت اور عزت وعظمت بڑھے گی' نیز ایسا کرنے سے اس کے دل میں اپنے مالک کا مال وغیرہ چوری کرنے کی خواہش بھی پیدا نہیں ہوگی۔ ③ فیکٹری کے مالک کو چاہیے کہ پیداوار میں سے کچھ نہ کچھ ملازمین کو بھی تحفے کے طور پر دے۔ ④ ملازم کو تنخواہ کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ حسن سلوک کے طور پر دینا چاہیے۔ ⑤ ملازمین سے کام لیتے وقت ان کے جذبات اور حالات کا لحاظ رکھنا چاہیے' نیز مالک کو ان کی خوشی

٣٢٩٠- [إسناده صحيح] * جعفر بن ربيعة تابعه أبوالزناد عند أحمد: ٢/ ٢٤٥، وللحديث طرق أخرى عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

٣٢٩١- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٨، ٤٤٦ من حديث إبراهيم بن مسلم العبدي الهجري به، وتقدم ح: ٧٧٧، والحديث السابق شاهد له.

اور غمی میں شریک ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- میز اور دستر خوان پر کھانا کھانے کا بیان

٣٢٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ ابْنِ أَبِي الْفُرَاتِ الْإِسْكَافِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خِوَانٍ، وَلَا فِي سُكُرَّجَةٍ. قَالَ: فَعَلَامَ كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

۳۲۹۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے کبھی میز پر رکھ کر کھانا نہیں کھایا، اور نہ طشتری اور تھالی میں۔ قتادہ ؒ نے کہا: پھر لوگ کس چیز پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: دستر خوان پر۔

فوائد و مسائل: ① مولانا عبدالغنی ؒ سنن ابن ماجہ کے حاشیہ إنجاح الحاجه میں خوان کے بارے میں لکھتے ہیں: ”اس پر رکھ کر کھانا دولت مندوں اور متکبروں کی عادت ہے تاکہ انھیں کھانا کھاتے وقت جھکنے یا سر جھکانے کی ضرورت نہ پڑے۔“ اس لیے اس کا ترجمہ چھوٹی میز یا تپائی وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ ② سُکُرَّجه چھوٹی پلیٹ یا تھالی اور رکابی وغیرہ کو کہتے ہیں جس میں چٹنی وغیرہ رکھی جاتی ہے۔ یہ لذت پسندی اور عیش پرستی کا مظہر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کھانا سادہ اور زود ہضم ہوتا تھا، اس لیے چٹنی وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ ③ سُفرہ (دستر خوان) سے مراد وہ کپڑے یا چمڑے کا ٹکڑا ہے جسے بچھا کر اس پر کھانا رکھا جاتا ہے۔ اہل عرب اب بھی میز کرسی استعمال کرنے کے بجائے زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھانے کے عادی ہیں۔

٣٢٩٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ، حَتَّى مَاتَ.

۳۲۹۳- حضرت انس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی میز پر رکھ کر کھانا کھاتے نہیں دیکھا حتی کہ آپ انتقال فرما گئے۔

٣٢٩٢_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة، ح: ٥٣٨٦ من حديث معاذ ابن هشام به.

٣٢٩٣_ أخرجه البخاري، الرقاق، باب فضل الفقر، ح: ٦٤٥٠ من حديث ابن أبي عروبة به.

(المعجم ٢١) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُّقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتّٰى يُرْفَعَ، وَأَنْ يَكُفَّ يَدَهُ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ** (التحفة ٢١)

باب:۲۱-کھانا اٹھائے جانے سے پہلے اٹھنا' اور لوگوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ روک لینے کی ممانعت کا بیان

٣٢٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُنِيرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُقَامَ عَنِ الطَّعَامِ، حَتّٰى يُرْفَعَ.

۳۲۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے کھانا اٹھائے جانے سے پہلے اٹھنے سے منع فرمایا۔

٣٢٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُالْأَعْلٰى، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُومُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ. وَلَا يَرْفَعُ يَدَهُ، وَإِنْ شَبِعَ، حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ. وَلْيُعْذِرْ. فَإِنَّ الرَّجُلَ يُخْجِلُ جَلِيسَهُ فَيَقْبِضُ يَدَهُ. وَعَسٰى أَنْ يَكُونَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ».

۳۲۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دستر خوان (پر کھانا) لگا دیا جائے تو کوئی آدمی (فارغ ہوکر) نہ اٹھے حتی کہ دستر خوان اٹھایا جائے۔ اور اپنا ہاتھ نہ روکے اگرچہ سیر ہوگیا ہو حتی کہ لوگ فارغ ہوجائیں۔ اور (اگر اسے ضرورت نہ ہوتو) چاہیے کہ (اپنا) عذر بیان کر دے)، کیونکہ آدمی (ہاتھ روک کر) اپنے ساتھی کو شرمندہ کردیتا ہے اور وہ بھی (شرم کی وجہ سے) ہاتھ روک لیتا ہے۔ ممکن ہے اسے ابھی کھانے کی (مزید) ضرورت ہو۔''

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ** (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-ہاتھ میں (کھانے کی) چکنائی کی بو ہوتو (بغیر ہاتھ دھوئے) سوجانا (منع ہے)

٣٢٩٤ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * الوليد عنعن، وتقدم، ح: ٢٥٥، ومنير ضعيف (تقريب)، ومكحول عن عائشة: منقطع، كما قال الذهبي في ميزان الاعتدال: ٤/ ١٩٣.

٣٢٩٥ـ [ضعيف] تقدم ح: ٣٢٧٣.

٣٢٩٦- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَسِيمِ الْجَمَّالُ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ ابْنَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا، لَا يَلُومَنَّ امْرُؤٌ إِلَّا نَفْسَهُ. يَبِيتُ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ».

۳۲۹۶- حضرت فاطمہ ؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آدمی کو صرف خود ہی کو ملامت کرنی چاہیے جو اس حال میں رات گزارتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو۔“

٣٢٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ، فَلَمْ يَغْسِلْ يَدَهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

۳۲۹۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص اس حال میں سو گیا کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو تھی اور اس نے ہاتھ نہیں دھویا تھا، پھر اسے کوئی تکلیف پہنچ گئی تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔“

فوائد ومسائل: ① کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہییں۔ ② گھی والا کھانا یا مٹھائی وغیرہ کھا کر بغیر ہاتھ دھوئے سونا منع ہے۔ ③ اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ چکنائی کی بو کی وجہ سے چیونٹیاں بستر پر آ سکتی ہیں، ان سے سونے والے کو نقصان یا تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہے۔ بعض اوقات چوہا وغیرہ بھی کاٹ لیتا ہے جو خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ④ روزمرہ معاملات میں ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے جن سے نقصان کا خطرہ ہو۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ عَرْضِ الطَّعَامِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- کھانا کھانے کی پیش کش کرنا

٣٢٩٦ـ[صحيح] * جبارة تقدم حاله، ح: ٧٤٠، وهٰذا الطريق سنده ضعيف جدًا، والحديث الآتي شاهد له.

٣٢٩٧ـ[صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في غسل اليد من الطعام، ح: ٣٨٥٢ من حديث سهيل به، وهو في جزءه، ح: ٣٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٥٤، وللحديث ألوان عند الترمذي، ح: ١٨٥٩، ١٨٦٠، والحاكم: ٤/ ١٣٧ وغيرهما، ولا تزيده إلا قوةً.

٣٢٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَعَامٍ. فَعُرِضَ عَلَيْنَا. فَقُلْنَا: لَا نَشْتَهِيهِ. فَقَالَ: «لَا تَجْمَعْنَ جُوعاً وَكَذِباً».

٣٢٩٨- حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ نے ہمیں کھانے کی پیش کش کی۔ ہم نے کہا: ہمیں خواہش نہیں (بھوک نہیں ہے۔) آپ نے فرمایا: ''بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① کھانا کھاتے وقت موجود افراد کو کھانے کی پیش کش کرنا اچھی عادت ہے۔ ② کھانے کی پیش کش کی جائے تو بھوک ہونے پر قبول کرنے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ③ بھوک نہ ہو تو ایسی پیش کش قبول نہ کرنے میں حرج نہیں۔ شکریہ ادا کر دینا چاہیے تاہم بہتر ہے کہ ایک دو لقمے لے لیے جائیں۔ ④ جھوٹ تکلف کے موقع پر بھی اچھا نہیں۔ معذرت کے لیے کوئی اور مناسب انداز اختیار کر لیا جائے۔

٣٢٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ - قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ: «ادْنُ فَكُلْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ. فَيَا لَهْفَ نَفْسِي هَلَّا كُنْتُ طَعِمْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٣٢٩٩- حضرت انس بن مالک ؓ جن کا تعلق قبیلہ بنو عبدالاشہل سے تھا، ان سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ دوپہر (صبح) کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''آئیے، کھانا کھائیے۔'' میں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ افسوس! کاش میں رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں سے کچھ کھا لیتا۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت کے راوی وہ حضرت انس بن مالک ؓ نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور حضرت ام سلیم ؓ کے بیٹے تھے بلکہ یہ ایک اور صحابی ہیں، اس لیے راوی نے وضاحت کر دی کہ ان کا تعلق بنو عبدالاشہل کے قبیلے سے ہے۔ ② روزے دار کو اگر کھانے کی دعوت دی جائے تو نفلی روزہ چھوڑ کر

٣٢٩٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥٣ عن وكيع به، ورواه سفيان بن عيينة، والحميدي بتحقيقي: ٣٦٩، وشعيب عن ابن أبي حسين به، أحمد: ٦/ ٤٥٨ * وشهر تقدم حاله، ح: ١٤٩٦، والحديث حسنه البوصيري، وله شاهد عند أحمد وغيره من حديث أسماء بنت عميس رضي الله عنها.

٣٢٩٩- [حسن] تقدم، ح: ١٦٦٧.

دعوت قبول کر لینا بہتر ہے، تاہم روزہ مکمل کرنا بھی جائز ہے۔ ③ اگر کھانے کی دعوت دینے پر دوسرا شخص معذرت کر لے تو زیادہ اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا ایک عظیم شرف ہے جس کے چھوٹ جانے پر صحابی کو بعد میں افسوس ہوا کیونکہ روزہ تو بعد میں بھی رکھا جا سکتا تھا۔ دوسرے علاقے میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے انھیں دوبارہ ایسا موقع نہیں ملا کہ یہ شرف حاصل کر سکیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ الْأَكْلِ فِي الْمَسْجِدِ

(التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- مسجد میں کھانا کھانے کا بیان

٣٣٠٠- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ ابْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ يَقُولُ: **كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ.**

۳۳۰۰- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد میں گوشت روٹی کھا لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مسجد میں کھانا پینا جائز ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ ② مسجد میں کھانا کھاتے وقت مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ کھانے کی چیز فرش، چٹائی اور قالین وغیرہ پر نہ گرنے دی جائے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الْأَكْلِ قَائِمًا

(التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- کھڑے ہو کر کھانے کا بیان

٣٣٠١- حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ، سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۳۳۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے تھے اور کھڑے ہو کر پانی پی لیا

٣٣٠٠- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن".

٣٣٠١- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في الشرب قائمًا، ح: ١٨٨٠ عن أبي السائب سلم به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٦٩ * وحفص بن غياث صرح بالسماع عنده، ورواه عمران بن حدير عن أبي البزري يزيد بن عطارد عن ابن عمر به، أحمد: ٢/ ١٢، ٢٤، ٢٩.

قَالَ : كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، نَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي. وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ.

کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم میں حضرت انس‘ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے نبیٔ اکرم ﷺ کی احادیث مروی ہیں جن سے کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بلکہ حضرت ابوسعید خدری ؓ نے تو زَجَرَ کا لفظ استعمال کیا ہے‘ یعنی ڈانٹا یا سختی سے منع کیا۔ اور حضرت ابوہریرہ ؓ نے یہ فرمان نبوی روایت کیا ہے: ”جو شخص بھول جائے (اور کھڑے ہوکر پانی پی لے) تو اسے چاہیے کہ قے کر دے۔“ ② حافظ ابن حجر ؒ نے منع اور جواز کی احادیث ذکر کرتے ہوئے علماء کے مختلف اقوال اور دلائل ذکر کر کے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ کھڑے ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ١٠/١٠٣-١٠٦) والله أعلم. ③ کھڑے ہوکر کھانا‘ کھڑے ہوکر پینے سے زیادہ مکروہ ہے۔ ④ چلتے چلتے کھانا‘ اتفاقی معاملہ ہوتا ہے جس کے جواز میں شبہ نہیں لیکن آج کل دعوتوں میں کھڑے کھڑے کھانے کا جواز محل نظر ہے کیونکہ اس میں ایک تو غیروں کی بھونڈی نقالی ہے۔ دوسرے‘ یہ ڈھور ڈنگروں والا طریقہ ہے جو انسانوں کے شایانِ شان نہیں۔ تیسرے‘ یہ انسانی وقار کے بھی منافی ہے۔ چوتھے‘ اس طریقے میں جو افراتفری مچتی ہے اس سے کھانے کا بہت ضیاع ہوتا ہے‘ اس لیے دعوتوں کا یہ طریقہ ناجائز اور متعدد قباحتوں کا حامل ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٢٦) - **بَابُ الدُّبَّاءِ** (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-کدو کا بیان

٣٣٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ : أَنْبَأَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْقَرْعَ.

٣٣٠٢- حضرت انس ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کدو پسند فرماتے تھے۔

٣٣٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : بَعَثَتْ مَعِيَ أُمُّ سُلَيْمٍ، بِمِكْتَلٍ فِيهِ رُطَبٌ، إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمْ أَجِدْهُ. وَخَرَجَ قَرِيباً إِلَى مَوْلًى لَهُ. دَعَاهُ فَصَنَعَ لَهُ

٣٣٠٣- حضرت انس ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میری والدہ ام سلیم ؓ نے میرے ہاتھ کھجوروں کا ایک ٹوکرا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ مجھے (گھر میں) نہ ملے۔ آپ قریب ہی اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے ہاں تشریف لے گئے تھے۔

٣٣٠٢ـ [صحيح] ＊ عبيدة، تابعه عبدالله بن بكر، أحمد: ٣/ ٢٦٤، وحميد، تابعه ثابت، أيضًا، ص: ١٧٤.

٣٣٠٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٨ عن محمد بن أبي عدي به، وصححه البوصيري، وله شاهد عند البخاري، ح: ٢٠٩٢، ومسلم، ح: ٢٠٤١ وغيرهما.

طَعَاماً. فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَأْكُلُ. قَالَ: فَدَعَانِي لِآكُلَ مَعَهُ. قَالَ: وَصَنَعَ ثَرِيدَةً بِلَحْمٍ وَقَرْعٍ. قَالَ: فَإِذَا هُوَ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ. قَالَ: فَجَعَلْتُ أَجْمَعُهُ فَأُدْنِيهِ مِنْهُ. فَلَمَّا طَعِمْنَا مِنْهُ رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ. وَوَضَعْتُ الْمِكْتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَقْسِمُ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ آخِرِهِ.

اس نے آپ کو دعوت دی تھی اور نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا تھا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھے بھی اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی۔ ان صاحب نے کدو اور گوشت ڈال کر ثرید بنا رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کو کدو اچھا لگتا ہے تو میں اس (کدو) کے ٹکڑے (برتن کے اطراف میں سے) جمع کر کے آپ کے قریب کرنے لگا۔ جب ہم لوگوں نے کھانا کھا لیا تو آپ واپس گھر تشریف لے گئے۔ میں نے (کھجوروں کا) ٹوکرا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے کھجوریں کھانا اور تقسیم کرنا شروع کر دیں حتی کہ ختم کر کے فارغ ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① اس غلام کا پیشہ درزی تھا۔ (صحيح البخاري، الأطعمة، باب المرق، حديث: ۵۴۳۶) ② اہل عرب گوشت کو لمبے ٹکڑوں میں کاٹ کر خشک کر لیتے ہیں اور بعد میں حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ اسے قدید کہتے ہیں۔ یہ گوشت اسی قسم کا تھا۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ③ اس سالن کے ساتھ ثرید بنانے کے لیے جو کے آٹے کی روٹی پیش کی گئی تھی۔ (صحيح البخاري، الأطعمة، باب من ناول أو قدّم إلى صاحبه على المائدة شيئا، حديث: ۵۴۳۹) ④ کم درجے والے آدمی کی دعوت بھی قبول کرنی چاہیے۔ ⑤ خادم کے ساتھ مل کر کھانے میں تواضع کا اظہار اور فخر وتکبر سے اجتناب ہے، اس لیے یہ ایک اچھی عادت ہے۔ ⑥ استاد اور بزرگ کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھنا بھی اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ ⑦ ہدیہ دینا اور قبول کرنا مستحسن ہے۔ ⑧ ہدیہ قبول کر کے دوسروں کو دیا جا سکتا ہے۔

٣٣٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ

۳۳۰۴- حضرت حکیم بن جابر رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت جابر بن طارق احمسی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے گھر میں داخل

٣٣٠٤ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٣٥٢/٤ عن وكيع به، وصححه الحافظ في الإصابة: ٢١٢/١، والبوصيري، وأخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٥٢، والنسائي في الكبرى، ح: ٦٦٦٥ من حديث ابن أبي خالد به، وتقدم ح: ١٦١٢، ولم أجد تصريح سماعه.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ، وَعِنْدَهُ هٰذِهِ الدُّبَّاءُ. فَقُلْتُ: أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا؟ قَالَ: «هٰذَا الْقَرْعُ. هُوَ الدُّبَّاءُ. نُكْثِرُ بِهِ طَعَامَنَا».

ہوا۔ اور آپ کے پاس کدو تھا۔ میں نے کہا: یہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ قرع ہے‘ یہ کدو ہے۔ ہم اس کے ساتھ اپنے کھانے (سالن) میں اضافہ کرتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی درست ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۱/ ۲۲۷‘ ۲۲۸‘ والصحيحة للألباني‘ رقم:۲۴۰۰‘ وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد‘ رقم:۳۳۰۴) ② کدو ایک مفید سبزی ہے۔ ③ اہل عرب گوشت کھانے کے عادی تھے۔ اکثر اوقات خالی گوشت ہی سالن کے طور پر کھاتے تھے۔ ④ گوشت میں سبزی‘ خصوصاً کدو ڈال کر پکانا برکت اور لذت کا باعث ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ اللَّحْمِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- گوشت کا بیان

٣٣٠٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْخَلَّالُ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي مَشْجَعَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ، اللَّحْمُ».

۳۳۰۵- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گوشت دنیا والوں کے اور جنت والوں کے کھانوں کا سردار ہے۔“

٣٣٠٦- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي مَشْجَعَةَ، عَنْ

۳۳۰۶- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی گوشت کی دعوت دی گئی‘ آپ نے قبول فرمائی۔ اور جب بھی آپ کی خدمت میں گوشت بطور ہدیہ پیش کیا گیا‘ آپ نے قبول فرمایا۔

٣٣٠٥_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٣٠٢ من حديث يحيى به، ورواه من حديث ربيعة بن كعب أيضًا، وقال: "هٰذان حديثان لا يصحان" *سليمان منكر الحديث (تقريب)، وفيه علتان غيره.

٣٣٠٦_ [إسناده ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق.

أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: مَا دُعِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى لَحْمٍ قَطُّ، إِلَّا أَجَابَ، وَلَا أُهْدِيَ لَهُ لَحْمٌ قَطُّ، إِلَّا قَبِلَهُ.

(المعجم ٢٨) - بَابُ أَطَايِبِ اللَّحْمِ

(التحفة ٢٨)

باب:۲۸-سب سے عمدہ گوشت

٣٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ: ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، بِلَحْمٍ. فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا.

۳۳۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ آپ کو(اس میں سے) ذراع (دستی) کا گوشت پیش کیا گیا جو آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ نے اس میں سے دانتوں سے نوچ کر کھایا۔

فوائد ومسائل: ① ذراع (دستی) سے مراد بکرے کی اگلی ٹانگوں کا گھٹنے سے پائے تک کا حصہ ہے۔ علامہ وحید الزمان نے اس کی خوب اچھی تعبیر کی ہے' یعنی گوڈی کا گوشت۔ ② گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانے کے بجائے دانتوں سے نوچ کر کھانا زیادہ مفید ہے۔

٣٣٠٨- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مِسْعَرٍ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ فَهْمٍ [قَالَ:] - وَأَظُنُّهُ يُسَمَّى مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ - أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَقَدْ نَحَرَ لَهُمْ

۳۳۰۸- حضرت عبداللہ بن جعفر طیار (بن ابی طالب) ؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو یہ حدیث سنائی' جب کہ انھوں نے لوگوں کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا تھا' کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت یہ ارشاد مبارک سنا جب صحابۂ کرام ؓ

٣٣٠٧ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ذرية من حملنا مع نوح إنه كان عبدًا شكورًا﴾، ح: ٤٧١٢، ومسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلةً فيها، ح: ١٩٤ من حديث أبي حيان به.

٣٣٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٣، ٢٠٤ عن يحيى بن سعيد به، وهو في شمائل الترمذي، ح: ١٦٢، والسنن الكبرى للنسائي، ح: ٦٦٥٧، وصححه الحاكم: ٤/ ١١١، والذهبي ۞ محمد بن عبدالله بن أبي رافع الفهمي أبو حميد وثقه الحاكم، والذهبي بتصحيح حديثه.

جَزُورًا أَوْ بَعِيرًا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: وَالْقَوْمُ يُلْقُونَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّحْمَ، يَقُولُ: «أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ».

رسول اللہ ﷺ کو گوشت پیش کر رہے تھے۔ (کھانا کھاتے وقت ہر صحابی عمدہ عمدہ گوشت نبی ﷺ کو پیش کر رہا تھا کہ یہ تناول فرمائیں، یہ ٹکڑا لیں، یہ زیادہ اچھا ہے، تب) آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”سب سے عمدہ گوشت پشت کا گوشت ہوتا ہے۔“

(المعجم ٢٩) - بَابُ الشِّوَاءِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹- بھنے ہوئے گوشت کا بیان

٣٣٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأٰى شَاةً سَمِيطًا، حَتّٰى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۳۳۰۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی سالم بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو یہاں تک کہ آپ اللہ عزوجل کے پاس چلے گئے۔

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ کھانے میں تکلف سے کام نہیں لیتے تھے۔ جو سادہ کھانا میسر ہوتا، تناول فرما لیتے تھے۔ ② بھنا ہوا گوشت کھانا جائز ہے، جیسے حدیث: ۳۳۱۱ میں آ رہا ہے ③ شِوَاء سے مراد وہ گوشت ہے جو پتھروں کو گرم کر کے ان پر رکھا جاتا ہے جس سے وہ بھن کر کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

٣٣١٠- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رُفِعَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَضْلُ شِوَاءٍ قَطُّ. وَلَا حُمِلَتْ مَعَهُ طُنْفُسَةٌ.

۳۳۱۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے کبھی بچا ہوا بھنا گوشت نہیں اٹھایا گیا۔ (ساتھ کھانے والے اصحاب ہوتے تھے۔ گوشت اتنا ہی ہوتا تھا جو اس وقت کھا لیا جائے۔) اور نہ کبھی آپ کے ساتھ بچھانے کے لیے قالین اور غالیچہ لے جایا گیا (کہ جہاں تشریف رکھنا چاہیں، اس پر تشریف رکھیں، بلکہ وقت پر جیسا بچھونا

٣٣٠٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب: كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه وتخليهم عن الدنيا؟، ح: ٦٤٥٧ من حديث همام به، وسيأتي ح: ٣٣٣٩.

٣٣١٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٠٨٤ من حديث جبارة به، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف كثير، وتقدم ح: ١٨٦٢ * وجبارة تقدم، ح: ٧٤٠".

میسر ہوتا سادہ یا عمدہ اس پر تشریف رکھتے۔)

٣٣١١- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْجَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامًا فِي الْمَسْجِدِ [لَحْمًا] قَدْ شُوِيَ. فَمَسَحْنَا أَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ. ثُمَّ قُمْنَا نُصَلِّي وَلَمْ نَتَوَضَّأْ.

۳۳۱۱- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد میں کھانا کھایا جو بھنا ہوا گوشت تھا۔ پھر ہم (زمین پر بچھی ہوئی) کنکریوں سے ہاتھ پونچھ کر نماز پڑھنے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے (نیا) وضو نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① مسجد میں کھانا کھانا جائز ہے۔ ② بھنا ہوا گوشت کھانا درست ہے۔ ③ اللہ کی نعمتوں کے استعمال سے پرہیز کا نام زہد نہیں بلکہ حرام سے اجتناب اور دنیا کے لالچ سے بچنا زہد ہے۔ ④ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۴۸۸-۴۹۳)

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْقَدِيدِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- خشک گوشت کا بیان

٣٣١٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ. فَكَلَّمَهُ. فَجَعَلَ تُرْعَدُ فَرَائِصُهُ. فَقَالَ لَهُ: «هَوِّنْ عَلَيْكَ. فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ. إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ».

۳۳۱۲- حضرت ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بات کرنے لگا۔ (رسول اللہ ﷺ کے رعب کی وجہ سے) اس کے کندھے کانپنے لگے (اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھبراؤ مت، میں بادشا نہیں ہوں۔ میں تو ایک ایسی (عام سی غریب) عورت

٣٣١١- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٠ من حديث ابن لهيعة به، وهو في شمائل الترمذي، ح: ١٥٦ مختصرًا، ابن لهيعة تقدم حاله، ح: ٣٣٠، وتابعه عمرو بن الحارث، وتقدم، ح: ٣٣٠٠ على أصل الحديث دون قوله: "فمسح أيدينا بالحصباء".

٣٣١٢- [إسناده ضعيف] وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٤٨، ووافقه الذهبي، وصححه البوصيري ولم أجد تصريح سماع ابن أبي خالد في هذا السند، تقدم ح: ١٦١٢، وإنما صرح في الرواية المرسلة، وعن الخطيب: ٦/ ٢٧٨، والمرسل أصح كما قال الدارقطني وغيره، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٦٦، والذهبي على شر الشيخين من طريق عباد بن العوام عن إسماعيل عن قيس عن جرير به.

بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: إِسْمَاعِيلُ، وَحْدَهُ، وَصَلَهُ.

امام ابوعبداللہ ابن ماجہ ؒ نے کہا: روایت کے راوی اسماعیل (بن ابوخالد) ہی نے اسے موصول بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی ؒ نے اس پر کافی مفصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی درست ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني' رقم:۱۸۷۶' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۳۳۱۲) ② اہل عرب گوشت کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کے لمبے ٹکڑے کاٹ کر نمک لگا کر دھوپ میں خشک کر لیا کرتے تھے۔ اسے قدید کہتے ہیں۔ بعد میں ضرورت پڑنے پر اسے پکا لیا جاتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس شخص کی گھبراہٹ دور ہو جائے جو اس پر نبی ﷺ کی عظمت کے احساس سے طاری ہو گئی تھی۔ ④ تواضع کے طور پر اپنے آپ کو ایک عام انسان کے طور پر پیش کرنا' اللہ کی نعمت کا انکار نہیں۔ ⑤ بڑے عالم یا بڑے مقام پر فائز شخص کو عام لوگوں سے بات کرتے وقت ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس سے وہ مانوس ہو جائیں اور آسانی سے اپنی بات کہہ سن سکیں۔

۳۳۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ. أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَيَأْكُلُهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْأَضَاحِيِّ.

۳۳۱۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ (گائے یا بکری کے) پائے سنبھال رکھتے تھے' رسول اللہ ﷺ قربانی سے پندرہ دن بعد انھیں تناول فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا گوشت بچ جائے تو بعد میں استعمال کرنے کے لیے سنبھالا جا سکتا ہے' خواہ کتنی مدت بعد استعمال کیا جائے۔ ② اپنی ضرورت کی چیز اس کے موسم میں کافی مقدار میں خرید لینا جائز ہے' یہ ممنوع ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں۔

۳۳۱۳- [صحيح] تقدم، ح: ۳۱۵۹.

(المعجم ٣١) - بَابُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ

(التحفة ٣١)

باب: ٣١-کلیجی اور تلی

٣٣١٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ. فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ. وَأَمَّا الدَّمَانِ، فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ».

٣٣١٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال ہیں۔ مردہ چیزیں تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مچھلی خواہ کسی قسم کی ہو' بغیر ذبح کے ہی حلال ہے۔ بعض علماء نے فرق کیا ہے کہ اس طرح مرے تو حلال ہے اور اس طرح مرے تو حرام ہے' اس فرق کی کوئی دلیل نہیں۔ ② مچھلی کے علاوہ دوسرے سمندری جانوروں کے بارے میں بھی امام بخاری ؒ نے صحابہ وتابعین کے اقوال ذکر کیے ہیں کہ وہ سب مچھلی کے حکم میں ہیں۔ عطاء ؒ نے آبی پرندوں کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انھیں ذبح کرنا چاہیے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الذبائح والصید' باب قول الله تعالی: ﴿أحل لکم صید البحر وطعامه متاعاً لکم﴾ قبل حدیث: ٥٤٩٣) ③ کلیجی اور تلی بھی خون ہیں' گو جمے ہوئے سہی۔ والله أعلم.

(المعجم ٣٢) - بَابُ الْمِلْحِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢-نمک کا بیان

٣٣١٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسٰى، عَنْ رَجُلٍ أُرَاهُ مُوسٰى، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيِّدُ إِدَامِكُمُ الْمِلْحُ».

٣٣١٥- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے سالن کا سردار نمک ہے۔''

(المعجم ٣٣) - بَابُ الِائْتِدَامِ بِالْخَلِّ

(التحفة ٣٣)

باب: ٣٣-سرکے کا سالن کے طور پر استعمال

٣٣١٤- [صحيح] تقدم ح: ٣٢١٨.

٣٣١٥- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٨٨٧ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عيسى بن عيسى الحناط"، وهو متروك كما في التقريب وغيره.

٣٣١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

۳۳۱۶- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرکہ اچھا سالن ہے۔“

٣٣١٧- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

۳۳۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرکہ اچھا سالن ہے۔“

فوائد ومسائل: ① کھانے پینے میں سادگی مستحسن ہے۔ ② جس چیز کے ساتھ روٹی کھائی جا سکے وہ سالن ہے، ضروری نہیں کہ پکی ہوئی کوئی چیز ہی ہو۔ ③ سادہ غذا اور معمولی سالن بھی اللہ کا انعام ہے جس پر شکر کرنا چاہیے۔ ④ سرکہ طبی طور پر بھی مفید چیز ہے، لہٰذا اسے کھانے میں شامل رکھنا چاہیے۔

٣٣١٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَعْدٍ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى عَائِشَةَ، وَأَنَا عِنْدَهَا. فَقَالَ: «هَلْ مِنْ غَدَاءٍ؟» قَالَتْ: عِنْدَنَا خُبْزٌ وَتَمْرٌ وَخَلٌّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ. اَللّٰهُمَّ

۳۳۱۸- حضرت ام سعد (جمیلہ بنت سعد بن ربیع انصاریہ) ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ام المومنین عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لائے جبکہ میں بھی ان کے پاس تھی۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی کھانا ہے؟“ ام المومنین نے فرمایا: ہمارے پاس روٹی، کھجوریں اور سرکہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سرکہ اچھا سالن ہے۔ اے اللہ! سرکے میں برکت عطا فرما۔ یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن تھا۔ جس گھر میں سرکہ

٣٣١٦_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ٢٠٥١ من حديث سليمان بن بلال به.

٣٣١٧_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في الخل، ح: ٣٨٢٠، والترمذي، ح: ١٨٤٢ من حديث محارب بن دثار به، والحديث السابق شاهد له.

٣٣١٨_ [إسناده ضعيف جدًا موضوع] * عنبسة تقدم حاله، ح: ١٢٤٢، ومحمد بن زاذان متروك (تقريب)، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٠٥٢ وليس فيه: "اللهم بارك في الخل فإنه كان إدام الأنبياء قبلي".

بَارِكْ فِي الْخَلِّ. فَإِنَّهُ كَانَ إِدَامَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي. وَلَمْ يَفْقُرْ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ».

ہو وہ غریب نہیں۔‘‘

فائدہ: حضرت ام سعد ؓ حضرت سعد بن ربیع انصاری ؓ کی بیٹی تھیں۔ وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے‘ یہ ان کی شہادت سے ایک ماہ بعد پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کی پرورش کی۔ ان کی والدہ کا نام خلادہ بنت انس بن سنان تھا جو قبیلہ بنو ساعدہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ الزَّيْتِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- زیتون کا تیل

٣٣١٩- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِئْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ».

۳۳۱۹- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’زیتون کا تیل سالن کے طور پر استعمال کرو اور اسے (سر اور بدن میں) لگاؤ۔ یہ مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① دودھ سے حاصل ہونے والے گھی یا جانوروں کی چربی کی نسبت نباتاتی تیل زیادہ مفید ہے۔ ② نباتاتی تیلوں میں زیتون کا تیل سب سے عمدہ اور مفید ہے۔ ③ زیتون کے درخت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مبارک درخت فرمایا ہے۔ (سورۂ نور: آیت ۳۵)

٣٣٢٠- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ».

۳۳۲۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’زیتون کا تیل کھاؤ (خوراک میں استعمال کرو) اور اسے (سر اور بدن میں) لگاؤ کیونکہ یہ مبارک (برکت والا) ہے۔‘‘

(المعجم ٣٥) - بَابُ اللَّبَنِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- دودھ کا بیان

٣٣١٩- **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الزيت، ١٨٥١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق: ١٠/ ٤٢٢، ح: ١٩٥٦٨ عن معمر عن زيد عن أبيه: "مرسل"، والمتصل صححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٢٢، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٣٢٠- **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٩٨ من حديث صفوان به، وصححه، ورده الذهبي بقوله: "عبدالله واه"، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عبدالله بن سعيد المقبري"، انظر، ح: ٢٦٠.

٣٣٢١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ الْحُبَابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْدٍ الرَّاسِبِيِّ: حَدَّثَتْنِي مَوْلَاتِي أُمُّ سَالِمٍ الرَّاسِبِيَّةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ: «بَرَكَةٌ أَوْ بَرَكَتَانِ».

٣٣٢١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب دودھ پیش کیا جاتا تو فرماتے: ''ایک برکت یا دو برکتیں۔''

٣٣٢٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ طَعَاماً، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ. وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَناً، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ. فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ مَا يُجْزِئُ، مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، إِلَّا اللَّبَنَ».

٣٣٢٢- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ تعالیٰ کوئی کھانا کھانے کو دے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِّنْهُ] ''اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے بہتر رزق عطا فرما۔'' اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پینے کو دے تو اسے یوں کہنا چاہیے: [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ] ''اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور یہ زیادہ دے۔'' کیونکہ میں نہیں جانتا کہ دودھ کے علاوہ بھی کوئی چیز غذا اور مشروب (دونوں) کا فائدہ دیتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا جبکہ شیخ البانی ؒ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے' نیز مذکورہ روایت مسند احمد میں بھی تفصیل سے مروی ہے' اس میں دودھ پینے کی دعا تو وہی ہے جو مذکورہ حدیث میں ہے' تاہم کھانے کی دعا کے آخری الفاظ مختلف ہیں' یعنی [وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِّنْهُ] کی بجائے [وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ] ہیں۔ مسند احمد کی روایت کو بھی محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

٣٣٢١- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٥ من حديث جعفر بن بُرد به * أم سالم لم أجد من وثقها .

٣٣٢٢- [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، انظر، ح: ٣٤٢٦، قال أبوحاتم: "ليس هٰذا من حديث الزهري، إنما هو من حديث علي بن زيد بن جدعان عن عمر بن حرملة عن ابن عباس عن النبي ﷺ . . . وأخاف أن يكون قد أدخل على هشام بن عمار لأنه لما كبر تغير "العلل: ١٤٨٢/ ٥ وفيه علل أخرى أضعف من هٰذه، وحديث عمر بن حرملة أخرجه أبوداود، ح: ٣٧٣٠، والترمذي، ح: ٣٤٥٥، والحميدي، ح: ٤٨٢ وغيرهم، وإسناده ضعيف، وانظر، ح: ٣٤٢٦ فإنه طرف منه .

تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴/ ۳۴۵، والصحيحة للألباني: ۵/ ۴۱۱- ۴۱۳، حديث: ۲۳۲۰) ② کھانا کھا کر اور دودھ پی کر مذکورہ دعائیں پڑھنا اللہ کی نعمت کا اعتراف اور شکر ہے۔ ③ دودھ اللہ کی ایک خاص نعمت ہے جو ایک مکمل غذا ہے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ الْحَلْوَاءِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- میٹھی چیز کا بیان

٣٣٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالُوا: [حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ:] حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

۳۳۲۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا۔

فوائد ومسائل: ① حَلْوَاء اور حَلْوٰی سے بعض علماء نے انسان کی بنائی ہوئی میٹھی چیز (مٹھائی) اور بعض نے ہر میٹھی چیز مراد لی ہے، پھل ہو یا دوسری چیز۔ ② پسند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب پیش کی جاتی تو رغبت سے تناول فرماتے۔ یہ مطلب نہیں کہ اسے طلب فرماتے۔ ③ شہد ایک قدرتی غذا ہے جو بے شمار فوائد کی حامل ہے۔ اور اس میں دوسری مٹھاس (چینی وغیرہ) کے مضر اثرات نہیں۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ الْقِثَّاءِ وَالرُّطَبِ يُجْمَعَانِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۷- ککڑی اور تازہ کھجوریں ملا کر کھانا

٣٣٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ أُمِّي تُعَالِجُنِي لِلسُّمْنَةِ. تُرِيدُ أَنْ تُدْخِلَنِي عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَمَا اسْتَقَامَ

۳۳۲۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میری والدہ (حضرت ام رومان زینب ؓ) مجھے موٹا کرنے کی تدبیر کرتی تھیں تاکہ میری رخصتی کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کریں۔ لیکن (کسی تدبیر سے) یہ مقصد حاصل نہ ہوا حتی کہ میں

٣٣٢٣ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الحلوى والعسل، ح: ٥٤٣١، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤/ ٢١ من حديث أبي أسامة به.

٣٣٢٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في السمنة، ح: ٣٩٠٣ من حديث هشام بن عروة به.

لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى أَكَلْتُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ. فَسَمِنْتُ كَأَحْسَنِ سُمْنَةٍ.

نے تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھائی تو میں انتہائی متناسب انداز کی فربہ ہوگئی۔

فوائد ومسائل: ① قِثَّاء ککڑی (پنجابی میں: تر) کو بھی کہتے ہیں اور کھیرے کو بھی۔ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے بھی اس کے دونوں معنی: خیار (کھیرا) اور عجور (ککڑی) ذکر کیے ہیں۔ دیکھیے: (حاشية صحيح مسلم' الأشربة' باب أكل القثاء بالرطب' حدیث: ۲۰۴۳) علامہ وحید الزماں خاں رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری رحمہ اللہ دونوں نے اس حدیث میں ککڑی مراد لی ہے۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رخصتی سے پہلے بہت دبلی تھیں اور ان کی والدہ کی خواہش تھی کہ ان کا قد کاٹھ اس قدر ہو جائے کہ نبئ اکرم ﷺ کو بہتر معلوم ہوں۔ ③ خاوند کی خدمت کے لیے بیوی کو اپنی صحت کا خیال رکھنا اچھی بات ہے۔ ④ طب مشرق کے اصولوں کے مطابق ککڑی سرد تاثیر رکھتی ہے اور کھجور گرم۔ دونوں کو ملا کر کھانے سے ان کی تاثیر معتدل ہو جاتی ہے جس سے نقصان کا اندیشہ نہیں رہتا۔

۳۳۲۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

۳۳۲۵- حضرت عبداللہ بن جعفر (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے دیکھا۔

۳۳۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْبِطِّيخِ.

۳۳۲۶- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تربوز کے ساتھ تازہ کھجوریں کھاتے تھے۔

فائدہ: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ذکر کر کے فرمایا ہے: [وَالْمُرَادُ بِهِ الْأَخْضَرُ] ''اس سے بطیخ

۳۳۲۵_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب القثاء بالرطب، ح: ۵۴۴۰، ومسلم، الأشربة، باب أكل القثاء بالرطب، ح: ۲۰۴۳ من حديث إبراهيم بن سعد به.

۳۳۲۶_ **[صحيح]** * يعقوب بن الوليد تقدم حاله الرديء، ح: ۱۳۷۳، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ۳۸۳۶ وغيره، وإسناده صحيح، وحسنه الترمذي، ح: ۱۸۴۳.

اخضر‘ یعنی تربوز مراد ہے۔‘‘ (زادالمعاد‘ فصل في ذكر شيئ من الأدوية والأغذية المفردة التي جاءت على لسانه صلى الله عليه وسلم) بِطّیخ تربوز کو بھی کہتے ہیں اور خربوزے کو بھی۔ مسند احمد میں بِطّیخ کی جگہ خِربَز (خربوزہ) کا لفظ ہے۔ (مسند أحمد: ۳/۱۴۲‘ ۱۴۳)

(المعجم ۳۸) - **بَابُ التَّمْرِ** (التحفة ۳۸)

باب: ۳۸- کھجور کا بیان

۳۳۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْحَوَارِيِّ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، جِيَاعٌ أَهْلُهُ».

۳۳۲۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں‘ اس گھر والے بھوکے ہیں۔‘‘

۳۳۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، كَالْبَيْتِ لَا طَعَامَ فِيهِ».

۳۳۲۸- حضرت سلمیٰ ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں‘ وہ اس گھر کی طرح ہے جس میں کوئی کھانا نہ ہو۔‘‘

فوائد ومسائل: ① کھجور مکمل غذائی فوائد کی حامل ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی دوسری غذائی چیز موجود نہ ہو تب بھی گزارہ ہوسکتا ہے۔ ② کسی فصل کے موسم میں سال بھر کی ضرورت کے لیے غذائی چیز کو خرید کر رکھ لینا جائز ہے۔ ممنوع ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ عوام کو ایک چیز کی ضرورت ہو اور تاجر اسے بیچنے کی بجائے سنبھال کر رکھ لے تاکہ بھاؤ اور زیادہ ہوجائے۔ ③ اس میں قناعت کا سبق ہے کہ جب کھجوریں موجود ہیں‘ پھر طرح طرح کی اشیاء جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

(المعجم ۳۹) - **بَاب: إِذَا أُتِيَ بِأَوَّلِ الثَّمَرَةِ** (التحفة ۳۹)

باب: ۳۹- جب (فصل کا) پہلا پھل پیش کیا جائے

۳۳۲۷ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ۲۰۴٦ من حديث سليمان ابن بلال به.

۳۳۲۸ـ [إسناده حسن] وله شاهد عند مسلم، ح: ۲۰۴٦/ ۱۵۳.

٣٣٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ. أَخْبَرَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ، إِذَا أُتِيَ بِأَوَّلِ الثَّمَرَةِ قَالَ: «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا، بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ» ثُمَّ يُنَاوِلُهُ أَصْغَرَ مَنْ بِحَضْرَتِهِ مِنَ الْوِلْدَانِ.

۳۳۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب پہلا پھل پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَ فِي ثِمَارِنَا' وَ فِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ] ''اے اللہ! ہمارے شہر میں' ہمارے پھلوں میں' ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت کے ساتھ برکت عطا فرما۔'' پھر حاضر خدمت بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل وغیرہ عنایت فرما دیتے۔

فوائد ومسائل: ① باغ کا پہلا پھل کسی بزرگ شخصیت کی خدمت میں پیش کرنا چاہیے۔ اس میں اس شخصیت کی بزرگی کا اعتراف بھی ہے اور اس سے محبت کا اظہار بھی۔ ② بڑوں کو چھوٹوں کے حق میں ہر مناسب موقع پر دعائے خیر کرنی چاہیے۔ ③ بچوں کو کھانے پینے کی چیز دینے سے بچوں کے دل میں بزرگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ أَكْلِ الْبَلَحِ بِالتَّمْرِ

(التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- تازہ پکی ہوئی کھجور خشک کھجور کے ساتھ کھانا

٣٣٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ. كُلُوا الْخَلَقَ بِالْجَدِيدِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَغْضَبُ وَيَقُولُ: بَقِيَ ابْنُ آدَمَ حَتَّى أَكَلَ الْخَلَقَ بِالْجَدِيدِ».

۳۳۳۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تازہ پکی ہوئی کھجور خشک کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرو۔ پرانے (پھل) کو نئے کے ساتھ ملا کر کھاؤ۔ (اس سے) شیطان کو غصہ آتا ہے اور وہ کہتا ہے: آدم کا بیٹا جیتا رہا حتی کہ اس نے نئی چیز کے ساتھ پرانی چیز بھی کھائی۔''

٣٣٢٩- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة ... الخ، ح: ١٣٧٣ من حديث عبدالعزيز بن محمد به.

٣٣٣٠- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد فيه أبوزكير يحيى بن محمد بن قيس، وهو ضعيف".

(المعجم ٤١) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَانِ التَّمْرِ

(التحفة ٤١)

باب: ۴۱- (ساتھیوں کی موجودگی میں) دو دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت کا بیان

٣٣٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

۳۳۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے ساتھیوں سے اجازت لیے بغیر دو دو کھجوریں ملا کر کھائے۔

٣٣٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدٍ، مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ سَعْدٌ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ حَدِيثُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ. يَعْنِي فِي التَّمْرِ.

۳۳۳۲- حضرت ابوبکر ؓ کے آزاد کردہ حضرت سعد ؓ، جو نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے، اور نبی ﷺ کو ان کی باتیں اچھی لگتی تھیں، ان سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① جب دوسرے ساتھی ایک ایک کھجور کھا رہے ہوں تو ایک آدمی کا دو دو کھجوریں اٹھانا معیوب محسوس ہوتا ہے کیونکہ اس سے بظاہر بسیار خوری یا طمع کی عادت معلوم ہوتی ہے۔ ② ممکن ہے ایک آدمی زیادہ بھوکا ہو، یا بے تکلف ساتھی ہوں جو ایسی چیز کو برا محسوس نہ کریں تو پھر دو دو کھجوریں اٹھانا بھی جائز ہوگا۔ ③ کھانا کھانے کے دوران میں ایسی حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے جو ساتھیوں کو ناگوار ہو۔ ④ مسند احمد میں [حَدِيثُهُ] کے بجائے [خِدْمَتُهُ] کے الفاظ ہیں، یعنی نبی ﷺ کو حضرت سعد ؓ کا خدمت کرنا اچھا لگتا تھا۔

(المعجم ٤٢) - بَابُ تَفْتِيشِ التَّمْرِ

(التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- (کرم خوردہ) کھجوروں کو صاف کر کے کھانا

٣٣٣١ـ أخرجه البخاري، الشركة، باب القران في التمر بين الشركاء حتى يستأذن أصحابه، ح: ٢٤٨٩ من حديث سفيان، ومسلم، الأشربة، باب نهي الأكل مع جماعة عن قران تمرتين ونحوهما في لقمة إلا بإذن أصحابه، ح: ٢٠٤٥ من حديث جبلة بن سحيم به.

٣٣٣٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٩ عن أبي داود الطيالسي به نحو المعنٰى، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له، وانظر سنن أبي داود، ح: ٣٨٣٤.

٣٣٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ، فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ.

۳۳۳۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں تو آپ ان کو (اندر سے) صاف کرنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① تحفہ قبول کرنا چاہیے اگرچہ بظاہر وہ حقیر سا ہو۔ ② کھانے کی ادنیٰ چیز بھی اللہ کی نعمت ہے لہٰذا اس کی قدر کرنی چاہیے۔ ③ اگر خراب چیز کو ٹھیک کر کے استعمال کیا جا سکتا ہو تو اسے ضائع کرنے کی بجائے کھا لینا چاہیے۔ ④ پھل کا کچھ حصہ خراب ہو تو اسے پھینکنے کی بجائے خراب حصہ الگ کر کے صحیح حصہ استعمال کر لینا چاہیے۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ التَّمْرِ بِالزُّبْدِ

(التحفة ٤٣)

باب:۴۳- کھجور مکھن کے ساتھ کھانا

٣٣٣٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنِ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَوَضَعْنَا تَحْتَهُ قَطِيفَةً لَنَا. صَبَبْنَاهَا لَهُ صَبًّا. فَجَلَسَ عَلَيْهَا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فِي بَيْتِنَا. وَقَدَّمْنَا لَهُ زُبْداً وَتَمْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ، ﷺ.

۳۳۳۴- حضرت عبداللہ بن بسر سلمی ؓ اور حضرت عطیہ بن بسر سلمی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے بیٹھنے کے لیے (زمین پر) ایک چادر ڈال دی۔ آپ اس پر بیٹھ گئے۔ تب ہمارے گھر میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور خشک کھجوریں پیش کیں۔ اور آپ کو مکھن بہت پسند تھا۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور سلام ہو۔

٣٣٣٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في تفتيش التمر المسوس عند الأكل، ح: ٣٨٣٢ من حديث أبي قتيبة به.

٣٣٣٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في المجمع بين اللونين في الأكل، ح: ٣٨٣٧ من حديث ابن جابر به، وقال محمد بن يوسف الهروي: سألت محمد بن عون: من هما؟ قال: عبدالله وعطية (تحفة الأشراف).

فوائد ومسائل: ① عالم یا بڑے آدمی کو اپنے ساتھیوں کے حالات سے براہ راست باخبر رہنا چاہیے۔ ② افسر اور ماتحتوں میں بے تکلفی کے تعلقات جائز ہیں بشرطیکہ ان سے ناجائز فوائد اٹھانے سے پرہیز کیا جائے۔ ③ رسول اللہ ﷺ تکلفات کو اہمیت نہیں دیتے تھے' اس لیے زمین پر چادر ڈال دی گئی تو آپ اسی پر بیٹھ گئے، نہ چارپائی طلب کی اور نہ چادر کو خوبصورت انداز سے بچھانے کا تکلف کیا۔ ④ مکھن ایک عمدہ اور مقوی غذا ہے اور کھجور بھی اچھی غذا ہے۔ دونوں کو ملا کر کھانے سے ان کے فائدے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ⑤ عمدہ غذا سے اجتناب زہد نہیں بلکہ حرام رزق سے اور فخر وتکبر سے بچنا زہد ہے۔ ⑥ نبئ اکرم ﷺ زیادہ تر سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔ کبھی عمدہ چیز مل جاتی تو اسے بھی تناول فرما لیتے۔ عمدہ کی حرص نہ کرنا ہی خوبی ہے۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الحُوَّارَى (التحفة ٤٤)

٣٣٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ: هَلْ رَأَيْتَ النَّقِيَّ؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّقِيَّ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: فَهَلْ كَانَ لَهُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مُنْخُلًا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قُلْتُ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْخُولٍ؟ قَالَ: نَعَمْ كُنَّا نَنْفُخُهُ. فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ، وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ.

باب:۴۴- میدے (کی روٹی) کا بیان

۳۳۳۵- حضرت ابوحازم (سلمہ بن دینار) رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: کیا آپ نے میدے کی روٹی دیکھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک میدے کی روٹی نہیں دیکھی تھی۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک چھلنی نہیں دیکھی۔ میں نے کہا: پھر آپ لوگ جو (جو کا آٹا) بغیر چھانے کیسے کھا لیتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! ہم لوگ اس میں پھونک مار لیتے تھے۔ جو (بھوسی یا چھان) اڑنا ہوتا' اڑ جاتا۔ جو رہ جاتا' ہم اسے بھگو لیتے (اور آٹا گوندھ کر روٹی پکا لیتے۔)

فوائد ومسائل: ① [حُوَّارَی] کی وضاحت النهاية میں اس طرح کی گئی ہے: ''اس آٹے کی روٹی جسے بار بار چھانا گیا ہو۔'' (النهاية: مادہ حور) لیکن حدیث میں اس سے مراد بار بار چھانا ہوا باریک آٹا یا میدا ہے۔ اس آٹے کی روٹی کا نام نَقِي ہے۔ ② جو کے آٹے میں گندم کے آٹے کی نسبت زیادہ بھوسی ہوتی ہے'

٣٣٣٥_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١٣ من حديث أبي حازم به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات".

اس لیے اسے چھاننے کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اور نبی ﷺ کے زمانے میں گندم کمیاب تھی‘ اس لیے تابعی کو تعجب ہوا کہ جو کا آٹا چھانے بغیر کس طرح استعمال کیا جاتا تھا۔ ③ صحابی نے وضاحت کی کہ معمولی سا پھٹک کر تھوڑی بہت بھوسی نکل جاتی تھی۔ اسی کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ زیادہ تکلف نہیں کیا جاتا تھا۔

٣٣٣٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ: أَخْبَرَنِي بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ أَنَّ حَنَشَ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ، أَنَّهَا غَرْبَلَتْ دَقِيقاً. فَصَنَعَتْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَغِيفاً. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَتْ: طَعَامٌ نَصْنَعُهُ بِأَرْضِنَا. فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصْنَعَ مِنْهُ لَكَ رَغِيفاً. فَقَالَ: «رُدِّيهِ فِيهِ، ثُمَّ اعْجِنِيهِ».

۳۳۳۶- حضرت ام ایمن (برکت) ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آٹا چھان کر نبی ﷺ کے لیے روٹی تیار کی تو آپ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انھوں نے عرض کیا: یہ کھانا ہم اپنے علاقے میں بنایا کرتے ہیں۔ میرا جی چاہا کہ آپ کے لیے بھی اس قسم کی ایک روٹی پکا دوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کو دوبارہ آٹے میں ڈال دو‘ پھر گوندھو۔“

فوائد ومسائل: ① آٹے کی بھوسی (پنجابی: چھان) غذائی لحاظ سے مفید ہے اور بے چھنے آٹے کی روٹی جلد ہضم ہوتی ہے۔ ② کھانے پینے کی اشیاء میں تکلفات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٣٣٣٧- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، أَبُوالْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَغِيفاً مُحَوَّرًا، بِوَاحِدٍ مِنْ عَيْنَيْهِ، حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ.

۳۳۳۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میدے کی روٹی (کھانا تو درکنار) اپنی ایک آنکھ سے بھی نہیں دیکھی یہاں تک کہ آپ اللہ کے پاس چلے گئے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الرُّقَاقِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- باریک چپاتیاں (پھلکے)

٣٣٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ، عِيسَى بْنُ

۳۳۳۸- حضرت عطاء ؒ سے روایت ہے‘ انھوں

٣٣٣٦ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبونعيم في الحلية: ٢/ ٦٧، ٦٨ من حديث ابن وهب به، وحسنه البوصيري.

٣٣٣٧ـ **[إسناده ضعيف]** ٭ سعيد بن بشير تقدم حاله، ح: ٢٨٧٦، وقتادة عنعن، تقدم ح: ١٧٥ إن صح السند إليه.

٣٣٣٨ـ **[إسناده ضعيف]** وضعفه البوصيري من أجل عثمان بن عطاء بن أبي مسلم الخراساني، تقدم، ح: ٢٠٧١، وفيه علة أخرٰى.

مُحَمَّدٍ، النَّحَّاسُ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: زَارَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْمَهُ أُبْيَنَا يَعْنِي قَرْيَةً [أَظُنُّهُ قَالَ يُنَا] فَأَتَوْهُ بِرُقَاقٍ مِنْ رُقَاقِ الْأُوَلِ. فَبَكَى وَقَالَ: مَارَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا بِعَيْنَيْهِ قَطُّ.

نے کہا: حضرت ابوہریرہ ؓ اپنے لوگوں سے ملنے (غالباً یُنا بستی میں) گئے۔ ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں پہلے پکی ہوئی بڑی بڑی باریک روٹیاں پیش کیں تو آپ رو دیے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ روٹی کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھی بھی نہیں۔

٣٣٣٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ إِسْحَاقُ: وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ. وَقَالَ الدَّارِمِيُّ: وَخِوَانُهُ مَوْضُوعٌ فَقَالَ يَوْماً: كُلُوا. فَمَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَغِيفاً مُرَقَّقاً، بِعَيْنِهِ، حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ. وَلَا شَاةً سَمِيطاً قَطُّ.

٣٣٣٩- حضرت قتادہ ؒ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت انس بن مالک ؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور آپ کا نان بائی کھڑا ہوتا اور (حدیث کے راوی) دارمی بیان کرتے ہیں کہ آپ کا دسترخوان بچھا ہوا ہوتا۔ ایک دن آپ نے فرمایا: کھاؤ، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پاس چلے جانے تک، کبھی پتلی چپاتی یا سالم بھنی ہوئی بکری اپنی آنکھ سے دیکھی بھی ہو (کھانے کا تو کیا ذکر۔)

فوائد ومسائل: ① نان بائی، باورچی اور دوسرے ملازمین سے خدمت لینا جائز ہے۔ ② مہمان کے لیے عمدہ چیز تیار کرنا درست ہے، جیسے حضرت انس ؓ نے آنے والوں کو تازہ پکی ہوئی گرم گرم روٹی پیش کی۔ ③ سالم بکری (سمیط) سے مراد یہ ہے کہ بھیڑ، یا بکری کو ذبح کر کے گرم پانی کے ساتھ اس کی اون یا اس کے بال اتار دیے جائیں، پھر اسے بھونا جائے۔ ④ حضرت انس ؓ نے شاگردوں سے یہ بات اس لیے کہی کہ وہ اللہ کی نعمت کا احساس کریں تاکہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْفَالُوذَجِ (التحفة ٤٦)

باب: ٤٦- فالوذج

٣٣٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ

٣٣٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٣٣٣٩_ [صحيح] تقدم ح: ٣٣٠٩.

٣٣٤٠_ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢١ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه يحيى بن الورد، وقال ابن الجوزي: "هٰذا حديث باطل، لا أصل له" * عثمان بن يحيى مجهول، لم أجد من وثقه، وضعفه الأزدي.

الضَّحَّاكِ السُّلَمِيُّ، أَبُو الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ مَا سَمِعْنَا بِالْفَالُوذَجِ، أَنَّ جِبْرَئِيلَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ تُفْتَحُ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ فَيُفَاضُ عَلَيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا. حَتّٰى إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ مِنَ الْفَالُوذَجِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَمَا الْفَالُوذَجُ؟». قَالَ: يَخْلِطُونَ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ جَمِيعاً. فَشَهَقَ النَّبِيُّ ﷺ لِذٰلِكَ شَهْقَةً.

ہے' انھوں نے کہا: ہم نے فالوذج کا نام سب سے پہلے اس وقت سنا جب جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے پاس آ کر فرمایا: آپ کی امت کو زمین میں فتوحات حاصل ہوں گی' اور انھیں دنیا کثرت سے حاصل ہوگی حتی کہ وہ فالوذج کھائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فالوذج کیا ہوتا ہے؟'' جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: وہ گھی اور شہد دونوں کو ملا دیں گے۔ یہ سن کر نبی ﷺ آہستہ آواز سے رو دیے۔

(المعجم ٤٧) - بَابُ الْخُبْزِ الْمُلَبَّقِ بِالسَّمْنِ (التحفة ٤٧)

۴۷۔ گھی ڈال کر بنائی ہوئی روٹی (پراٹھے) کا بیان

٣٣٤١- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ: «وَدِدْتُ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةٍ بِسَمْنٍ نَأْكُلُهَا» قَالَ: فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاتَّخَذَهُ. فَجَاءَ بِهِ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هٰذَا السَّمْنُ؟» قَالَ: فِي عُكَّةِ ضَبٍّ. [قَالَ:]

۳۳۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ ہمارے پاس بھوری گندم کی سفید روٹی ہوتی جس میں گھی ملا ہوا ہوتا' ہم اسے کھاتے۔'' ایک انصاری نے یہ بات سنی اور ایسی روٹی تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گھی کس چیز میں (رکھا ہوا) تھا؟'' اس نے کہا: سانڈے کی (کھال سے بنی ہوئی) کپی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ روٹی کھانے سے انکار کر دیا۔

٣٣٤١ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الجمع بين لونين من الطعام، ح: ٣٨١٨ من حديث الفضل بن موسى به، وأيوب ليس هو السختياني كما قال أبوداود رحمه الله، ولعله ابن خوط كما في النكت الظراف: ٩/ ٧٥، وهو متروك كما في التقريب وغيره.

فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَهُ.

فوائد ومسائل: ① [مُلَبَّقَة] کا مطلب ''اچھی طرح ملا کر یک جان کی ہوئی چیز'' ہے۔ (محمد فواد عبدالباقی۔ حاشیہ سنن ابن ماجہ) یعنی روٹی میں گھی اس طرح ڈالا گیا تھا کہ وہ مل جل گیا تھا' اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ ''چپڑی روٹی'' کے بجائے ''پراٹھا'' کیا ہے۔ ② [عُكَّة] چمڑے کے بنے ہوئے گول برتن کو کہتے ہیں جس میں گھی یا شہد رکھا جاتا ہے۔ (النهایه- مادہ: ع ك ك) ③ [ضَبّ] کا ترجمہ ''گوہ یا سانڈا'' کیا جاتا ہے۔ دوسرے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ أعلم.

۳۳٤۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَنَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْزَةً، وَصَنَعَتْ فِيهَا شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ. ثُمَّ قَالَتِ: اذْهَبْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَادْعُهُ. قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أُمِّي تَدْعُوكَ. قَالَ: فَقَامَ، وَقَالَ: لِمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنَ النَّاسِ: «قُومُوا» قَالَ: فَسَبَقْتُهُمْ إِلَيْهَا فَأَخْبَرْتُهَا. فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «هَاتِي مَا صَنَعْتِ» فَقَالَتْ: إِنَّمَا صَنَعْتُهُ لَكَ وَحْدَكَ. فَقَالَ: «هَاتِيهِ» فَقَالَ: «يَا أَنَسُ! أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً عَشَرَةً» قَالَ: فَمَا زِلْتُ أُدْخِلُ عَلَيْهِ عَشَرَةً عَشَرَةً. فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا. وَكَانُوا ثَمَانِينَ.

۳۳۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے لیے ایک روٹی تیار کی جس میں کچھ گھی ڈال دیا تھا' پھر (مجھے) کہا: نبی ﷺ کے پاس جاؤ اور انھیں بلا لاؤ۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: امی جان آپ کو بلا رہی ہیں۔ تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے' اور آپ کی خدمت میں جو افراد حاضر تھے ان (سب) سے کہا: ''چلو۔'' میں ان سے پہلے امی جان کے پاس پہنچ گیا اور انھیں بتایا (کہ نبی ﷺ تمام ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں۔) نبی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: ''تم نے جو (کھانا) تیار کیا ہے' لے آؤ۔'' میری والدہ نے عرض کیا: وہ تو میں نے صرف آپ کے لیے تیار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہی لے آؤ۔'' پھر فرمایا: ''اے انس! دس دس آدمیوں کو اندر میرے پاس بلاؤ۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں دس دس آدمیوں کو اندر بلاتا رہا (اور ہر گروپ کھانا کھا کر نکلتا رہا۔) ان سب نے سیر ہو کر کھا لیا۔ اور وہ اسی افراد تھے۔

۳۳٤۲- **[صحيح]** * عثمان بن عبدالرحمٰن الجمحي البصري ليس بالقوي (تقريب)، ولحديثه شواهد عند البخاري، ح: ۳۵۷۸، ومسلم، ح: ۲۰٤۰ وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① کھانے میں برکت ہو جانا نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ ② مہمان کے لیے اہتمام کے ساتھ عمدہ کھانا تیار کرنا ممنوع تکلف میں شامل نہیں۔ ③ نبی ﷺ نے پراٹھا خود بھی تناول فرمایا اور ساتھیوں کو بھی کھلایا۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ خُبْزِ الْبُرِّ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- گندم کی روٹی

٣٣٤٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا شَبِعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعاً مِنْ خُبْزِ الْحِنْطَةِ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

۳۳۴۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتی کہ اللہ عزوجل نے آپ کو وفات دے دی۔

٣٣٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعاً، مِنْ خُبْزِ بُرٍّ، حَتَّى تُوُفِّيَ ﷺ.

۳۳۴۴- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے (ہجرت کر کے) مدینہ آنے سے لے کر آپ ﷺ کی وفات تک کبھی مسلسل تین راتیں گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا، یعنی رسول اللہ ﷺ دوسروں کی ضروریات پوری کرنا ضروری سمجھتے تھے اور خود کم سے کم پر اکتفا کرتے تھے۔ ② نبی ﷺ کے گھر میں کبھی کبھی گندم کی روٹی بھی استعمال ہوئی ہے لیکن زیادہ تر کھجوروں اور پانی یا دودھ پر گزارہ ہوتا تھا۔ ③ اس وقت عرب میں گندم قیمتی ہوتی تھی، زیادہ تر جو استعمال ہوتے تھے۔

(المعجم ٤٩) - بَابُ خُبْزِ الشَّعِيرِ
(التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- جو کی روٹی

٣٣٤٣_ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٦ من حديث يزيد به.

٣٣٤٤_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١٦ من حديث منصور به.

٣٣٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ، فِي رَفٍّ لِي. فَأَكَلْتُ مِنْهُ، حَتَّى طَالَ عَلَيَّ. فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ.

۳۳۴۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ فوت ہوئے تو میرے گھر میں انسان کے کھانے کی کوئی چیز نہ تھی مگر تھوڑے سے جو میری ٹانڈ پر پڑے ہوئے تھے۔ میں اس میں سے (لے لے کر) کھاتی رہی حتی کہ کافی مدت گزر گئی۔ (آخر) میں نے انھیں ماپ لیا تو وہ (جلد ہی) ختم ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① [رَفٌّ] ”ٹانڈ“ کی وضاحت امام ابن اثیر ؒ نے یوں کی ہے: ”دیوار کے پہلو میں زمین سے بلند ایک لکڑی جس پر محفوظ رکھنے کے لیے چیزوں کو رکھا جاتا ہے۔“ ② کھانے پینے کی یا عام استعمال کی اشیاء گھر میں ماپے تولے بغیر پڑی ہوں تو ان میں برکت ہوتی ہے۔ ③ ام المومنین کے پاس جو بظاہر تھوڑے سے جو تھے ان کا خیال تھا کہ ایک دو دن میں ختم ہو جائیں گے، ماپنے سے معلوم ہو گیا کہ اتنے دن تک استعمال ہو سکتے ہیں، چنانچہ اتنے دن گزرے تو وہ ختم ہو گئے۔

٣٣٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ حَتَّى قُبِضَ.

۳۳۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے۔

٣٣٤٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ هِلَالِ

۳۳۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر مسلسل کئی کئی

٣٣٤٥ـ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح: ٣٠٩٧ عن ابن أبي شيبة به، ومسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٣ من حديث أبي أسامة به، وانظر، ح: ٣٣٤٣.

٣٣٤٦ـ أخرجه مسلم، انظر الباب السابق، ح: ٢٩٧٠/ ٢٢ عن محمد بن بشار به.

٣٣٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ما جاء في معيشة النبي ﷺ وأهله، ح: ٢٣٦٠ عن عبدالله بن معاوية به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح".

ابْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِياً، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ الْعَشَاءَ. وَكَانَ عَامَّةَ خُبْزِهِمْ خُبْزُ الشَّعِيرِ.

راتیں ایسی آتی تھیں کہ آپ خالی پیٹ رات گزارتے تھے، اور آپ کے گھر والوں کو بھی رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا، جبکہ اس وقت لوگوں کی عام غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔

٣٣٤٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ [وَكَانَ يُعَدُّ مِنَ الْأَبْدَالِ]: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نُوحِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَبِسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّوفَ، وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ.

۳۳۴۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اون کا لباس اور پیوند لگا جوتا پہن لیتے تھے۔

وَقَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَشِعاً وَلَبِسَ خَشِناً.

اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے موٹا کھایا اور موٹا پہنا۔

فَقِيلَ لِلْحَسَنِ: مَا الْبَشِعُ؟ قَالَ: غَلِيظُ الشَّعِيرِ. مَا كَانَ يُسِيغُهُ إِلَّا بِجُرْعَةِ مَاءٍ.

حسن ؒ سے پوچھا گیا: موٹا کھانے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: جو کی موٹی روٹی جو پانی کے گھونٹ کے بغیر حلق سے نیچے نہیں اترتی تھی۔

فائدہ: صحابۂ کرام وتابعین کے زمانے میں اون کا لباس سب سے سستا اور ادنیٰ شمار ہوتا تھا۔ سوت کا کپڑا قیمتی اور نفیس سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح گندم کی روٹی وہی لوگ کھاتے تھے جو عیش وعشرت کی زندگی گزارتے تھے۔ عام لوگ جو کی روٹی کھاتے تھے۔

(المعجم ٥٠) - بَابُ الِاقْتِصَادِ فِي الْأَكْلِ وَكَرَاهَةِ الشِّبَعِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- کھانے میں اعتدال کا، اور پیٹ بھر کر کھانے کی کراہت کا بیان

٣٣٤٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٥٠٨، ٢٥٠٩ من حديث بقية به ۞ يوسف بن أبي كثير مجهول(تقريب)، والحسن عنعن، وتقدم ح: ٧١، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، نوح بن ذكوان متفق على ضعفه".

٣٣٤٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ ابْنَ مَعْدِيكَرِبَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مَلأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ. حَسْبُ الْآدَمِيِّ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ. فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ، فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ، وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ، وَثُلُثٌ لِلنَّفَسِ».

۳۳۴۹- حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرتا۔ آدمی کو تو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ اگر آدمی پر اس کا نفس غالب آ جائے (اور وہ زیادہ کھانا چاہے) تو ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے (رکھ لے۔)“

فوائد ومسائل: ① ضرورت سے زیادہ کھانا ہضم نہیں ہوتا اور کوئی فائدہ پہنچائے بغیر جسم سے خارج ہو جاتا ہے، اس لیے اتنا ہی کھانا کھانا چاہیے جو پوری طرح ہضم ہو کر جسم کے لیے مفید ثابت ہو۔ ② کھانے کا مقصد زندگی کو قائم رکھنا ہے، لہٰذا طرح طرح کے پرتکلف کھانے تیار کرنے اور انھیں کھانے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے کسی نیکی کے مفید اور بامقصد کام میں وقت صرف کیا جانا چاہیے۔

٣٣٥٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو يَحْيَى عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كُفَّ جُشَاءَكَ عَنَّا. فَإِنَّ أَطْوَلَكُمْ جُوعاً، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَكْثَرُكُمْ شِبَعاً، فِي دَارِ الدُّنْيَا».

۳۳۵۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے ڈکار لی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی ڈکاریں روک لو۔ قیامت کے دن وہی لوگ زیادہ طویل بھوک برداشت کریں گے جو دنیا میں زیادہ سیر ہوتے ہیں۔“

٣٣٥١- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۳۳۵۱- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے، ان

٣٣٤٩- [صحيح] وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٣٨٠، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٤٩، والحاكم: ٤/ ٣٣١، ٣٣٢، والذهبي.

٣٣٥٠- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب حديث: أكثرهم شبعًا في الدنيا ...]، ح: ٢٤٧٨ من حديث عبدالعزيز به، وقال: "حسن غريب"، وقال أبوحاتم: "هٰذا حديث منكر"، وللحديث شواهد ضعيفة، والله أعلم.

٣٣٥١- [حسن] أخرجه العقيلي: ٣/ ٣٦٠، والأصبهاني في الحلية: ١/ ١٩٨، ١٩٩ من حديث محمد بن الصباح ◀◀

الْعَسْكَرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَطِيَّةَ ابْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ، وَأُكْرِهَ عَلَى طَعَامٍ يَأْكُلُهُ فَقَالَ: حَسْبِي. إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعاً فِي الدُّنْيَا، أَطْوَلُهُمْ جُوعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

سے ایک کھانا کھانے پر اصرار کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: (جتنا کھالیا وہی) کافی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”دنیا میں زیادہ سیر ہونے والے لوگ قیامت کے دن زیادہ طویل عرصے تک بھوکے رہیں گے۔“

فوائد ومسائل: ① کم کھانے والا بھوک برداشت کر سکتا ہے' قیامت کے دن بھی اسے بھوک برداشت کرنا آسان ہوگا۔ ② زیادہ کھانے کے شائق حلال وحرام میں امتیاز کرنے کی کوشش نہیں کرتے' اس لیے صریح حرام سے بچ بھی جائیں تو مشکوک تو کھا ہی لیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ قیامت کے دن سزا کے مستحق قرار پائیں گے۔ ③ ڈکار لینا پیٹ بھر کر کھانے کی علامت ہے جو مستحسن نہیں۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: مِنَ الْإِسْرَافِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ (التحفة ٥١)

باب: ۵۱- ہر مرغوبِ نفس چیز کھانا بھی فضول خرچی ہے

٣٣٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ نُوحِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ السَّرَفِ أَنْ تَأْكُلَ

۳۳۵۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بھی فضول خرچی ہے کہ تو ہر وہ چیز کھائے جس کی تجھے خواہش ہو۔“

◀◀ به * سعيد بن محمد الوراق ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرى، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه صاحب الحلية: ٣/ ٣٤٦، وحسنه المنذري.

٣٣٥٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبونعيم في الحلية: ١٠/ ٢١٣ من حديث هشام بن عمار به، وقال: "غريب عن حديث الحسن عن أنس، لا أعلم رواه إلا نوح"، وانظر، ح: ٣٣٤٨ لعلله، وضعفه البوصيري.

كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ».

(المعجم ٥٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِلْقَاءِ الطَّعَامِ (التحفة ٥٢)

٣٣٥٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا وَسَّاجُ بْنُ عُقْبَةَ ابْنِ وَسَّاجٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوقَرِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ. فَرَأَى كِسْرَةً مُلْقَاةً. فَأَخَذَهَا فَمَسَحَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا، وَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَكْرِمِي كَرِيماً. فَإِنَّهَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ، فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ».

باب: ۵۲- کھانا پھینکنے کی ممانعت کا بیان

۳۳۵۳- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ گھر تشریف لائے تو (روٹی کا) ایک ٹکڑا (زمین پر) گرا ہوا دیکھا۔ آپ نے اسے اٹھایا، صاف کیا اور کھالیا۔ پھر فرمایا: ''اے عائشہ! عزت والے (رزق) کا احترام کر۔ یہ جن لوگوں کے پاس سے چلا جاتا ہے، دوبارہ ان کے پاس نہیں آتا۔''

(المعجم ٥٣) - بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْجُوعِ (التحفة ٥٣)

٣٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ».

باب: ۵۳- بھوک سے (اللہ کی) پناہ مانگنا

۳۳۵۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ میں آتا ہوں، وہ بستر کی بری ساتھی ہے۔ اور خیانت سے تیری پناہ میں آتا ہوں، وہ بری ہمراز ہے۔''

٣٣٥٣- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي الدنيا في الشكر، ح: ٢ من حديث الوليد بن محمد به، وتابعه القاسم بن غصن، فضيلة الشكر للخرائطي، ح: ٦٨، وخالد بن إسماعيل المخزومي (ابن عدي) الأول ضعيف، والثاني كذبه ابن عدي، وللحديث شواهد ضعيفة جدًا.

٣٣٥٤- [حسن] * هريم تابعه معمر، عبدالرزاق: ١٠/ ٤٤٠، وشرح السنة للبغوي: ٥/ ١٧٠ إلا أنه قال: "عن ليث عن رجل عن أبي هريرة"، والليث تقدم، ح: ٢٠٨، وكعب مجهول (تقريب)، وللحديث شاهد عند أبي داود، ح: ١٥٤٧، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٤، وفيه ابن عجلان تقدم، ح: ١٩٦٧.

فوائد ومسائل: ① جس طرح زیادہ کھانا اور عیش اچھا نہیں' اسی طرح زیادہ بھوک اور فقر جس پر صبر نہ ہو سکے' بہتر نہیں۔ ② حلال روزی مانگنا اور اس کے حصول کی کوشش کرنا زہد وتوکل کے منافی نہیں۔ ③ ضَجِیع کا لفظی مطلب ''ساتھ لیٹنے والا'' ہے۔ بھوک کی حالت میں نہ توجہ سے عبادت ادا ہو سکتی ہے اور نہ آرام سے سویا جا سکتا ہے۔ ایسی بھوک سے اللہ کی پناہ مانگنا ہی بہتر ہے۔ ④ بِطَانَة اس لباس کو کہتے ہیں جو جسم سے متصل پہنا جاتا ہے' اور دوسرے کپڑے اسے چھپا لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انتہائی گہرا دوست جو انسان کے ذاتی معاملات سے واقف ہو' اسے بھی بطانہ کہتے ہیں۔ خیانت ایک پوشیدہ عیب ہے۔ جب راز فاش ہو جائے تو انسان بدنام ہو جاتا ہے' اس لیے اس سے محفوظ رہنے کی دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ ⑤ نیک آدمی کو نیکی پر قائم رہنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٥٤) - **بَابُ تَرْكِ الْعَشَاءِ** (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- رات کا کھانا ترک کرنا

٣٣٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدَعُوا الْعَشَاءَ وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ تَمْرٍ. فَإِنَّ تَرْكَهُ يُهْرِمُ».

۳۳۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کا کھانا مت چھوڑو' خواہ مٹھی بھر کھجوریں ہی سہی' اس لیے کہ اس کا چھوڑ دینا (آدمی کو جلد) بوڑھا کر دیتا ہے۔''

(المعجم ٥٥) - **بَابُ الضِّيَافَةِ** (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- مہمان نوازی

٣٣٥٦- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ:

۳۳۵۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٣٣٥٥ـ [إسناده ضعيف جدًا] إبراهيم بن عبدالسلام ضعيف، وشيخه متروك (تقريب)، وله طريق آخر عند ابن النجار، اللآلي المصنوعة: ٢/ ٢٥٥، وإسناده مظلم جدًا، وفيه أبو الهيثم القرشي، قال ابن عدي: كذاب، ميزان: ٤/ ٥٨٤، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٨٥٦، وقال: ' حديث منكر، عنبسة يضعف في الحديث (ح: ١٢٤٢)، وعبدالملك بن علاق مجهول".

٣٣٥٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٥ ح: ٣١٩٧ من حديث كثير به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٨٦٢ لحال كثير، وأما جبارة فتوبع، رواه عبدالله بن صالح عن كثير به.

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْرُ أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُغْشَى، مِنَ الشَّفْرَةِ إِلَى سَنَامِ الْبَعِيرِ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں مہمان آتے ہیں اس میں بھلائی اس سے بھی زیادہ جلدی آتی ہے جتنی جلدی چھری اونٹ کے کوہان پر چلتی ہے۔''

۳۳۵۷- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَهْشَلٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَيْرُ أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُؤْكَلُ فِيهِ، مِنَ الشَّفْرَةِ إِلَى سَنَامِ الْبَعِيرِ».

۳۳۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں مہمان کھانا کھاتے ہیں' اس میں بھلائی اس سے بھی جلد آتی ہے جتنی جلدی چھری اونٹ کے کوہان پر چلتی ہے۔''

۳۳۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ».

۳۳۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی سنت ہے کہ آدمی مہمان کے ساتھ (اسے رخصت کرتے وقت) گھر کے دروازے تک آئے۔''

(المعجم ٥٦) - باب: إِذَا رَأَى الضَّيْفُ مُنْكَرًا رَجَعَ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۶- جب مہمان کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو (کھانا کھائے بغیر) واپس ہو جائے

۳۳۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۵۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

٣٣٥٧_ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل جبارة، تقدم، ح: ٧٤٠، وعبدالرحمٰن بن نهشل غلط، صوابه: المحاربي عبدالرحمٰن عن نهشل وهو ابن سعيد، راجع التقريب وغيره * ونهشل متروك، كذبه إسحاق بن راهويه (تقريب)، والضحاك لم يلق ابن عباس، راجع جامع التحصيل للعلائي، ص: ١٩٩، فالسند مظلم ساقط.

٣٣٥٨_ [إسناده موضوع] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب: ٢/ ١٨٥، ح: ١١٥٠ من حديث علي بن ميمون به، وتابعه إسماعيل بن أبان الوراق، وضعفه البوصيري من أجل علي بن عروة، تقدم، ح: ٢٨٢٣، وله شاهد عند ابن عدي: ٣/ ١١٧٣، وفيه سلم بن سالم، قال ابن حبان: "منكر الحديث... وكان ابن المبارك يكذبه".

٣٣٥٩_ [صحيح] أخرجه النسائي: ٨/ ٢١٣، الزينة، التصاوير، ح: ٥٣٥٣ من حديث وكيع به * قتادة تقدم،◄◄

وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: صَنَعْتُ طَعَامًا. فَدَعَوْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. فَجَاءَ فَرَأَىٰ فِي الْبَيْتِ تَصَاوِيرَ. فَرَجَعَ.

نے فرمایا: میں نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو گھر میں تصویریں نظر آئیں' چنانچہ آپ ﷺ واپس چلے گئے۔

٣٣٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ الْجَزَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ: حَدَّثَنَا سَفِينَةُ، أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا. فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا. فَدَعَوْهُ فَجَاءَ. فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتَيِ الْبَابِ. فَرَأَى قِرَامًا فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ. فَرَجَعَ. فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: الْحَقْ. فَقُلْ لَهُ: مَا أَرْجَعَكَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَنْ أَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا».

٣٣٦٠- حضرت ابوعبدالرحمٰن سفینہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی ؓ کی دعوت کی۔ اس نے ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ سیدہ فاطمہ ؓ نے فرمایا: کاش ہم نبی ﷺ کی بھی دعوت کرتے اور آپ ہمارے ساتھ کھانا کھاتے۔ (اس تجویز کے مطابق) انھوں نے نبی ﷺ کی دعوت کی۔ آپ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا۔ آپ کو گھر میں ایک طرف ایک باریک پردہ نظر آیا تو آپ واپس لوٹ گئے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے حضرت علی ؓ سے کہا: جلدی سے جایئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیجیے: اے اللہ کے رسول! آپ واپس کیوں تشریف لے گئے؟ (حضرت علی ؓ کے دریافت کرنے پر) نبی ﷺ نے فرمایا: ''مزین گھر میں داخل ہونا میری شان کے لائق نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① کھانے کی دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ ② پردے سے مراد وہ کپڑا ہے جو گھر میں زینت کے لیے لٹکایا جائے۔ دروازے یا کھڑکی پر اس لیے لٹکایا ہوا کپڑا کہ باہر سے کسی کی نظر اندر نہ پڑے' مطلوب ہے۔ ③ سادگی شرعاً مطلوب ہے۔ بے جا تکلفات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ نامناسب چیز سامنے آنے پر فوراً تنبیہ کرنا مناسب ہے بشرطیکہ تاخیر میں کوئی حکمت نہ ہو۔ ⑤ اگر دعوت دینے والا کسی ناجائز کام کا ارتکاب کرے تو کھانا کھائے بغیر واپس چلے جانا جائز ہے' البتہ اگر وہ اس غلطی

◄◄ ح: ١٧٥، والحديث الآتي شاهد له.

٣٣٦٠_ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الرجل يدعى فيرى مكروهًا، ح: ٣٧٥٥ من حديث حماد به.

کاازالہ کردے تو واپس نہ جائیں۔

(المعجم ٥٧) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السَّمْنِ وَاللَّحْمِ (التحفة ٥٧)

٣٣٦١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَرْحَبِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي يَعْفُورَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، وَهُوَ عَلٰى مَائِدَتِهِ. فَأَوْسَعَ لَهُ عَنْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ. فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ. ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَلَقِمَ لُقْمَةً. ثُمَّ ثَنّٰى بِأُخْرٰى. ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَأَجِدُ طَعَامَ دَسَمٍ. مَا هُوَ بِدَسَمِ اللَّحْمِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي خَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ أَطْلُبُ السَّمِينَ لِأَشْتَرِيَهُ. فَوَجَدْتُهُ غَالِياً. فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ مِنَ الْمَهْزُولِ. وَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِدِرْهَمٍ سَمْناً. فَأَرَدْتُ أَنْ يَتَرَدَّدَ عِيَالِي عَظْماً عَظْماً. فَقَالَ عُمَرُ: مَا اجْتَمَعَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطُّ، إِلَّا أَكَلَ أَحَدَهُمَا وَتَصَدَّقَ بِالْآخَرِ.

باب:۵۷- گوشت اور گھی ملا کر کھانا

۳۳۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' وہ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت عمر ؓ تشریف لے آئے۔ انھوں نے مجلس کے احترام والے مقام پر انھیں جگہ دی۔ (حضرت عمر بیٹھ گئے اور کھانا شروع کرتے ہوئے) فرمایا: بسم اللہ، پھر ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ لیا' پھر دوسرا لقمہ لیا۔ پھر فرمایا: مجھے چکنائی کا مزا محسوس ہو رہا ہے۔ اور یہ چکنائی گوشت کی چکنائی نہیں (گوشت میں تھوڑی بہت چربی ہوا ہی کرتی ہے۔) حضرت عبداللہ ؓ نے عرض کیا: امیر المومنین! میں فربہ (جانور کے) گوشت کی تلاش میں' اسے خریدنے بازار گیا۔ مجھے وہ مہنگا محسوس ہوا۔ میں نے ایک درہم کا دبلے (جانور کے گوشت) میں سے خرید لیا (جس میں چربی نہیں تھی۔) اور اس پر ایک درہم کا گھی ڈال لیا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے بچوں کو ایک ایک ہڈی مل جائے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی یہ دونوں چیزیں (گوشت اور گھی) جمع ہو جاتی تھیں' آپ ان میں سے ایک تناول فرماتے تھے اور دوسری چیز صدقہ کر دیتے تھے۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: خُذْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَنْ

حضرت عبداللہ ؓ نے کہا: امیر المومنین! (اب تو)

٣٣٦١ـ **[إسناده حسن]** وحسنه البوصيري، وقال ابن كثير في مسند الفاروق: ٢/ ٦٤٨: "تفرد به ابن ماجه" * يونس حسن الحديث، وثقه جماعة.

يَجْتَمِعَا عِنْدِي إِلَّا فَعَلْتُ ذٰلِكَ. قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ.

تناول فرمایئے۔ (آئندہ) میرے پاس جب بھی یہ دونوں جمع ہوں گے، میں بھی اسی طرح کیا کروں گا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں نہیں کھاؤں گا۔

(المعجم ٥٨) - بَابٌ مَنْ طَبَخَ فَلْيُكْثِرْ مَاءَهُ (التحفة ٥٨)

باب:۵۸- سالن پکاتے وقت زیادہ پانی ڈالیں

٣٣٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا عَمِلْتَ مَرَقَةً، فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَاغْتَرِفْ لِجِيرَانِكَ مِنْهَا».

۳۳۶۲- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو شوربہ تیار کرے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کر۔ اور اس میں سے کچھ شوربہ اپنے پڑوسیوں کو دے دیا کر۔“

فوائد ومسائل: ① ہمسایوں میں اچھے تعلقات قائم رکھنے کے لیے تحفے تحائف کا لین دین بہت اچھا طریقہ ہے۔ ② قیمتی تحائف کی بجائے ایسی چیز دینا بہتر ہے جو فوری استعمال میں آ جائے۔ ③ جب کوئی خاص کھانا تیار کیا جائے تو کچھ نہ کچھ ہمسایوں کے ہاں بھی بھیجا جائے۔ ④ عام سادہ کھانا بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ ⑤ معمولی ہدیہ ملے تو قبول کر لینا چاہیے اور شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ⑥ گوشت میں پانی زیادہ ڈال کر کچھ سالن ہمسایوں کے ہاں بھیج دینا ایسا طریقہ ہے جس کے لیے خاص طور پر اضافی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی ہو سکتی ہیں۔

(المعجم ٥٩) - بَابُ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ (التحفة ٥٩)

باب:۵۹- لہسن، پیاز اور گندنا کھانا

٣٣٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي

۳۳۶۳- حضرت معدان بن ابوطلحہ یعمری ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ جمعے کے دن خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا

٣٣٦٢_ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٥/ ١٤٢ من حديث أبي عمران به.

٣٣٦٣_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠١٤.

الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيباً. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ. لَاأُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: هٰذَاالثُّومُ وَهٰذَا الْبَصَلُ. وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ، عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ، فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ حَتّٰى يُخْرَجَ بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ. فَمَنْ كَانَ آكِلَهُمَا، لَابُدَّ، فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا.

کے بعد فرمایا: اے لوگو! تم دو پودے کھاتے ہو' میں تو انھیں برا ہی سمجھتا ہوں' یعنی یہ لہسن اور یہ پیاز۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا ہے کہ اگر کسی آدمی سے اس (لہسن یا پیاز) کی بو محسوس ہوتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع (کے میدان) کی طرف نکال دیا جاتا تھا' اس لیے جس نے ضرور انھیں کھانا ہو' وہ انھیں پکا کر (ان کی بو) ختم کر دے۔

فوائد و مسائل: ① جب مسجد میں جانا ہو تو کچا پیاز یا لہسن نہیں کھانا چاہیے۔ ② اگر کھانا پڑے تو نماز سے اتنی دیر پہلے کھایا جائے کہ نماز کے وقت تک اس کی بو ختم ہو جائے' یا کوئی ایسی چیز کھا لی جائے جس سے پیاز کی بو ختم ہو جائے۔ ③ اگر لہسن یا پیاز سالن میں ڈال کر پکا لیا جائے تو اس کی بو ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا سالن کھا کر مسجد میں جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ④ جب ایک مسئلہ پہلے بیان کیا جا چکا ہو' اس کے بعد اس کے متعلق غلطی کرنے والے کو سختی سے تنبیہ کی جا سکتی ہے۔ ⑤ مسجد سے نکالنے کا مقصد یہ تھا کہ بو ختم ہونے پر مسجد میں آئے۔ ⑥ سگریٹ کی بو پیاز کی بو سے بہت زیادہ ناگوار ہوتی ہے' نیز یہ حرام بھی ہے' لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے' خواہ نماز کا وقت ہو یا دوسرا کوئی وقت۔

٣٣٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ أَيُّوبَ قَالَتْ: صَنَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَاماً، فِيهِ مِنْ بَعْضِ الْبُقُولِ. فَلَمْ يَأْكُلْ، وَقَالَ: «إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ

٣٣٦٤- حضرت ام ایوب انصاریہ ؓ (میزبان رسول ابو ایوب انصاری ؓ کی اہلیہ) سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ اس میں کوئی (ناگوار بو والی) سبزی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے (وہ کھانا) نہ کھایا۔ اور فرمایا: ''میں اپنے ساتھی

٣٣٦٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا، ح: ١٨١٠ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧١، وابن حبان، ح: ٢٠٩٠، وهو مخرج في تخريج مسند الحميدي، ح: ٣٤٠ بتحقيقي * ابن عيينة صرح بالسماع عنده، أبويزيد المكي حسن الحديث كما في المرجع المشار إليه آنفًا، وللحديث شواهد.

أُوذِيَ صَاحِبِي».

(جبریل علیہ السلام) کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔“

٣٣٦٥- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نِمْرَانَ الْحَجْرِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَفَراً أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ. فَوَجَدَ مِنْهُمْ رِيحَ الْكُرَّاثِ. فَقَالَ: «أَلَمْ أَكُنْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ أَكْلِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسَانُ».

۳۳۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند افراد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو ان سے گندنے کی بو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا میں نے تمھیں یہ پودا کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ جس چیز سے انسان کو ایذا پہنچتی ہے اس سے فرشتے بھی ایذا محسوس کرتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① گندنا‘ پیاز سے ملتی جلتی چیز ہے جس میں پیاز کی طرح بو ہوتی ہے۔ ② فرشتے بدبو سے نفرت کرتے اور اذیت محسوس کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان چیزوں سے اجتناب کرتے تھے تاکہ جبریل علیہ السلام کو ناگواری نہ ہو۔ ③ مسلمان کو فرشتوں کا احترام کرتے ہوئے ناگوار بو والی چیز کھانے سے‘ فحش الفاظ بولنے سے‘ عریانی اور فحش حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ④ لہسن، پیاز اور گندنا حرام نہیں‘ تاہم انھیں استعمال کرنا پڑے تو پکا لینا چاہیے‘ یا بعد میں کوئی ایسی چیز کھا لینی چاہیے جس سے منہ کی بو ختم ہو جائے۔

٣٣٦٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ دُخَيْنٍ الْحَجْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «لَا تَأْكُلُوا الْبَصَلَ» ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيَّةً: «النِّيءَ».

۳۳۶۶- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”پیاز نہ کھایا کرو۔“ پھر آہستہ سے یہ لفظ فرمایا: ”کچا نہ کھاؤ۔“

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے‘ تاہم گزشتہ صحیح احادیث سے واضح ہے کہ مسجد میں جاتے وقت کچا پیاز

٣٣٦٥ـ [**صحيح**] وله شواهد في صحيح مسلم، ح: ٥٦٤/ ٧٤، ومسند الإمام أحمد: ٣/ ٣٨٧ وغيرهما.

٣٣٦٦ـ [**إسناده ضعيف**] وضعفه البوصيري من أجل ابن لهيعة، تقدم، ح: ٣٣٠، وشيخه، وشيخ شيخه مجهولان كما في التقريب وغيره.

کھانا ناجائز ہے' پکا ہوا کھانا جائز ہے۔ غالبًا اسی وجہ سے شیخ البانی ﵀ نے [ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيَّةً النِّيءَ] ''پھر آہستہ سے یہ لفظ فرمایا: کچا نہ کھاؤ'' کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۲۳۸۹)

(المعجم ٦٠) - **بَابُ أَكْلِ الْجُبْنِ وَالسَّمْنِ**

(التحفة ٦٠)

باب:۶۰-پنیر اور گھی کھانا

٣٣٦٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ؟ قَالَ: «اَلْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ. وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللهُ فِي كِتَابِهِ. وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ».

۳۳۶۷- حضرت سلمان فارسی ﵁ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی' پنیر اور پوستین کے بارے میں سوال کیا گیا' آپ نے فرمایا: ''حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے' وہ ان چیزوں میں شامل ہے جن کے بارے میں اللہ نے معافی دے دی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فِرَاء کے دو معنی ہیں: (ا) فَرْو کی جمع' یعنی پوستین یا کھال سے بنا ہوا لباس۔ (ب) فَرَأ کی جمع' یعنی حمار وحشی (گورخر) یہاں دونوں مطلب صحیح ہو سکتے ہیں۔ (گورخر کی وضاحت کے لیے دیکھیے حدیث:۳۰۹۰ کا فائدہ نمبر ا) ② اللہ کی کتاب سے مراد اللہ کا قانون ہے جس میں قرآن اور حدیث دونوں شامل ہیں۔ ③ جن چیزوں کے بارے میں حرمت کی صراحت نہ ہو بلکہ حرمت کا اشارہ ملتا ہو' وہ بھی حرام ہیں' مثلاً: وہ جانور جنھیں مار ڈالنے کا حکم ہے۔ (دیکھیے حدیث:۳۰۸۷) یا جنھیں قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (دیکھیے حدیث:۳۲۲۳) ④ جن چیزوں میں حرمت کا کوئی سبب نہ پایا جائے وہ حلال ہیں' خواہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہو یا نہ آیا ہو۔

(المعجم ٦١) - **بَابُ أَكْلِ الثِّمَارِ**

(التحفة ٦١)

باب:۶۱-پھل کھانا

٣٣٦٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۳۳۶۸- حضرت نعمان بن بشیر ﵄ سے روایت

٣٣٦٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الفراء، ح: ١٧٢٦ عن إسماعيل بن موسٰى به، وقال: "غريب"، وذكر كلامًا ﷺ سيف بن هارون ضعيف (تقريب)، وللحديث شاهد عند الحاكم: ٢/ ٣٧٥، وصححه، ووافقه الذهبي، وحسنه الهيثمي، مجمع: ١/ ١٧١، وانظر: ٧/ ٥٥، وقال البزار: "إسناده صالح".

٣٣٦٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٢/ ٥٣٦، ح: ١٩٢٠ من حديث عثمان بن سعيد الحمصي ◀◀

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عِنَبٌ مِنَ الطَّائِفِ. فَدَعَانِي فَقَالَ: «خُذْ هٰذَا الْعُنْقُودَ فَأَبْلِغْهُ أُمَّكَ» فَأَكَلْتُهُ قَبْلَ أَنْ أُبْلِغَهُ إِيَّاهَا. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ لَيَالٍ قَالَ لِي: «مَا فَعَلَ الْعُنْقُودُ؟ هَلْ أَبْلَغْتَهُ أُمَّكَ؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَسَمَّانِي غُدَرَ.

ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ کی خدمت میں طائف کے انگور ہدیہ کے طور پر پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ’’یہ خوشہ لے لو اور اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ۔‘‘ میں نے والدہ کے پاس پہنچانے سے پہلے خود ہی کھا لیا۔ پھر کئی راتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ’’اس خوشے کا کیا بنا؟ کیا تم نے وہ اپنی والدہ کو پہنچا دیا تھا؟‘‘ میں نے کہا: نہیں۔ رسول ﷺ نے میرا نام دھوکے باز رکھ دیا (مجھے دھوکے باز فرمایا۔)

٣٣٦٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ: حَدَّثَنَا نُقَيْبُ بْنُ حَاجِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ الزُّبَيْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، [وَ] بِيَدِهِ سَفَرْجَلَةٌ. فَقَالَ: «دُونَكَهَا، يَا طَلْحَةُ! فَإِنَّهَا تُجِمُّ الْفُؤَادَ».

۳۳۶۹- حضرت طلحہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ہاتھ میں سفرجل (بہی کا پھل) تھا۔ آپ نے فرمایا: ’’اے طلحہ! یہ لے لو، اس سے دل کو راحت (اور قوت) حاصل ہوتی ہے۔‘‘

(المعجم ٦٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مُنْبَطِحًا (التحفة ٦٢)

باب: ۶۲- لیٹ کر کھانے کی ممانعت کا بیان

٣٣٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ

۳۳۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع

◀◀ به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" ※ عبدالرحمٰن بن عرق لم يوثقه غير ابن حبان، وروى ابن السني في "كتاب المازنة" من حديث عبدالله بن بسر المازني نحوه بالاختلاف، راجع تحفة الأشراف: ٩/ ٢٦.

٣٣٦٩ـ [إسناده ضعيف] ※ نقيب، وأبوسعيد، وعبدالملك مجهولون كما في التقريب، وله شواهد عند ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ١٦٥، ١٦٦، وأسانيدها ضعيفة.

٣٣٧٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الجلوس علٰى مائدة عليها بعض ما يكره، ح: ٣٧٧٤ من حديث كثير بن هشام به، وقال: "هٰذا الحديث لم يسمعه جعفر عن الزهري، وهو منكر"، وفيه علة أخرٰى، تقدم ح: ٧٠٧.

عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلٰى وَجْهِهِ .

فرمایا کہ آدمی چہرے کے بل لیٹ کر کھائے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث میں منہ کے بل لیٹنا ویسے بھی منع ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، الأدب، باب ما جاء في كراهية الاضطجاع على البطن، حديث:٢٧٦٨، وسنن أبي داود، الأدب، حديث:٥٠٤٠) تو اس طرح لیٹ کر کھانا کب جائز ہوگا؟ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ٢٣٩٤، والإرواء، رقم:١٩٨٢)

◆

مشروب کی تعریف اور اس سے متعلق چند ضروری آداب واحکام

❊ **مشروب کی تعریف:** ہر مائع چیز جو پی جائے، مشروب کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے کھانے اور پینے کی بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں، پھر اپنی کمال رحمت سے انسانوں کے لیے مضر صحت یا مضر عقل چیزوں سے منع کر دیا ہے۔ ان ممنوعہ حرام چیزوں کے علاوہ تمام قسم کے کھانے اور مشروبات حلال ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ﴾ (البقرة ٢:٦٠) ''اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ پیو۔''

❊ **مشروبات کے چند آداب واحکام:** ① کسی بھی مشروب کے استعمال سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا وہ حرام تو نہیں کیونکہ ایسا مشروب جو نشہ آور ہو، عقل ودانش کے لیے مضر ہو یا انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہو، اسے استعمال کرنا حرام ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ] (صحيح مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر و أن كل خَمْرٍ حَرَامٌ، حديث:٢٠٠٣) ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔'' آپ نے شراب بنانے والے، بنوانے والے، پینے پلانے والے اور اس کا کاروبار اور اس میں تعاون کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذي، البيوع، باب النهي أن يتخذ الخمر خلا، حديث:١٢٩٥)

② مشروب پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمدللہ پڑھنی چاہیے۔

③ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا، ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔

④ تمباکو، سگریٹ، افیون، چرس، ہیروئن وغیرہ بھی اپنی ضرر رسانیوں کی وجہ سے سخت حرام ہیں۔

⑤ ایسا جوس یا نبیذ جس میں نشے کے اثرات پیدا ہو چکے ہوں، پینا حرام ہے۔

⑥ مشروب کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے، البتہ بوقت ضرورت کھڑے ہو کر پینا جائز ہے، مثلاً: بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہو یا بارش وغیرہ کی وجہ سے، لیکن بیٹھ کر مشروب پینا افضل ہے۔

⑦ مشروب کو تین سانسوں میں پینا سنت ہے۔ سانس لینے کے لیے برتن کو منہ سے ہٹا لینا چاہیے۔

⑧ اگر مشروب میں کوئی تنکا وغیرہ نظر آئے تو پھونک مارنا منع ہے، البتہ مشروب بہا کر اسے نکالا جا سکتا ہے۔

⑨ اگر پینے والے کچھ افراد ہوں تو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔

⑩ مشروب پلانے والا خود سب سے آخر میں پیئے۔

⑪ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے مشروب پینا چاہیے کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پیتا ہے۔

◆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٠) أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ٢٢)

مشروبات سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابٌ: اَلْخَمْرُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ** (التحفة ١)

٣٣٧١- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، جَمِيعاً عَنْ رَاشِدٍ، أَبِي مُحَمَّدٍ [الْحِمَّانِيِّ]، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ: «لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ».

باب:۱-شراب ہر برائی کی کنجی ہے

۳۳۷۱- **حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے** انھوں نے کہا: **مجھے میرے خلیل ﷺ نے نصیحت کرتے** ہوئے فرمایا: ”شراب نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① خمر (شراب) سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:۳۳۹۰) ② شراب کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں اسے حرام اور شیطانی کام فرمایا گیا ہے۔ (المائدة٥:٩٠) ③ عقل اللہ کی ایسی عظیم نعمت ہے جس سے انسان دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کے حصول کے لیے کوشش کرسکتا ہے۔ جان بوجھ کر اس نعمت سے محروم ہونے کی کوشش کرنا بہت بڑی ناشکری ہے۔ ④ انسان عقل کے ذریعے سے ہر گناہ اور نقصان دہ چیز اور عمل سے بچتا ہے۔ نشہ استعمال کرنے کے بعد اسے اپنے بھلے برے کی تمیز نہیں رہتی۔ اس صورت میں وہ ہر گناہ کا ارتکاب کرسکتا ہے۔

٣٣٧١ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح:١٨ من حديث راشد بن نجيح به، وسيأتي، ح:٤٠٣٤، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٣٧٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُنِيرُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِيَّاكَ وَالْخَمْرَ. فَإِنَّ خَطِيئَتَهَا تَفْرَعُ الْخَطَايَا، كَمَا أَنَّ شَجَرَتَهَا تَفْرَعُ الشَّجَرَ».

۳۳۷۲- حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب سے پرہیز کرو۔ اس کا گناہ (دوسرے تمام) گناہوں سے اسی طرح بڑھ کر ہے جس طرح اس کا پودا درختوں سے بلند ہے۔'' (انگور کی بیل جس درخت پر چڑھتی ہے، اس سے بلند نظر آتی ہے۔)

(المعجم ٢) - بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ (التحفة ٢)

باب:۲- جو شخص دنیا میں شراب پیے، وہ آخرت میں (جنت کی شراب) نہیں پی سکے گا

٣٣٧٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ، إِلَّا أَنْ يَتُوبَ».

۳۳۷۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیے گا، وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا، سوائے اس صورت کے کہ وہ (شراب نوشی سے) توبہ کرلے۔''

٣٣٧٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُسَيْنٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

۳۳۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شراب پیے گا، وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا۔''

٣٣٧٢- **[إسناده ضعيف]** ﷺ منير ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣٣٧٣- أخرجه مسلم، الأشربة، باب عقوبة من شرب الخمر إذا لم يتب منها بمنعه إياها في الآخرة، ح: ٢٠٠٣/ ٧٨ من حديث عبدالله بن نمير به.

٣٣٧٤- **[صحيح]** أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٢١٩، ح: ١٢٢ من حديث هشام به، وصححه ◄◄

فوائد ومسائل: ① انسان گناہوں کی وجہ سے جنت کی بعض نعمتوں سے محروم ہوسکتا ہے اگرچہ اس کے دوسرے گناہ معاف کرکے اسے جنت میں داخل کردیا جائے۔ ② سچی توبہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔

(المعجم ۳) - بَابُ مُدْمِنِ الْخَمْرِ (التحفة ۳)

باب:۳- عادی شراب نوش

۳۳۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**مُدْمِنُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ وَثَنٍ**».

۳۳۷۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ شراب پینے والا بت پوجنے والے کی طرح ہے۔''

۳۳۷٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُتْبَةَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ».

۳۳۷٦- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① شراب نوشی کبیرہ گناہ ہے۔ ② آخرت میں اس کی سزا جنت سے محرومی ہے جبکہ دنیا میں اس سے کئی طرح کی مہلک بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ ③ بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ عادی شرابی کا انجام اچھا نہیں ہوتا اور خطرہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے ایمان سلب ہوجائے جس کی وجہ سے وہ دائمی جہنمی بن جائے۔

(المعجم ٤) - بَابُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ (التحفة ٤)

باب:۴- شراب پینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

الحاكم: ٤/ ١٤١، والذهبي، وله شواهد عند البخاري، ح: ٥٥٧٥، ومسلم، ح: ٢٠٠٣ وغيرهما.

٣٣٧٥ـ[حسن] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٦/ ٢٢٣٤ من حديث محمد بن سليمان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٥، ٦، وله شواهد كثيرة، ورواه حماد بن سلمة بإسناد حسن عن عبدالله بن عمرو به من قوله، وصححه ابن الجوزي في العلل: ٢/ ١٨٣.

٣٣٧٦ـ[إسناده حسن] وحسنه البوصيري، وله شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٨١ وغيره.

٣٣٧٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا. وَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا. فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا. فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ. فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ. وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: «عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ».

٣٣٧٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے شراب پی اور اسے نشہ ہوگیا، اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ (توبہ کیے بغیر) مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ شراب پی لی اور اسے نشہ ہوگیا تو اس کی نماز (مزید) چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔ اگر (اس اثنا میں) وہ (توبہ کیے بغیر) مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر توبہ کرلی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر (تیسری بار) شراب پی اور اسے نشہ ہوگیا تو اس کی نماز (مزید) چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی۔ اگر وہ مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر توبہ کرلی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر (چوتھی بار) شراب پی تو اللہ تعالیٰ نے (ایسے شخص کے بارے میں) پختہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اسے قیامت کے دن گندی کیچڑ پلائے گا۔‘‘ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! گندی کیچڑ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جہنمیوں کی پیپ اور گندگی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① گناہ کی سزا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عبادت قبول نہ ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ شرابی نماز ترک کر دے کیونکہ ترک نماز ایک اور گناہ ہوگا جو شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔ ② توبہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتا ہے۔ ③ بار بار توبہ توڑنے سے مجرم کے دل میں توبہ کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے ایسی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ توبہ کرتے وقت دل میں ندامت پیدا نہیں ہوتی، چنانچہ وہ توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ④ کبیرہ گناہوں کے مرتکب جہنم میں جائیں گے اور سخت سزا کے مستحق ہوں گے۔

٣٣٧٧_ [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، توبة شارب الخمر، ح: ٥٦٧٣ من حديث الأوزاعي به.

(المعجم ٥) - بَابُ مَا يَكُونُ مِنْهُ الْخَمْرُ

(التحفة ٥)

٣٣٧٨- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

باب:۵-کس چیز سے بنی ہوئی (نشہ آور) چیز شراب ہوتی ہے؟

۳۳۷۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب ان دو نباتات سے بنتی ہے: کھجور اور انگور۔“

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شراب زیادہ تر ان دو چیزوں سے بنتی ہے۔ ② بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شراب صرف انگور سے بنے ہوئے نشہ آور مشروب کو کہا جاتا ہے۔ یہ رائے درست نہیں۔ ③ کسی چیز کا رس یا کسی چیز کو پانی میں ڈال کر بنایا ہوا مشروب اگر نشہ آور ہو تو حرام ہے، اگر نشہ آور نہ ہو تو حلال ہے۔

٣٣٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ كَثِيرٍ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ السَّرِيَّ بْنَ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَهُ أَنَّ الشَّعْبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا، وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا، وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا».

۳۳۷۹- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گندم کی شراب ہوتی ہے، جو کی شراب ہوتی ہے، منقی سے (بنی ہوئی نشہ آور چیز) شراب ہوتی ہے، خشک کھجور سے (بنی ہوئی نشہ آور چیز) شراب ہوتی ہے اور شہد سے (بنی ہوئی نشہ آور چیز) شراب ہوتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① شراب کسی بھی چیز سے بنائی جائے، وہ حرام ہے۔ ② شراب کے حرام ہونے کی وجہ اس کا نشہ آور ہونا ہے، اس لیے اگر کھانے کی کسی چیز سے، یا کسی چیز کے انجکشن سے یا سونگھنے سے نشہ آتا ہو تو ان سب چیزوں کا یہ استعمال بھی حرام اور قابل سزا ہوگا۔ ③ آپریشن وغیرہ کے لیے بے ہوش کرنے کے لیے کلوروفارم سنگھانا نشہ کرانے کے حکم میں نہیں کیونکہ بے ہوشی اور مدہوشی (مست ہونے) میں فرق ہے، تاہم یہ

٣٣٧٨ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب، يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥/ ١٥ من حديث عكرمة به.

٣٣٧٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب الخمر مما هي؟، ح: ٣٦٧٦، ٣٦٧٧ من حديث الشعبي به، وقال◀◀

بھی صرف علاج کی غرض سے ضرورت کے موقع پر جائز ہے۔ بلاضرورت ہوش وحواس ختم کرنے جائز نہیں۔

(المعجم ٦) - **بَاب: لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلٰى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ** (التحفة ٦)

باب: ٦- شراب میں دس طرح پر لعنت ہے

٣٣٨٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْغَافِقِيِّ وَأَبِي طُعْمَةَ مَوْلَاهُمْ أَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «**لُعِنَتِ الْخَمْرُ** عَلٰى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ: بِعَيْنِهَا، وَعَاصِرِهَا، وَمُعْتَصِرِهَا، وَبَائِعِهَا، وَمُبْتَاعِهَا، وَحَامِلِهَا، وَالْمَحْمُولَةِ إِلَيْهِ، وَآكِلِ ثَمَنِهَا، وَشَارِبِهَا، وَسَاقِيهَا».

٣٣٨٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب میں دس طرح پر لعنت کی گئی ہے: خود اس (شراب) کی ذات پر' اس کو نچوڑنے والے (رس نچوڑ کر شراب بنانے والے) پر' نچڑوانے والے (شراب بنوانے والے) پر' اس کے بیچنے والے پر' اس کے خریدنے والے پر' اس کے اٹھانے والے پر' جس کے پاس لے جائی جائے اس پر' اس کی قیمت کھانے والے پر' اسے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر۔''

٣٣٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ شَبِيبٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَوْ حَدَّثَنِي أَنَسٌ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً: عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَالْمَعْصُورَةَ لَهُ، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ لَهُ، وَبَائِعَهَا، وَالْمَبْيُوعَةَ لَهُ، وَسَاقِيَهَا، وَالْمُسْتَقَاةَ لَهُ. حَتّٰى عَدَّ عَشَرَةً مِنْ هٰذَا الضَّرْبِ.

٣٣٨١- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے شراب سے متعلق دس افراد پر لعنت فرمائی ہے: اسے نچوڑنے والے پر' نچڑوانے والا' جس کے لیے نچوڑی گئی' اسے اٹھا کر لے جانے والے پر' جس کے لیے اٹھا کر لے جائی گئی' اسے بیچنے والے پر' جس کے لیے بیچی گئی' اسے پلانے والے پر' اور جسے پلائی گئی حتی کہ انھوں نے اس طرح کے دس افراد شمار کیے۔

◄◄ الترمذي "غريب"، ح: ١٨٧٢ * السري لم ينفرد به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٦.

٣٣٨٠- **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الأشربة، باب العصير للخمر، ح: ٣٦٧٤ من حديث وكيع به، وللحديث طرق وشواهد عند الحاكم: ٤/ ١٤٤، ١٤٥، وأحمد: ٢/ ٩٧ وغيرهما.

٣٣٨١- **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، البيوع، باب النهي أن يتخذ الخمر خلاً، ح: ١٢٩٥ من حديث أبي ►►

فوائد ومسائل: ① شراب نوشی اللہ کی نافرمانی اور کبیرہ گناہ ہے، نیز شراب بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔ ② شراب سے کسی بھی انداز سے تعلق قائم ہونا اللہ کی رحمت سے دوری اور اللہ کی لعنت کا باعث ہے۔ ③ نچڑوانے والے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی ملازم کو حکم دیتا ہے کہ شراب بنانے کے لیے انگوروں کو نچوڑ کر رس نکالو۔ اور نچوڑنے والا وہ ملازم ہے جو اس حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور ''جس کے لیے نچوڑی گئی'' سے مراد وہ گاہک ہے جس نے شراب بنانے والے سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ تیار شدہ شراب خرید لے گا۔ یا اس سے مراد وہ شخص ہے جسے پیش کرنے کے لیے شراب تیار کی گئی، مثلاً: کوئی خاص مہمان، دوست یا عزیز وغیرہ۔ ④ ''جس کے لیے اٹھائی گئی ہے'' سے مراد (ا) وہ شخص بھی ہو سکتا ہے جس نے کسی مزدور یا نوکر وغیرہ سے کہا کہ اسے فلاں جگہ لے چلو۔ (ب) اور وہ شخص بھی مراد ہو سکتا ہے جسے شراب پیش کی جانی مقصود ہے، خواہ وہ اسے پینا چاہتا ہو، یا خریدنا چاہتا ہو، یا اسے تحفہ کے طور پر دی جا رہی ہو۔ پہلی حدیث میں: ''جس کے پاس اٹھا کر لے جائی گئی۔'' کے بھی یہ سب مفہوم ہو سکتے ہیں جو دوسری شق (ب) میں شامل ہیں۔ ⑤ قیمت کھانے والے سے مراد وہ شخص ہے جس کو اس کی تجارت سے مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ⑥ گناہ کے کام میں کسی بھی قسم کا تعاون گناہ میں شریک ہونے کے برابر ہے، خواہ وہ تعاون بظاہر معمولی ہو۔ ⑦ جب یہ بات معلوم ہو یا یہ خیال ہو کہ فلاں کام سے فلاں گناہ تکمیل کو پہنچے گا تو اس کام کو بلا معاوضہ یا معاوضہ لے کر انجام دینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٧) - بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

باب: ۷- شراب کی تجارت کا بیان

(التحفة ٧)

٣٣٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا، خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۳۳۸۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب سود کے بارے میں سورۂ بقرہ کے اخیر والی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لے گئے اور شراب کی تجارت کے حرام ہونے کا اعلان فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① سود کی تمام صورتیں حرام ہیں۔ تجارت کی بعض صورتیں بھی اس لیے حرام کر دی گئی ہیں کہ ان کا نتیجہ سود کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ (مثلاً بیع عینہ) اسی طرح جب شراب حرام کی گئی تو اس کی تجارت

◀◀ عاصم به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٧٧٥ لحال شبيب، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٣٣٨٢- أخرجه البخاري، الصلاة، باب تحريم تجارة الخمر في المسجد، ح: ٤٥٩ من حديث الأعمش به، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ١٥٨٠ عن ابن أبي شيبة به.

بھی حرام ہوگئی کیونکہ اس سے شراب نوشی کے راستے کھلتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسی مناسبت سے سود کے لین دین کی حرمت کے ساتھ شراب کی تجارت حرام ہونے کا بھی اعلان فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر‘ سورۂ بقرہ آیت: ۲۷۵)
② ایک مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت ہو تو اس کے ساتھ اس سے ملتے جلتے مسائل بھی بیان کیے جا سکتے ہیں تاکہ سامعین کو دوبارہ یاد دہانی ہو جائے۔ ③ حرام چیز کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔

۳۳۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا. فَقَالَ: قَاتَلَ اللهُ سَمُرَةَ. أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ. حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا».

۳۳۸۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے‘ حضرت عمر ؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت سمرہ ؓ نے شراب فروخت کی ہے تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سمرہ کو تباہ کرے۔ کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت نازل فرمائے! ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچ دیا۔“

فوائد و مسائل: ① صحاح ستہ میں سمرہ نامی دو صحابہ کی احادیث موجود ہیں۔ اس حدیث میں مذکور صحابی سمرہ بن جندب ؓ ہیں‘ سمرہ بن جنادہ ؓ نہیں۔ (فتح الباري: ۴/۵۲۳ بحواله بيهقي) ② حضرت سمرہ ؓ نے شراب کیوں فروخت کی؟ اس کی مختلف توجیہات ذکر کی گئی ہیں‘ مثلاً: ممکن ہے انھوں نے اسے سرکے کی صورت میں تبدیل کر کے فروخت کیا ہو اور ان کا یہ خیال ہو کہ شراب سے سرکہ بنانا جائز ہے جبکہ حضرت عمر ؓ اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت سمرہ ؓ کو یہ معلوم ہو کہ شراب حرام ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ اسے بیچنا بھی حرام ہے۔ ③ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے شراب حاصل ہی کیوں کی؟ حافظ ابن حجر ؒ نے اس کے جواب میں علماء کے اقوال ذکر کیے ہیں کہ ممکن ہے انھیں جزیہ میں ملی ہو یا غنیمت میں ملی ہو۔ (فتح الباری حوالہ مذکورہ بالا) ④ عربی زبان میں گوشت سے حاصل ہونے والی چربی کو شَحم کہتے ہیں اور پگھلی ہوئی چربی کو وَدَك کہتے ہیں۔ لیکن نام بدلنے سے شرعی حکم تبدیل نہیں ہوتا۔ ⑤ یہودیوں نے یہ حیلہ کیا تھا کہ ہم پر شَحم حرام ہے‘ اور ہم وَدَك بیچ رہے ہیں جو دوسری چیز ہے۔ ⑥ جس چیز کا کوئی جائز استعمال نہ ہو‘ اسے بیچنا خریدنا حرام ہے۔ ⑦ حیلے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی بلکہ جرم زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۸) - بَابٌ: اَلْخَمْرُ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا (التحفة ۸)

باب: ۸- لوگ شراب کا کوئی اور نام رکھ لیں گے

۳۳۸۳- أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، ح: ۲۲۲۳ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ۱۵۸۲ عن ابن أبي شيبة به.

٣٣٨٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِالْقُدُّوسِ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ حَتَّى تَشْرَبَ فِيهَا طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ. يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

۳۳۸۴- حضرت ابوامامہ باہلی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات دن کا نظام ختم نہیں ہوگا حتی کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے لیکن اسے اس کے نام (شراب) کے سوا دوسرے نام سے پکاریں گے۔''

فوائد ومسائل: ① قیامت کے قریب ظاہر ہونے والے برے اعمال کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ مومن ان سے بچنے کی زیادہ کوشش کریں۔ ② حرام چیز کا نام بدل دینے سے حکم تبدیل نہیں ہو جاتا' جیسے سود کو منافع یا مارک اپ کہنے سے اس کی حقیقت نہیں بدل جاتی' اسی طرح شراب کو مشروب یا شربت کہنے سے یا کوئی اور بھلا سا نام رکھ لینے سے وہ حلال نہیں ہو جاتی۔

٣٣٨٥- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ السِّمْطِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، بِاسْمٍ يُسَمُّونَهَا إِيَّاهُ».

۳۳۸۵- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اپنا رکھا ہوا دوسرا نام دے کر پی لیں گے۔''

(المعجم ٩- **بَابٌ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ**

(التحفة ٩)

باب:۹- ہر نشہ آور چیز حرام ہے

٣٣٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۳۸۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے'

٣٣٨٤ـ [حسن] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٦/ ٩٧ من حديث العباس بن الوليد به، وضعفه البوصيري من أجل ضعف عبدالسلام بن عبدالقدوس، والحديث الآتي شاهد له.

٣٣٨٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٨ من حديث سعد بن أوس به، وله طريق آخر عند النسائي: ٨/ ٣١٢، ٣١٣، ح: ٥٦٦١، وانظر ح: ٤٠٢٠.

٣٣٨٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لايجوز الوضوء بالنبيذ ولا المسكر، ح: ٢٤٢ من حديث سفيان بن عيينة ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ، تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مشروب سے نشہ آئے وہ حرام ہے۔''

۳۳۸۷- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الذِّمَارِيُّ، سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۳۳۸۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نشہ آور چیز' خواہ پی جاتی ہو یا کھائی جاتی ہو' سونگھی جاتی ہو یا انجکشن کے ذریعے سے جسم میں داخل کی جاتی ہو' حرام ہے۔ ② منشیات کا استعمال کم ہو یا زیادہ' ہر صورت میں حرام ہے۔ ③ اگر کوئی مشروب زیادہ مقدار میں پینے سے نشہ ہوتا ہے تو اس کا کم مقدار میں استعمال بھی حرام ہے' خواہ اس سے نشہ نہ آئے۔ ④ تمباکو کا اثر بھی نشے کا سا ہے' اور اس کے بہت سے نقصانات ہیں' لہٰذا حقہ' سگریٹ' سگار' کھانے والا تمباکو اور اس طرح کی تمام اقسام اور صورتیں شرعاً ممنوع ہیں۔ ⑤ ان اشیاء کی خرید وفروخت اور پیداوار سب کا یہی حکم ہے' یعنی ممنوع ہے۔

۳۳۸۸- **حَدَّثَنَا** يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۳۳۸۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

قَالَ ابْنُ مَاجَه: هٰذَا حَدِيثُ الْمِصْرِيِّينَ.

امام ابن ماجہ ؒ بیان کرتے ہیں: یہ اہل مصر کی حدیث ہے۔

◄◄ به، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠١/ ٦٩ عن ابن أبي شيبة به.

۳۳۸۷ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣١٢، ح: ١٣٢١٢، ١٣٢١٣ من طريقتين عن يحيى بن الحارث به، وهو حديث متواتر، راجع "قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة" للسيوطي، ص: ٢٢٩، ح: ٨٥ و"نظم المتناثر من الحديث المتواتر" للكتاني، ص: ١٦٣، ح: ١٦٥ وغيرهما.

۳۳۸۸ـ [صحيح] وسيأتي، ح: ٣٤٠٦ مطولاً، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن، أيوب بن هانئ مختلف ◄◄

فائدہ: امام ابن ماجہ ؒ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی سند سے روایت کرنے والے مصر کے محدثین ہیں' دوسرے شہر کے محدثین نے یہ روایت بیان نہیں کی۔

۳۳۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ ابْنِ أَوْسٍ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ». وَهَذَا حَدِيثُ الرَّقِّيِّينَ.

۳۳۸۹- حضرت معاویہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز ہر مومن پر حرام ہے۔'' (امام ابن ماجہ ؒ بیان کرتے ہیں:) یہ رقہ والوں کی حدیث ہے۔

فائدہ: رقہ ایک شہر کا نام ہے جو بغداد کے قریب واقع ہے۔

۳۳۹۰- حَدَّثَنَا سَهْلٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ. وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ».

۳۳۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے' اور ہر شراب حرام ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض علماء کا یہ قول درست نہیں کہ انگور سے بنی ہوئی شراب تو کم ہو یا زیادہ' حرام ہے' اور اس کے پینے والے کو سزا دی جائے گی لیکن دوسری چیزوں سے بنا ہوا نشہ آور مشروب مطلقاً حرام نہیں بلکہ تھوڑی مقدار جس کے پینے سے نشہ نہ ہو' حلال ہے۔ یہ حدیث ایسے اقوال کو صراحتاً غلط ثابت کرتی ہے۔ اس کی تائید حدیث: ۳۳۹۲ سے بھی ہوتی ہے۔

◀◀ فيه»، وقال الحافظ في التقريب: "صدوق فيه لين"، وانظر الحديث السابق وغيره، ولا تضره عنعنة ابن جريج لكثرة الشواهد الصحيحة.

۳۳۸۹ـ [حسن] أخرجه أبويعلى: ۱۳/ ۳٤۲، ح: ۷۳۵۵ من حديث علي بن ميمون به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۸۷، والبوصيري، بقوله: "هذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * سليمان بن عبدالله روى عنه الجماعة، ووثقه ابن حبان، والبوصيري، وضعفه صاحب التقريب، وقال الذهبي في المجرد في أسماء الرجال: (۸۸۷): "مقل" قلت: ضعفه راجح، ولأصل الحديث شواهد كثيرة جدًا.

۳۳۹۰ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء كل مسكر حرام، ح: ۱۸٦٤ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح".

٣٣٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۳۳۹۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

(المعجم ١٠) - **بَابُ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ** (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے

٣٣٩٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۳۳۹۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“

٣٣٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

۳۳۹۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ آئے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“

٣٣٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کی زیادہ مقدار

٣٣٩١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ٤٣٤٤، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح: ١٧٣٣ بعد حديث: ٢٠٠١ من حديث شعبة به.

٣٣٩٢ـ [صحيح] ضعفه البوصيري من أجل زكريا بن منظور، ح: ٢٤٨١، وله طريق آخر عند أحمد: ٢/ ٩١ * فيه أبومعشر هو ضعيف، وله شواهد كثيرة، منها حديث: ٣٣٩٤، والحديث الآتي.

٣٣٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب ماجاء في السكر، ح: ٣٦٨١ من حديث داود بن بكر به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ١٨٦٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦٠، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان): ٧/ ٣٧٩، ح: ٥٣٥٨.

٣٣٩٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الأشربة، تحريم كل شراب أسكر كثيره، ح: ٨/ ٣٠٠، ٣٠١، ح: ٥٦١٠ ◀◀

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

سے نشہ آئے' اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

(المعجم ١١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ**

(التحفة ١١)

باب:١١- دو چیزیں ملا کر بنائی ہوئی نبیذ کی ممانعت

٣٣٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُنْبَذَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا. وَنَهٰى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

٣٣٩٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ **سے روایت** ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں اور منقیٰ ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور نیم پختہ کھجوریں اور تازہ پکی ہوئی کھجوریں ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: وَحَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے یہ روایت عطاء بن ابی رباح مکی کے واسطے سے بھی سابقہ حدیث کی مثل نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① پانی میں کھجوریں' چھوہارے یا منقیٰ ڈال کر رکھ دیا جائے تو رات بھر میں ان کی مٹھاس پانی میں حل ہو کر میٹھا مشروب تیار ہو جاتا ہے۔ اسے نبیذ کہتے ہیں۔ یہ حلال مشروب ہے کیونکہ اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ ② دو طرح کی چیزیں ملا کر نبیذ بنانے سے اس میں جلدی نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے' اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ③ جس جائز کام کے نتیجے میں ناجائز کام کا ارتکاب ہو جانے کا خطرہ ہو' اس جائز کام سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے۔ ④ سردیوں میں زیادہ دیر تک بھگونے سے بھی نشہ پیدا ہونے کا خطرہ کم ہوتا ہے جب کہ گرمی کے موسم میں جلدی حالت بدل جاتی ہے۔ اس کا اندازہ اس کے ذائقے سے ہوتا ہے۔ اگر مشروب میٹھا ہو تو پی لینا چاہیے اور اگر ذائقہ تبدیل ہو کر تلخی اور کڑواہٹ محسوس ہو تو پھینک دینا چاہیے۔

٣٣٩٦- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٣٣٩٦- حضرت ابوہریرہ ؓ **سے روایت ہے'**

◀◀ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٣٩٥ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩/١٩٨٦ عن محمد بن رمح به.

٣٣٩٦ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب، يسمى خمرًا، ح: ١٥/١٩٨٥ من حديث عكرمة بن عمار به.

الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْبِذُوا التَّمْرَ وَالْبُسْرَ جَمِيعًا. وَانْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’خشک کھجوروں اور نیم پختہ کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بناؤ۔ دونوں میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ نبیذ بنا لیا کرو۔‘‘

٣٣٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الرُّطَبِ وَالزَّهْوِ، وَلَا بَيْنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ. وَانْبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ».

٣٣٩٧- حضرت ابوقتادہ (حارث بن ربعی سلمی انصاری) ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تازہ پکی ہوئی کھجوروں اور نیم پختہ (گدر) کھجوروں کو (نبیذ بنانے کے لیے) اکٹھا نہ کرو اور نہ منقیٰ اور خشک کھجور کو ملاؤ۔ ان میں سے ہر ایک کی نبیذ جدا جدا بنا لو۔‘‘

(المعجم ١٢) - بَابُ صِفَةِ النَّبِيذِ وَشُرْبِهِ

(التحفة ١٢)

باب: ١٢- نبیذ بنانے اور پینے کی کیفیت

٣٣٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ: حَدَّثَتْنَا بُنَانَةُ بِنْتُ يَزِيدَ الْعَبْشَمِيَّةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ. فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ، أَوْ قَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَنَطْرَحُهَا فِيهِ. ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَنَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً. وَنَنْبِذُهُ

٣٣٩٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ ہم مٹھی بھر خشک کھجوریں یا مٹھی بھر منقیٰ لے کر اس (مشکیزے) میں ڈال دیتے‘ پھر اس پر (حسب ضرورت) پانی ڈال دیتے۔ ہم صبح کے وقت بھگوتے تو نبی ﷺ شام کو پی لیتے اور شام کو بھگوتے تو نبی ﷺ صبح کو اسے پی لیتے۔

٣٣٩٧- أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكرًا . . . الخ، ح: ٥٦٠٢ عن هشام بن عمار، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٨/ ٢٤ من حديث يحيى به.

٣٣٩٨-[صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦ عن أبي معاوية به، وعنده: "تبالة بنت يزيد"، وللحديث شواهد.

عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً .

وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ : نَهَارًا فَيَشْرَبُهُ لَيْلًا . أَوْ لَيْلًا فَيَشْرَبُهُ نَهَارًا .

ابومعاویہ (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کرتے ہیں: ''ہم دن کو بھگوتے تو آپ ﷺ رات کو پی لیتے' یا رات کو بھگوتے تو آپ ﷺ دن کو پی لیتے۔''

فائدہ: صبح سے شام تک یا شام سے صبح تک بھگونے سے پانی میں مٹھاس اچھی طرح آ جاتی ہے لیکن نشہ پیدا نہیں ہوتا' اس لیے یہ مشروب بلاشبہ جائز ہے۔

٣٣٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ صَبِيحٍ ، عَنْ أَبِي إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي عُمَرَ الْبَهْرَانِيِّ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ . فَيَشْرَبُهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ ، وَالْغَدَ ، وَالْيَوْمَ الثَّالِثَ . فَإِنْ بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ أَهْرَاقَهُ ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَأُهْرِيقَ .

٣٣٩٩- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ تیار کی جاتی تھی۔ آپ اسے اس دن بھی نوش فرماتے اور دوسرے تیسرے دن بھی۔ پھر اگر (تیسرے دن) اس میں سے کچھ بچ جاتی تو اسے گرا دیتے یا آپ کے حکم سے اسے گرا دیا جاتا۔

فائدہ: سردی کے موسم میں جلدی نشہ پیدا نہیں ہوتا' اس لیے اگر کھجوریں وغیرہ مناسب مقدار میں ڈالی گئی ہوں تو نبیذ دو تین دن تک بھی قابل استعمال رہتی ہے' تاہم جب یہ محسوس ہو کہ اب اس میں کچھ نشہ آ گیا ہو گا تو اسے پھینک دینا چاہیے۔

٣٤٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ : كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ .

٣٤٠٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے لیے پتھر کے ایک برتن میں نبیذ تیار کی جاتی تھی۔

(المعجم ١٣) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْأَوْعِيَةِ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- (شراب کے) برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت کا بیان

٣٣٩٩_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٤ من حديث أبي عمر البهراني به.

٣٤٠٠_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ١٩٩٩/ ٦١ من حديث أبي عوانة به.

۳٤۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي النَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ. وَقَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

۳۴۰۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لکڑی کے برتن میں، تارکول لگے برتن میں، کدو سے بنے ہوئے برتن (تونبے) میں اور (سبز) روغنی گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اہل عرب ان برتنوں میں شراب بناتے تھے، اس لیے شروع شروع میں ان میں نبیذ بنانے سے بھی منع فرما دیا گیا تا کہ دوبارہ شراب کی خواہش پیدا نہ ہو۔ ② ''سدذرائع'' اسلام کا ایک اہم اور ضروری قانون ہے، یعنی جس عمل سے کسی حرام تک پہنچنے کی راہ نکلنے کا خطرہ ہو، اس جائز کام سے بھی پرہیز کیا جائے۔ ③ ان برتنوں میں نبیذ بنانا اس لیے بھی منع کیا گیا کہ ان میں رکھے ہوئے مشروب میں جلد نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ④ کدو یا اس سے ملتی جلتی سبزی (مثلاً پیٹھا) جب بیل پر لگی رہے اور پک کر خشک ہو جائے تو اسے برتن کی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کدو سے بنے ہوئے برتن سے یہی مراد ہے۔ ⑤ مٹی کے برتن میں تارکول لگا دی جائے، یا روغنی برتن ہو تو اس کے مسام بند ہو جاتے ہیں، اس وجہ سے وہ مٹی کے برتن سے مختلف ہو جاتا ہے اور اس میں نبیذ جلدی شراب میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس لیے ان سے منع کیا گیا ہے۔

۳٤۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْمُزَفَّتِ وَالْقَرْعِ.

۳۴۰۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارکول لگے برتن میں اور کدو سے بنے ہوئے برتن (تونبے) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۳٤۰۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ

۳۴۰۳- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے روغنی گھڑے میں، کدو سے بنے ہوئے برتن میں اور لکڑی سے بنے

۳٤۰۱ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ۸/ ۲۹۷، الأشربة، تحريم كل شراب أسكر، ح: ٥٥۹۲ من حديث محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" قلت: إسناده حسن، وله شواهد كثيرة جدًا.

۳٤۰۲ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير ... الخ، ح: ۱۹۹۷/ ٤۹ من حديث نافع به.

۳٤۰۳ـ أخرجه مسلم، الأشربة، انظر الباب السابق، ح: ۱۹۹٦/ ٤٥ عن نصر بن علي به.

ﷺ عَنِ الشُّرْبِ فِي الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ.

ہوئے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس ممانعت کی حکمت بیان کی جا چکی ہے' چنانچہ بعد میں جب مسلمانوں کے دلوں میں شراب کی نفرت پختہ ہوگئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی لیکن تنبیہ فرما دی کہ نشہ آور مشروب سے پرہیز لازم ہے جیسا کہ اگلے باب میں مذکور ہے۔

٣٤٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ.

۳۴۰۴- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر (دیلی) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کدو سے بنے ہوئے برتن اور روغنی گھڑے (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ مَا رُخِّصَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ** (التحفة ١٤)

باب:۱۴-(ان مذکورہ بالا) برتنوں کی اجازت

٣٤٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ. فَانْتَبِذُوا فِيهِ. وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ».

۳۴۰۵- حضرت عبداللہ بن بریدہ ؒ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی) ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں کچھ برتنوں سے منع کیا تھا' اب ان میں نبیذ بنالیا کرو' اور ہر نشہ آور مشروب سے پرہیز کرو۔''

٣٤٠٦- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۳۴۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں (کچھ)

٣٤٠٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي في كتاب العلل: ٥/ ٧٦١، والنسائي، الأشربة، النهي عن نبيذ الدباء والمزفت: ٨/ ٢٩، ح: ٥٦٣١ من حديث شبابة بن سوار به.

٣٤٠٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٧/ ١٠٦ من طريق آخر عن عبدالله بن بريدة به، وللحديث شواهد.

٣٤٠٦ـ [صحيح] تقدم مختصرًا، ح: ٣٣٨٨، وحسنه البوصيري، وله شاهد في صحيح مسلم، الأشربة، ب(٦) ح: ٩٧٧ بعدحديث: ١٩٩٨ وغيره * أيوب حسن الحديث، وتابعه جابر بن زيد عند أحمد في الأشربة: (١٢) في رواية فرقد السنجي (وهو ضعيف) عنه.

أَيُّوبَ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ نَبِيذِ الْأَوْعِيَةِ. أَلَا وَإِنَّ وِعَاءً لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا. كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

برتنوں میں بنی ہوئی نبیذ سے منع کیا تھا۔ سنو! برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔ (البتہ) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

فائدہ: حکم کا دارومدار علت پر ہے۔ اس مسئلے میں علت نشہ آور ہونا ہے، لہٰذا جو چیز بھی نشہ آور ہو، وہ حرام ہے۔ اور جس سے نشہ نہ آئے وہ حلال ہے (بشرطیکہ اس میں حرام ہونے کی کوئی اور وجہ موجود نہ ہو۔) مشروب کا نام بدلنے سے یا اس کی تیاری کا طریقہ مختلف ہونے سے حکم تبدیل نہیں ہوتا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ نَبِيذِ الْجَرِّ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- مٹکے میں بنی ہوئی نبیذ

٣٤٠٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَتْنِي رُمَيْثَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَعْجِزُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَتَّخِذَ، كُلَّ عَامٍ، مِنْ جِلْدِ أُضْحِيَّتِهَا سِقَاءً؟ ثُمَّ قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجَرِّ، وَفِي كَذَا، وَفِي كَذَا. إِلَّا الْخَلَّ.

۳۴۰۷- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: کیا کوئی عورت ایسے نہیں کر سکتی کہ ہر سال اپنے قربانی کے جانور کی کھال سے مشکیزہ بنا لیا کرے؟ (عورتوں کو یہ کام کرنا چاہیے۔) پھر فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ نے مٹکے میں اور فلاں فلاں چیز میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے، البتہ سرکہ رکھا جا سکتا ہے۔“

٣٤٠٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْخَطْمِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْجِرَارِ.

۳۴۰۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے مراد وہ مٹکا ہے جس میں روغن کیا گیا ہو یا تارکول وغیرہ لگایا گیا ہو۔

٣٤٠٧- **[إسناده ضعيف]** وحسنه البوصيري، وفيه علتان، ضعف سويد، انظر، ح: ٢٣٧٣، وحال رُميثة.

٣٤٠٨- **[صحيح]** أخرجه النسائي، الأشربة، النهي عن نبيذ الدباء والحنتم والمزفت: ٨/ ٣٠، ح: ٥٦٣٨ من حديث الأوزاعي به، وأخرجه الطحاوي: ٤/ ٢٢٦ مطولاً بالسماع المسلسل، وله شاهد صحيح عند أبي نعيم في الحلية: ٣/ ٣٦.

٣٤٠٩- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ صَدَقَةَ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِنَبِيذِ جَرٍّ يَنِشُّ فَقَالَ: «اِضْرِبْ بِهٰذَا، الْحَائِطَ. فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

٣٤٠٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گھڑے میں بنی ہوئی نبیذ پیش کی گئی جس میں ابال پیدا ہو گیا تھا (اور جھاگ آ گیا تھا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے دیوار پر دے مارو۔ یہ تو ایسے شخص کا مشروب ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔“

فوائد ومسائل: ① نبیذ میں جوش آنا اور جھاگ آ جانا اس کے نشہ آور ہو جانے کی علامت ہے۔ اسی طرح اگر اس کا ذائقہ تلخ ہو جائے تو اسے پینا منع ہے۔ ② حرام مشروب کو ضائع کر دینا چاہیے۔ ③ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ایمان کے ناقص ہونے کی علامت ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ

(التحفة ١٦)

باب: ١٦- برتن ڈھانپ کر رکھنا چاہیے

٣٤١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «غَطُّوا الْإِنَاءَ. وَأَوْكُوا السِّقَاءَ. وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ. وَأَغْلِقُوا الْبَابَ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلٰى إِنَائِهِ عُودًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللهِ، فَلْيَفْعَلْ. فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ».

٣٤١٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”برتن ڈھانپ دیا کرو، مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو، چراغ بجھا دیا کرو اور دروازہ بند کر دیا کرو کیونکہ شیطان (منہ بند) مشک کو نہیں کھولتا، دروازہ نہیں کھولتا اور (ڈھانپے ہوئے) برتن کو نہیں کھولتا۔ اگر کسی کو برتن پر رکھنے کے لیے لکڑی (درخت کی پتلی شاخ وغیرہ) کے سوا کچھ نہ ملے تو اسے ہی اللہ کا نام لے کر رکھ دے۔ (چراغ بجھا دیا کرو) اس لیے کہ ننھی شریر چوہیا گھر کو آگ لگا کر (گھر کو یا گھر والوں کو) جلا دیتی ہے۔“

٣٤٠٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في النبيذ إذا غلا، ح: ٣٧١٦ من حديث (أبي العباس) صدقة بن خالد عن زيد بن واقد به * خالد مستور، وتابعه قزعة بن يحيٰى (وهو ثقة) عند الدارقطني: ٤/ ٢٥٢، وبه صح الحديث.

٣٤١٠ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته وإيكاء السقاء . . . الخ، ح: ٢٠١٢ عن محمد بن رمح به.

فوائد ومسائل: ① شریعت اسلامیہ اس قدر کامل ہے کہ اس میں روزمرہ کے ان معاملات میں بھی رہنمائی دی گئی ہے جن کی طرف عام طور پر توجہ نہیں دی جاتی۔ ② خطرناک اشیاء کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔ ③ یہ ہدایات رات کو سوتے وقت عمل کرنے کے لیے دی گئی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الأشربة' باب تغطیة الإناء' حدیث: ۵۶۲۳) ④ دروازہ بند کرتے وقت' برتن ڈھانکتے وقت اور مشک کا منہ باندھتے وقت بسم اللہ کہنا چاہیے۔ (صحیح بخاری' حوالہ مذکورہ بالا) اس کی برکت سے شیطان کی شرارت سے حفاظت رہتی ہے۔ ⑤ سوتے وقت کمرے میں اندھیرا ہونا آرام دہ نیند کا باعث ہے۔ ⑥ چراغ گل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ چوہیا جلتی بتی لے کر چھت میں چلی جاتی ہے جس سے لکڑی کی چھت کو آگ لگ جاتی ہے' اس لیے تیل کے چراغ یا موم بتی وغیرہ کو بجھا دینا ضروری ہے' البتہ بجلی کا ہلکی روشنی والا بلب روشن رکھا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں یہ خطرہ نہیں۔ واللہ أعلم.

۳٤۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ، وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ، وَإِكْفَاءِ الإِنَاءِ».

۳۴۱۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برتن ڈھانپنے کا' مشک کا منہ باندھنے کا اور برتن اوندھے کر کے رکھنے کا حکم دیا۔

فائدہ: خالی چھوٹا برتن الٹا کر کے رکھنے سے مذکورہ بالا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ جب برتن میں کوئی چیز موجود ہو یا برتن زیادہ بڑا ہو تو اسے ڈھانپ دینا چاہیے۔

۳٤۱۲- حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ خِرِّيتٍ: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَضَعُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ آنِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُخَمَّرَةً: إِنَاءً لِطَهُورِهِ، وَإِنَاءً لِسِوَاكِهِ، وَإِنَاءً لِشَرَابِهِ.

۳۴۱۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے لیے (پانی کے) تین برتن ڈھانپ کر رکھتی تھی۔ ایک برتن آپ کے استنجا کے لیے' ایک برتن آپ کی مسواک (اور وضو) کے لیے اور ایک برتن آپ کے پینے کے لیے۔

(المعجم ۱۷) - **[بَابُ] الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ** (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- چاندی کے برتن میں کچھ پینا (منع ہے)

۳٤۱۱ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳٦۷ من حديث خالد به.

۳٤۱۲ـ [ضعيف] تقدم، ح: ۳٦۱.

٣٤١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : «إِنَّ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ، إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ» .

۳۴۱۳- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص چاندی کے برتن میں (پانی یا کوئی اور مشروب) پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ ڈال رہا ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے۔ ② شرعی احکام کی مخالفت جہنم کے عذاب کا باعث ہے۔

٣٤١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. وَقَالَ : «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ» .

۳۴۱۴- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا اور فرمایا: ’’وہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہیں اور آخرت میں تمھارے لیے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کافروں کی عادت ہے۔ ② کافروں کی عادت اختیار کرنا مسلمانوں کے لیے منع ہے۔ ③ جو شخص دنیا میں اللہ کی منع کردہ اشیاء سے پرہیز کرتا ہے جنت میں اسے خاص نعمتیں حاصل ہوں گی۔

٣٤١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۳۴۱۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

٣٤١٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب آنية الفضة، ح: ٥٦٣٤، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة في الشرب وغيره على الرجال والنساء، ح: ٢٠٦٥ من حديث نافع به.

٣٤١٤ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل في إناء مفضض، ح: ٥٤٢٦، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . الخ، ح: ٢٠٦٧ من حديث مجاهد به.

٣٤١٥ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ١٩٦، ح: ٦٨٧٦ من حديث شعبة به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات ، ووقفه الثوري، وهٰذا لا يضر، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * اسم امرأة ابن عمر: "صفية بنت أبي عبيد".

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ امْرَأَةِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءِ فِضَّةٍ، فَكَأَنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ ڈال رہا ہے۔''

(المعجم ١٨) - **بَابُ الشُّرْبِ بِثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ**

(التحفة ١٨)

باب: ١٨- تین سانس میں پانی پینا

٣٤١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا. وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا.

٣٤١٦- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ وہ برتن میں تین بار سانس لیتے تھے۔ اور انس ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ برتن میں تین بار سانس لیتے تھے۔

فائدہ: تین بار سانس لینے کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑا سا پانی پی کر برتن منہ سے ہٹا لیا جائے' پھر دوبارہ اور سہ بارہ پانی پیا جائے' جیسے حدیث: ٣٤٢٧ میں وضاحت ہے۔

٣٤١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ، فَتَنَفَّسَ فِيهِ مَرَّتَيْنِ.

٣٤١٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (پانی) پیا تو اس میں دو بار سانس لیا۔

(المعجم ١٩) - **بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ**

(التحفة ١٩)

باب: ١٩- مشک کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینا

٣٤١٦ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب بنفس أو ثلاثة، ح: ٥٦٣١، ومسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثًا، خارج الإناء، ح: ٢٠٢٨ من حديث عزرة بن ثابت به.

٣٤١٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ما ذكر في الشرب بنفسين، ح: ١٨٨٦ من حديث رشدين به، وقال: "حسن غريب" * رشدين ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣٤١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [بْنِ عُتْبَةَ]، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ: أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا.

۳۴۱۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ اوپر کی طرف موڑ کر ان کے مونہوں سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

٣٤١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ. وَإِنَّ رَجُلاً، بَعْدَمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلٰى سِقَاءٍ، فَاخْتَنَثَهُ. فَخَرَجَتْ عَلَيْهِ مِنْهُ حَيَّةٌ.

۳۴۱۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزوں کے منہ اوپر کی طرف موڑ کر ان کے مونہوں سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کے بعد ایک آدمی رات کو اٹھا اور اس نے (پانی پینے کے لیے) مشکیزے کا منہ الٹایا تو اس میں سے سانپ نکل آیا۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- مشک کے منہ سے پانی پینا

٣٤٢٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

۳۴۲۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

٣٤٢١- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ،

۳۴۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٣٤١٨ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب اختناث الأسقية، ح: ٥٦٢٦ من حديث يونس به، ومسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٣/ ١١١ من حديث ابن وهب به.

٣٤١٩ـ [صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٤٠ من حديث زمعة به، ح: ٣٢٦، وقال: صحيح علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وذكر الحاكم له شاهدًا من حديث عكرمة عن أبي هريرة به، وقال: صحيح علٰى شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وهو كما قالا.

٣٤٢٠ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، ح: ٥٦٢٧ من حديث أيوب به.

٣٤٢١ـ أخرجه البخاري، الأشربة، انظر الباب السابق، ح: ٥٦٢٩ من حديث يزيد بن زريع به، وسيأتي، ◄◄

أَبُوبِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مشک کے منہ سے پانی پیا جائے۔

فائدہ: حدیث: ۳۴۲۳ میں رسول اللہ ﷺ کے بذاتِ خود مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے دونوں طرح کی احادیث کو اس انداز سے جمع کرنے کو ترجیح دی ہے کہ جواز اس وقت ہے جب کوئی عذر ہو، مثلاً: مشک لٹکی ہوئی ہو اور کوئی برتن موجود نہ ہو (جس میں مشک میں سے ڈال کر پانی پیا جا سکے) اور ہاتھ سے پینا مشکل ہو، اس وقت (مشک کے منہ سے براہ راست پانی پی لینا) مکروہ نہیں، اگر عذر نہ ہو تو منع کی احادیث پر عمل کیا جائے۔ (فتح الباري: ۱۰/۱۱۴)

(المعجم ۲۱) - بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

(التحفة ۲۱)

باب: ۲۱- کھڑے ہو کر پینا

۳٤۲۲- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَقَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ. فَشَرِبَ قَائِمًا.

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعِكْرِمَةَ، فَحَلَفَ بِاللهِ، مَا فَعَلَ.

۳۴۲۲- امام شعبی ؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو زمزم کا پانی پیش کیا تو آپ نے کھڑے کھڑے پی لیا۔

شعبی ؒ فرماتے ہیں: میں نے عکرمہ ؓ کو یہ حدیث سنائی تو انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ نبی ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔

فائدہ: عکرمہ نے اپنی معلومات کے مطابق بیان کیا۔ ایسے معاملات میں اثبات کی خبر کو نفی کی خبر پر ترجیح دی جاتی ہے۔

۳٤۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ

۳۴۲۳- حضرت کبشہ انصاریہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

◀◀ ح: ۳٤۲۸.

۳٤۲۲_ أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في زمزم، ح: ۱٦۳۷، ومسلم، الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائمًا، ح: ۲۰۲۷ من حديث عاصم به.

۳٤۲۳_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في ذٰلك، ح: ۱۸۹۲ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ۳۵۵.

ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا كَبْشَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ. فَشَرِبَ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ. فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ، تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ان کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی' چنانچہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس سے پانی پی لیا۔ کبشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک کی برکت کے خیال سے مشک کا منہ کاٹ لیا۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہونے والی اشیاء کو تبرک کے طور پر محفوظ رکھنا درست ہے' کسی اور کے ساتھ یہ معاملہ درست نہیں۔ صحابہ وتابعین نے حضرت ابوبکر وعمر ؓ جیسے صحابہ کے آثار کو بھی تبرک کے لیے محفوظ نہیں فرمایا۔

٣٤٢٤- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً.

۳۴۲۴- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔

فائدہ: بعض علماء نے ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے' یعنی بیٹھ کر پینا بہتر ہے۔ بعض نے کھڑے ہو کر پینا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے' یعنی نبی ﷺ کے لیے جائز تھا۔ ہمیں منع کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے۔ احتیاط اس میں ہے کہ کھڑے ہو کر پینے سے اجتناب کیا جائے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: إِذَا شَرِبَ أَعْطَى الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ** (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- پانی (یا کوئی اور چیز) پی کر اپنے دائیں طرف والے کو دے

٣٤٢٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ، قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ. وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ. وَعَنْ يَسَارِهِ

۳۴۲۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ نبی ﷺ کے دائیں طرف ایک اعرابی صحابی تھے اور بائیں طرف ابوبکر ؓ تھے۔

٣٤٢٤_ أخرجه مسلم، الأشربة، باب في الشرب قائمًا، ح: ٢٠٢٤/ ١١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٣٤٢٥_ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الأيمن فالأيمن في الشرب، ح: ٥٦١٩، ومسلم، الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما على يمين المبتدئ، ح: ٢٠٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٢٦.

أَبُوبَكْرٍ. فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: «اَلْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ».

رسول اللہ ﷺ نے پی کر اعرابی صحابی کو عطا کیا اور فرمایا: ''دائیں طرف والا (زیادہ حق دار ہے)، پھر اس کے بعد کا دائیں طرف والا۔''

٣٤٢٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَبَنٍ. وَعَنْ يَمِينِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ. وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِابْنِ عَبَّاسٍ: «أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُوثِرَ، بِسُؤْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَلَى نَفْسِي أَحَدًا. فَأَخَذَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَشَرِبَ وَشَرِبَ خَالِدٌ.

۳۴۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا۔ آپ کی دائیں طرف حضرت عبداللہ بن عباس ؓ تھے اور بائیں طرف حضرت خالد بن ولید ؓ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس ؓ سے فرمایا: ''کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں خالد ؓ کو پینے کو دوں؟'' حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: میں تو اللہ کے رسول ﷺ کا جوٹھا اپنے سے پہلے کسی کو دینا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ نے لے کر (دودھ) پیا، اور (ان کے بعد) حضرت خالد ؓ نے پیا۔

فوائد ومسائل: ① ہر اچھے کام میں دائیں جانب کو بائیں جانب پر ترجیح حاصل ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے اپنا تبرک حضرت خالد ؓ کو دینے کی خواہش ظاہر فرمائی، اس میں بڑی عمر والے شخص کا احترام ملحوظ تھا۔ ③ اسی مقصد کے لیے ابن عباس ؓ سے اجازت طلب فرمائی کیونکہ یہ ان کا حق تھا، لہٰذا ان کی اجازت کے بغیر کسی کو دینا مناسب نہ تھا، نیز اس میں بچوں پر شفقت اور ان کے حقوق کے تحفظ کا اظہار ہے۔ ④ جب عزت افزائی کا کوئی موقع حاصل ہو رہا ہو تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن اس میں ایسا انداز اختیار نہ کیا جائے کہ دوسروں کی تحقیر محسوس ہو۔ ⑤ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک یہ حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید ؓ کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

(التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- (پانی وغیرہ کے) برتن میں سانس لینا

٣٤٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۲۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے،

٣٤٢٦ـ [ضعيف] تقدم طرفه، ح: ٣٣٢٢، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، ح: ٥٦٢٠، ومسلم، ح: ٢٠٣٠ من غير ذكر ابن عباس وخالد رضي الله عنهما.

٣٤٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٣٩ من حديث الحارث به، وقال: صحيح الإسناد، ووافقه الذهبي، ◄◄

حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيُنَحِّ الْإِنَاءَ ثُمَّ لْيَعُدْ، إِنْ كَانَ يُرِيدُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص (پانی وغیرہ) پیے تو اسے برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے۔ اگر دوبارہ پینا چاہے تو برتن (منہ سے) ہٹائے، پھر چاہے تو دوبارہ (مزید) پی لے۔“

٣٤٢٨- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، أَبُو بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ.

۳۴۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

فائدہ: پانی، دودھ یا کوئی اور مشروب پیتے ہوئے سانس لینے کی ضرورت ہو تو برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے، پھر دوبارہ حسب ضرورت پی لیا جائے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- پینے کی چیز میں پھونک مارنا (منع ہے)

٣٤٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُنْفَخَ فِي الْإِنَاءِ.

۳۴۲۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① اگر پانی میں کوئی تنکا وغیرہ گر جائے تو اسے کسی چیز (چمچ وغیرہ) سے نکال دیا جائے، یا تھوڑا سا پانی انڈیل دیا جائے تاکہ تنکا نکل جائے۔ ② اگر دودھ یا چائے وغیرہ گرم ہو تو ٹھنڈا کرنے کے لیے بھی پھونک مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ دوسرے برتن میں تھوڑا تھوڑا ڈال کر پی لیں۔ ③ بعض علماء نے اس سے دلیل لی ہے کہ بیمار کے لیے کوئی سورت یا دعا پڑھ کر پانی میں دم نہیں کرنا چاہیے بلکہ براہ راست مریض

◀◀ وصححه البوصيري.

٣٤٢٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٢١.

٣٤٢٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٨٨.

کو دم کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کیونکہ یہ دونوں عمل مسنون ہیں جبکہ پانی میں دم کرنا مسنون نہیں۔ اور بعض علماء کے نزدیک پانی میں دم کرنا جائز ہے کیونکہ دم میں سورۂ فاتحہ اور دعائیں وغیرہ پڑھی جاتی ہیں' ان کے اثرات کو پانی میں منتقل کرنے کے لیے پانی میں دم کیے بغیر چارہ نہیں' اس لیے ان کے نزدیک بطور دم پانی میں پھونک مارنا عام پھونک مارنے سے مختلف ہے۔ عام حالات میں پھونک مارنا یقیناً ممنوع ہے لیکن بطور دم پھونک مارنا جائز ہے۔ والله أعلم. (دیکھیے مضمون ''کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں'' از حافظ صلاح الدین یوسف' شائع شدہ ''الاعتصام'' جلد: ۵۵' شمارہ ۳۰' یکم اگست ۲۰۰۳ء و فتاویٰ "الدین الخالص" (عربی) مولانا امین اللہ پشاوری ؒ' ج: ۵' ص: ۴۰-۴۴)

٣٤٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْفُخُ فِي الشَّرَابِ.

۳۴۳۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الشُّرْبِ بِالْأَكُفِّ وَالْكَرْعِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- چلو سے پانی پینا اور منہ لگا کر پانی پینا

٣٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ عَلٰى بُطُونِنَا، وَهُوَ الْكَرْعُ. وَنَهَانَا أَنْ نَغْتَرِفَ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ. وَقَالَ: «لَا يَلِغْ أَحَدُكُمْ كَمَا يَلِغُ الْكَلْبُ. وَلَا يَشْرَبْ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ كَمَا يَشْرَبُ الْقَوْمُ الَّذِينَ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ. وَلَا يَشْرَبْ بِاللَّيْلِ فِي إِنَاءٍ حَتّٰى

۳۴۳۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیٹ کے بل (لیٹ کر) پانی پینے سے منع فرمایا ہے' اسی کو کرع کہتے ہیں۔ اور ہمیں ایک ہاتھ سے چلو میں پانی لینے سے منع کیا ہے اور فرمایا: ''کوئی شخص اس طرح زبان نکال کر پانی نہ پیے' جس طرح کتا زبان سے پانی پیتا ہے' نہ اس طرح ایک ہاتھ سے پانی پیے' جس طرح وہ لوگ پیتے ہیں جن سے اللہ ناراض ہے' اور نہ رات کو کسی برتن میں پانی پیے جب تک اسے حرکت نہ دے لے' سوائے اس کے کہ برتن ڈھکا ہوا ہو۔ اور جو شخص انکسار کی نیت

٣٤٣٠- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٤٣١- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لتدليس بقية، ح: ٥٥١ * وزياد مجهول(تقريب).

يُحَرِّكَهُ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ إِنَاءً مُخَمَّرًا. وَمَنْ شَرِبَ بِيَدِهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى إِنَاءٍ، يُرِيدُ التَّوَاضُعَ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِعَدَدِ أَصَابِعِهِ حَسَنَاتٍ. وَهُوَ إِنَاءُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، إِذَا طَرَحَ الْقَدَحَ فَقَالَ: أُفٍّ هٰذَا مَعَ الدُّنْيَا».

سے ہاتھ سے (چلو بھر کر) پانی پیتا ہے، حالانکہ اسے برتن مل سکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی انگلیوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ یہ (ہاتھوں کی لپ) عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا برتن تھا۔ جب انھوں نے یہ کہہ کر پیالہ پھینک دیا تھا: اف! یہ بھی دنیا کا سامان ہے۔''

٣٤٣٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ، فَاسْقِنَا وَإِلَّا كَرَعْنَا» قَالَ: عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ إِلَى الْعَرِيشِ. فَحَلَبَ لَهُ شَاةً عَلٰى مَاءٍ بَاتَ فِي شَنٍّ. فَشَرِبَ. ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ بِصَاحِبِهِ الَّذِي مَعَهُ.

٣٤٣٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ صاحب اپنے باغ میں (درختوں وغیرہ کو) پانی دے رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تمھارے پاس رات کا مشکیزے میں پڑا ہوا پانی ہے تو ہمیں پلا دو ورنہ ہم (بہتے پانی سے) منہ لگا کر پی لیں گے۔'' انھوں نے کہا: میرے پاس پانی ہے جو رات کا مشک میں رکھا ہوا ہے، چنانچہ وہ صحابی چل پڑے۔ ان کے ساتھ ہم بھی چھپر میں چلے گئے۔ انھوں نے رات کو مشکیزے میں رکھے ہوئے پانی میں ایک بکری کا دودھ دوہ کر ملا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیا، پھر اس (انصاری صحابی) نے نبی ﷺ کے ساتھ آنے والے کو بھی اسی طرح دودھ والا پانی پیش کیا۔

فوائد ومسائل: ① بہتے پانی کو منہ لگا کر پی لینا جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ہاتھوں میں یا برتن میں لے کر پیے۔ ② مہمان کو عمدہ چیز پیش کرنی چاہیے۔ ③ رات کا رکھا ہوا پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی زیادہ مرغوب ہوتا ہے۔ ④ رات کا پانی پینا درست ہے بشرطیکہ احتیاط سے ڈھانپ کر یا مشکیزے وغیرہ میں محفوظ رکھا گیا ہو۔ ⑤ شَنّ پرانی مشک کو کہتے ہیں، اس میں پانی زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ⑥ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ از وحید الزمان خاں رحمہ اللہ)

٣٤٣٢_ أخرجه البخاري، الأشربة، باب شرب اللبن بالماء، ح: ٥٦١٣ من حديث فليح به.

٣٤٣٣- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَرْنَا عَلَى بِرْكَةٍ. فَجَعَلْنَا نَكْرَعُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكْرَعُوا. وَلٰكِنِ اغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ، ثُمَّ اشْرَبُوا فِيهَا. فَإِنَّهُ لَيْسَ إِنَاءٌ أَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ».

۳۴۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم ایک تالاب کے پاس سے گزرے تو اس سے منہ لگا کر پانی پینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منہ لگا کر پانی نہ پیو لیکن اپنے ہاتھ دھو لو اور ان میں لے کر پانی پیو کیونکہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔''

(المعجم ٢٦) - بَابُ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا (التحفة ٢٦)

باب: ۲۶- دوسروں کو پانی پلانے والا خود سب سے آخر میں پیے

٣٤٣٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا».

۳۴۳۴- حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو پانی پلانے والا آخر میں پیا کرتا ہے۔''

فائدہ: یہ چیز آداب میں شامل ہے کہ خود آخر میں پیے۔ اسی طرح کوئی چیز تقسیم کرے تو سب سے آخر میں حصہ لے تاہم ایسا کرنا واجب نہیں۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الشُّرْبِ فِي الزُّجَاجِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- شیشے کے برتن میں پانی پینا جائز ہے

٣٤٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ

۳۴۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شیشے کا ایک پیالہ تھا۔

٣٤٣٣ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي شيبة كما في المحلى: ٧/ ٥٢١، مسألة: ١١٠٩ عن محمد بن فضيل به، ووقع السقط في المصنف المطبوع: ٨/ ٤١.

٣٤٣٤ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء أن ساقي القوم آخرهم شربًا، ح: ١٨٩٤ من حديث حماد به، وقال: "حسن صحيح".

٣٤٣٥ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن سعد: ١/ ٤٨٥ من حديث مندل به، وضعفه البوصيري من أجل ضعف مندل، تقدم، ح: ١٢٤٧، وتدليس ابن إسحاق، تقدم، ح: ١٢٠٩.

عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ قَدَحُ قَوَارِيرَ يَشْرَبُ فِيهِ.

آپ اس میں (پانی وغیرہ) پیا کرتے تھے۔

◆

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

طب کی تعریف، بیماریوں کی اقسام اور ان کے علاج کا بیان

✻ لغوی تعریف: لغت میں طب کے معنی جسمانی و ذہنی علاج اور دوا دارو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح و بہبود، ان کے منافع کے حصول اور ان کی عیش و عشرت کو آسان بنانے کے لیے زمین میں بے شمار اشیاء پیدا فرمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرۃ ۲:۲۹) ”وہ اللہ جس نے تمھارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔“ ان اشیاء میں جو مضر صحت تھیں یا جو انسانی عزت و آبرو یا عقل کے لیے نقصان دہ تھیں انھیں حرام قرار دے کر باقی اشیاء حلال قرار دیں۔ ان اشیاء کی کمی بیشی سے انسانی صحت کو نقصان پہنچتا ہے، لہٰذا مالک کائنات نے اس نقصان کی تلافی کے لیے دوا اور علاج کو مشروع فرمایا۔ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو عطا نہ فرمایا ہو۔

ارشاد نبوی ہے: [مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً] (صحيح البخاري، الطب، باب ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً، حديث: ٥٦٧٨) ”اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا (اور علاج دوا) نازل فرمائی ہے۔“ لہٰذا جب کوئی شخص بیمار ہو جائے تو علاج کروانا سنت ہے۔ یہ توکل کے خلاف نہیں بلکہ

اسباب اختیار کرنا توکل کے عین مطابق ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [تَدَاوَوُا عِبَادَاللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ مَعَهٗ شِفَاءً إِلَّا الْمَوْتَ وَالْهَرَمَ] (مسند أحمد: ۲۷۸/۴) ’’اللہ کے بندو! دوادارو کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت اور بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی شفا پیدا کی ہے۔‘‘

✵ **بیماری کی اقسام اوران کا علاج:** بیماری کی دو قسمیں ہیں: ① دل کی بیماریاں، جیسے شک و شبہ، شہوت اور کفر و عناد کی بیماریاں۔ ② بدنی بیماریاں۔ دل کی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات سے ہوسکتا ہے کیونکہ ان بیماریوں کے اسباب و علاج کی معرفت صرف رسولوں کے ذریعے ہی سے ممکن ہے۔ قرآن مجید نے ان بیماریوں کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے، جیسے: ﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ (البقرۃ ۲:۱۰) ’’ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بیماری میں مزید کر دیا۔‘‘ یعنی ان کے دلوں میں کفر و نفاق کی بیماری ہے جو اصلاح نہ کرنے پر بڑھتی ہی گئی۔

بدنی بیماریوں کا علاج دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ اولاً وہ علاج جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان اور حیوان کی فطرت میں رکھا ہے، جیسے بھوک لگنے پر کھانا کھانا، پیاس لگنے پر پانی پینا وغیرہ، جبکہ دوسری قسم کے علاج کے لیے بیماری کے اسباب، اوران کو دور کرنے کے لیے مناسب دوا کے لیے غور وفکر کرنا پڑتا ہے۔ طب نبوی میں ہر دو قسم کی بیماریوں کا شافی علاج موجود ہے، البتہ اسباب کے موافق علاج کے لیے حاذق اور تجربہ کار طبیب کی خدمات حاصل کرنا مستحسن امر ہے۔

✵ **حاذق طبیب کی پہچان:** علاج کے لیے مؤثر دوا کا انتخاب بے حد ضروری ہے کیونکہ ہر بیماری اپنی مناسب دوا ہی سے بِإِذْنِ اللّٰه دور ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: [لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءَ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى] (صحیح مسلم، الطب، باب لِكُلِّ داءٍ دواءٌ......، حدیث: ۲۲۰۴) ’’ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کے موافق دوا مریض کو مل جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو جاتا ہے۔‘‘ بیماری کی نوعیت کے مطابق مناسب دوا صرف تجربہ کار، عقل منداور حاذق و فطین طبیب ہی دے سکتا ہے۔ حاذق حکیم کی پہچان کے لیے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے متعدد امور ذکر کیے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

① حاذق حکیم وہ ہے جو بیماری کی نوعیت کو سمجھ سکے۔

② بیماری کے سبب کو معلوم کر سکے۔

③ مریض کی بدنی قوت کا اندازہ لگا سکے کیونکہ اگر مریض کی قوت مرض پر غالب آ سکتی ہو تو پھر دوا کی ضرورت نہیں ہوتی۔

④ مریض کی طبعی حالت کو جان سکے کہ وہ گرم مزاج ہے یا خشک وتر وغیرہ؟

⑤ سال بھر کے موسم کے مطابق دوا اختیار کر سکے کیونکہ بعض موسم خاص امراض کے علاج کے لیے مفید نہیں ہوتے' مثلاً: آپریشن کے لیے سخت گرمی کا موسم۔

⑥ مریض کے علاقے کی آب وہوا کا خیال رکھے۔

⑦ دوا کی قوت کی پہچان رکھتا ہو۔

⑧ سائیڈ ایفکٹ (دوا کے مضر اثرات) سے واقف ہونا۔

⑨ صرف بیماری کا علاج ہی مقصود نہ ہو بلکہ دوسرے کسی بھی مرض سے بچاؤ بھی کرے۔

⑩ صرف حلال دوا سے علاج کرے۔

⑪ طبی اور روحانی علاج کرے۔

⑫ مریض کے ساتھ شفقت اور نرمی سے پیش آئے۔

⑬ موجودہ صحت کی حفاظت' ضائع ہونے والی قوت کے حصول' بیماری کو حسب طاقت کم کرنے اور ادنیٰ مصلحت کی خاطر اعلیٰ مصلحت کو نہ چھوڑنے والا طبیب۔

✻ **طبِ نبوی کے چند ہربل ٹانک:** طبِ نبوی میں چند ادویات ایسی ہیں جو بہت سی بیماریوں کا شافی علاج ہیں' البتہ ان کے استعمال کے لیے مریض کی طبعی حالت' بیماری کے اسباب وعلل اور دیگر اسباب کو مدنظر رکھنے کے لیے حاذق طبیب کی خدمات حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

۞ **شہد:** ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل ۱۶:۶۹) ''ان کے پیٹوں سے مختلف رنگ کا مشروب (شہد) نکلتا ہے' اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

- **زمزم:** ارشاد نبوی ہے: [مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ] (سنن ابن ماجه، المناسك، باب الشرب من زمزم، حديث: ۳۰۶۲) **"زمزم کو جس (نیک) مقصد اور نیت سے پیا جائے یہ اسی کے لیے مؤثر ہو جاتا ہے۔"**
- **کلونجی:** رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ] (صحيح البخاري، الطب، باب الحبة السَّوْدَاءِ، حديث: ۵۶۸۸) **"سیاہ دانے (کلونجی) میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔"**

◆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣١) أَبْوَابُ الطِّبِّ (التحفة ٢٣)

طب سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً (التحفة ١)

٣٤٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْأَعْرَابَ يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ: أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا؟ أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا؟ فَقَالَ [لَهُمْ]: «عِبَادَ اللهِ وَضَعَ اللهُ الْحَرَجَ إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ أَخِيهِ شَيْئاً. فَذَاكَ الَّذِي حَرِجَ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ أَنْ لَا نَتَدَاوٰى؟ قَالَ: «تَدَاوَوْا، عِبَادَ اللهِ فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ، لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ مَعَهُ شِفَاءً. إِلَّا الْهَرَمَ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: «خُلُقٌ حَسَنٌ».

باب: ۱- اللہ نے ہر بیماری کی شفا (حاصل کرنے کے لیے دوا) نازل کی ہے

۳۴۳۶- حضرت اسامہ بن شریک (ثعلبی) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں (مجلس میں) موجود تھا جب اعرابی نبی ﷺ سے سوالات کر رہے تھے: کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر گناہ ہے؟ کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر گناہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اللہ کے بندو! اللہ نے حرج (تنگی) کو دور کر دیا ہے مگر جس نے اپنے بھائی کی عزت میں سے ایک حصہ کاٹ لیا، یہی ہے جس نے گناہ کیا۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں اس بات سے گناہ ہوگا کہ ہم (بیماری سے شفا کے لیے) دوا (استعمال) نہ کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے بندو! (شفا کے لیے) دوا (استعمال) کیا کرو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو بیماری بنائی ہے اس کی شفا (کے لیے دوا) بھی بنائی ہے،

٣٤٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب الرجل يتداوى، ح: ٣٨٥٥ من حديث زياد به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٠٣٨، وصححه ابن حبان، والبوصيري، والحاكم: ٤/ ٣٩٩، والذهبي، وقال سفيان بن عيينة: "ما على وجه الأرض اليوم إسناد أجود من هٰذا".

سوائے شدید بڑھاپے کے۔‘‘ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! بندے کو سب سے بہتر چیز کیا عطا ہوئی ہے؟ فرمایا: ’’اچھا اخلاق۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کا مظہر ہے کہ آپ اسلام میں نئے داخل ہونے والوں کے نامناسب رویے کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ ② اسلام کے احکام انسانی فطرت کے مطابق ہیں‘ اس لیے ان میں ایک طرح کی سہولت موجود ہے۔ ③ عزت میں سے حصہ کاٹنے کا مطلب ہے کہ اس کی آبروریزی کی‘ یا ایسا کام کیا‘ یا ایسی بات کہی جس سے اس کی عزت میں فرق آئے۔ ④ بیماری کا علاج کرانا بھی جائز اسباب میں سے ہے جنھیں اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ ہر بیماری کا علاج موجود ہے‘ یہ انسان کی محنت‘ سمجھ اور توجہ پر مبنی ہے کہ مریض کی بیماری کو سمجھے اور مناسب دوا کا انتخاب کرے۔ ⑥ بچپن کے بعد جوانی اور جوانی کے بعد بڑھاپا‘ اللہ کا بنایا ہوا مستقل نظام ہے‘ اس لیے یہ اپنے وقت پر آتا ہی ہے۔ انسان کو جوانی کی قوتوں سے محروم ہونے سے پہلے نیکیاں کر لینی چاہئیں تاکہ بڑھاپے میں حسرت وندامت نہ ہو۔ ⑦ خوش اخلاقی انسان کی ایسی خوبی ہے جس سے دنیا میں بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی‘ اس لیے یہ اللہ کا عظیم احسان ہے۔

٣٤٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِي خِزَامَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ أَدْوِيَةً نَتَدَاوٰى بِهَا، وَرُقًى نَسْتَرْقِي بِهَا، وَتُقًى نَتَّقِيهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئاً؟ قَالَ: «هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ».

۳۴۳۷- حضرت ابوخزامہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: ہم دواؤں کے ذریعے سے علاج کرتے ہیں‘ اور دعاؤں کے ساتھ دم کرتے ہیں‘ اور دفاعی اشیاء کے ذریعے سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں‘ کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر میں سے کسی چیز کو روک سکتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ بھی اللہ کی تقدیر میں شامل ہیں۔‘‘

٣٤٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۴۳۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت

٣٤٣٧_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرقى والأدوية، ح: ٢٠٦٥ من حديث ابن عيينة به، وقال: "حسن صحيح" * ابن أبي خزامة مجهول(تقريب وغيره)، وأبو خزامة صحابي، وروايته راجحة، وللحديث طرق أخرى بأسانيد ضعيفة، منها حديث الحاكم: ١/ ٣٢، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وفيه عنعنة الزهري.

٣٤٣٨_ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٣ من حديث سفيان الثوري، تقدم ح: ٣٧٧، والحميدي وغيرهما من ◄◄

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً، إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جو بیماری نازل کی ہے اس کی دوا بھی ضرور نازل کی ہے۔“

٣٤٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً، إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً».

۳۴۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جو بیماری نازل کی ہے اس کی شفا (دوا) بھی نازل کی ہے۔“

(المعجم ٢) - بَابُ الْمَرِيضِ يَشْتَهِي الشَّيْءَ (التحفة ٢)

باب: ۲- اگر بیمار کا کسی چیز کو جی چاہے

٣٤٤٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا. فَقَالَ لَهُ: «مَا تَشْتَهِي؟» قَالَ: أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ، فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ» ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا، فَلْيُطْعِمْهُ».

۳۴۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے ایک آدمی کی عیادت فرمائی تو اس سے پوچھا: ”تمھیں کس چیز کی خواہش ہے؟“ اس نے کہا: گندم کی روٹی کو جی چاہتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے ہاں بھیج دے۔“ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کا مریض کسی چیز کی خواہش ظاہر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے کھلا دے۔“

◄◄ حديث عطاء به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٠٣٠، والحاكم: ٤/ ١٩٦، ١٩٧، ٣٩٩، والذهبي، وللحديث طريق آخر عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٩٨.

٣٤٣٩ـ أخرجه البخاري، الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء، ح: ٥٦٧٨ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

٣٤٤٠ـ [ضعيف] تقدم، ح: ١٤٣٩، وحسنه البوصيري.

٣٤٤١- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ. قَالَ: «أَتَشْتَهِي شَيْئًا؟ أَتَشْتَهِي كَعْكًا». قَالَ: نَعَمْ فَطَلَبُوا لَهُ.

(المعجم ٣) - بَابُ الْحِمْيَةِ (التحفة ٣)

٣٤٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُودَاوُدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ مِنْ مَرَضٍ. وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا. فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «مَهْ. يَاعَلِيُّ! إِنَّكَ نَاقِهٌ» قَالَتْ: فَصَنَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ سِلْقاً وَشَعِيرًا. فَقَالَ

۳۴۴۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمھیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ کیا تمھارا جی کیک کھانے کو چاہتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں، چنانچہ اس کے لیے کیک منگوایا گیا۔

باب: ۳- پرہیز کا بیان

۳۴۴۲- حضرت ام منذر سلمیٰ بنت قیس انصاریہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ بھی تھے۔ حضرت علی ؓ بیماری کی وجہ سے کمزور ہوگئے تھے۔ ہمارے ہاں نیم پختہ کھجوروں کے خوشے (رسی سے) لٹک رہے تھے۔ نبی ﷺ ان میں سے لے لے کر (کھجوریں) کھا رہے تھے کہ حضرت علی ؓ نے بھی کھانے کے لیے کچھ کھجوریں لے لیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی! رک جاؤ۔ تم ابھی (بیماری سے اٹھے ہو، اس لیے) کم زور ہو۔“ ام منذر ؓ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے لیے چقندر اور جو پکائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”علی! اس میں سے کھاؤ، یہ تمھارے لیے زیادہ مفید ہے۔“

٣٤٤١ـ **[ضعيف]** تقدم، ح: ١٤٤٠.

٣٤٤٢ـ **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحمية، ح: ٢٠٣٧ من حديث يونس بن محمد به، وقال: "حسن غريب"، وفيه عثمان بن عبدالرحمٰن التيمي، وقال ابن بشار: "حديث جيد"، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٠٧، والذهبي، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٨٥٦ من حديث أبي داود، وأبي عامر عن فليح به.

النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «[يَا عَلِيُّ!] مِنْ هٰذَا، فَأَصِبْ. فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ».

فوائد ومسائل: ① بیمار کو خوراک میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ② بیمار کو چاہیے کہ وہ چیز کھائے جو اس کے لیے مفید ہو اور اس چیز سے پرہیز کرے جو اس بیماری میں نقصان دہ ہو۔ ③ سِلق کا مطلب محمد فواد عبدالباقی نے ''کھائی جانے والی نباتات'' یعنی سبزیاں کیا ہے اور علامہ وحید الزماں خاں نے اس لفظ کا ترجمہ چقندر کیا ہے۔ ④ بیماری کے بعد زود ہضم اور غذائیت والی خوراک استعمال کرنی چاہیے۔

٣٤٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ صَيْفِيٍّ مِنْ وَلَدِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبٍ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ خُبْزٌ وَتَمْرٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُدْنُ فَكُلْ» فَأَخَذْتُ آكُلُ مِنَ التَّمْرِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ؟» قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أَمْضَغُ مِنْ نَاحِيَةٍ أُخْرٰى. فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۳۴۴۳- حضرت صہیب (بن سنان رومی) ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ نبی ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آیئے! تناول کیجیے۔'' میں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کھجوریں کھا رہے ہو، حالانکہ تمھاری آنکھ دکھتی ہے۔'' میں نے کہا: میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔

فوائد ومسائل: ① مہمان کو کھانے کی پیش کش کی جائے تو اسے چاہیے کہ تکلف نہ کرے، قبول کرلے۔ ہاں! اگر اس کو ضرورت نہیں ہے تو اور بات ہے۔ ② بیمار کو کھانے پینے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ③ بزرگ شخصیت سے بھی مزاح کی بات کی جا سکتی ہے بشرطیکہ ادب واحترام کی حدود سے تجاوز نہ ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ لَا تُكْرِهُوا الْمَرِيضَ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ٤)

باب:۴- بیمار کو کھانا کھانے پر مجبور نہ کریں

٣٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۳۴۴۴- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت

٣٤٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٤٤ من حديث ابن المبارك به، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، وصححه الحاكم (: ٣/ ٣٩٩، ٤/ ٤١١)، والذهبي".

٣٤٤٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء لا تكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب،◀◀

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ. فَإِنَّ اللهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو انھیں اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ امام ترمذی اور شیخ البانی ؒ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ اورانھی کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم: ۷۲۷) ② مریض کے لیے صحت مند انسان والی غذا مفید نہیں ہوتی' اس لیے انھیں بھاری غذا نہ دی جائے۔ ③ اگر مریض کی طبیعت کھانے پینے پر آمادہ نہ ہو تو سختی نہ کی جائے کیونکہ زبردستی کھلائی ہوئی غذا فائدے کی بجائے نقصان پہنچاتی ہے۔ ④ مناسب ترغیب کے ذریعے سے ہلکی پھلکی زود ہضم غذا دی جاسکتی ہے تاکہ قوت قائم رہے۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ مریض کو کھلاتا پلاتا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں تندرست آدمی کی طرح کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(المعجم ٥) - بَابُ التَّلْبِينَةِ (التحفة ٥)

باب:۵-تلبینہ کا بیان

٣٤٤٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ بْنِ بَرَكَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعْكُ، أَمَرَ بِالْحَسَاءِ. قَالَتْ: وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَيَرْتُو فُؤَادَ الْحَزِينِ، وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ، كَمَا تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ عَنْ وَجْهِهَا بِالْمَاءِ».

۳۴۴۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جب کسی کو بخار ہوتا تو آپ تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتے۔ اور نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اس سے غمزدہ انسان کے دل کو سہارا ملتا ہے۔ اور بیمار کے دل سے رنج کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کوئی عورت پانی کے ذریعے سے اپنے چہرے سے میل کچیل دور کرتی ہے۔''

◀◀ ح: ٢٠٤٠ من حديث بكر به، وقال: "حسن غريب"، وكذا حسنه البوصيري * بكر ضعفه الجمهور، ولحديثه شواهد ضعيفة عند الحاكم: ٤/ ٤١٠ وغيره.

٣٤٤٥ـ **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء ما يطعم المريض، ح: ٢٠٣٩ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح، أم محمد بن السائب مجهولة"، وصححه الحاكم: ٤/ ١١٧، ووافقه الذهبي.

٣٤٤٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهَا كَلْثَمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «عَلَيْكُمْ بِالْبَغِيضِ النَّافِعِ ، التَّلْبِينَةِ» يَعْنِي الْحَسَاءَ . قَالَتْ : وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، إِذَا اشْتَكَى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ ، لَمْ تَزَلِ الْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ . حَتَّى يَنْتَهِيَ أَحَدُ طَرَفَيْهِ . يَعْنِي يَبْرَأُ أَوْ يَمُوتُ .

۳۴۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ناپسندیدہ مفید چیز تلبینہ (حریرہ) کو اپناؤ۔“ ام المومنین ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوجاتا تو (حریرہ کی) ہنڈیا آگ پر چڑھی رہتی حتی کہ (اس کا معاملہ) کسی ایک طرف لگ جاتا، یعنی وہ فوت ہوجاتا یا شفایاب۔

فوائد ومسائل: ① تلبینہ کی وضاحت یوں کی گئی ہے: ”وہ ایک رقیق کھانا ہے جو آٹے یا چھان (آٹے کی بھوسی) سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں بعض اوقات شہد بھی ڈالا جاتا ہے۔“ (النہایۃ۔ مادہ ”لبن“) ② نواب وحید الزماں خاں نے اس کا ترجمہ ”ہریرہ“ کیا ہے۔ انھوں نے اس کی وضاحت یوں کی ہے: ”حساء وہ کھانا ہے جو آٹے، پانی اور روغن سے بنایا جاتا ہے۔ اس میں کبھی شیرینی بھی ڈالتے ہیں اور کبھی شہد، کبھی آٹے کے بدلے آٹے کا چھان ڈالتے ہیں، اس کو تلبینہ کہتے ہیں اور ہندی میں ہریرہ مشہور ہے۔“ (ترجمہ سنن ابن ماجہ حاشیہ حدیث ہٰذا) ③ فیروز اللغات اردو میں ”حریرہ“ کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں: ”میٹھی اور گاڑھی چیز، جو میدے کو کھانڈ میں گھول کر پکائی جاتی ہے۔“ ④ تلبینہ کی ترغیب دیگر صحیح احادیث میں بھی موجود ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تلبینہ بیمار کے دل کو سہارا دیتا اور غم میں تخفیف کرتا ہے۔“ (صحیح البخاري، الطب، باب التلبینة للمریض، حدیث:۵۶۸۹ وصحیح مسلم، السلام، باب التلبینة مجمة لفؤاد المریض، حدیث:۲۲۱۶)

(المعجم ٦) - بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ (التحفة ٦)

باب:۶- کالا دانہ (کلونجی)

٣٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ ،

۳۴۴۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے،

٣٤٤٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٨ عن وكيع به * كلثم أم كلثوم لا يعرف حالها (تقريب) ووثقها غيره، وأيمن سمع الحديث من فاطمة بنت أبي الليث المنذر كما في المستدرك: ٤/ ٤٠٧، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، فاطمة وأم كلثوم وثقهما الحاكم، والذهبي.

٣٤٤٧ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الحبة السوداء، ح: ٥٦٨٨ من حديث الليث به، ومسلم، الطب، باب التداوي بالحبة السوداء، ح: ٢٢١٥ عن محمد بن رمح به.

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيَّانِ. قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ. عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کالے دانے میں سام کے سوا ہر مرض کی شفا ہے۔“

وَالسَّامُ الْمَوْتُ. وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ.

سام کا مطلب موت ہے اور کالا دانہ کلونجی ہے۔

٣٤٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ. فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ».

۳۴۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کالے دانے (کلونجی) کو اختیار کرو۔ اس میں موت کے سوا ہر مرض کی شفا ہے۔“

٣٤٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ ابْنُ أَبْجَرَ. فَمَرِضَ فِي الطَّرِيقِ. فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ. فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ. فَخُذُوا مِنْهَا خَمْساً أَوْ سَبْعاً. فَاسْحَقُوهَا،

۳۴۴۹- حضرت خالد بن سعد ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ سفر میں تھے۔ ہمارے ساتھ حضرت غالب بن ابجر ؓ بھی تھے۔ وہ راستے میں بیمار ہو گئے۔ ہم لوگ مدینہ پہنچے تو وہ (اس وقت بھی) بیمار تھے۔ حضرت ابن ابی عتیق ؒ (عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر) ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو ہم سے فرمایا: تم یہ کالا دانہ (کلونجی) استعمال کرو۔ اس

٣٤٤٨- [**صحيح**] وحسنه البوصيري * عثمان حسن الحديث، ووثقه الجمهور، والحديث السابق شاهد له، وانظر، ح: ٣٤٩٥.

٣٤٤٩- أخرجه البخاري، الطب، باب الحبة السوداء، ح: ٥٦٨٧ عن ابن أبي شيبة به.

ثُمَّ اقْطُرُوهَا فِي أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ، فِي هٰذَا الْجَانِبِ وَفِي هٰذَا الْجَانِبِ، فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ السَّامُ» قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: «اَلْمَوْتُ».

کے پانچ سات دانے لے کر پیس لو پھر زیتون کے تیل میں ملا کر ان کی ناک میں چند قطرے اس طرف اور چند قطرے اس طرف (نتھنوں میں) ڈالو کیونکہ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''یہ کالا دانہ ہر بیماری کی شفا ہے' سوائے اس کے کہ سام (ہی مقدر) ہو۔'' میں نے کہا: سام کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''موت۔''

فوائد ومسائل: ① بیمار کی بیمار پرسی کرتے وقت اگر بیماری کا کوئی مجرب علاج معلوم ہو تو مریض کے لواحقین کو بتا دینا درست ہے' تاہم غیر مجرب دوا کا مشورہ نہیں دینا چاہیے۔ ② علاج کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ ناک میں دوائی ڈالنا بھی ہے۔ ③ کلونجی کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ امام ابن قیم ﷫ نے ''زاد المعاد'' میں اختصار کے ساتھ کافی فوائد ذکر کیے ہیں۔ ڈاکٹر خالد غزنوی نے طب نبوی کے موضوع پر اپنی تصنیفات میں اس پر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْعَسَلِ (التحفة ٧)

باب: ۷-شہد کا بیان

٣٤٥٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَاشِمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ، كُلَّ شَهْرٍ، لَمْ يُصِبْهُ عَظِيمٌ مِنَ الْبَلَاءِ».

۳۴۵۰- حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے' اسے کوئی بڑی آفت (بیماری) نہیں آئے گی۔''

٣٤٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ

۳۴۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ﷟ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں شہد کا ہدیہ

٣٤٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٣/ ٤٠ ت: ٩٩٦ من حديث سعيد بن زكريا به، وقال: "ليس له أصل عن ثقة"، ومن طريقه أورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢١٥، وقال: "هٰذا حديث لا يصح، قال يحيى: الزبير ليس بشيء"، وله شاهد موضوع فيه علي بن عروة، تقدم، ح: ٢٨٢٣ * الزبير بن سعيد لين الحديث (تقريب)، وعبدالحميد مجهول (أيضًا)، ولا يعرف له سماع من أبي هريرة قاله البخاري.

٣٤٥١ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، قلت: أبو حمزة إسحاق بن الربيع ضعفه الجمهور، والحسن عنعن.

الْعَطَّارُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَسَلٌ. فَقَسَمَ بَيْنَنَا لُعْقَةً لُعْقَةً. فَأَخَذْتُ لُعْقَتِي. ثُمَّ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَزْدَادُ أُخْرٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ».

پیش کیا گیا۔ آپ نے ہمارے درمیان ایک ایک چمچ شہد تقسیم فرمایا۔ میں نے اپنا حصہ لے لیا' پھر عرض کیا: اللہ کے رسول! مزید ایک چمچ لے لوں؟ فرمایا: ''ہاں (لے لو۔)''

فائدہ: لُعقة سے مراد شہد کی وہ مقدار ہے جو انگلی یا چمچے سے ایک بار لے کر چاٹ لی جائے۔

٣٤٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ: الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ».

۳۴۵۲- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو شفا والی چیزیں اختیار کرو: شہد اور قرآن۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ شہد جسمانی بیماریوں سے شفا کا باعث ہے اور قرآن سے روحانی اور قلبی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ ② قرآن سے جسمانی بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں' جیسے سانپ کے ڈسے ہوئے مریض کو سورۂ فاتحہ کا دم کرنے سے شفا ہوگئی تھی۔ (صحيح البخاري' الطب' باب الرقى بفاتحة الكتاب' حديث:۵۷۳۶' وصحيح مسلم' السلام' باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار' حديث:۲۲۰۱)

(المعجم ٨) - بَابُ الكَمْأَةِ وَالعَجْوَةِ

(التحفة ٨)

باب:۸- کھمبی اور عجوہ کھجور

٣٤٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ،

۳۴۵۳- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی من کی قسم سے ہے۔ اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔ عجوہ کھجور جنت سے ہے اور یہ جن کے اثر (یا

٣٤٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ١١/ ٣٨٥ من حديث زيد بن الحباب به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٠٠، ٤٠٣، ووافقه الذهبي، وصححه البوصيري قلت: علته عنعنة أبي إسحاق، وأخرج الخطيب بإسناد ضعيف منكر عن زيد بن الحباب عن شعبة عن أبي إسحاق به.

٣٤٥٣ـ [حسن] وحسنه البوصيري، أخرجه أحمد: ٣/٤٨ من حديث أسباط بن محمد به، وتابعه زهير بن معاوية ◀◀

قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ. وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ. وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ. وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ الْجِنَّةِ».

جنون) سے شفا دیتی ہے۔“

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے سعید بن مسلمہ بن ہشام کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① مَن اس قدرتی خوراک کا نام ہے جو بنی اسرائیل پر نازل کی گئی تھی۔ وہ میٹھے دانوں کی شکل میں ہوتی تھی۔ وہ لوگ حسب ضرورت لے کر استعمال کر لیتے تھے۔ ② کھمبی کو من اس لیے فرمایا گیا ہے کہ یہ بھی بلا مشقت حاصل ہو جاتی ہے۔ ③ کھمبی کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے بعض قابل استعمال ہیں اور بعض نقصان دہ۔ ”کماۃ“ مفید قسموں میں سے ایک ہے۔ آج کل مفید اقسام کی کھمبی خود اگائی جاتی ہے جو غذا میں استعمال ہوتی ہے۔ ④ کھمبی کا پانی آنکھ کے امراض کے لیے استعمال کرنے کے بارے میں بعض علماء نے کہا ہے کہ اسے دوسری دوا میں ملا کر استعمال کرنا چاہیے‘ مثلاً: اثمد سرمے میں کھمبی کا پانی ملا کر گوندھ لیا جائے‘ پھر اسے آنکھ میں لگایا جائے۔ بعض علماء کی رائے میں اس کا پانی نکال کر صرف وہی استعمال کیا جائے۔ (زاد المعاد) صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اطباء کے مشورے سے آنکھ کی مختلف بیماریوں میں الگ الگ مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ⑤ عجوہ کے بارے میں اسی مفہوم کی ایک حدیث صحیح بخاری میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ”جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے‘ اس دن اسے زہر یا جادو سے کوئی (تکلیف یا) نقصان نہیں ہوگا۔“ (صحيح البخاري‘ الطب‘ باب الدواء بالعجوة للسحر‘ حديث:۵۷۶۸)

٣٤٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

۳۴۵۴- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کھمبی اس من سے

◄◄ أبوخيثمة وجرير، السنن الكبرٰى للنسائي، ح: ٦٦٧٤، ٦٦٧٥، ٭ والأعمش تابعه شعبة تحفة الأشراف: ٣/ ١٨٩، ح: ٢٢٨١ إن لم يكن وهمًا، ورواه شعبة عن أبي بشر عن شمر عن أبي هريرة به مختصرًا، وإسناده حسن.

٣٤٥٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "وظللنا عليكم الغمام وأنزلنا عليكم المن والسلوٰى"، ح: ٤٤٧٨، ومسلم، الأطعمة، باب فضل الكمأة ومداواة العين بها، ح: ٢٠٤٩/ ١٦١ من حديث ابن عيينة به.

عُمَيْرٍ، سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ: «الْكَمْأَةَ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ. وَمَاؤُهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ».

ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا۔ اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔“

٣٤٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَذَكَرْنَا الْكَمْأَةَ. فَقَالُوا: هُوَ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ. فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ. وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ. وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السَّمِّ».

۳۴۵۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بات چیت کر رہے تھے کہ کھمبی کا ذکر آ گیا۔ بعض حضرات نے کہا: یہ تو زمین کی چیچک ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”کھمبی من (کی قسموں میں) سے (ایک قسم) ہے۔ اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے۔“

فائدہ: جنت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ برکت والی ہے یا کھجور کی یہ قسم جنت سے زمین پر آئی ہے جس طرح حجر اسود جنت سے زمین پر بھیجا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٤٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا الْمُشْمَعِلُّ بْنُ إِيَاسٍ الْمُزَنِيُّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو ابْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْمُزَنِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْعَجْوَةُ وَالصَّخْرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ».

۳۴۵۶- حضرت رافع بن عمرو مزنی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”عجوہ اور صخرہ جنت سے (آئے) ہیں۔“

٣٤٥٥_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما جاء في الكمأة والعجوة، ح: ٢٠٦٨ من حديث شهر به، وله شواهد كثيرة.

٣٤٥٦_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١ عن ابن مهدي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم (٤/ ٤٠٦)، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات"، شك المشمعل فيه: "الصخرة أو الشجرة"، وهو ثقة.

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَفِظْتُ الصَّخْرَةَ، مِنْ فِيهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی ؒ نے کہا: میں نے صخرہ کا لفظ خود اپنے استاد (مشمعل بن ایاس مزنی ؒ) کے منہ سے سنا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً صحیح اور قابل حجت قرار دیا ہے اور دیگر محققین نے بھی اس کی سند کو تو صحیح قرار دیا ہے، البتہ متن میں اضطراب کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ حدیث کے راوی مشمعل روایت بیان کرتے ہوئے کبھی تو صخرہ کا لفظ بولتے ہیں اور کبھی شجرہ کا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی کو صحیح الفاظ یاد نہیں ہیں اور یہ ایسا تردد اور شک ہے جو اضطراب کہلاتا ہے اور حدیث کے ضعیف اور ناقابل حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً صحیح ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت نہیں ہے، تاہم عجوہ کے جنت سے ہونے کا ذکر دوسری صحیح احادیث سے ملتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:۳۴۵۶، وإرواء الغليل للألباني، رقم:۲۶۹۶) ② بعض شارحین بیان کرتے ہیں کہ صخرہ سے مراد وہ چٹان ہے جو بیت المقدس کے شہر میں مسجد اقصیٰ میں ہے۔ آج کل اس چٹان پر ایک بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔

(المعجم ٩) - بَابُ السَّنَا وَالسَّنُّوتِ (التحفة ٩)

باب:۹- سنا مکی اور سنوت

٣٤٥٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ سَرْحٍ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ بَكْرٍ السَّكْسَكِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُبَيِّ بْنَ أُمِّ حَرَامٍ، وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ [يَقُولُ]: «عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ. فَإِنَّ [فِيهِمَا] شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: «الْمَوْتُ».

۳۴۵۷- حضرت ابو اُبی عبداللہ بن ام حرام ؓ سے روایت ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ انھوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''سنا اور سنوت اپناؤ، ان میں سام کے سوا ہر بیماری سے شفا ہے۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! سام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت۔''

٣٤٥٧ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠١ من حديث عمرو بن بكر به، وقال: "صحيح الإسناد"، وقال الذهبي: عمرو اتهمه ابن حبان، وقال ابن عدي له مناكير" وفي التقريب "متروك"، وله شاهد حسن عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٧٧.

قَالَ عَمْرٌو : قَالَ ابْنُ أَبِي عَبْلَةَ : السَّنُّوتُ الشِّبِتُّ . وَقَالَ آخَرُونَ : بَلْ هُوَ الْعَسَلُ الَّذِي يَكُونُ فِي زِقَاقِ السَّمْنِ . وَهُوَ قَوْلُ الشَّاعِرِ :

هُمُ السَّمْنُ بِالسَّنُّوتِ لَا أَلْسَ بَيْنَهُمْ
وَهُمْ يَمْنَعُونَ الْجَارَ أَنْ يَتَقَرَّدَا

ابن ابی عبلہ رحمہ اللہ نے فرمایا: سنوت سے مراد شبت (خوشبودار پتے جو کھانے میں ڈالے جاتے ہیں) ہے۔ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں رکھا گیا ہو۔ ایک شاعر کا شعر ہے:

وہ لوگ شہد ملے گھی کی طرح ہیں' وہ خیانت نہیں کرتے (یا آپس میں نہیں لڑتے) اور اپنے ہمسائے کی حفاظت کرتے ہیں تاکہ اسے دھوکا نہ دیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① نواب وحید الزمان خاں نے سنوت کا ترجمہ ''سویہ'' کیا ہے۔ یہ ایک پودا ہے۔ بعض لوگ اسے ساگ میں شامل کرتے ہیں جب کہ اس روایت میں اس کا مطلب ''شہد'' بتایا گیا ہے۔ ② سنا مکی بھی ایک پودا ہے جس کی پتی دست آور ہوتی ہے۔ ③ نباتات سے علاج بہتر طریقہ ہے۔

(المعجم ١٠) - بَاب: اَلصَّلَاةُ شِفَاءٌ

(التحفة ١٠)

باب: ۱۰- نماز شفا ہے

٣٤٥٨- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ : حَدَّثَنَا السَّرِيُّ بْنُ مِسْكِينٍ : حَدَّثَنَا ذَوَّادُ بْنُ عُلْبَةَ عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : هَجَّرَ النَّبِيُّ ﷺ فَهَجَّرْتُ . فَصَلَّيْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ . فَالْتَفَتَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : «أَشِكَمَتْ دَرْد؟» قُلْتُ : نَعَمْ . يَارَسُولَ اللهِ ! قَالَ : «قُمْ فَصَلِّ ، فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شِفَاءً» .

۳۴۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ دوپہر کے وقت (ظہر کی نماز کے اول وقت میں' مسجد میں) تشریف لے گئے۔ میں بھی اول وقت (مسجد میں) چلا گیا۔ میں نے (نفل) نماز پڑھی' پھر بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: [أَشِكَمَتْ دَرْد؟] ''کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اٹھ کر نماز پڑھ کیونکہ نماز میں شفا ہے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فارسی میں کہا: [أَشِكَمَتْ دَرْد؟] ''کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟''

٣٤٥٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٢/ ٣٩٠، ٤٠٣ من حديث ذؤاد به، وهو ضعيف عابد كما في التقريب، وتابعه الصلت بن الحجاج عند ابن عدي، العلل المتناهية : ١/ ١٧١، قال ابن عدي : "عامة حديثه منكر"، وضعفه البوصيري من أجل ليث، وقد تقدم، ح : ٢٠٨.

ذَوَّادُ بْنُ عُلْبَةَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَقَالَ فِيهِ: أَشِكَمَتْ دَرْد؟ يَعْنِي تَشْتَكِي بَطْنَكَ، بِالْفَارِسِيَّةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَ بِهِ رَجُلٌ لِأَهْلِهِ. فَاسْتَعْدَوْا عَلَيْهِ.

امام ابن ماجہ ؒ نے فرمایا: ایک آدمی نے یہ حدیث اپنے خاندان والوں کو سنائی تو انھوں نے (قاضی سے) اس کی شکایت کر دی۔ (حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ ہے۔)

(المعجم ١١) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ** (التحفة ١١)

باب: ۱۱- بری دوا (زہر) سے ممانعت

٣٤٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ. يَعْنِي السَّمَّ.

۳۴۵۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے بری دوا سے منع فرمایا ہے۔ اس سے مراد زہر ہے۔

٣٤٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ سُمًّا، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

۳۴۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی' وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ ابد تک زہر پیتا رہے گا۔''

فوائد ومسائل: ① خودکشی حرام ہے۔ ② خودکشی مرض کا علاج نہیں بلکہ جرم ہے۔ ③ نقصان دہ اور مضر صحت اشیاء سے' نیز شراب اور اس سے مخلوط اشیاء سے علاج حرام ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ غیر مسلم معالجین نے حرام اور مکروہ اشیاء سے مرکب ادویہ کو اس قدر عام کیا ہے اور ان کی شہرت کر دی ہے کہ عوام وخواص ان کے استعمال میں کوئی کراہت محسوس نہیں کرتے۔ مسلمان حکام' اداروں اور تنظیموں کا شرعی فریضہ ہے کہ اس

٣٤٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الأدوية المكروهة، ح: ٣٨٧٠ من حديث يونس به، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٠٤٥، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٤١٠، ووافقه الذهبي.

٣٤٦٠ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه ... الخ، ح: ١٠٩ عن ابن أبي شيبة به.

میدان میں خالص حلال اور پاکیزہ ادویہ متعارف کرائیں اور عام مسلمان کو بھی صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے حرام اور مشکوک ادویہ کے استعمال سے بچنا چاہیے اور ان کی بجائے پاکیزہ اور غیر مشکوک ادویہ استعمال کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق ٦٥: ٢) ''اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ اس کے لیے (تنگی سے نکلنے کی) کوئی راہ پیدا فرما دے گا۔'' اور اگر کوئی مخلص طبیب کسی مرض میں اپنے عجز کا اظہار کرے اور شراب ہی کو علاج سمجھے تو جان بچانے کے لیے' بشرطیکہ جان کا بچ جانا یقینی ہو' اس کا استعمال مباح ہوگا' جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرۃ ۲:۱۷۳)

(المعجم ١٢) - بَابُ دَوَاءِ الْمَشْيِ

(التحفة ١٢)

٣٤٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَوْلًى لِمَعْمَرٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِمَاذَا كُنْتِ تَسْتَمْشِينَ؟» قُلْتُ: بِالشُّبْرُمِ. قَالَ: «حَارٌّ جَارٌّ» ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَاءِ فَقَالَ: «لَوْ كَانَ شَيْءٌ يَشْفِي مِنَ الْمَوْتِ، كَانَ السَّنَا. وَالسَّنَا شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ».

باب:۱۲- قبض کشا دوا کا استعمال جائز ہے

۳۴۶۱- حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم کون سی چیز سے جلاب لیتی ہو؟'' میں نے کہا: شبرم سے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تو بہت گرم ہے۔'' پھر میں نے اس مقصد کے لیے سنا مکی استعمال کی تو آپ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز موت سے بچا سکتی تو وہ سنا ہوتی۔ اور سنا موت سے شفا ہے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جبکہ سنا (مکی) کے فوائد کی بابت گزشتہ حدیث (۳۴۵۵) دیکھی جا سکتی ہے جو کہ حسن درجے کی ہے۔

٣٤٦١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٩ عن ابن أبي شيبة به ❊ ومولى لمعمر التيمي، اسمه عتبة بن عبدالله، وأخرج الترمذي، ح: ٢٠٨١ من طريق عبدالحميد بن جعفر عن عتبة بن عبدالله التيمي عن أسماء به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٠٤، والذهبي، وقال الحافظ في التهذيب: "، وعلى هٰذا فرواية الترمذي منقطعة لسقوط المولى منها" قلت: وفي سماعه من أسماء نظر، وفي الحديث علة أخرى، وله طريق آخر ضعيف، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٠، ٢٠١، وصححه، ووافقه الذهبي ❊ ابن جريج عنعن، وفيه علل أخرى.

(المعجم ١٣) - بَابُ دَوَاءِ الْعُذْرَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْغَمْزِ (التحفة ١٣)

٣٤٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ. قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ. فَقَالَ: «عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ؟ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ. فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ. يُسْعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ».

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهِ.

قَالَ يُونُسُ: أَعْلَقْتُ يَعْنِي غَمَزْتُ.

باب:۱۳- گلے پڑنے کا علاج اور (انگلی سے) دبانے کی ممانعت

۳۴۶۲- حضرت ام قیس (آمنہ) بنت محصن ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں اپنے ایک بچے کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کو گلے پڑ گئے تھے اور میں نے انھیں انگلی سے دبایا تھا (جو اس بیماری کا رائج علاج تھا۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس بیماری کا علاج بچوں کا گلا انگلی سے دبا کر کیوں کرتی ہو؟ عود ہندی استعمال کیا کرو۔ اس میں سات شفائیں ہیں۔ گلے پڑ جانے کی صورت میں ناک میں ٹپکایا جائے ذات الجنب کی صورت میں پلایا جائے۔“

امام ابن ماجہ ؒ نے ایک دوسری سند سے بھی یہ روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

روایت کے راوی یونس نے کہا: أَعْلَقْتُ کے معنی غَمَزْتُ یعنی انگلی سے دبانے کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① عذرہ ایک بیماری ہے جو بچوں کو ہوتی ہے جس میں گلے کے غدود پھول جاتے ہیں اور بچہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ہمارے ہاں اس کا علاج ان غدودوں کو انگلی سے دبا کر کر دیا جاتا ہے جو ایک تکلیف دہ علاج ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے عُذْرَہ کا مطلب لہاۃ بیان کیا ہے جو حلق میں اوپر کی طرف لٹکا ہوا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اور فرمایا: ”اعلاق کا مطلب کوے کو انگلی سے دبانا ہے۔“ (فتح الباري: ۱۰/۲۰۷) ② اگر آسان علاج ممکن ہو تو ایسے علاج سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے مریض کو زیادہ تکلیف ہو۔ ③ عود ہندی (قُسط) بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ تفصیل کے لیے طب نبوی کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

٣٤٦٢_ أخرجه البخاري، الطب، باب السعوط بالقسط الهندي، والبحري، ح: ٥٦٩٢، ومسلم، الطب، باب التداوي بالعود الهندي وهو الكست، ح: ٢٢١٤ من حديث ابن عيينة به.

④لَدُود کا مطلب منہ میں ایک جانب دوا ڈالنا ہے۔ ذات الجنب کی بیماری میں عود ہندی کو اس انداز سے پلایا جاتا ہے۔ ⑤سَعُوط (ناک میں دوا ٹپکانا) بھی ایک طریقۂ علاج ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ دَوَاءِ عِرْقِ النَّسَا

(التحفة ١٤)

باب:۱۴-عرق النسا کا علاج

٣٤٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَرَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «شِفَاءُ عِرْقِ النَّسَا، أَلْيَةُ شَاةٍ أَعْرَابِيَّةٍ تُذَابُ. ثُمَّ تُجَزَّأُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ يُشْرَبُ عَلَى الرِّيقِ، فِي كُلِّ يَوْمٍ جُزْءٌ».

۳۴۶۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرق النسا کا علاج یہ ہے کہ جنگلی بھیڑ (یا جنگلی دنبے) کی چکتی کو لے کر پگھلا لیا جائے' پھر اس کے تین حصے کر لیے جائیں' پھر روزانہ ایک حصہ نہار منہ پی لیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① عرق النسا ایک درد ہے جو سرین کے جوڑ سے شروع ہو کر ران کی پچھلی طرف نیچے کی طرف آتا ہے۔ بعض اوقات یہ درد ٹخنے تک بھی پہنچ جاتا ہے' مرض جتنا پرانا ہوتا جائے ٹانگ اتنی زیادہ متأثر ہوتی جاتی ہے۔ ② جنگلی بھیڑ کا تعین اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کی خوراک ایسے جنگلی پودے ہیں جو گرم تاثیر رکھتے ہیں۔ اس بیماری کا سبب گاڑھا چپکنے والا مادہ ہے جو اس علاج کے نتیجے میں نرم ہو جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زادالمعاد' باب هديه ﷺ في التداوي لنفسه وغيره' فصل في هديه ﷺ في علاج عرق النسا: ۴/۶۵)

(المعجم ١٥) - بَابُ دَوَاءِ الْجِرَاحَةِ

(التحفة ١٥)

باب:۱۵- زخم کا علاج

٣٤٦٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ

۳۴۶۴- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جنگ احد کے دن

٣٤٦٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٦ من حديث الوليد به، وقال: صحيح على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح، ورجاله ثقات" * الوليد صرح بالسماع، وتابعه محمد بن عبدالله الأنصاري عند أحمد: ٣/ ٢١٩.

٣٤٦٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب لبس البيضة، ح: ٢٩١١، ومسلم، الجهاد، باب غزوة أحد، ح: ١٧٩٠ من حديث عبدالعزيز به.

ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: جُرِحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ. وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهِ. فَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ، وَعَلِيٌّ يَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ. فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةَ حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا. حَتّٰى إِذَا صَارَ رَمَادًا، أَلْزَمَتْهُ الْجُرْحَ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

رسول اللہ ﷺ زخمی ہوگئے۔ آپ کا سامنے والے دانتوں کے ساتھ والا دانت ٹوٹ گیا۔ آپ کے سر میں خود ٹوٹ کر گھس گیا۔ حضرت فاطمہ ؓ آپ کے جسم مبارک سے خون کو دھو کر صاف کرنے لگیں اور حضرت علی ؓ ڈھال میں پانی لا کر ڈال رہے تھے۔ جب فاطمہ ؓ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ بہتا ہے تو انھوں نے ایک چٹائی کا ٹکڑا لے کر جلایا۔ جب اس کی راکھ بن گئی تو وہ زخم پر لگا دی تب خون رک گیا۔

فوائد و مسائل: ① سامنے کے دانت جو بالکل سامنے درمیان میں ہوتے ہیں' ثنایا کہلاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کے دانت (ایک دائیں طرف' ایک بائیں طرف) رباعیہ کہلاتے ہیں۔ ان کے بعد دائیں بائیں انیاب ہوتے ہیں جو نوکیلے ہوتے ہیں۔ (ایک ناب دائیں طرف' ایک بائیں طرف) ان کے بعد ڈاڑھیں شروع ہوجاتی ہیں۔ ② حصیر (چٹائی) عرب میں کھجور کے پتوں سے بنائی جاتی تھی۔ راکھ کھجور کے پتوں کی ہو یا پٹ سن کے بورے کی یا سوتی کپڑے کی' خون بند کر دیتی ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ پر مشکلات کا آنا امت کے لیے سبق ہے کہ وہ حق کی راہ میں آنے والی تکلیفیں خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور توحید کا سبق بھی کہ نبی اکرم ﷺ بھی مختار کل نہ تھے ورنہ جہاد کی مشکلات برداشت کیے بغیر سب کو ایک لمحے میں مسلمان کر لیتے۔

٣٤٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِالْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنِّي لَأَعْرِفُ، يَوْمَ أُحُدٍ، مَنْ جَرَحَ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَمَنْ كَانَ يُرْقِىءُ الْكَلْمَ مِنْ وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُدَاوِيهِ. وَمَنْ يَحْمِلُ الْمَاءَ

۳۴۶۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ جنگ اُحد کے موقع پر کس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو زخمی کیا۔ اور کون رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے زخم کا خون بند کر رہا تھا اور زخم کا علاج کر رہا تھا۔ اور کون ڈھال میں پانی لا رہا تھا۔ اور زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا کہ خون بند ہوگیا۔ پھر فرمایا: ڈھال میں پانی

٣٤٦٥ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ١٢٣، ح: ٥٧١١ من حديث عبدالمهيمن به، والحديث السابق شاهد له.

فِي الْمِجَنِّ. وَبِمَا دُووِيَ بِهِ الْكَلْمُ حَتَّى رَقَأَ. [قَالَ:] أَمَّا مَنْ كَانَ يَحْمِلُ الْمَاءَ فِي الْمِجَنِّ، فَعَلِيٌّ. وَأَمَّا مَنْ كَانَ يُدَاوِي الْكَلْمَ، فَفَاطِمَةُ. أَحْرَقَتْ لَهُ، حِينَ لَمْ يَرْقَأْ، قِطْعَةَ حَصِيرٍ خَلَقٍ. فَوَضَعَتْ رَمَادَهُ عَلَيْهِ فَرَقَأَ الْكَلْمُ.

تو حضرت **علی** ؓ لا رہے تھے۔ اور زخموں کا علاج حضرت فاطمہ ؓ کر رہی تھیں۔ جب خون بند نہ ہوا تو حضرت فاطمہ ؓ نے پرانی چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کی راکھ زخم پر رکھی تو زخم سے خون رک گیا۔

فوائد ومسائل: ① پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے خواتین جہاد میں شریک ہوتی تھیں' بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد میں عورتوں کے شریک ہونے کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ ② غزوۂ احد میں جب دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے تھے اس وقت عتبہ بن ابی وقاص نے نبی ﷺ کو پتھر مارا جس سے آپ پہلو کے بل گر گئے اور آپ کا نچلا درمیانی دانت ٹوٹ گیا۔ اور آپ کا نچلا ہونٹ زخمی ہوگیا۔ عبداللہ بن شہاب زہری نے نبی ﷺ کی پیشانی زخمی کردی۔ عبداللہ بن قمئہ کی تلوار کے وار سے نبی ﷺ کے خود کی دو کڑیاں چہرے کے اندر دھنس گئیں۔ (الرحیق المختوم' ص: ۳۶۵)

(المعجم ١٦) - **بَابُ** مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ (التحفة ١٦)

باب: ۱۶- علم طب نہ جاننے کے باوجود علاج کرنے والا

٣٤٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَرَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَبَّبَ، وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَهُوَ ضَامِنٌ».

۳۴۶۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علاج کرے' حالانکہ اس سے پہلے وہ طبیب کے طور پر معروف نہیں تو وہ ذمہ دار ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

٣٤٦٦ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الديات، باب فيمن تطبب ولا يعلم منه طب فأعنت، ح: ٤٥٨٦ من حديث الوليد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٢، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن، وله شاهد ضعيف، انظر نيل المقصود، ح: ٤٥٨٧.

اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت مجموعی طرق سے حسن بن جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۶۳۵) ② طب کا پیشہ ایک اہم پیشہ ہے۔ چونکہ اس کا تعلق لوگوں کی زندگی اور صحت سے ہے' اس لیے اسے باقاعدہ سیکھنے کے بعد علاج کرنا شروع کرنا چاہیے۔ ③ اناڑی حکیم کو لوگوں کی صحت سے کھیلنے سے روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ④ اناڑی ڈاکٹر یا طبیب کے غلط علاج کے نتیجے میں اگر کسی کو نقصان پہنچ جائے تو اسے اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ اگر مریض ہلاک ہو جائے تو یہ طبیب قتل خطا کا مجرم قرار دیا جائے گا اور اس سے دیت وصول کر کے مریض کے وارثوں کو دی جائے گی۔ ⑤ اسلام کی نظر میں ہر امیر غریب کی جان برابر قیمتی ہے۔

(المعجم ۱۷) - **بَابُ دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ** (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- ذات الجنب کا علاج

۳٤٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ قَالَ: نَعَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرْساً وَقُسْطاً وَزَيْتاً، يُلَدُّ بِهِ.

۳۴۶۷- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ذات الجنب (پسلی کے درد) کا علاج یہ تجویز فرمایا کہ ورس' عود ہندی اور زیتون کے تیل کا لدود کیا جائے۔

۳٤٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا يُونُسُ وَابْنُ سَمْعَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ يَعْنِي

۳۴۶۸- حضرت ام قیس (آمنہ) بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عود ہندی (علاج کے لیے) اختیار کرو۔ اس میں سات شفائیں ہیں (سات امراض کی شفا ہے۔) ان میں سے ایک (بیماری) ذات الجنب ہے۔''

۳٤٦٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في دواء ذات الجنب، ح: ۲۰۷۸ من طريق قتادة عن ميمون أبي عبدالله، وهو أبوعبدالرحمٰن عن زيد به، وقال: "حسن صحيح" * ميمون أبوعبدالله البصري ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرٰى.

۳٤٦٨ـ أخرجه البخاري، الطب، باب السعوط بالقسط الهندي والبحري، ح: ۵٦۹۲، ۵۷۱۳، ۵۷۱۵، ۵۷۱۸، ومسلم، السلام، باب التداوي بالعود الهندي، وهو الكست، ح: ۲۲۱٤ من حديث يونس به، قلت: ابن سمعان لم ينفرد به.

بِهِ الْكُسْتَ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ. مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ».

قَالَ ابْنُ سَمْعَانَ فِي الْحَدِيثِ: فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ سَبْعَةِ أَدْوَاءٍ. مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ.

ابن سمعان نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ عود ہندی میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک (بیماری) ذات الجنب ہے۔

فوائد و مسائل: ① قسط، کست اور عود ہندی ایک ہی دوا کے مختلف نام ہیں۔ ② اس دوا کو مختلف امراض میں مختلف انداز سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ③ ذات الجنب ایک بیماری ہے جو اندرونی ورم کی وجہ سے پسلی کے قریب درد کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ④ علامہ زہیر شاویش بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک بڑا پھوڑا ہوتا ہے جو پہلو میں اندر کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور اندر ہی پھٹ جاتا ہے۔ اس کا مریض کم ہی جانبر ہوتا ہے۔ (حاشیہ ضعیف ابن ماجہ)

(المعجم ١٨) - بَابُ الْحُمّٰى (التحفة ١٨)

باب:۱۸- بخار کا بیان

٣٤٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذُكِرَتِ الْحُمّٰى عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَسَبَّهَا رَجُلٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَسُبَّهَا. فَإِنَّهَا تَنْفِي الذُّنُوبَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

۳۴۶۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بخار کا ذکر ہوا تو ایک آدمی نے اسے برا بھلا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس (بخار) کو برا نہ کہو۔ اس سے گناہ اس طرح دور ہو جاتے ہیں جس طرح آگ سے لوہے کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بیماری پر صبر کرنا چاہیے۔ برا بھلا کہنے کی بجائے دعا اور دوا کی طرف توجہ کی جائے۔ ② بیماری اور مصیبت پر صبر کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

٣٤٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۷۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٤٦٩_ [صحيح] وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٣/ ٢٣١، سنده ضعيف، وضعفه البوصيري من أجل موسى بن عبيدة، انظر، ح: ٢٥١، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٥٧٥ وغيره، وانظر تنقيح الرواة: ١/ ٣٠٤.

٣٤٧٠_ [حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب تطييب نفس المريض، ح: ٢٠٨٨ من حديث أبي أسامة به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٤٥، والذهبي، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد صحيح"، وفيه علة قادحة، انظر، ح: ١٠٨٥، ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ عَادَ مَرِيضاً. وَمَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ، مِنْ وَعْكٍ كَانَ بِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرْ. فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ، فِي الدُّنْيَا. لِتَكُونَ حَظَّهُ، مِنَ النَّارِ، فِي الْآخِرَةِ».

نبی ﷺ ایک بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جسے بخار تھا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بھی ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (مریض سے) فرمایا: ”خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بخار میری آگ ہے جسے میں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں جہنم کے عذاب کے عوض اس کا حصہ اس (بخار) کو قرار دیا جائے۔“

فوائد و مسائل: ① مریض کی عیادت کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ ② عیادت کا مقصد بیمار کو تسلی دینا اور اس کے غم اور فکر میں تخفیف کرنا ہے۔ ③ بیماری کی وجہ سے مسلمان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ④ دنیا کی مصیبت پر صبر کرنے سے جہنم سے نجات ملتی ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- بخار جہنم کی بھاپ سے ہے‘ اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو

٣٤٧١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ».

۳۴۷۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بخار جہنم کی بھاپ سے ہے‘ لہٰذا اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① بخار کا جہنم کی آگ سے تعلق غیبی اور روحانی ہے۔ اس کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس سے جہنم کی یاد آتی ہے‘ یا جس طرح دنیا کی خوشیاں اور راحتیں جنت کی نعمتوں سے ایک طرح کی نسبت رکھتی ہیں‘ اسی طرح غم اور دکھ کا جہنم سے ایک تعلق ہے۔ ② حرارت کا علاج پانی ہے۔ بخار کی اکثر قسموں میں پانی کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔ ③ اس حدیث میں پانی کے استعمال کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ اس کے استعمال کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں‘ مثلاً: پانی پینا‘ یا جسم پر پانی کی پٹیاں رکھنا‘ یا غسل کرنا، جیسے

◀◀ وحديث: ١٦٣٦، وسنن الترمذي بتحقيقي، ح: ٢٠٨٧، وتخريج النهاية، ح: ٩٧٧، وللحديث شاهد حسن عند البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٧٣.

٣٤٧١- أخرجه مسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢١٠ عن ابن أبي شيبة به.

رسول اللہ ﷺ نے حیات مبارکہ کے آخری ایام میں غسل فرمایا تاکہ حرارت کچھ کم ہو تو جماعت سے نماز پڑھ سکیں، خصوصاً گرم علاقوں میں بخار عام طور پر گرمی کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے، لہٰذا اس کا علاج پانی سے مناسب ہے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ بخار کی مریض خاتون کے گریبان میں پانی ڈال دیا کرتی تھیں تاکہ جسم کو ٹھنڈک پہنچے اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اسے (بخار کو) پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کریں۔ (صحيح البخاري، الطب، باب الحمى من فيح جهنم، حديث:۵۷۲۴)

۳۴۷۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ شِدَّةَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ».

۳۴۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بخار کی شدت جہنم کی بھاپ میں سے (ایک قسم) ہے، لہٰذا اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔“

۳۴۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ» فَدَخَلَ عَلَى ابْنٍ لِعَمَّارٍ فَقَالَ: «اِكْشِفِ الْبَأْسَ. رَبَّ النَّاسِ. إِلٰهَ النَّاسِ».

۳۴۷۳- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے یہ فرمان سنا: ”بخار جہنم کی بھاپ سے ہے، لہٰذا اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔“ پھر آپ حضرت عمار ؓ کے ایک بیٹے کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: [اِكْشِفِ الْبَأْسَ، رَبَّ النَّاسِ، إِلٰهَ النَّاسِ] ”تکلیف دور کر دے، اے لوگوں کے مالک! اے لوگوں کے معبود!“

فوائد ومسائل: ① دوا کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔ ② شفا صرف اللہ سے مانگنی چاہیے۔ ③ جو چیزیں بندوں کے دائرۂ اختیار میں ہیں ان میں ان سے صرف اسی حد تک مدد مانگی جا سکتی ہے جس حد تک اسباب کی دنیا میں مدد ممکن ہے۔ اسباب سے ماوراء مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ④ طبیب علاج کر سکتا ہے، دوا دے سکتا ہے، شفا اللہ ہی دیتا ہے۔

۳۴۷۲_ أخرجه مسلم، الطب، الباب السابق، ح: ۲۲۰۹ من حديث ابن نمير به.

۳۴۷۳_ أخرجه البخاري، الطب، باب الحمى من فيح جهنم، ح: ۵۷۲٦، ومسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ۲۲۱۲ من حديث سعيد به.

٣٤٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُؤْتَى بِالْمَرْأَةِ الْمَوْعُوكَةِ، فَتَدْعُو بِالْمَاءِ، فَتَصُبُّهُ فِي جَيْبِهَا، وَتَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ» وَقَالَ: «إِنَّهَا مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۳۴۷۴- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کسی بخار والی عورت کو ان کے پاس لایا جاتا تو وہ پانی طلب فرماتیں اور اسے اس (مریض عورت) کے گریبان میں ڈال دیتیں اور فرماتی تھیں: نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''اسے پانی کے ذریعے سے ٹھنڈا کرو۔'' اور فرمایا ہے: ''یہ جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔''

٣٤٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَىٰ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْحُمّٰى كِيرٌ مِنْ كِيرِ جَهَنَّمَ. فَنَحُّوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ».

۳۴۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی ایک دھونکنی ہے۔ اسے ٹھنڈے پانی کے ذریعے سے دور ہٹاؤ۔''

فائدہ: دھونکنی اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے لوہار بھٹی کی آگ کو ہوا پہنچا کر تیز کرتا ہے۔ بخار کی گرمی کا جہنم کی آگ کے مشابہ ہونے کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْحِجَامَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- سینگی لگوانے کا بیان

٣٤٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَوْنَ بِهِ خَيْرٌ، فَالْحِجَامَةُ».

۳۴۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بھلائی (اور فائدہ) ہے تو وہ سینگی (لگانے میں) ہے۔''

٣٤٧٤ـ أخرجه البخاري، الطب، انظر الباب السابق، ح: ٥٧٢٤ من حديث هشام به، ومسلم، الطب، الباب السابق، ح: ٢٢١١ عن ابن أبي شيبة به.

٣٤٧٥ـ [حسن] وصححه البوصيري، وفيه علل، وله شاهد عند البخاري في التاريخ: ٧/ ٦٣، وشواهد أخرٰى عند البخاري، ح: ٥٧٢٦، ومسلم، ح: ٢٢١٢ وغيرهما.

٣٤٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٨٥٧ من حديث حماد به، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

فوائد ومسائل: ① سینگی ایک پیالے جیسی چیز سے لگائی جاتی ہے' اسے ہوا سے خالی کر کے جلد پر رکھا جاتا ہے۔ اس سے جسم کے اس حصے میں ایک دباؤ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے خون اور فاسد مادہ زور سے کھنچ آتا ہے۔ ② سینگی تقریباً ہر مرض کا علاج ہے لیکن معالج سمجھ دار ہونا چاہیے جو یہ جانتا ہو کہ کس مرض کے لیے جسم کے کس حصے پر سینگی لگائی چاہیے۔

٣٤٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا كُلُّهُمْ يَقُولُ لِي: عَلَيْكَ، يَا مُحَمَّدُ! بِالْحِجَامَةِ».

۳۴۷۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی (اور معراج ہوئی)' میں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا' وہ سب مجھے یہی کہتے رہے: حضرت محمد (ﷺ)! سینگی لگوایا کریں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور بعض دیگر محققین نے بھی سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن کچھ محققین نے طویل بحث کے بعد دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اور اس کے دیگر شواہد میں اس قدر ضعف نہیں ہے کہ اس روایت کو ضعیف قرار دے دیا جائے۔ ہمارے فہم کے مطابق مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت بن جاتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۳۰/۵' ۳۳۱' والصحيحة للألباني' رقم: ۲۲۶۳' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۳۴۷۷) ② فرشتے اللہ کے حکم کے بغیر اپنی رائے اور مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے' لہٰذا یہ علاج فرشتوں کا تجویز کیا ہوا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تجویز کیا ہوا ہے۔ ③ ایک چیز کا بار بار دہرایا جانا تاکید کے لیے ہے۔

٣٤٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ

۳۴۷۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت

٣٤٧٧ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحجامة، ح: ٢٠٥٣ من حديث عباد به مطولاً، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٠٩، وقال الذهبي: "عباد ضعّفوه"، وانظر، ح: ٩٣٨، وله شاهد عند الطبراني في الأوسط: ٣/ ٥٣، ح: ٢١٠٢ * فيه قتادة وعنعن، وشاهد آخر عند البزار (كشف الأستار): ٣/ ٣٨٨، ح: ٣٠٢٠ وإسناده ضعيف من أجل عبدالله بن صالح كاتب الليث، وذكره الهيثمي في المجمع: ٥/ ٩١ على وهم في تسمية الصحابي.

٣٤٧٨ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحجامة، ح: ٢٠٥٣ من حديث عباد به مطولاً، وقال: "حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث عباد بن منصور"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٢، ٤١٠، ووافقه الذهبي في الأولى، وقال في الثانية "لا"، وانظر الحديث السابق لضعف عباد.

خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ. يَذْهَبُ بِالدَّمِ، وَيُخِفُّ الصُّلْبَ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والا اچھا بندہ ہے۔ خون لے جاتا ہے' کمر کو ہلکا کرتا ہے اور بینائی کو تیز کرتا ہے۔''

٣٤٧٩- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَإٍ، إِلَّا قَالُوا: يَامُحَمَّدُ! مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ».

۳۴۷۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے اسراء (اور معراج) ہوئی' میں (فرشتوں کی) جس جماعت کے پاس سے گزرا' انھوں نے کہا: حضرت محمد (ﷺ)! اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم دیجیے۔''

٣٤٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ. فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا.

۳۴۸۰- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی تو نبی ﷺ نے ابو طیبہ ؓ کو حکم دیا کہ انھیں سینگی لگا دیں۔

وَقَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَوْ غُلَاماً لَمْ يَحْتَلِمْ.

راوی بیان کرتے ہیں: میرے خیال میں ابو طیبہ ؓ ام المومنین ؓ کے رضاعی بھائی تھے' یا نابالغ لڑکے تھے۔

(المعجم ٢١) - **بَابُ مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ** (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- سینگی جسم کے کس حصے میں لگائی جائے؟

٣٤٧٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٥، ح: ٣٢١٠ من حديث عبدالله بن صالح عن كثير ابن سليم به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ١٨٦٢ لعلته، وحديث: ٣٤٧٧ شاهد له.

٣٤٨٠ـ أخرجه مسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٦ عن ابن رمح به.

٣٤٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُحَيْنَةَ يَقُولُ: اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْيِ جَمَلٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَسْطَ رَأْسِهِ.

۳۴۸۱- حضرت عبداللہ (بن مالک) ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لَحْيِ جَمَل کے مقام پر احرام کی حالت میں سر کے درمیان (تالو میں) سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو اس کا علاج سینگی سے کیا جا سکتا ہے۔ ② احرام کی حالت میں سر کے بال اتروانا منع ہے لیکن بیماری کی صورت میں بال اتروا سکتا ہے البتہ فدیہ دینا پڑے گا جس کی مقدار ایک بکری کی قربانی یا تین روزے رکھنا یا چھ مسکینوں کو آدھا آدھا صاع غلہ دینا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے اس موقع پر سینگی لگوانے کی وجہ درد شقیقہ تھی۔ (صحیح البخاري' الطب' باب الحجم من الشقيقة والصداع' حديث: ٥٧٠٠)

٣٤٨٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعْدٍ الْإِسْكَافِ، عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِحِجَامَةِ الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ.

۳۴۸۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے نازل ہو کر نبی ﷺ کو گردن کی رگوں پر اور دونوں کندھوں کے درمیان (گردن کے قریب) سینگی لگوانے کی ہدایت کی۔

٣٤٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ،

۳۴۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گردن کی رگوں پر اور دونوں کندھوں کے

٣٤٨١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح: ١٨٣٦ عن خالد بن مخلد، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح: ١٢٠٣ عن ابن أبي شيبة من حديث خالد به.

٣٤٨٢ـ [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل الأصبغ، وهو "متروك رمي بالرفض" كما في التقريب، وتلميذه "متروك ورماه ابن حبان بالوضع وكان رافضيًا" (تقريب)، وأخرجه ابن عدي: ٣/ ١١٨٧ من حديث سعد بن طريف الإسكاف به، بغير هٰذا اللفظ.

٣٤٨٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في موضع الحجامة، ح: ٣٨٦٠ من حديث جرير به، وتابعه همام عند الترمذي، ح: ٢٠٥١، وقال: "حسن غريب" * قتادة عنعن انظر، ح: ١٧٥.

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ فِي الْأَخْدَعَيْنِ، وَعَلَى الْكَاهِلِ.

درمیان سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے لہٰذا مذکورہ روایت متابعات اور شواہد کی بنا پر سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ۹۰۸، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۴۸۳) ② أَخْدَعَيْن سے مراد وہ دو رگیں ہیں جو گردن پر دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ ③ کاهل سے مراد کندھوں کے درمیان کی وہ جگہ ہے جہاں سے گردن باقی جسم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

۳٤۸٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ، وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ، وَيَقُولُ: «مَنْ أَهْرَاقَ مِنْهُ هٰذِهِ الدِّمَاءَ، فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ».

۳۴۸۴- حضرت ابوکبشہ (سعید بن عمرو انماری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سر پر اور کندھوں کے درمیان سینگی لگواتے تھے اور فرماتے تھے: ”جو شخص اپنے جسم سے اس طرح (سینگی لگوا کر) خون نکلواتا ہے وہ اگر کسی بیماری کا کوئی اور علاج نہ کرے تو کوئی نقصان نہیں۔“

۳٤۸٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسِهِ عَلَى جِذْعٍ. فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ.

۳۴۸۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھوڑے سے کھجور کے درخت کے (کٹے ہوئے) تنے پر گر پڑے اس سے آپ کے پاؤں کا جوڑ متاثر ہوگیا۔

قَالَ وَكِيعٌ: نَعْنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ

امام وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

۳٤۸٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في موضع الحجامة، ح: ۳۸٥۹ من حديث الوليد به، وانظر، ح: ۲٥٥ لعلته * والوليد لم يصرح بالسماع المسلسل.

۳٤۸٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يصلي من قعود، ح: ٦۰۲ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦١٥، وابن حبان، ح: ۳٦٥، وله شاهد عند مسلم وغيره من حديث الليث بن سعد عن أبي الزبير عن جابر به، وبه صح الحديث.

عَلَيْهَا مِنْ وَثْءٍ.

نبی ﷺ نے تکلیف کی وجہ سے پاؤں پر سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① پاؤں میں موچ آ جائے یا جوڑ کی ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو سینگی لگوانا مفید ہے۔ ② حادثاتی طور پر چوٹ آنے سے اگر زخم نہ آئے تو خون چوٹ کی جگہ جم کر تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ اس صورت میں سینگی لگوانے سے متاثرہ حصے میں دوران خون کا نظام درست ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي أَيِّ الْأَيَّامِ يَحْتَجِمُ** (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- کن دنوں میں سینگی لگوانی چاہیے؟

٣٤٨٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَرَادَ الْحِجَامَةَ فَلْيَتَحَرَّ سَبْعَةَ عَشَرَ، أَوْ تِسْعَةَ عَشَرَ، أَوْ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ. وَلَا يَتَبَيَّغْ بِأَحَدِكُمُ الدَّمُ، فَيَقْتُلَهُ».

۳۴۸۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سینگی لگوانا چاہے اسے چاہیے کہ (چاند کی) سترہ، انیس یا اکیس تاریخ کو سینگی لگوانے کی کوشش کرے۔ ایسا نہ ہو کہ دوران خون میں خلل واقع ہو اور وفات ہو جائے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نیز دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن متن صحیح ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ۱۸۴۷، ۲۲۴۷، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۴۸۶) ② چاند کی مختلف تاریخوں میں انسان کے جسم کی بعض کیفیات مختلف ہوتی ہیں، اس لیے احادیث میں وارد ہدایات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ③ قمری مہینے کا تیسرا ہفتہ سینگی لگوانے کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

٣٤٨٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۳۴۸۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٤٨٦ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** وضعفه الزبيدي في اتحاف السادة المتقين: ٥١٦/٩ وغيره ✽ نهاس تقدم، ح: ١٣٨٢، وتلميذه مستور (تقريب)، وعثمان بن مطر ضعيف (أيضًا)، والراوي عنه تقدم حاله، ح: ٢٣٧٣، فالسند ظلمات.

٣٤٨٧ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن عدي: ٧٢١/٢ من حديث عثمان بن مطر به، وانظر الحديث السابق، وتابعه ◀◀

عُثْمَانُ بْنُ مَطَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: يَانَافِعُ! قَدْ تَبَيَّغَ بِيَ الدَّمُ. فَالْتَمِسْ لِي حَجَّامًا. وَاجْعَلْهُ رَفِيقًا، إِنِ اسْتَطَعْتَ. وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا كَبِيرًا وَلَا صَبِيًّا صَغِيرًا. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ. وَفِيهِ شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ، وَتَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَفِي الْحِفْظِ. فَاحْتَجِمُوا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ يَوْمَ الْخَمِيسِ. وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَالْجُمُعَةِ وَالسَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ، تَحَرِّيًا. وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ، فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي عَافَى اللهُ فِيهِ أَيُّوبَ مِنَ الْبَلَاءِ. وَضَرَبَهُ بِالْبَلَاءِ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ. فَإِنَّهُ لَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، أَوْ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ».

ہے' انھوں نے حضرت نافع ؓ سے فرمایا: میرے خون میں جوش (اور حرارت) کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے' لہٰذا میرے لیے سینگی لگانے والا تلاش کرو۔ ہو سکے تو نرم مزاج آدمی لانا' اور بہت بوڑھا یا بہت کم سن نہ لانا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا: ''نہار منہ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے۔ اس میں شفا اور برکت ہے۔ اس سے عقل اور حافظے میں ترقی ہوتی ہے' اس لیے اللہ کا نام لے کر جمعرات کو سینگی لگوا لیا کرو۔ بدھ' جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو اہتمام سے سینگی لگوانے سے پرہیز کرو۔ پیر اور منگل کے دن سینگی لگوا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب ؑ کو بیماری سے اسی دن شفا دی تھی۔ اور آپ ؑ کی آزمائش (اور بیماری) بدھ سے شروع کی تھی۔ کوڑھ اور پھلبہری کا مرض صرف بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔

٣٤٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِصْمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَانَافِعُ! تَبَيَّغَ بِيَ الدَّمُ. فَأْتِنِي بِحَجَّامٍ. وَاجْعَلْهُ شَابًّا. وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا وَلَا صَبِيًّا.

۳۴۸۸- حضرت نافع ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: نافع! میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے' لہٰذا میرے پاس سینگی لگانے والا لاؤ۔ جوان آدمی لانا' بوڑھا یا بچہ نہ لانا۔

◀◀ غزال بن محمد عند الحاكم: ٤/٢١١، وهو مجهول كما قال الذهبي، وتابعهما أبوعلي عثمان بن جعفر، مستدرك: ٤/ ٤٠٩، وهو واهٍ، ورواه عثمان بن سعيد الدارمي عن عبدالله بن صالح كاتب الليث عن عطاف بن خالد عن نافع به، مستدرك: ٤/ ٢١١، ٢١٢، وإسناده ضعيف من أجل كاتب الليث.

٣٤٨٨- [إسناده ضعيف] * عبدالله بن عصمة مجهول الحال، وشيخه مجهول، راجع التقريب وغيره.

قَالَ : وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ. وَهِيَ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيدُ الْحَافِظَ حِفْظًا. فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا، فَيَوْمَ الْخَمِيسِ، عَلَى اسْمِ اللّٰهِ. وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ. وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ. وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ. فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ أَيُّوبُ بِالْبَلَاءِ. وَمَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا فِي يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ أَوْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ».

حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''نہار منہ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے' اس سے عقل بڑھتی ہے' اور حافظہ زیادہ ہوتا ہے' اور اچھی یادداشت والے کی یادداشت بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو جس نے سینگی لگوانی ہو وہ اللہ کا نام لے کر جمعرات کو لگوا لے۔ جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو سینگی لگوانے سے اجتناب کرو۔ سوموار اور منگل کو سینگی لگوا لیا کرو۔ اور بدھ کو بھی سینگی لگوانے سے پرہیز کرو کیونکہ حضرت ایوب ؑ کو اسی دن آزمائش (اور بیماری) آئی تھی۔ جذام اور برص صرف بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ دونوں روایتوں کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے متابعات اور شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ ہمارے فہم کے مطابق مذکورہ دونوں روایتیں متابعات اور شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہیں جیسا کہ شیخ البانی اور شیخ محمود محمد محمود حسن نصار ؒ نے بھی انھیں متابعات اور شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم:٧٦٦، وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقم:٣٤٨٧، ٣٤٨٨) سینگی لگوانے کے لیے ماہر آدمی کی خدمت حاصل کرنا مناسب ہے۔ اسی طرح دوسرے امراض کے علاج کے لیے ماہر اور سمجھ دار طبیب سے رجوع کرنا چاہیے۔ ② ہفتے میں دنوں کی تاثیر جو حدیث میں بیان ہوئی ہے' اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ ممکن ہے آئندہ اس کی حکمت ظاہر ہو جائے۔ ③ جوان آدمی طاقت ور ہوتا ہے' آسانی سے اور اچھی طرح خون کھینچ سکتا ہے جب کہ بچہ طاقت اور مہارت کم ہونے کی وجہ سے اور بوڑھا طاقت کم ہونے کی وجہ سے اتنی اچھی طرح یہ کام نہیں کر سکتا۔ ④ خالی پیٹ سینگی لگوانا زیادہ مفید ہے۔ ⑤ سینگی لگوانے کے لیے سوموار' منگل اور جمعرات کے دن مناسب ہیں۔ اتوار کے دن سینگی لگوانا درست ہے' تاہم قصداً اتوار کو نہیں لگوانی چاہیے۔ بیماری کی شدت کے پیش نظر طبیب کے مشورے سے اس دن بھی سینگی لگوا لی جائے تو حرج نہیں۔ ⑥ سوموار' منگل' جمعرات اور اتوار میں سے جو دن چاند کی سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو آئے' اس دن سینگی لگوانا بہتر ہے۔ ⑦ بدھ کو سینگی لگوانے سے پرہیز ضروری ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الْكَيِّ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- داغنے کا بیان

٣٤٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اكْتَوٰى أَوِ اسْتَرْقٰى، فَقَدْ بَرِيءَ مِنَ التَّوَكُّلِ».

۳۴۸۹- حضرت عقار رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خود کو داغا' یا دم کروایا' وہ توکل سے محروم ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① عرب میں بعض بیماریوں کا علاج اس طرح بھی کیا جاتا تھا کہ لوہے کی کوئی چیز آگ میں گرم کرتے حتیٰ کہ وہ سرخ ہو جاتی' پھر وہ گرم لوہا جسم کے بیماری والے حصے پر لگایا جاتا' جس سے بیماری کے بعض اثرات کا ازالہ ہو جاتا' اسے داغنا کہتے ہیں۔ ② جہاں تک ممکن ہو سکے داغنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جب کوئی چارہ نہ رہے تو پھر یہ علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ ③ جانوروں کی پہچان کے لیے ان کے جسم پر اس طریقے سے نشان لگایا جاتا ہے یہ جائز ہے لیکن جانور کے چہرے کو داغنا ممنوع ہے۔

٣٤٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ، وَ يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَيِّ. فَاكْتَوَيْتُ. فَمَا أَفْلَحْتُ، وَلَا أَنْجَحْتُ.

۳۴۹۰- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے داغنے سے منع فرمایا۔ میں نے خود کو داغا تو مجھے فائدہ نہ ہوا اور میں کامیاب نہ ہوا۔

٣٤٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۳۴۹۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفا تین چیزوں میں ہے: شہد پینے میں' سینگی کے زخم میں اور آگ کے

٣٤٨٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في كراهية الرقية، ح: ٢٠٥٥ من طريق آخر عن مجاهد به، وقال: "حسن صحيح".

٣٤٩٠ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٣٧٧، ح: ٧٦٠٢ من حديث هشيم قال: أنبأ منصور ويونس به، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٠٤٩ من طريق آخر عن الحسن، وقال: "حسن صحيح"، وله شاهد عند أبي داود، ح: ٣٨٦٥، وإسناده صحيح، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢٢٦/ ١٦٧.

٣٤٩١ـ أخرجه البخاري، الطب، باب الشفاء في ثلاث، ح: ٥٦٨٠ عن أحمد بن منيع به.

«الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةٍ بِنَارٍ. وَأَنْهٰى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ» رَفَعَهُ.

ساتھ داغنے میں۔ اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔"

فوائد ومسائل: ① علاج کے لیے شہد اور احادیث میں مذکور دوسری دواؤں سے علاج کو ترجیح دینی چاہیے۔ ② اگر شہد وغیرہ سے فائدہ نہ ہو تو سینگی لگوالی جائے' یہ بھی جائز علاج ہے۔ ③ آگ سے جسم کو داغنا اگرچہ ایک اچھا علاج ہے' تاہم اس سے پرہیز بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - بَابُ مَنِ اكْتَوٰى

(التحفة ٢٤)

باب: ۲۴- خود کو داغنا

٣٤٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ الْأَنْصَارِيُّ سَمِعْتُ عَمِّي يَحْيٰى. وَمَا أَدْرَكْتُ رَجُلاً مِنَّا بِهِ شَبِيهاً يُحَدِّثُ النَّاسَ أَنَّ أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ، وَهُوَ جَدُّ مُحَمَّدٍ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ، أَنَّهُ أَخَذَهُ وَجَعٌ فِي حَلْقِهِ، يُقَالُ لَهُ الذُّبَحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَأُبْلِغَنَّ أَوْ لَأُبْلِيَنَّ فِي أَبِي أُمَامَةَ عُذْرًا» فَكَوَاهُ بِيَدِهِ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مِيتَةَ سُوءٍ لِلْيَهُودِ يَقُولُونَ: أَفَلَا دَفَعَ عَنْ صَاحِبِهِ وَمَا أَمْلِكُ لَهُ وَلَا لِنَفْسِي شَيْئاً».

۳۴۹۲- حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاری اپنے چچا یحییٰ بن سعد بن زرارہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ محمد ؒ کے نانا حضرت سعد بن زرارہ ؓ کو حلق میں درد ہوا جسے ذُبَحْ کہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ابوامامہ (سعد بن زرارہ ؓ) کے علاج کی پوری کوشش کروں گا حتیٰ کہ معاملہ میرے بس سے باہر ہو جائے۔" نبی ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ سے داغا لیکن وہ (جان بر نہ ہو سکے اور) فوت ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "یہودیوں کو بری موت نصیب ہو! وہ کہتے ہیں: اس (نبی ﷺ) نے اپنے ساتھی کی جان کیوں نہ بچالی؟ میں تو اس کے لیے یا اپنے لیے (اللہ کے فیصلے کے مقابلے میں) کچھ اختیار نہیں رکھتا۔"

٣٤٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٢٨٧، ٢٨٨، ح: ٧٣٩ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٧/ ٤٢٣، وقال الهيثمي: ٥/ ٩٨ "رجاله ثقات"، وكذا قال البوصيري، قلت: ويحيٰى مذكور في الصحابة، الإصابة: ٤/ ٦٥٠، وتعديله راجح.

فوائد ومسائل: ① ذُبحُ' ذال کی پیش اور با کی زبر یا سکون سے ہے۔ یہ گلے میں ہونے والا ایک درد یا زخم ہے جس کے مریض کے بچنے کی امید بہت کم ہوتی ہے۔ ② مریض کے علاج کی پوری کوشش کرنی چاہیے تاکہ دل میں یہ خیال نہ آئے کہ اگر علاج کیا جاتا تو شاید مریض اس بیماری سے نہ مرتا۔ ③ موت وحیات صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ نبی ﷺ کے اختیار میں بھی کسی کی زندگی اور موت نہیں۔ ④ شیخ البانی ؒ نے بھی مذکورہ روایت کو اس جملے [ميتة سوء ......] ''یہودیوں کو بری موت نصیب ہو......'' کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجه' رقم:۷۶۴)

٣٤٩٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرِضَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ مَرَضاً. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ طَبِيباً. فَكَوَاهُ عَلَى أَكْحَلِهِ.

۳۴۹۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ابی بن کعب ؓ بیمار ہوگئے۔ نبی ﷺ نے ان کے پاس ایک طبیب بھیجا۔ اس نے ان کی رگ اکحل پر داغ دیا۔

فوائد ومسائل: ① اُکحَل وہ رگ ہے جس کو ہفت اندام کہتے ہیں۔ یہ ہاتھ میں اُکحَل کہلاتی ہے اور ران میں نَسَا۔ اگر یہ کٹ جائے تو خون بند نہیں ہوتا' نیز علاج کے لیے اس سے فصد کے طریقے سے سر' سینہ' پشت اور دست وپا کا خون نکالا جاتا ہے۔ ② طب کا پیشہ ایک جائز ذریعہ' معاش ہے۔

٣٤٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ، مَرَّتَيْنِ.

۳۴۹۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کی رگ اکحل کو دو بار داغا تھا۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ الْكُحْلِ بِالْإِثْمِدِ

(التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- اثمد سرمہ آنکھوں میں لگانے کا بیان

٣٤٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَحْيَى بْنُ

۳۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٤٩٣ـ أخرجه مسلم، الطب، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٧ من حديث الأعمش به.

٣٤٩٤ـ أخرجه مسلم، الطب، الباب السابق، ح: ٢٢٠٨ من حديث أبي الزبير به نحو المعنٰى، ورواه يحيى بن سعيد القطان عن سفيان الثوري به.

٣٤٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٧ من حديث أبي عاصم به، وصححه، ووافقه الذهبي، وحسنه ◀◀

خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اثمد سرمہ (آنکھوں میں لگانا) اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اثمد ایک قسم کا سرمہ ہے۔ علامہ وحید الزمان خان نے اسے ”اصفہانی سرمہ“ بتلایا ہے۔ ② سرمہ آنکھوں کی زینت کے علاوہ نظر کو قوت بھی بخشتا ہے۔ ③ پلکوں کے لمبے بال آنکھوں کو خوبصورت بناتے ہیں اور آنکھوں میں پڑ جانے والی اشیاء سے حفاظت بھی کرتے ہیں۔ اثمد استعمال کرنے سے یہ فوائد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ارشاد نبوی پر عمل کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

٣٤٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

۳۴۹۶- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوتے وقت اثمد سرمہ (آنکھوں میں لگانا) ضروری سمجھ لو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔“

فائدہ: سوتے وقت سرمہ لگانے کا یہ فائدہ ہے کہ رات بھر آنکھوں میں لگا رہنے کی وجہ سے اچھی طرح اثر کرتا ہے۔

٣٤٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۳۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔“

◀◀ البوصيري، وتقدم بعضه، ح: ٣٤٤٨.

٣٤٩٦- [حسن] وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٨،٣٧٩/ ٤١١ * إسماعيل تابعه محمد بن إسحاق، شرح السنة: ١٢/ ١١٧، وهشام بن حسن، ابن عدي: ٣/ ١٠٥٢، وسلام بن أبي خيرة، أيضًا، ص: ١١٥١، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٤٣٩، ١٤٤٠، وأبي داود وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

٣٤٩٧- [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في البياض، ح: ٤٠٦١، والنسائي: ٨/ ١٤٩، ١٥٠، الزينة، الكحل، ح: ٥١١٦ من حديث ابن خثيم به، وراجع نيل المقصود، ح: ٣٨٧٨.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ. يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ».

(المعجم ٢٦) **بَابٌ: مَنِ اكْتَحَلَ وِتْرًا** (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- طاق عدد میں سرمہ لگانا

٣٤٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُصَيْنٍ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْخَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اكْتَحَلَ، فَلْيُوتِرْ. مَنْ فَعَلَ، فَقَدْ أَحْسَنَ. وَمَنْ لَا، فَلَا حَرَجَ».

۳۴۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو سرمہ لگائے‘ وہ طاق (ایک یا تین بار) لگائے۔ جس نے یہ کام کیا‘ اس نے اچھا کیا۔ اور جس نے نہ کیا‘ اس پر کوئی حرج نہیں۔“

٣٤٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا ثَلَاثًا، فِي كُلِّ عَيْنٍ.

۳۴۹۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ایک سرمے دانی تھی۔ آپ اس سے ہر آنکھ میں تین بار سرمہ لگاتے تھے۔

(المعجم ٢٧) - **بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُتَدَاوٰى بِالْخَمْرِ** (التحفة ٢٧)

باب:۲۷- شراب سے علاج کرنے کی ممانعت کا بیان

٣٥٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ

۳۵۰۰- حضرت طارق بن سوید حضرمی ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے علاقے میں انگور ہوتے ہیں‘ ہم انھیں

٣٤٩٨_ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٣٧.

٣٤٩٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الاكتحال، ح: ١٧٥٧ من حديث عباد به، وقال: "حسن غريب"، وانظر، ح: ٣٤٧٧ وغيره لضعف عباد.

٣٥٠٠_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٣١١ من حديث حماد به، أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر وبيان أنها ليست بدواء، ح: ١٩٨٤ من حديث شعبة عن سماك بن حرب عن علقمة بن وائل عن أبيه به الخ.

الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بِأَرْضِنَا أَعْنَاباً نَعْتَصِرُهَا. فَنَشْرَبُ مِنْهَا؟ قَالَ: «لَا» فَرَاجَعْتُهُ، قُلْتُ: إِنَّا نَسْتَشْفِي بِهِ لِلْمَرِيضِ. قَالَ: «إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِشِفَاءٍ. وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ».

نچوڑتے (اوران کے رس سے شراب بناتے) ہیں' ہم اسے پی لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے دوبارہ سوال کرتے ہوئے عرض کیا: ہم اس (شراب) کے ساتھ بیمار کا علاج کرتے ہیں۔ (کیا یہ جائز ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''وہ شفا نہیں بلکہ وہ تو خود ایک بیماری ہے۔''

فوائد ومسائل: ① شراب حرام ہے۔ ② نشہ آور چیز کا کسی بھی انداز سے استعمال حرام ہے۔ ③ حرام چیز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ حرام اور نقصان دہ اشیاء سے علاج کی بابت حدیث نمبر ۳۴۶۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔ ④ آج کل انگریزی دواؤں میں الکحل شامل کی جاتی ہے تاکہ وہ زیادہ عرصے تک درست حالت میں رہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس مقصد کے لیے کوئی حلال چیز (شہد' سرکہ یا صاف پانی وغیرہ) استعمال کریں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْاِسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸-قرآن کے ذریعے سے حصولِ شفا

۳۵۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا سَعَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ».

۳۵۰۱- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دوا قرآن ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے ذریعے سے علاج کا صحیح طریقہ قرآنی آیات وادعیہ پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا ہے' جیسے حضرت ابوسعید خدری ؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس شخص کو دم کیا تھا جسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو نبی ﷺ نے اس کی تائید فرمائی' دیکھیے: (صحیح البخاري' الطب' باب الرقی بفاتحة الکتاب' حدیث:۵۷۳۶) ② قرآن کی تلاوت اور اس کا فہم' قلبی اور روحانی بیماریوں کا شافی علاج ہے۔

۳۵۰۱ـ[إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في أخبار أصبهان: ١/ ٢٦٥ من حديث سفيان الثوري عن أبي إسحاق به، وفي الحديث علل، منها ضعف الحارث الأعور، وتقدم، ح: ٩٥.

(المعجم ٢٩) - **بَابُ الْحِنَّاءِ** (التحفة ٢٩)

٣٥٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا فَائِدٌ، مَوْلَى عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ: حَدَّثَنِي مَوْلَايَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي سَلْمٰى أُمُّ رَافِعٍ، مَوْلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ لَا يُصِيبُ النَّبِيَّ ﷺ قَرْحَةٌ وَلَا شَوْكَةٌ إِلَّا وَضَعَ عَلَيْهِ الْحِنَّاءَ.

باب:٢٩-مہندی کا بیان

٣٥٠٢-رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ خادمہ حضرت ام رافع سلمیٰ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ کو جب بھی کوئی زخم آ جاتا یا کانٹا چبھ جاتا تو آپ اس پر مہندی لگاتے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن بھی قرار دیا ہے اور تحسین حدیث والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص مہندی سے زخم وغیرہ کا علاج کرنا چاہتا ہے تو جائز ہے۔ واللہ أعلم. جیسا کہ اطباء وغیرہ میں یہ بات معروف ہے کہ مہندی زخم کو ٹھنڈک پہنچا کر خشک کرتی ہے اس لیے معمولی زخم کا علاج اس سے کیا جا سکتا ہے۔ ② ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر مہندی لگانا عورتوں کی زینت ہے اس لیے مردوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔

(المعجم ٣٠) - **بَابُ أَبْوَالِ الْإِبِلِ**

(التحفة ٣٠)

٣٥٠٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاساً مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ. فَقَالَ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰى ذَوْدٍ لَنَا، فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا» فَفَعَلُوا.

باب:٣٠-اونٹوں کے پیشاب کا بیان

٣٥٠٣- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ عرینہ کے کچھ افراد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھیں مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ آئی چنانچہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر تم ہمارے اونٹوں کے ریوڑ میں چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو (تو صحت یاب ہو جاؤ گے۔“) چنانچہ انھوں

٣٥٠٢_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٨٥٨ من حديث فائد مولى عبيدالله به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٢٠٥٤، قلت: عبيدالله بن علي لين الحديث (تقريب)، وباقي السند حسن، وله شواهد.

٣٥٠٣_ **[صحيح]** تقدم، ح: ٢٥٧٨.

نے ایسے ہی کیا۔

فوائد ومسائل: ① ان افراد میں سے کچھ قبیلۂ عکل کے تھے اور کچھ قبیلۂ عرینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ② اگر کسی جگہ کی آب وہوا موافق نہ ہو تو دوسری مناسب جگہ چلے جانا درست ہے۔ اس کا حکم وبا سے بھاگنے کی کوشش کا نہیں۔ ③ بیت المال کی چیز کسی کو مالک بنائے بغیر اسے عاریتاً بھی دی جاسکتی ہے تاکہ وہ اس سے حسب ضرورت فائدہ اٹھائے۔ ④ اونٹنیوں کے دودھ میں پیٹ کے بڑھ جانے کا علاج ہے۔ ⑤ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب علاج کے طور پر پینا جائز ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- برتن میں مکھی گر جائے تو؟

۳۵۰۴- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي أَحَدِ جَنَاحَيِ الذُّبَابِ سُمٌّ، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ. فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ، فَامْقُلُوهُ فِيهِ. فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ السُّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ».

۳۵۰۴- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکھی کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں شفا ہے۔ جب وہ کھانے (یا پینے) کی چیز میں گر پڑے تو اسے اس میں ڈبو دو' (پھر نکال کر پھینک دو) کیونکہ وہ زہر (والا پر) آگے اور شفا (والا پر) پیچھے رکھتی ہے۔''

۳۵۰۵- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ فِيهِ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ. فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً».

۳۵۰۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے (کسی کے) مشروب میں مکھی گر پڑے تو اسے چاہیے کہ اس میں ڈبو دے' پھر (باہر نکال کر) پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔''

۳۵۰٤ـ [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، الذباب يقع في الإناء، ح: ٤٢٦٧ من حديث ابن أبي ذئب به، وحسنه البوصيري * سعيد بن خالد بن عبدالله بن قارظ حسن الحديث، وباقي السند صحيح.

۳۵۰۵ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ۳۳۲۰ من حديث عتبة بن مسلم به.

فوائد ومسائل: ① مکھی جب پانی، دودھ یا چائے وغیرہ میں گر پڑے تو کھانے پینے کی چیز کو ضائع کر دینا جائز نہیں۔ ② اللہ تعالیٰ نے مکھی کے ایک پر میں جراثیم کش مادہ بھی رکھا ہوا ہے جو متعدد بیماریوں کے جراثیم کو ختم کرنے کی قوی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب مکھی کو، جس چیز میں وہ گری ہے، اس میں ڈبویا جائے تو وہ جراثیم کش مادہ مکھی کے پر سے نکل کر اس چیز میں شامل ہو جاتا ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں کا علاج ان کے اسباب کے قریب ہی کر دیا ہے، جیسے علاقائی بیماریوں کا علاج انھی علاقوں کی جڑی بوٹیوں میں موجود ہوتا ہے۔ یہ انسانوں پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ⑤ جدید تحقیقات سے حدیثوں میں مذکور حقائق کی تصدیق رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل بھی ہے اور احادیث کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت بھی۔

(المعجم ٣٢) - **بَابُ الْعَيْنِ** (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- نظر بد کا بیان

٣٥٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسٰى، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ هِنْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَيْنُ حَقٌّ».

۳۵۰۶- حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے۔“

٣٥٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ مُضَارِبِ بْنِ حَزْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَيْنُ حَقٌّ».

۳۵۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نظر کا لگنا حقیقت ہے۔“

٣٥٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ

۳۵۰۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”(نظر سے) اللہ کی پناہ مانگو

٣٥٠٦ـ **[صحيح]** أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٢٥٦، ح: ١٠٨٧٢ من حديث معاوية بن هشام به مطولاً، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٥، ٢١٦، ووافقه الذهبي، وله شاهد في الصحيحين من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

٣٥٠٧ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٧ عن ابن علية به مطولاً * مضارب ثقة، وتابعه همام بن منبه في صحيفته، ح: ١٣١، ومن طريقه أخرجه البخاري، ح: ٥٧٤٠، ومسلم، ح: ٢١٨٧/ ٤١ وغيرهما.

٣٥٠٨ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الحاكم: ٤/ ٢١٥ من حديث وهيب به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * أبو واقد صالح بن محمد بن زائدة تقدم حاله، ح: ٢٧٦٩، والحديث السابق يغني عنه.

أَبِي وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْتَعِيذُوا بِاللهِ. فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ».

کیونکہ نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بیماری کے اسباب جس طرح مادی ہوتے ہیں اسی طرح غیر مادی بھی ہوتے ہیں۔ جس طرح جدید تحقیقات کے نتیجے میں امراض کے نفسیاتی اسباب ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کیے جا چکے ہیں جو غیر مادی ہیں۔ ② روحانی اسباب بھی غیر مادی اسباب ہیں۔ ③ غیر مادی امراض اور امراض کے غیر مادی اسباب کا علاج بھی غیر مادی ذرائع سے ممکن ہے جن میں مختلف اذکار واوراد کے ذریعے سے علاج سنت سے ثابت ہے۔ ④ نظر کا لگنا ایک حقیقت ہے۔ یہ انسان کو غیر مادی طور پر متاثر کرتی ہے۔ غیر مسلم مفکرین کا انکار قابل توجہ نہیں۔ ⑤ نظر سے تحفظ اللہ کی پناہ میں آنے کے ذریعے سے اور اس کے کلام کا دم کرنے کے ذریعے سے ممکن ہے۔ ⑥ مذکورہ باب کی تیسری یعنی حضرت عائشہ والی روایت کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ سنداً ضعیف ہے، تاہم سابقہ روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني، رقم: ٧٣٧، وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقم: ٣٥٠٨)

٣٥٠٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: مَرَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ بِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَهُوَ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ. فَمَا لَبِثَ أَنْ لُبِطَ بِهِ. فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ. فَقِيلَ لَهُ: أَدْرِكْ سَهْلًا صَرِيعاً. قَالَ: «مَنْ تَتَّهِمُونَ بِهِ؟» قَالُوا: عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ. قَالَ: «عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ إِذَا رَأَى

٣٥٠٩- حضرت ابوامامہ (اسعد) بن سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے، حضرت سہل بن حنیف ؓ نہا رہے تھے کہ حضرت عامر بن ربیعہ ؓ گزرے، انھوں نے (سہل ؓ کو دیکھ کر) کہا: جیسا (خوش رنگ جسم) آج دیکھا ہے، (پہلے) کبھی نہیں دیکھا۔ کسی پردہ نشین (کنواری لڑکی) کی جلد بھی ایسی (خوش رنگ) نہیں (ہوتی۔) وہ فوراً ہی زمین پر گر پڑے (اچانک تیز بخار ہوا کہ کھڑے نہ رہ سکے۔) انھیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا: سہل ؓ کی خبر لیجیے، وہ تو گرے پڑے

٣٥٠٩۔ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٦٠، ح: ١٠٠٣٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٤، ١٤٢٥، والحاكم: ٤/ ٢١٥، ٢١٦، والذهبي * الزهري صرح بالسماع، وتابعه مالك، وللحديث شواهد.

أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ، فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ» ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ. فَأَمَرَ عَامِرًا أَنْ يَتَوَضَّأَ. فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. وَرُكْبَتَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ. وَأَمَرَهُ أَنْ يَصُبَّ عَلَيْهِ.

ہیں (اٹھ بھی نہیں سکتے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمھیں اس کے بارے میں کس پر شک ہے؟“ لوگوں نے کہا: عامر بن ربیعہ ؓ (کی نظر لگی ہے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو قتل کرنے والی حرکت کرتا ہے؟ اگر کسی کو اپنے بھائی کی کوئی چیز نظر آئے جو اسے اچھی لگے تو اسے چاہیے کہ اسے برکت کی دعا دے۔“ پھر پانی طلب فرمایا اور عامر ؓ کو حکم دیا کہ وضو کریں، چنانچہ انھوں نے اپنا چہرہ، کہنیوں تک دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور تہبند کا اندر کا حصہ دھویا۔ آپ ﷺ نے وہ پانی سہل ؓ پر ڈالنے کا حکم دیا۔

قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْفَأَ الإِنَاءَ مِنْ خَلْفِهِ.

سفیان نے کہا: معمر نے امام زہری سے بیان کیا: اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ برتن ان (سہل) کے پیچھے سے (ان پر) انڈیل دیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی چیز اچھی لگے تو اس میں برکت کی دعا کرنی چاہیے، مثلاً: اللہ تعالیٰ تجھے اس جانور میں برکت عطا فرمائے۔ یا اللہ تعالیٰ تیری قوت میں یا جمال میں برکت فرمائے۔ یا یوں کہے: ﴿مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (الكهف ۱۸:۳۹) اس کی برکت سے نظر نہیں لگتی۔ ② نظر بد کا اثر دور کرنے کا یہ طریقہ بھی ہے کہ جس کی نظر لگی ہو وہ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور طریقے کے مطابق کسی برتن میں اعضاء دھو کر وہ پانی کسی کو دے تا کہ مریض پر پیچھے کی طرف سے ڈال دیا جائے۔ ③ تہبند کے اندر کے حصے سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے: اس سے مراد تہبند کا وہ کنارہ ہے جو دوسرے کنارے کی وجہ سے چھپ جاتا ہے۔ اور اس کا وہ حصہ مراد ہے جو نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ امام نووی ؒ نے تہ بند کا دایاں سرا فرمایا ہے (شرح صحيح مسلم از نووي: ۱۴/۱۷۲) بعض نے شرم گاہ اور بعض نے تہ بند وغیرہ باندھنے والا جسم کا حصہ مراد لیا ہے۔ (فتح الباري، الطب: ۱۰/۲۵۲)

(المعجم ۳۳) - **بَابُ مَنِ اسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ** (التحفة ۳۳)

باب: ۳۳- نظر کا دم کروانا

٣٥١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ قَالَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ بَنِي جَعْفَرٍ تُصِيبُهُمُ الْعَيْنُ. فَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ قَالَ: «نَعَمْ. فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ، سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ».

۳۵۱۰- حضرت عبید بن رفاعہ زرقی ؓ سے روایت ہے، حضرت اسماء ؓ نے کہا: اللہ کے رسول! جعفر ؓ کے بیٹوں کو نظر لگ جاتی ہے، میں انھیں دم کروا لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کرسکتی تو نظر اس (تقدیر) سے آگے بڑھ جاتی۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت جعفر طیار ؓ (بن ابی طالب) کے بیٹے حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کے اپنے بیٹے ہیں۔ حضرت جعفر ؓ ۸ ہجری میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوگئے تو اسماء ؓ سے حضرت ابوبکر ؓ نے نکاح کرلیا، اس لیے انھوں نے جعفر ؓ کے بیٹے فرمایا۔ حضرت ابوبکر ؓ کی وفات کے بعد اس خاتون سے حضرت علی ؓ نے نکاح کرلیا تھا۔ ② نظر یا بیماری کی وجہ سے دم کرنا اور کروانا جائز ہے بشرطیکہ دم میں شرکیہ اور بے معنی مہمل الفاظ نہ ہوں۔

٣٥١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ. ثُمَّ أَعْيُنِ الْإِنْسِ. فَلَمَّا نَزَلَ الْمُعَوِّذَتَانِ، أَخَذَهُمَا. وَتَرَكَ مَاسِوٰى ذٰلِكَ.

۳۵۱۱- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر سے پناہ ملنے کی دعا کیا کرتے تھے۔ جب معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل ہوئیں تو نبی ﷺ نے انھیں اختیار فرما لیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں چھوڑ دیں۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے

٣٥١٠- **[صحيح]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرقية من العين، ح: ٢٠٥٩ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٤١٤ * ابن عيينة عنعن، وتابعه أيوب عند الترمذي، ح: ٢٠٥٩ وغيره، وللحديث طرق أخرى، منها ما أخرجه مسلم، ح: ٤/ ١٧١٩ من حديث ابن عباس رضي الله عنهما.

٣٥١١- **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرقية بالمعوذتين، ح: ٢٠٥٨ من حديث الجريري به، وقال "حسن غريب"، والنسائي: ٨/ ٢٧١، ح: ٥٤٩٦ من حديث سعيد بن سليمان به * الجريري اختلط تقدم، ح: ٢٣٠٠، ولم أجد راويًا عنه في هذا الحديث قبل اختلاطه.

دیکھیے :(هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة، رقم:۴۴۸۸، و سنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار، رقہ :۳۵۱۱)

٣٥١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَمِسْعَرٍ، عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ.

۳۵۱۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں نظر کا دم کروانے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کا دم نظر بد سے اور جنوں کے شر سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ② دم کرنا اور کروانا جائز ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ مَا رُخِّصَ فِيهِ مِنَ الرُّقَى (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- جو دم جائز ہیں

٣٥١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ».

۳۵۱۳- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دم تو صرف نظر سے یا ڈنک مارنے والی چیز (بچھو وغیرہ کے ڈسنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① سانپ، بچھو، بھڑ، وغیرہ کاٹ لے تو دم کروالینا چاہیے، اس مقصد کے لیے سورۂ فاتحہ کا دم زیادہ بہتر ہے۔ ② حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ کسی اور بیماری کی صورت میں دم کروانا جائز نہیں بلکہ ان دو چیزوں کے لیے دم کرنا زیادہ آسان اور زود اثر علاج ہے۔ ③ دوسری بیماریوں کے لیے دم جائز ہونے کی دلیل باب:۳۶ اور ۳۷ کی احادیث ہیں۔

٣٥١٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۵۱۴- حضرت ابوبکر بن محمد ؒ سے روایت ہے

٣٥١٢ـ أخرجه البخاري، الطب، باب رقية العين، ح:٥٧٣٨، ومسلم، السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، ح:٢١٩٥ من حديث سفيان به.

٣٥١٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ح:٢٢٠ من حديث حصين به موقوفًا، ورواه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح:٢٠٥٧ من حديث شعبة عن حصين به مرفوعًا، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٣٥١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٢٥٠، ح:٦٣٧ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٦، ◀◀

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ خَالِدَةَ بِنْتَ أَنَسٍ، أُمَّ بَنِي حَزْمٍ السَّاعِدِيَّةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ الرُّقَى. فَأَمَرَهَا بِهَا.

کہ حضرت خالدہ بنت انس ام بنی حزم ساعدیہ ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کو کچھ دم سنائے (اور دریافت کیا کہ یہ جائز ہیں یا نہیں؟) نبی ﷺ نے انھیں ان کے ساتھ دم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا تھا: ”اپنے دم میرے سامنے پیش کرو۔ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس (کے الفاظ) میں شرک نہ ہو۔“ (صحيح مسلم، السلام، باب لا بأس بالرقي مالم يكن فيه شرك، حديث:٢٢٠٠)

٣٥١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُمْ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، يَرْقُونَ مِنَ الْحُمَةِ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنِ الرُّقَى. فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ [قَدْ] نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى. وَإِنَّا نَرْقِي مِنَ الْحُمَةِ. فَقَالَ لَهُمْ: «اِعْرِضُوا عَلَيَّ» فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَا بَأْسَ بِهٰذِهِ. هٰذِهِ مَوَاثِيقُ».

٣٥١٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: انصار کا ایک گھرانا، جنھیں آل عمرو بن حزم کہا جاتا تھا، (بچھو وغیرہ کے) ڈنک کا دم کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے سے منع فرما دیا۔ انھوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے دم جھاڑوں سے منع فرما دیا ہے، حالانکہ ہم زہریلے جانور کے ڈنک کا دم کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے سناؤ۔“ انھوں نے دم کے الفاظ سنائے تو آپ نے فرمایا: ”ان میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تو اقرار ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① شرکیہ دم جھاڑ منع ہے۔ ② جن الفاظ سے اللہ کی وحدانیت اور اس پر توکل کا اقرار ہو اور اس سے حاجت روائی کی درخواست ہو، انھیں پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔

٣٥١٦- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

٣٥١٦- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (زہریلی چیزوں کے) ڈنک کا، نظر کا اور نملہ کا

◄◄ وصححه البوصيري، والظاهر أن أبا بكر محمد بن حزم سمعه من خالدة رضي الله عنها، والله أعلم.

٣٥١٥- أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، ح:٢١٩٩/ ٦٣ من حديث الأعمش به.

٣٥١٦- أخرجه مسلم، السلام، الباب السابق، ح:٢١٩٦ من حديث سفيان الثوري به.

عَاصِمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ .

دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

فائدہ: نملہ ایک بیماری ہے جس میں پہلو یا پسلیوں پر دانے نکل آتے ہیں۔ بیماری بڑھ جانے پر وہ زخم بن جاتے ہیں۔ دم کرنے سے اس بیماری سے آرام آ جاتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵-سانپ اور بچھو کا دم

٣٥١٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَنَّادُبْنُ السَّرِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ .

۳۵۱۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سانپ اور بچھو کے دم کی اجازت دی ہے۔

٣٥١٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَهْرَامَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَدَغَتْ عَقْرَبٌ رَجُلًا فَلَمْ يَنَمْ لَيْلَتَهُ. فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ فُلَانًا لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَلَمْ يَنَمْ لَيْلَتَهُ. فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَوْ قَالَ، حِينَ أَمْسَى: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، مَا ضَرَّهُ لَدْغُ عَقْرَبٍ حَتَّى يُصْبِحَ».

۳۵۱۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی کو بچھو نے ڈنک مارا تو وہ رات بھر سو نہ سکا۔ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ فلاں کو بچھو نے ڈنک مارا تو اسے رات بھر نیند نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا: ”اگر وہ شام کو یہ دعا پڑھ لیتا تو اسے صبح تک بچھو کے ڈنک کی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ] ”میں اللہ کے کامل (بے نقص اور بے عیب) کلمات کے ذریعے سے (اللہ کی) پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو

٣٥١٧_ أخرجه مسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٣ من حديث مغيرة به .

٣٥١٨_ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٦/ ١٥٣، ح: ١٠٤٢٨ من حديث الأشجعي به، وصححه البوصيري ☆ سفيان الثوري تابعه حماد بن زيد ومالك وغيرهما عند النسائي، أيضًا، ح: ١٠٤٢٤، ١٠٤٢٥، وله شاهد في صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء . . . الخ، ح: ٢٧٠٩/ ٥٥.

اس نے پیدا کی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ کے کلمات سے مراد اس کا کلام‘ اس کے فیصلے اور قدرت ہے۔ ② انسانوں‘ جنوں‘ حیوانوں اور حشرات کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ایک بہترین دعا ہے۔ ③ یہ دعا صبح وشام پڑھنی چاہیے۔

۳۵۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ: عَرَضْتُ أَوْ أُعْرِضَتِ النَّهْشَةُ مِنَ الْحَيَّةِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَمَرَ بِهَا.

۳۵۱۹- حضرت عمرو بن حزم ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سانپ کے کاٹے کا ایک دم سنایا‘ یا آپ کو سانپ کے کاٹے کا ایک دم سنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھنے (اور مریض پر دم کرنے) کا حکم دیا۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ مَا عَوَّذَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَا عُوِّذَ بِهِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۶- نبی ﷺ نے جو دم کیا‘ اور جو دم آپ کو کیا گیا

۳۵۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا أَتَى الْمَرِيضَ فَدَعَا لَهُ، قَالَ: «أَذْهِبِ الْبَاسَ. رَبَّ النَّاسِ. وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ. شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا».

۳۵۲۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے لیے دعا کرتے تو فرماتے: [أَذْهِبِ الْبَاسَ‘ رَبَّ النَّاسِ‘ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي‘ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ‘ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ”بیماری دور کردے‘ اے لوگوں کے رب! اور شفا عطا فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں‘ ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل نہ رہنے دے۔“

فوائد ومسائل: ① مریض کی عیادت سنت نبوی ہے۔ ② عیادت کے وقت مریض کو تسلی دینے کے ساتھ ساتھ اس کے لیے دعا کرنا بھی مسنون ہے۔ ② شفا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے‘ لہٰذا دعا بھی اسی سے کرنی چاہیے۔

۳۵۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد عن عفان به كما في أطراف المسند: ٥/ ١٣١ * وأبوبكر لم يدرك جده كما في تحفة الأشراف: ٨/ ١٤٩، ح: ١٠٧٢٩ وغيره.

۳۵۲۰- [صحيح] تقدم، ح: ١٦١٩.

۳۵۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، مِمَّا يَقُولُ لِلْمَرِيضِ بِبُزَاقِهِ بِإِصْبَعِهِ: «بِسْمِ اللهِ. تُرْبَةُ أَرْضِنَا. بِرِيقَةِ بَعْضِنَا. لِيُشْفَى سَقِيمُنَا. بِإِذْنِ رَبِّنَا».

۳۵۲۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مریض کی شفایابی کے لیے انگلی پر لعاب دہن لگا کر یوں کہتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، لِيُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا] ”اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے بعض کے لعاب دہن سے مل کر، ہمارے رب کے حکم سے، ہمارے مریض کی شفایابی کا ذریعہ ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① مدینے کی مٹی اور رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن دونوں کو خاص شرف حاصل ہے، تاہم سنت پر عمل کرنے کی نیت سے جو شخص بھی اس طرح کرے گا، ان شاء اللہ مریض کو شفا ہوگی۔ ② حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں: ”تھوک اور مٹی تو ظاہری اسباب ہیں جنھیں اختیار کرنے کا حکم ہے۔ ان میں تاثیر شفا کا پیدا ہو جانا باذن اللہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دم مسنون ہے۔ اس میں اصل تاثیر بِإِذْنِ رَبِّنَا کے لفظ کی ہے۔ مومن کے منہ کا لعاب اور مٹی خواہ کسی سرزمین کی ہو، اس شفابخشی کا ایک حصہ ہیں۔ اور تجربے سے اس دم کا بے حد مؤثر ہونا ثابت ہے۔“ (ریاض الصالحین، حدیث: ۹۰۱)

۳۵۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُبْطِلُنِي. فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِجْعَلْ يَدَكَ الْيُمْنَى عَلَيْهِ وَقُلْ: بِسْمِ اللهِ. أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ. سَبْعَ مَرَّاتٍ» فَقُلْتُ

۳۵۲۲- حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے اتنا (شدید) درد ہو رہا تھا کہ میں مرا جا رہا تھا۔ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اپنا دایاں ہاتھ درد کے مقام پر رکھ کر سات بار کہہ: [بِسْمِ اللّٰهِ، أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ] ”اللہ کے نام سے، میں اللہ کی عظمت وقدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس برائی سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔“ میں نے یہ دعا (اس طرح) پڑھی تو اللہ تعالیٰ

۳۵۲۱_ أخرجه البخاري، الطب، باب رقية النبي ﷺ، ح: ۵۷۴۵ من حديث سفيان به، ومسلم، الطب، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ۲۱۹۴ عن ابن أبي شيبة به.

۳۵۲۲_ أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء، ح: ۲۲۰۲ من حديث نافع ابن جبير به.

ذٰلِكَ . فَشَفَانِيَ اللهُ .

نے مجھے شفا دے دی۔

فوائد ومسائل: ① انسان خود بھی مسنون دعائیں پڑھ کر اپنے آپ کو دم کر سکتا ہے۔ ② صحیح مسلم کی روایت میں ''بسم اللہ'' تین بار اور مذکورہ دعا سات بار پڑھنے کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم، السلام، باب استحباب وضع یده علی موضع الألم مع الدعاء، حدیث: ۲۲۰۲)

۳۵۲۳- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ : حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ جِبْرَئِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَامُحَمَّدُ! اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ . مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ . مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ أَوْ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ . بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ .

۳۵۲۳- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' جبریل ؑ نبی ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا: ''اے محمد! آپ بیمار ہو گئے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ جبریل ؑ نے فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنٍ أَوْحَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ] ''میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں' آپ کو تکلیف دینے والی ہر چیز سے' ہر جان یا آنکھ یا حاسد کے شر سے' اللہ آپ کو شفا دے۔ میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① مریض سے پوچھا جائے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ اور طبیب تفصیل سے تکلیف کا ذکر کر سکتا ہے۔ یہ صبر اور رضا کے منافی نہیں اور اللہ سے شکوہ شمار نہیں ہوتا۔ ② نبی اکرم ﷺ انسان تھے' آپ پر دوسرے بشری حالات کی طرح بیماری بھی آتی تھی۔ اس سے امت کو صبر' توجہ الی اللہ اور استقامت کا سبق بھی ملا' اور تقدیر پر ایمان رکھتے ہوئے تدبیر پر عمل کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہوا۔ ③ صحت وسلامتی اللہ کی نعمت ہے' لہٰذا اس کے لیے دعا کرنی چاہیے تاکہ اس سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کیے جا سکیں۔ ④ انسان پر دوسرے کے حسد اور نظر کا اثر ہو سکتا ہے۔

۳۵۲٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ،

۳۵۲۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

۳۵۲۳ـ أخرجه مسلم، السلام، باب الطب والمرض والرقٰی، ح: ۲۱۸٦ عن بشر بن هلال به.

۳۵۲٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/٤٤٦ عن عبدالرحمن بن مهدي به، وهو في السنن الكبرٰى للنسائي: ٦/۲٤۹، ح: ۱۰۸٤۱ من حديث ابن مهدي * عاصم تقدم حاله، ح: ۹۰۷ ولبعض الحديث شواهد في صحيح ابن حبان، ح: ۱٤۱۷، والمستدرك: ۳/ ۳۹۳، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ ثُوَيْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي، فَقَالَ لِي: «أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةٍ جَاءَنِي بِهَا جِبْرَئِيلُ؟» قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي. بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ. وَاللهُ يَشْفِيكَ. مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ. مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

انھوں نے کہا: نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: ’’کیا میں تجھے وہ دم نہ کروں جو میرے پاس جبریل علیہ السلام لائے ہیں؟‘‘ میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ، مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ.] ’’اللہ کے نام سے تجھے دم کرتا ہوں، اور اللہ تجھے شفا دے گا، تجھ میں موجود ہر بیماری سے، گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔‘‘

۳۵۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ هِشَامٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مِنْهَالٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ. يَقُولُ: «أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ». قَالَ: «وَكَانَ أَبُونَا إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وإِسْحَاقَ». أَوْ قَالَ: «إِسْمَاعِيلَ وَيَعْقُوبَ».

۳۵۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دم کرتے تو یوں فرماتے تھے: [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] ’’میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر شیطان سے اور کیڑے مکوڑے سے اور ہر دیوانہ کر دینے والی آنکھ سے۔‘‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعا پڑھ کر اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو، یا فرمایا: ’’اسماعیل اور یعقوب علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے۔‘‘

وَهٰذَا حَدِيثُ وَكِيعٍ.

اور یہ حدیث امام وکیع رحمہ اللہ کی ہے۔

۳۵۲۵_ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب(۱۰)، ح: ۳۳۷۱ من حديث منصور به.

فوائد و مسائل: ① [هَامَّة] سے مراد زہریلے کیڑے مکوڑے ہیں جن سے انسان کو تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ ② [لَامَّة] سے مراد ایسی آنکھ یا نظر جو جنون یا کسی مرض میں مبتلا کر دے۔ ③ بچوں کو حفاظت کے نقطۂ نظر سے دم کیا جا سکتا ہے اگرچہ وہ کسی مرض میں مبتلا نہ ہوں۔

(المعجم ۳۷) - **بَابُ مَا يُعَوَّذُ بِهِ مِنَ الْحُمّٰى** (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- بخار کا دم

۳۵۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُوعَامِرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا، أَنْ يَقُولُوا: «بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ».

۳۵۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بخار اور ہر قسم کے درد سے (شفا کے لیے) یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ یوں کہیں: [بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ] ”کبریائی والے اللہ کے نام سے۔ میں عظمت والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، جوش مارتی رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے۔“

قَالَ أَبُو عَامِرٍ: أَنَا أُخَالِفُ النَّاسَ فِي هٰذَا. أَقُولُ: يَعَّارٍ.

روایت کے راوی ابو عامر ؒ نے کہا: میں لوگوں سے اس روایت کے الفاظ میں اختلاف کرتا ہوں، میں (نَعَّارٍ کی بجائے) يَعَّارٍ کہتا ہوں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ الْأَشْهَلِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ، وَقَالَ: مِنْ شَرِّ عِرْقٍ يَعَّارٍ.

ایک دوسری سند سے اس روایت میں یہ لفظ مروی ہیں: [مِنْ شَرِّ عِرْقٍ يَعَّارٍ] ”بھڑکتی رگ کے شر سے۔“

فائدہ: اس حدیث میں [يَعَّارٍ] کے لفظ کو [يُعَارٌ] بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ لفظ [عَرَارَة] ”شدت، بدخلقی“ سے

۳۵۲۶ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب دعاء الحمّٰى والأوجاع كلها، ح: ۲۰۷۵ عن ابن بشار به، وقال: "غريب" . . . الخ ※ إبراهيم تقدم حاله، ح: ۱۰۳۲، وفي الحديث علة أخرٰى.

ماخوذ ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وہ رگ جو (بیماری یا بخار کی وجہ سے) شدت اور سختی کا باعث بنی ہوئی ہے۔

٣٥٢٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عُمَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ: أَتَى جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ يُوعَكُ. فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ. مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ. مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ، اللهُ يَشْفِيكَ.

٣٥٢٧- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو بخار تھا۔ جبریل ؑ تشریف لائے اور فرمایا: [بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ' مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ' مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ' وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ' اللّٰهُ يَشْفِيكَ] ''میں آپ کو اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں' ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے' حسد کرنے والے کے حسد سے اور ہر آنکھ سے' اللہ آپ کو شفا دے۔''

فائدہ: جسمانی بیماریوں کے لیے بھی دم کرنا درست ہے۔

(المعجم ٣٨) - بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

(التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- دعا پڑھ کر پھونک مارنا

٣٥٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ، وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفُثُ فِي الرُّقْيَةِ.

٣٥٢٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دم کرتے وقت پھونک مارتے تھے۔

فائدہ: [نَفْث] سے مراد ایسی پھونک ہے جس میں لعاب دہن کی معمولی سی ملاوٹ ہو۔ مسنون دعائیں پڑھ کر مریض پر اس انداز سے پھونک مارنی چاہیے۔

٣٥٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٢٣ من حديث عبدالرحمٰن بن ثوبان عن عمير بن هانيء به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٠، والحاكم: ٤/ ٤١٢، والذهبي، وحسنه البوصيري، وله طريق آخر عند النسائي في الكبرٰى.

٣٥٢٨ـ [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ١٣٢ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٧/ ٤٠٢، وأخرجه البخاري، ح: ٥٠١٦، ومسلم، ح: ٢١٩٢/ ٥١ وغيرهما من حديث مالك به مطولاً، وهو في الموطأ: ٩٤٢/٢، ٩٤٣، وقال ابن عبدالبر: "رواه وكيع عن مالك فاختصره وكان كثيرًا ما يختصر الأحاديث"، وانظر الحديث الآتي.

٣٥٢٩- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ، إِذَا اشْتَكٰى، يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَيَنْفُثُ. فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ، رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

٣٥٢٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب بیمار ہو جاتے تھے تو معوذات سورتیں پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک مارتے تھے۔ جب آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو میں نبی ﷺ پر (یہ سورتیں) پڑھتی تھی' اور آپ کا ہاتھ اس سے برکت کی امید پر (آپ کے جسم پر) پھیرتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① معوذات سے مراد قرآن مجید کی آخری تین سورتیں ہیں' یعنی سورۂ اخلاص' سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔ ② اگر بیماری ایسی ہو جس کا تعلق پورے جسم سے ہے (مثلاً بخار) یا حفاظت وبرکت کے لیے دم کرنا ہو تو سر سے پاؤں تک پورے جسم پر ہاتھ پھیرنا چاہیے۔ ③ کسی کو دم کیا جائے تو اس کے جسم پر ہاتھ پھیرے جائیں۔ ④ اگر مریض اور دم کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان محرم والا رشتہ ہو یا وہ میاں بیوی ہوں تو دم کرتے وقت مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرنا درست ہے ورنہ اس سے پرہیز کیا جائے۔ ⑤ عورت بھی اپنے آپ کو' دوسری عورتوں کو اور محرم مردوں کو یا خاوند کو دم کر سکتی ہے۔

(المعجم ٣٩) - **بَابُ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ**

(التحفة ٣٩)

باب: ٣٩-تعویذ وغیرہ ڈالنا

٣٥٣٠- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ أُخْتِ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْنَبَ قَالَتْ: كَانَتْ عَجُوزٌ تَدْخُلُ عَلَيْنَا تَرْقِي مِنَ

٣٥٣٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی اہلیہ حضرت زینب (بنت معاویہ ثقفیہ) ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمارے ہاں ایک بڑھیا آیا کرتی تھی۔ وہ سرخ باد کا دم کیا کرتی تھی۔ اور ہمارے پاس لمبے پایوں والی ایک چارپائی تھی۔ حضرت عبداللہ ؓ جب گھر میں داخل ہوتے تو (پہلے) کھانستے اور آواز دیتے

٣٥٢٩ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥٠١٦، ومسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٤٢، ٩٤٣.

٣٥٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في تعليق التمائم، ح: ٣٨٨٣ من حديث الأعمش به * الأعمش عنعن، وتقدم، ح: ١٧٨، وفيه علة أخرٰى، وله شاهد عند الحاكم: ٤/ ٤١٧، ٤١٨، وإسناده ضعيف.

الْحُمْرَةِ. وَكَانَ لَنَا سَرِيرٌ طَوِيلُ الْقَوَائِمِ. وَكَانَ عَبْدُ اللهِ، إِذَا دَخَلَ، تَنَحْنَحَ وَصَوَّتَ. فَدَخَلَ يَوْمًا. فَلَمَّا سَمِعَتْ صَوْتَهُ احْتَجَبَتْ مِنْهُ. فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلٰى جَانِبِي. فَمَسَّنِي فَوَجَدَ مَسَّ خَيْطٍ. فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقُلْتُ: رُقًى لِي فِيهِ مِنَ الْحُمْرَةِ. فَجَذَبَهُ فَقَطَعَهُ، فَرَمٰى بِهِ وَقَالَ: لَقَدْ أَصْبَحَ آلُ عَبْدِ اللهِ أَغْنِيَاءَ عَنِ الشِّرْكِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ».

قُلْتُ: فَإِنِّي خَرَجْتُ يَوْماً فَأَبْصَرَنِي فُلَانٌ. فَدَمَعَتْ عَيْنِي الَّتِي تَلِيهِ. فَإِذَا رَقَيْتُهَا سَكَنَتْ دَمْعَتُهَا. وَإِذَا تَرَكْتُهَا دَمَعَتْ. قَالَ: ذٰلِكِ الشَّيْطَانُ. إِذَا أَطَعْتِهِ تَرَكَكِ، وَإِذَا عَصَيْتِهِ طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي عَيْنِكِ. وَلٰكِنْ لَوْ فَعَلْتِ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، كَانَ خَيْرًا لَكِ وَأَجْدَرَ أَنْ تَشْفِينَ. تَنْضَحِينَ فِي عَيْنِكِ الْمَاءَ وَتَقُولِينَ: أَذْهِبِ الْبَاسَ. رَبَّ النَّاسِ. اِشْفِ، أَنْتَ الشَّافِي. لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

(پھر اندر داخل ہوتے۔) ایک دن وہ تشریف لائے۔ جب اس (بڑھیا) نے ان کی آواز سنی تو ان سے پردہ کرلیا۔ وہ آ کر میرے پاس بیٹھ گئے۔ انھوں نے مجھے ہاتھ لگایا تو انھیں دھاگا محسوس ہوا (جو میں نے گلے میں ڈالا ہوا تھا۔) انھوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اس میں مجھے سرخ باد کا دم کر کے دیا گیا ہے۔ انھوں نے اسے کھینچ لیا اور توڑ کر پھینک دیا۔ اور فرمایا: عبداللہ کے گھر والوں کو شرک کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''دم جھاڑ' تعویذ اور حُبّ کا عمل (یہ سب) شرک ہیں۔''

میں نے کہا: میں ایک دن (گھر سے) نکلی تو فلاں شخص نے مجھے دیکھ لیا۔ میری جو آنکھ اس کی طرف تھی' اس سے پانی بہنے لگا۔ جب میں دم کرواتی تو پانی رک جاتا' جب میں (دم کرائے بغیر) چھوڑ دیتی تو اس سے پانی بہنے لگتا۔ انھوں نے کہا: وہ شیطان تھا' جب تو اس کی مرضی کا کام کرتی تھی' وہ تجھے چھوڑ دیتا' جب اس کی مرضی کے خلاف کرتی' وہ تیری آنکھ میں انگلی مار دیتا۔ لیکن اگر تو وہ کام کرتی جو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا تو تیرے لیے بہتر ہوتا اور تجھے ضرور شفا مل جاتی۔ تو اپنی آنکھ پر پانی کے چھینٹے مار اور کہہ: [أَذْهِبِ الْبَاسَ' رَبَّ النَّاسِ' اِشْفِ' أَنْتَ الشَّافِي' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ' شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''بیماری دور کر دے اے لوگوں کے رب! شفا دے دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا عطا فرما کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔''

فوائد ومسائل: ① مریض پر قرآن کی آیات یا مسنون دعائیں پڑھ کر دم کرنا درست ہے جبکہ شرکیہ دم حرام ہے۔ ② عورتیں عورتوں کو دم کر سکتی ہیں۔ ③ مرد کو اپنے گھر میں آتے وقت بھی آواز دے کر یا کھانس کر یا سلام کر کے آنا چاہیے تاکہ اگر کوئی غیر محرم عورت کسی کام سے آئی ہوئی ہو تو وہ پردہ کر لے۔ ④ بوڑھی عورتوں کو بھی پردہ کرنا چاہیے لیکن زیادہ بوڑھی عورتیں جن کی جسمانی کشش ختم ہو چکی ہو' اگر انھوں نے زیب و زینت نہ کی ہوئی ہو تو ان کے لیے پردہ نہ کرنا جائز ہے۔ (سورۂ نور:٦٠) ⑤ دھاگے پر دم کر کے گلے میں ڈالنا یا بازو اور کمر وغیرہ پر باندھنا منع ہے۔ ⑥ گلے میں پڑا ہوا دھاگا یا تعویذ وغیرہ اتار کر پھینک دینا مقدس کلام کی توہین نہیں بلکہ غلط کام پر ناراضی کا اظہار ہے۔ ⑦ تِوَلَہ (حُبّ کا عمل) ایک قسم کا جادو ٹونا ہے۔ جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ اس کے نتیجے میں خاوند کے دل میں بیوی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ⑧ خاوند کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے ٹونے ٹوٹکوں کے بجائے اس کی اطاعت' اس کا احترام' اس کی خدمت اور اس سے محبت کا اظہار بہتر عمل ہے۔ ⑨ بعض اوقات شرکیہ ٹوٹکوں سے بظاہر فائدہ معلوم ہوتا ہے' یہ اصل میں شیطانی اثر ہوتا ہے تاکہ لوگوں کا اعتقاد ایسے کاموں پر پختہ ہو جائے۔ ⑩ صاف پانی آنکھ کی صفائی کے لیے اچھی چیز ہے' تاہم آنکھ میں چھینٹے زور سے نہیں مارنے چاہییں۔ ⑪ نظر بد کا اثر بھی شیطانی اثر ہے جس کا علاج اللہ سے دعا اور مسنون دم ہے۔ ⑫ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے شواہد وغیرہ ذکر کیے ہیں' نیز اس پر خاصی طویل بحث بھی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللّٰہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٦/١١٠-١١٣' والصحيحة للألباني' رقم:٣٣١' وسنن ابن ماجه بتحقيق محمود محمد محمود حسن نصار' رقم:٣٥٣٠) ⑬ خُمْرَة ایک جلدی بیماری ہے جس میں جائے مرض کے سرخ ہونے کے علاوہ بخار تیز ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات نے اس سے خسرہ وغیرہ کی بیماری مراد لی ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٣٥٣١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ حَلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ

٣٥٣١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ (چھلا یا کڑا) دیکھا تو فرمایا: ''یہ حلقہ کیسا ہے؟'' اس نے کہا: یہ واہنہ کی بیماری کی وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا:

٣٥٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٥ من حديث مبارك بن فضالة عن الحسن قال: أخبرني عمران بن حصين به، وحسنه البوصيري، وهو شاذ مع تدليس ابن فضالة، ورواه أبو عامر صالح بن رستم عن الحسن به عند ابن حبان، ح: ١٤١١، والحاكم: ٤/ ٢١٦، وصححه، ووافقه الذهبي، وعلته الانقطاع بين الحسن وعمران رضي الله عنه.

الْحَلْقَةُ؟» قَالَ: هٰذِهِ مِنَ الْوَاهِنَةِ. قَالَ: «انْزِعْهَا، فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْناً».

''اسے اتار دے' اس سے تیری کمزوری میں اضافہ ہی ہوگا۔''

فائدہ: واہنہ ایک بیماری ہے جس سے بازو کی ایک رگ میں تکلیف ہوتی ہے۔ اہل عرب اس کے علاج کے لیے ایک خاص قسم کا منکا بازو پر باندھ لیتے تھے۔ ایسے توہمات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ النُّشْرَةِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- آسیب (اور جن) کے اثر کا علاج

٣٥٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّ جُنْدُبٍ [قَالَتْ]: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ انْصَرَفَ. وَتَبِعَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ، وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، بِهِ بَلَاءٌ، لَا يَتَكَلَّمُ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا ابْنِي وَبَقِيَّةُ أَهْلِي. وَإِنَّ بِهِ بَلَاءً. لَا يَتَكَلَّمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ائْتُونِي بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ» فَأُتِيَ بِمَاءٍ. فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ أَعْطَاهَا. فَقَالَ: «اسْقِيهِ مِنْهُ، وَصُبِّي عَلَيْهِ مِنْهُ، وَاسْتَشْفِي اللهَ لَهُ» قَالَتْ: فَلَقِيتُ الْمَرْأَةَ فَقُلْتُ: لَوْ وَهَبْتِ لِي مِنْهُ فَقَالَتْ: إِنَّمَا هُوَ لِهٰذَا الْمُبْتَلٰى. قَالَتْ: فَلَقِيتُ الْمَرْأَةَ مِنَ الْحَوْلِ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْغُلَامِ فَقَالَتْ: بَرَأَ وَعَقَلَ عَقْلًا لَيْسَ كَعُقُولِ النَّاسِ.

۳۵۳۲- حضرت ام جندب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وادی کے نشیبی حصے میں کھڑے ہو کر بڑے جمرے پر کنکریاں ماریں' پھر واپس ہوئے۔ قبیلۂ خثعم کی خاتون آپ کے پیچھے چل پڑی۔ اس کے پاس ایک بچہ تھا جسے آسیب کی شکایت تھی اور وہ بات نہیں کرتا تھا۔ اس خاتون نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا ہے اور میرے گھر میں یہی باقی بچا ہے اور اسے آسیب ہے' یہ کلام نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس تھوڑا سا پانی لاؤ۔'' پانی لایا گیا۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور کلی کی' پھر (یہ مستعمل پانی) اسے دے دیا اور فرمایا: ''کچھ پانی اسے پلا دینا' کچھ اس کے اوپر ڈال دینا' اور اس کے لیے اللہ سے شفا کی دعا کرنا۔'' ام جندب ؓ نے فرمایا: میں اس عورت سے ملی اور کہا: اس میں سے تھوڑا سا (متبرک پانی) مجھے بھی دے دو۔ اس نے کہا: یہ تو اس بیمار کے لیے ہے۔ ام جندب ؓ نے فرمایا: ایک سال بعد اس عورت سے میری ملاقات ہوگئی تو میں نے اس لڑکے

٣٥٣٢_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٣١.

کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: وہ صحت یاب ہو گیا ہے اور ایسا عقل مند ہو گیا ہے جو (عام) لوگوں کی طرح نہیں (بلکہ ان سے بڑھ کر عقل مند ہو گیا ہے۔)

(المعجم ٤١) - بَابُ الاِسْتِشْفَاءِ بِالْقُرْآنِ

(التحفة ٤١)

باب:۴۱- قرآن مجید کے ساتھ حصول شفا

٣٥٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا سَعَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ».

۳۵۳۳- حضرت علی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر دوا قرآن ہے۔''

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۵۰۱

(المعجم ٤٢) - بَابُ قَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ

(التحفة ٤٢)

باب:۴۲- دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنا

٣٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ ذِي الطُّفْيَتَيْنِ. فَإِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيبُ الْحَبَلَ.

يَعْنِي حَيَّةً خَبِيثَةً.

۳۵۳۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے دو دھاریوں والے سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ بینائی ضائع کر دیتا ہے اور حمل کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(دھاریوں والے سے) مراد ایک برا سانپ ہے۔

٣٥٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۳۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٥٣٣ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٣٥٠١.

٣٥٣٤ـ أخرجه مسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٢ عن ابن أبي شيبة به.

٣٥٣٥ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب قول الله تعالى: وبث فيها من كل دابة، ح: ٣٢٩٩ تعليقًا عن يونس من حديث الزهري به، ومسلم، السلام، الباب السابق، ح: ٢٢٣٣/ ١٣ من حديث ابن وهب به.

السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ. فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپوں کو قتل کرو اور دو لکیروں والے سانپ کو اور دم کٹے سانپ کو قتل کر دو کیونکہ یہ بینائی ضائع کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① لکیروں والے سانپ سے مراد ایک خاص قسم کا سانپ ہے جس کی پیٹھ پر دو لکیریں ہوتی ہیں۔ ② دم کٹے سانپ سے مراد وہ سانپ ہے جس کی دم دوسرے سانپوں کی طرح مخروطی نہیں ہوتی بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دم کاٹ دی گئی ہو۔ ③ یہ سانپ زیادہ زہریلے ہوتے ہیں۔ ان کے کاٹنے سے آدمی کی بینائی ختم ہو سکتی ہے اور عورت کا حمل ساقط ہو سکتا ہے۔ ④ سانپ کی بہت سی قسمیں زہریلی نہیں ہوتیں' انھیں مارنا ضروری نہیں۔ ⑤ گھر میں سانپ نظر آئے تو اسے تنبیہ کرنی چاہیے کہ چلا جا ورنہ ہم تجھے مار دیں گے۔ (صحيح مسلم' السلام' باب قتل الحيات وغيرها' حديث:۲۲۳۶) اگر وہ جن ہوگا تو چلا جائے گا ورنہ اسے مار دیا جائے۔ ⑥ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: [حَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا] (حواله مذكوره بالا) اس کی تشریح دو طرح سے کی گئی ہے: ایک یہ کہ اسے تین بار تنبیہ کرو۔ اور دوسرے یہ کہ تین دن تنبیہ کرو۔ اگر اس کے بعد بھی نظر آئے تو مار دو۔ (فتح الباري:۶/۴۲۰)

(المعجم ٤٣) - بَابُ مَنْ كَانَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- اچھی فال پسند کرنا اور بدشگونی کو برا جاننا

٣٥٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ، وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ.

۳۵۳۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کو اچھا شگون لینا پسند تھا اور بدفالی ناپسند تھی۔

٣٥٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۵۳۷- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' نبی

٣٥٣٦ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شاهد من حديث عائشة رضي الله عنها عند أحمد، والحاكم: ١/ ٣٢.

٣٥٣٧ـ أخرجه البخاري، الطب، باب لا عدوى، ح: ٥٧٧٦، ومسلم، السلام، باب الطيرة والفأل، وما يكون فيه الشؤم، ح: ٢٢٢٤/ ١١٢ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ».

ﷺ نے فرمایا: ''بیماری کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں' بدفالی کچھ نہیں' اور میں اچھی فال کو پسند کرتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اہل عرب کسی کام کے لیے جاتے تو راستے میں بیٹھے ہوئے کسی پرندے یا ہرن وغیرہ کو کنکر مارتے اور دیکھتے کہ وہ کس طرف جاتا ہے۔ اگر وہ دائیں طرف جاتا تو کہتے کام ہو جائے گا۔ اگر بائیں طرف جاتا تو کہتے یہ کام نہیں ہوگا' یا اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا' اور کام کیے بغیر واپس ہو جاتے۔ ② اس انداز سے فال لینا شرعاً منع ہے۔ ③ ہندسوں اور حرفوں پر انگلی رکھنا' طوطے سے فال نکلوانا اور اس قسم کے مختلف طریقوں سے فال نکالنا سب منع ہے۔ ④ جائز فال صرف اس قدر ہے کہ بلا ارادہ کوئی اچھا لفظ کان میں پڑے اور انسان اس کی وجہ سے یہ امید رکھے کہ اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب کر دے گا۔ اس میں سننے والے کے قصد وارادے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

۳۵۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الطِّيَرَةُ شِرْكٌ. وَمَا مِنَّا إِلَّا. وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ».

۳۵۳۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدفالی شرک ہے۔ اور ہم میں سے ہر کسی کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اسے دفع کر دیتا ہے۔''

فائدہ: اگر کسی موقع پر دل میں بدشگونی کا تصور پیدا ہو جائے تو اس کا علاج اللہ پر توکل ہے' یعنی یہ حقیقت ذہن میں لائی جائے کہ خیر وشر کا مالک اللہ ہے۔ یہ پرندے اور دوسری مخلوقات کسی مصیبت کا باعث نہیں۔

۳۵۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۳۵۳۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوت کی کوئی حقیقت نہیں' بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں' کھوپڑی کے الو کی

۳۵۳۸ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الطيرة، ح: ۳۹۱۰ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح: ۱۶۱۴، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۹/ ۳۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۴۲۷، والحاكم: ۱/ ۱۸، ورواه شعبة عن سلمة بن كهيل به(هق: ۸/ ۱۳۹).

۳۵۳۹ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۴/ ۳۰۷ من حديث أبي الأحوص به، وهو في المصنف: ۹/ ۴۰، وصححه البوصيري * سماك عن عكرمة تقدم حاله، ح: ۱۷۱، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

ﷺ: «لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ».

کوئی حقیقت نہیں اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مریض سے صحت مند کو بیماری نہیں لگتی۔ ② موجودہ دور کے سائنس دان اور ڈاکٹر جراثیم کے ذریعے سے بیماری پھیلنے کے قائل ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہیں کہ جراثیم تبھی اثر کر سکتے ہیں جب جسم میں موجود قوت مدافعت کمزور ہو جائے۔ گویا اصل سبب جراثیم کا وجود نہیں بلکہ جسم کے حفاظتی نظام کی کمزوری ہے۔ ③ اہل عرب کا ایک غلط خیال یہ بھی تھا کہ اگر مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک الو نکل کر چیختا ہے۔ جب بدلہ لے لیا جائے تو مقتول کی روح کو تسکین ہو جاتی ہے اور الو خاموش ہو جاتا ہے۔ حدیث اس توہم کی تردید کرتی ہے۔ ④ صفر سے مراد محرم کے بعد والا مہینہ ہے جسے نامبارک سمجھا جاتا تھا۔ حقیقت میں کوئی دن، مہینہ یا عدد منحوس نہیں ہوتا۔ ⑤ عربوں کا ایک غلط خیال یہ بھی تھا کہ بھوک پیٹ میں موجود ایک کیڑے کی وجہ سے لگتی ہے۔ اسے صفر کہتے تھے۔ یہ بھی ان کا وہم تھا۔

٣٥٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ» فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْبَعِيرُ يَكُونُ بِهِ الْجَرَبُ فَتَجْرَبُ بِهِ الْإِبِلُ. قَالَ: «ذٰلِكَ الْقَدَرُ. فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ؟».

۳۵۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ بیماری متعدی ہوتی ہے' نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اور نہ الو کی کوئی حقیقت ہے۔'' ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک خارشی اونٹ سے تمام اونٹوں کو خارش لگ جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ تقدیر ہے' پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟''

فائدہ: اگر ایک اونٹ کو دوسرے سے خارش لگی اور دوسرے کو تیسرے سے تو کوئی اونٹ تو ایسا ہوگا جس کو دوسرے سے نہیں لگی ہوگی تو جس سبب سے وہ بیمار ہوا' اسی سبب سے بعد والے بیمار ہو سکتے ہیں' خواہ انھیں کوئی بیمار ملے یا نہ ملے۔

٣٥٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

۳۵۴۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیمار اونٹوں والا تندرست

٣٥٤٠_ [صحيح] تقدم، ح: ٨٦.

٣٥٤١_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٤ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في المصنف: ٩/ ٤٥، وله شواهد عند البخاري، ح: ٥٧٧٤ وغيره.

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُورِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ».

اونٹوں والے کے ساتھ (اپنے اونٹوں کو) پانی نہ پلائے۔"

فائدہ: اس ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ اگر اللہ کے حکم سے تندرست اونٹوں کو بیماری لگ گئی تو مالک کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے کہ یہ بیماری بیمار اونٹوں کے ساتھ تندرست اونٹ چرانے یا انھیں ان کے ساتھ پانی پلانے سے لگی ہے' لہٰذا ایمان کی حفاظت کے لیے ایسا کام ہی نہ کیا جائے جس سے صحیح عقیدے کے منافی وسوسے پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ الْجُذَامِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۴-کوڑھ کا مرض

٣٥٤٢- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ، وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى، وَمُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ. قَالُوا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ مَجْذُومٍ، فَأَدْخَلَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ. ثُمَّ قَالَ: «كُلْ. ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللهِ».

۳۵۴۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں ڈال دیا (اور اسے کھانے میں شریک کرلیا۔) پھر فرمایا: "کھا' اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے۔"

٣٥٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي الْخَصِيبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۳۵۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جذام کے مریضوں کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھو۔"

٣٥٤٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الطيرة، ح: ٣٩٢٥ من حديث يونس بن محمد به، وقال الترمذي "غريب"، ح: ١٨١٧، وضعفه العقيلي، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٦، ١٣٧، والذهبي، وحسنه العسقلاني، والمناوي * المفضل بن فضالة البصري ضعيف.

٣٥٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ٨/ ١٣٢، ٩/ ٤٤ عن وكيع به، وضعفه الحافظ في الفتح، وأورده الضياء في المختارة، وللحديث شواهد كثيرة.

عُثْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُدِيمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُومِينَ».

فوائد ومسائل: ① ایسے مریض کو مسلسل دیکھنے سے اس کا دل دکھے گا' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② کسی بھی مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ آواز سے یہ دعا پڑھنی چاہیے: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا] ''اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بیماری سے عافیت میں رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا۔ اور اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے لوگوں پر مجھے فضیلت بخشی۔'' اس کی برکت سے دعا پڑھنے والا اس بیماری سے محفوظ رہے گا۔ (سنن ابن ماجہ' حدیث: ٣٨٩٢)

٣٥٤٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الشَّرِيدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: «اِرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْنَاكَ».

٣٥٤٤- حضرت عمرو رحمہ اللہ اپنے والد حضرت شرید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ ثقیف کے وفد میں ایک مجذوم آدمی تھا۔ نبی ﷺ نے اسے پیغام بھیجا: ''واپس چلا جا' ہم نے تیری بیعت لے لی۔''

فوائد ومسائل: ① مجذوم کو چاہیے کہ عام لوگوں سے الگ رہے تاکہ لوگوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچے۔ ② بیعت ایک وعدے کا نام ہے' اس میں مصافحہ صرف تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ بغیر مصافحے کے بھی بیعت ہو جاتی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ (صحیح البخاري' الأحكام' باب بيعة النساء' حديث:٧٢١٤)

(المعجم ٤٥) - بَابُ السِّحْرِ (التحفة ٤٥)

باب:٤٥- جادو کا بیان

٣٥٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ، يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ

٣٥٤٥- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بنو زریق کے ایک یہودی نے نبی ﷺ پر جادو کیا۔ اس شخص کا نام لبید بن اعصم تھا۔ حتی کہ (یہ حالت ہوگئی کہ) نبی ﷺ کو یہ خیال ہوتا

٣٥٤٤_ أخرجه مسلم، السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوه، ح: ٢٢٣١ من حديث هشيم به.

٣٥٤٥_ أخرجه مسلم، السلام، باب السحر، ح: ٢١٨٩ من حديث ابن نمير به.

ابْنُ الْأَعْصَمِ. حَتَّى كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَلَا يَفْعَلُهُ. قَالَتْ: حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، أَوْ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ قَالَ: «يَاعَائِشَةُ! أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ جَاءَنِي رَجُلَانِ. فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي. وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي. فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلِي، أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلِي لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ. قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ. قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ».

کہ آپ فلاں کام کرلیں گے‘ اور اسے کر نہ سکتے۔ ایک دن یا ایک رات کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوب دعا کی۔ اس کے بعد فرمایا: ”عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جس کام کے بارے میں رہنمائی طلب کی تھی‘ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں میری رہنمائی فرما دی ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک میرے سر کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا۔ میرے سر کے پاس بیٹھے ہوئے نے میرے پاؤں کے پاس بیٹھے ہوئے سے‘ یا پاؤں کے پاس بیٹھے ہوئے نے سر کے پاس بیٹھے ہوئے سے کہا: اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: جادو کس نے کیا؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں؟ اس نے کہا: کنگھی میں‘ کنگھی کے ساتھ اترے ہوئے (سر کے) بالوں میں اور نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: ذی اروان کے کنویں میں۔“

قَالَتْ: فَأَتَاهَا النَّبِيُّ ﷺ، فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: «وَاللهِ يَا عَائِشَةُ! لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ. وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ».

ام المومنین ؓ بیان فرماتی ہیں: نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کے ہمراہ اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ واپس آنے کے بعد فرمایا: ”قسم اللہ کی! عائشہ! اس کنویں کا پانی ایسا تھا جیسے پانی میں مہندی بھگوئی گئی ہو۔ اور کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر۔“

قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ قَالَ: «لَا. أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا».

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے جلا کیوں نہ دیا؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی ہے اور میں نہیں پسند کرتا کہ لوگوں میں

اس کی وجہ سے شر پھیلاؤں۔''

فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

پھر نبی ﷺ کے حکم سے یہ چیزیں دفن کر دی گئیں۔

فوائد ومسائل: ① جادو ایک شیطانی عمل ہے جس کی وجہ سے انسان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ② جادو حرام اور کفر ہے کیونکہ اس میں شیطانوں سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس طرح کے الفاظ کہے جاتے ہیں جن میں شیطانوں کی تعریف ہوتی ہے اور کفریہ باتیں ہوتی ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر ہو جانا منصب نبوت کے منافی نہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ جادوگروں کے جادو کی وجہ سے ان کی رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ سمجھ کر ڈر گئے تھے۔ (سورۂ طہٰ: ٦٦، ٦٧) ④ یہودی جادو کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ نبی ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے جادو کے اثر سے کمزوری اور کسلمندی محسوس کی تاکہ یہود کو معلوم ہو جائے کہ جادو کے عمل میں کوئی کمی نہیں رہ گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جادو کے مؤثر ہونے کے باوجود اپنے نبی کو محفوظ رکھا، جس طرح یہود نے نبی ﷺ کو زہریلا گوشت کھلا دیا لیکن نبی ﷺ زہر کے اثر سے محفوظ رہے۔ ⑥ بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ اس سے کفار کے اس الزام کی تائید ہوتی ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہے جس کا ذکر سورۂ فرقان آیت ٨ میں ہے، لیکن یہ اعتراض اس لیے غلط ہے کہ کفار قرآن مجید کو اور رسول اللہ ﷺ کی دعوت اور محنت کو جنون اور جادو کا اثر قرار دیتے تھے۔ اس حدیث کا کفار کے اس قول سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑦ نبی انسان ہوتے ہیں، اس لیے وہ جسمانی تشدد اور ذہنی پریشانی سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ جس طرح طائف اور اُحد میں کفار کے ہاتھوں آپ زخمی ہوئے۔ یہ چیز منصب نبوت کے منافی نہیں۔ ⑧ نبی ﷺ بھی مشکلات کے حل کے لیے اللہ سے دعا فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی دور فرما دیتا تھا۔ ⑨ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، البتہ وحی کے ذریعے سے آپ کو غیبی امور کی اطلاع دے دی جاتی تھی۔ ⑩ جن چیزوں کو جادو کے عمل میں استعمال کیا جائے انھیں جلا دینا یا زمین میں دبا دینا درست ہے۔ ⑪ رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے کو زیادہ اہمیت نہیں دی تاکہ بے فائدہ تشہیر نہ ہو بلکہ صبر فرمایا، اور یہودیوں کو سزا بھی نہیں دی۔ ⑫ اس کنویں کے پانی کا رنگ غالباً عدم استعمال کی وجہ سے تبدیل ہو گیا تھا اور مہندی کے پانی کی طرح سرخ معلوم ہوتا تھا۔ واللّٰہ أعلم.

٣٥٤٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا

٣٥٤٦- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، ام المومنین ام سلمہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے

٣٥٤٦ـ **[إسناده ضعيف]** * أبوبكر العنسي مجهول كما قال ابن عدي، وضعفه البوصيري، وقال صاحب التقريب: "وأنا أحسب أنه (أبوبكر) ابن أبي مريم الذي تقدم" انظر، ح: ١٤٨٠.

بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعَنْسِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ،[وَ] مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ، الْمِصْرِيَّيْنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! لَا يَزَالُ يُصِيبُكَ، كُلَّ عَامٍ، وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتَ. قَالَ: «مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِنْهَا، إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ، وَآدَمُ فِي طِينَتِهِ».

رسول! آپ نے جو زہریلی بکری کا گوشت کھایا تھا اس کی وجہ سے آپ کو ہر سال تکلیف ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی وجہ سے جو مصیبت پہنچی ہے، وہ تو اس وقت میری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی (کی شکل) میں تھے۔''

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْفَزَعِ وَالْأَرَقِ وَمَا يُتَعَوَّذُ مِنْهُ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶- پریشانی اور بے خوابی اور جن چیزوں سے اللہ کی پناہ لی جاتی ہے

٣٥٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ، إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا، قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْمَنْزِلِ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْهُ».

۳۵۴۷- حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص کسی منزل پر ٹھہرتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو اسے اس کے کوچ کرنے تک اس منزل میں کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچائے گی۔ (دعا یہ ہے:) [أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ] ''میں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① سفر میں کسی مقام پر دوپہر یا رات کو آرام کرنے کے لیے رکنا پڑے تو جانوروں کو بٹھا کر سامان اتار کر یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔ ② کسی ہوٹل میں ٹھہرتے وقت بھی اپنے کمرے میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھ لیں۔ ③ اللہ کی تعریف کے کلمات اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات مقدسہ کے ذکر میں بہت

٣٥٤٧ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٣٩٥ من حديث وهيب به نحوه، وأخرجه مسلم، الدعوات، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، ح: ٢٧٠٨ من حديث يعقوب عن بسر بن سعيد عن سعد عن خولة به.

برکات ہیں۔ ④ اللہ کی صفات کی پناہ لینے سے مراد اللہ کی ذات کی پناہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے متصف ہے۔

٣٥٤٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: لَمَّا اسْتَعْمَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الطَّائِفِ، جَعَلَ يَعْرِضُ لِي شَيْءٌ فِي صَلَاتِي، حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي. فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ، رَحَلْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «ابْنُ أَبِي الْعَاصِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «مَا جَاءَ بِكَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَرَضَ لِي شَيْءٌ فِي صَلَاتِي، حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي. قَالَ: «ذَاكَ الشَّيْطَانُ. اُدْنُ» فَدَنَوْتُ مِنْهُ. فَجَلَسْتُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيَّ. قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِي بِيَدِهِ، وَتَفَلَ فِي فَمِي، وَقَالَ: «اُخْرُجْ، عَدُوَّ اللهِ» فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ثُمَّ قَالَ: «اِلْحَقْ بِعَمَلِكَ».

۳۵۴۸ - حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف میں عامل مقرر فرمایا تو مجھے نماز میں (پریشان کن) خیالات آنے لگے حتی کہ مجھے یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں سفر کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے (تعجب سے) فرمایا: ''ابن ابی العاص ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آ کیوں گئے؟'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے نماز میں ایسی صورت حال پیش آتی ہے کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ شیطان کی طرف سے (شرارت) ہے۔ میرے قریب آؤ۔'' میں نبی ﷺ کے قریب ہو گیا اور پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں تھتکارا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے دشمن! نکل جا۔'' آپ نے تین بار اس طرح کیا۔ پھر فرمایا: ''اپنے کام پر چلے جاؤ۔''

قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: فَلَعَمْرِي مَا أَحْسِبُهُ خَالَطَنِي بَعْدُ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری عمر گواہ ہے کہ اس کے بعد شیطان نے مجھے پریشان نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① شیطان مومن کو نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ ② شیطان کے وسوسے

٣٥٤٨ـ [إسناده صحيح] وصححه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٢٠٣/ ٦٨.

پریشان کن حد تک بھی پہنچ سکتے ہیں' اس صورت میں اللہ سے دعا کرنا اور معوذتین وغیرہ پڑھنا مفید ہے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ کی نظر میں نماز کی اہمیت عہدے اور دوسرے فرائض منصبی سے بڑھ کر تھی۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے شیطان دور ہو گیا۔ ④ شاگرد اور عقیدت مند افراد کی مشکل کے حل کے لیے دعا اور دم وغیرہ سے بھی مدد لی جا سکتی ہے' خاص طور پر جب مشکل روحانی قسم کی ہو۔ ⑤ نبی ﷺ کے مقام ومرتبہ کی وجہ سے شیطان آپ کے کہنے سے نکل جاتا تھا۔ اور اس کے بعد اس شخص کو تنگ کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

⑥ شیطان انسان کے اندر داخل ہوتا ہے اور مسنون اذکار وادعیہ کی برکت سے نکل جاتا ہے۔

٣٥٤٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ حَيَّانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَنَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّ لِي أَخًا وَجِعًا. قَالَ: «مَا وَجَعُ أَخِيكَ؟» قَالَ: بِهِ لَمَمٌ. قَالَ: «اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ» قَالَ: [فَذَهَبَ] فَجَاءَ بِهِ، فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَسَمِعْتُهُ عَوَّذَهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَرْبَعِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْبَقَرَةِ، وَآيَتَيْنِ مِنْ وَسَطِهَا: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ [البقرة: ١٦٣] وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ، وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ خَاتِمَتِهَا، وَآيَةٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ أَحْسِبُهُ قَالَ: ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ وَآيَةٍ مِنَ الْأَعْرَافِ: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ

٣٥٤٩- حضرت ابولیلیٰ انصاری ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرا بھائی بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے بھائی کو کیا بیماری لاحق ہے؟'' اس نے کہا: جنون کی شکایت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اسے میرے پاس لاؤ۔'' وہ جا کر اسے لے آیا۔ نبی ﷺ نے اس (مریض) کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ میں نے سنا کہ نبی ﷺ نے اس پر مندرجہ ذیل آیات پڑھیں (اور دم کیا۔) سورۂ فاتحہ' سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں' اس (سورۂ بقرہ) کے درمیان سے دو آیتیں: ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ......﴾ (آیت: ١٦٣) اور آیت الکرسی (آیت: ٢٥٥) اور تین آیتیں اس کے آخر سے (٢٨٤ تا ٢٨٦)' سورۂ آل عمران سے ایک آیت۔ غالباً یہ آیت تھی: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ......﴾ (آیت: ١٨)' سورۂ اعراف کی ایک

٣٥٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن السني في عمل اليوم والليلة، ح: ٦٣٢ من حديث أبي جناب بن أبي حية به، وتقدم حاله، ح: ٨٦، وقال البوصيري فيه: "ضعيف مدلس"، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٥/ ١٢٨ من طريق عمر بن علي عن أبي جناب عن عبدالله بن عيسٰى عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى به، وهذه علة أخرٰى ومع ذلك صححه الحاكم كما في الزوائد.

أَللَّهُ﴾ [الأعراف: ٥٤]، وَآيَةٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ: ﴿وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَـٰنَ لَهُۥ بِهِۦ﴾ [المؤمنون: ١١٧] وَآيَةٍ مِنَ الْجِنِّ: ﴿وَأَنَّهُۥ تَعَـٰلَىٰ جَدُّ رَبِّنَا﴾ [الجن: ٣]، وَعَشْرِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الصَّافَّاتِ، وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ الْحَشْرِ: و﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ [الإخلاص:١] وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ. فَقَامَ الْأَعْرَابِيُّ قَدْ بَرَأَ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

ایک آیت: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ......﴾ (آیت ۵۴)، سورۂ مومنون کی ایک آیت: ﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَابُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ......﴾ (آیت ۱۱۷)، سورۂ جن کی ایک آیت: ﴿وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا......﴾ (آیت ۳)، سورۂ صافات کی پہلی دس آیات، سورۂ حشر کی آخری تین آیات، سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (مکمل) اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس مکمل)، چنانچہ اعرابی صحت یاب ہوکر کھڑا ہوگیا، اسے کوئی تکلیف نہ رہی۔

◆